آپ کے مسائل
اور اُن کا حل
جلد ششم
تجارت یعنی خرید
وفروخت اور محنت
واجرت کے مسائل،
قسطوں کا کاروبار،
قرض کے مسائل،
وراثت اور وصیت
حضرت مولانا
محمد یوسف لدھیانوی
شہید

اور

اُن کا حل

جلد ششم

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

حکومت پاکستان کاپی رائٹس رجسٹریشن نمبر ۱۱۷۲۱

قانونی مشیر اعزازی : --------- حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

اشاعت : --------------- ستمبر ۱۹۹۸ء

قیمت : ---------------

ناشر: --------------- مکتبہ لدھیانوی

18- سلام کتب مارکیٹ، بنوری ٹاؤن کراچی

برائے رابطہ: -------------- جامع مسجد باب رحمت

پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ، کراچی

فون: 7780337-7780340

پیش لفظ

مرشدی حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی کا مقبول ترین سلسلہ وار کالم "آپ کے مسائل اور ان کا حل" جو ۱۹۷۸ء سے جنگ کے اسلامی صفحہ اقراء کی زینت بن رہا ہے اور لاکھوں افراد جمعہ کے دن اس سے اپنی علم تشنگی دور کرتے ہیں اور دینی مسائل کے مطابق اپنی زندگی کو ڈھالتے ہیں اور ہزاروں افراد کی زندگیوں میں اس کالم نے انقلاب برپا کیا جس کے شاہد ہزاروں خطوط ہیں جو حضرت اقدس کو موصول ہوتے ہیں اس کی مقبولیت کے پیش نظر فیصلہ کیا گیا تھا کہ اس سلسلے کو کتابی شکل دی جائے تاکہ اخبارات کے صفحات پر بکھرے ہوئے گلدستہ یوسفی کے یہ علمی پھول فقہی خزانے کی شکل میں محفوظ ہو جائیں اور تاقیامت حضرت اقدس زیدہ مجدہم کیلئے صدقہ جاریہ رہیں۔ الحمد للہ حضرت اقدس کی نظر ثانی کے بعد ۱۹۸۶ء میں پہلی جلد منظر عام پر آئی اور آج الحمد للہ ماہ ربیع الاول ۱۴۱۶ھ کے مبارک موقع پر چھٹی جلد کی تکمیل کی سعادت حاصل ہو رہی ہے۔ اس جلد میں خرید و فروخت اور وراثت کے مسائل کو یکجا کیا گیا ہے۔ عام طور پر تجارت کے بارے میں یہ تصور ہے کہ یہ دنیاوی معاملہ ہے۔ دین سے اس کا کیا تعلق لیکن نبی آخر الزمان صلی اللہ علیہ وسلم نے دیانت دار اور سچے تاجر کو انبیاء علیہم السلام اور صدیقین اور شہداء کی معیت کی خوش خبری سنا کر واضح کر دیا کہ دینی احکامات تجارت کیلئے لازمی اور ضروری ہیں۔ چھٹی جلد کی تیاری میں اللہ رب العزت کے فضل و کرم و توفیق الٰہی کے ساتھ رفقاء محترم مولانا سعید احمد جلالپوری، محترم ڈاکٹر شہیر الدین علوی، جناب عبداللطیف طاہر، محمد وسیم غزالی، مولانا محمد نعیم امجد، مولانا عزیز الرحمٰن، جناب محمد عتیق الرحمان، میر شکیل الرحمٰن، میر جاوید الرحمٰن، عزیزم عبدالرزاق کی محنتیں اور کوششیں شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو اپنی طرف سے بے بہا بدلہ عطا فرمائے اور اس کتاب کو حضرت اقدس محدث العصر مولانا سید محمد یوسف بنوری نور اللہ مرقدہ، مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی ولی حسن ٹونکی رحمہ اللہ، قائد اہلسنّت مولانا مفتی احمد الرحمٰن رحمتہ اللہ علیہ اور مرشدی حضرت اقدس مولانا محمد یوسف لدھیانوی (اللہ تعالیٰ ان کا سایہ تادیر سلامت رکھے) کیلئے صدقہ جاریہ بنائے۔

محمد جمیل خان

انچارج اقراء اسلامی صفحہ جنگ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست

تجارت، خرید و فروخت، محنت و اجرت کے مسائل

خرید و فروخت اور محنت مزدوری کے اصول اور ضابطے

مکان، دکان، سامان کرایہ پر دینا اور مزارعت (یعنی بٹائی پر زمین دینا)

قسطوں کا کاروبار

قرض کے مسائل

کمیشن

وراثت

ورثہ کی تقسیم کا ضابطہ اور عام مسائل

لڑکیوں کو وراثت سے محروم کرنا

نابالغ' یتیم' معذور' رضاعی اور منہ بولی اولاد کا ورثہ میں حصہ

سوتیلے اعزہ میں تقسیم وراثت کے مسائل ۳۱۲

ترکہ میں بھائی، بہن، بھتیجے، پھوپھی وغیرہ کا حصہ ۳۲۱

مورث کی زندگی میں جائداد کی تقسیم ۳۴۵

عورت کی موت پر جہیز و مہر کے حقدار ۳۵۱

جائداد کی تقسیم میں ورثاء کا تنازع ۳۵۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خرید و فروخت اور محنت مزدوری کے اصول اور ضابطے

تجارت میں منافع کی شرعی حد کیا ہے

س ــــ تجارت میں منافع کس قدر جائز ہے اس کی حد شرعی متعین ہے یا نہیں؟
ج ــــ نہیں۔ منافع کی حد تو مقرر نہیں ہے البتہ بازار کی عام اور متعارف قیمت سے زیادہ وصول کرنا اور لوگوں کی مجبوری سے غلط فائدہ اٹھانا جائز نہیں۔

کیا اسلام میں منافع کی شرح کا تعین کیا گیا ہے

س ..... میں جناب کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں جس کی وجہ سے آج کل عام لوگ بہت زیادہ پریشان ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی دکاندار کسی چیز پر جتنا زیادہ بھی منافع وصول کرے آیا وہ شرعی طور پر درست ہے؟ مثلاً ایک کپڑے کا بیوپاری دس روپے گز کے حساب سے کپڑا خریدتا ہے اور اسے تیس روپے گز میں فروخت کرتا ہے تو کیا اس طرح اصل قیمت سے دوگنا زیادہ رقم منافع کی صورت میں وصول کرنا درست ہے؟ یہی مثال میکینکوں کی ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص اپنی گھڑی کسی میکینک کے پاس ٹھیک کروانے کے لئے لے جاتا ہے تو وہ میکینک گاہک کے انجانے پن کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے اس سے تیس چالیس روپے بٹور لیتا ہے جبکہ اصل نقص

چاہے دو چار روپے کا ہو اور گھڑی ٹھیک کرنے میں میکینک کا وقت چاہے دو چار منٹ ہی کیوں نہ صرف ہو تو کیا اس کی یہ کمائی جائز ہے؟ اسلام چونکہ دین فطرت ہے اور اس طرح کسی کی ناجائز کھال اتارنے کی اجازت کبھی نہیں دے گا اس لئے براہ کرم یہ وضاحت کر دیں کہ اسلام میں منافع کی شرح کے تعین کا کیا طریقۂ کار ہے؟

ج...... شریعت نے منافع کا تعین نہیں فرمایا کہ اتنا جائز ہے اور اتنا جائز نہیں، تاہم شریعت صریح ظلم کی اجازت نہیں دیتی (جسے عرف عام میں "جیب کاٹنا" کہا جاتا ہے)۔ جو شخص ایسی منافع خوری کا عادی ہو اس کی کمائی سے برکت اٹھ جاتی ہے اور حکومت کو اختیار دیا گیا ہے کہ منصفانہ منافع کا ایک معیار مقرر کر کے زائد منافع خوری پر پابندی عائد کر دے۔

حدیث میں کن چھ چیزوں کا تبادلے کے وقت برابر اور نقد ہونا ضروری ہے

س...... میں نے ایک حدیث سنی جس میں چند اشیاء کا ذکر ہے اس کو خریدتے وقت یعنی ضروری ہے کہ برابر، برابر اس کا بدل دے اور اسی وقت یعنی ہاتھ ہی ہاتھ لوٹائے پوچھنا یہ ہے کہ وہ کونسی اشیاء ہیں جن میں ان شرطوں کا لحاظ رکھنا ضروری بتلایا گیا ہے اور اگر کوئی شخص ان شرطوں کا لحاظ نہیں کرتا تو وہ خرید و فروخت حرام کے درجہ میں داخل ہو جاتی ہے۔ براہ مہربانی اس قسم کی کوئی حدیث بھی ذکر فرمادیں۔

ج...... جو چیزیں بھی ناپ کر یا تول کر فروخت کی جاتی ہیں جب ان کا تبادلہ ان کی جنس کے ساتھ کیا جائے تو ضروری ہے کہ دونوں چیزیں برابر، برابر ہوں اور یہ معاملہ دست بدست کیا جائے اس میں ادھار بھی ناجائز ہے اور کمی بھی ناجائز ہے مثلاً گیہوں کا تبادلہ گیہوں کے ساتھ کیا جائے تو دونوں باتیں ناجائز ہوں گی یعنی کمی بھی ناجائز اور ادھار بھی ناجائز اور اگر گیہوں کا تبادلہ مثلاً جو کے ساتھ کیا جائے تو کمی جائز، مگر ادھار ناجائز ہے۔ وہ حدیث یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ چیزوں کا ذکر فرمایا سونا، چاندی، گیہوں، جو، کھجور، نمک اور فرمایا کہ جب سونا سونے کے بدلے، چاندی چاندی کے بدلے، گیہوں، گیہوں کے بدلے، جو، جو کے بدلے، کھجور، کھجور کے بدلے، نمک، نمک کے بدلے فروخت کیا جائے تو برابر ہونا چاہئے اور ایک ہاتھ لے دوسرے ہاتھ دے۔ کمی سود ہے۔ (مسند احمد ص ۲۳۲ ج ۲)

ایک چیز کی دو جنسوں کا باہم تبادلہ کس طرح کریں

س..... مسئلہ سود مصنفہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مفتی اعظم پاکستان طبع مارچ ۱۹۸۶ء کے پڑھنے کا حال ہی میں اتفاق ہوا ہے اس کتاب کے صفحہ نمبر ۸۸ اور ۸۹ پر احادیث پاک ۳۱، ۳۲ اور ۳۳ نقل کی گئی ہیں اس مضمون کی ایک حدیث پاک صفحہ نمبر ۷۱ پر بھی درج ہے ان احادیث پاک میں چھ چیزوں کے لین دین کا ذکر کیا گیا ہے یعنی سونا، چاندی، گیہوں، جو، چھوارے اور نمک۔

اگرچہ ان کے ساتھ اردو ترجمہ تو لکھا ہے، مگر تشریح ایسی نہیں جو عام آدمی سمجھ سکے کہ ان اشیاء کے لین دین کا کونسا طریقہ جائز ہے اور کون سا ناجائز۔ ہمارے ہاں دیہاتوں میں یہ رواج چلا آرہا ہے کہ جس آدمی کا غلہ گھر کی ضرورت کے لئے کافی نہ ہو یا اس کے گھر کا بیج خالص نہ ہو (زمین میں بونے کے قابل نہ ہو) تو وہ اپنے کسی رشتہ دار سے بقدر ضرورت جنس ادھار لے لیتا ہے اور نئی فصل کے آنے پر اتنی ہی مقدار میں وہی جنس اس کے مالک کو لوٹا دیتا ہے۔ ان احادیث پاک کی روشنی میں کیا یہ طریقہ درست ہے؟

دوسرا اشکال یہ ہے کہ اب ملک میں گندم کی بے شمار اقسام کاشت کی جارہی ہیں اور ان کی قیمت بھی ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ یہاں مثال کے طور پر میں اپنے علاقہ میں کاشت کی جانے والی مختلف اقسام میں سے صرف دو قسموں کا ذکر کر رہا ہوں۔

(۱) گندم پاک ۸۱ اس کی قیمت مقامی منڈیوں میں ۷۰ روپے سے ۸۰ روپے فی من ہے۔

(۲) گندم سی ۵۹۱ اس کی قیمت مقامی منڈیوں میں تقریباً ۱۲۰ روپے تک فی من ہے۔

پہلی قسم کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے جب کہ دوسری قسم کھانے میں بہ نسبت پہلی کے زیادہ لذیذ ہے یہی وجہ ہے کہ ان کی قیمتوں میں ۴۰ سے ۵۰ روپے فی من تک کا فرق پایا جاتا ہے۔ اگر ان کے تبادلہ کی ضرورت پیش آئے تو وہ کس طرح کیا جائے قیمت کے لحاظ سے یا جنس کی مقدار کے مطابق؟ ان اشکال کا فقہی جواب دے کر مشکور فرماویں۔

ج..... غلہ کا تبادلہ جب غلہ کے ساتھ کیا جائے تو اگر دونوں طرف ایک ہی جنس ہو، مگر دونوں کی نوع (یعنی قسم) مختلف ہو تو دونوں کا برابر ہونا اور دست بدست لین دین ہونا شرط ہے کمی

بیشی بھی جائز نہیں۔ اور ایک طرف سے ادھار بھی جائز نہیں۔ آپ نے گندم کی جو دو قسمیں لکھی ہیں ان میں ایک من گندم کے بدلہ میں مثلاً ڈیڑھ من گندم لینا جائز نہیں۔ بلکہ دونوں کا برابر ہونا ضروری ہے اگر دونوں کی قیمت کم و بیش ہے تو جنس کا تبادلہ جنس کے ساتھ نہ کیا جائے۔ بلکہ دونوں کا الگ الگ سودا الگ الگ قیمت کے ساتھ کیا جائے۔

تجارت کے لئے منافع پر رقم لینا

س..... ایک شخص سے میں نے تجارت کے لئے کچھ رقم مانگی، وہ شخص کہتا ہے کہ تجارت میں جو منافع ہو گا اس میں میرا کتنا حصہ ہو گا۔ میں اندازاً اتنی رقم اس کو بتاتا ہوں کہ وہ رقم دینے پر راضی ہو جاتا ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ قرضہ لے کر اس طرح تجارت کرنا جس میں مجھ کو بھی معقول منافع کی توقع ہے کیا جائز ہے؟

ج..... کسی سے رقم لے کر تجارت کرنا اور منافع میں سے اس کو حصہ دینا، اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک صورت یہ ہے کہ یہ بات طے کر لی جائے کہ تجارت میں جتنا نفع ہو گا اس کا اتنا فیصد (مثلاً ۱/۲) رقم والے کو ملے گا۔ اور اتنا کام کرنے والے کو اور اگر خدانخواستہ تجارت میں خسارہ ہوا تو یہ خسارہ بھی رقم والے کو برداشت کرنا پڑے گا۔ یہ صورت تو جائز اور صحیح ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ تجارت میں نفع ہو یا نقصان اور کم نفع ہو یا زیادہ ہر صورت میں رقم والے کو ایک مقررہ مقدار میں منافع ملتا رہے۔ (مثلاً سال، چھ مہینے کے بعد دو سو روپیہ یا کل رقم کا دس فیصد) یہ صورت جائز نہیں اس لئے اگر آپ کسی سے رقم لے کر تجارت کرنا چاہتے ہیں تو پہلی صورت اختیار کریں۔ اور اگر رقم قرض مانگی تھی تو اس پر منافع لینا دینا جائز نہیں ہے۔

کاروبار میں حلال و حرام کا لحاظ نہ کرنے والے والد سے الگ کاروبار کرنا

س..... ایک شخص پابند پانچ نماز اپنے باپ کی دوکان پر باپ کے ساتھ کام کرتا ہے۔ باپ اس پابند نماز بیٹے پر (جو شادی شدہ ہے) بے جا تنقید کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تم دکان پر دل لگا کر

کام نہیں کرتے۔ باپ نہ حلال کو دیکھتا ہے اور نہ حرام کو، اب اس لڑکے کا خیال ہے کہ میں باپ سے الگ ہوکر کاروبار کروں یا نوکری وغیرہ کروں، کیا شرعاً اس کا الگ ہونا درست ہے یا نہیں؟

ج..... اگر والد کے ساتھ اس کا نباہ نہیں ہوسکتا اور خود والد بھی علیحدہ ہونے کے لئے کہتا ہے تو شرعاً علیحدہ کام کرنے میں کوئی حرج نہیں، بلکہ اس کی خدمت اور دیگر جائز امور میں ان کی اطاعت کو اپنے اوپر لازم سمجھے اور والدین کی خدمت و اطاعت کے بارے میں بڑی اہمیت کے ساتھ قرآن و حدیث کی نصوص وارد ہوئی ہیں۔

مختلف گاہکوں کو مختلف قیمتوں پر مال فروخت کرنا

س..... ہمارے پاس ایک ہی قسم کا مال ہوتا ہے جس کو ہم حالات، وقت اور گاہک کے مطابق مختلف قیمتوں پر فروخت کرتے ہیں کیا اس طرح مختلف گاہکوں کو مختلف قیمتوں پر فروخت کرنا صحیح ہے یا ایک ہی قیمت مقرر کی جائے؟

ج..... ہر ایک کو ایک ہی دام پر دینا ضروری نہیں ہے۔ کسی کے ساتھ رعایت بھی کر سکتے ہیں۔ لیکن ناجائز منافع کی اجازت نہیں اور نہ ہی کسی کی مجبوری کی بنا پر زیادہ قیمت لینے کی اجازت ہے۔

کپڑا عیب بتائے بغیر فروخت کرنا

س..... میں کپڑے کا بیوپار کرتا ہوں۔ گاہک جب کپڑے کے متعلق معلوم کرتا ہے تو میں اکثر گول مول سا جواب دے دیتا ہوں جبکہ میں کپڑے کے بارے میں بہت کچھ جانتا ہوں۔ میں نے ایک صاحب سے سنا ہے کہ وہ مسلمان نہیں جو اپنی چیز بیچتے وقت اس کے عیب نہ بتائے۔ کیا مجھے کپڑے کو بیچتے وقت گاہک کے نہ پوچھنے کے باوجود بھی اس کے عیب بتانے چاہئیں یا اس کے پوچھنے پر ہی بتایا جائے۔ آپ کے جواب کا بے چینی سے انتظار رہے گا۔

ج..... جی ہاں! ایک مسلمان کا طریقہ تجارت یہی ہے کہ گاہک کو چیز کا عیب بتادے، یا کم سے کم یہ ضرور کہہ دے کہ بھائی یہ چیز تمہارے سامنے ہے۔ دیکھ لو! میں اس کے کسی عیب کا ذمہ دار نہیں۔ حضرت امام ابو حنیفہؒ کپڑے کی تجارت کرتے تھے۔ ایک بار اپنے رفیق سے یہ فرما کر کہ

یہ کپڑا عیب دار ہے گاہک کو بتادینا، خود کہیں تشریف لے گئے، ان کے ساتھی نے حضرت امامؒ کی غیر حاضری میں کپڑا فروخت کر دیا۔ آپ واپس آئے تو دریافت فرمایا کہ اس کپڑے کا عیب بتا دیا تھا؟ اس نے نفی میں جواب دیا۔ آپ نے بہت افسوس کا اظہار فرمایا، اور اس دن کی ساری آمدنی صدقہ کر دی۔

زبانی کلامی خرید کر کے چیز کی زیادہ قیمت قسم کھا کر بتلانا

س...... عمر، زید، بکر ایک ہی دکان کرتے ہیں آپس میں باپ اور بیٹے ہیں عمر (باپ کا نام) ایک چیز خرید کے آتا ہے ۱۴ روپے کی وہ زید (یعنی لڑکے کو) ۱۶ روپے میں زبانی بیچ دیتا ہے تو زید اسی چیز کو زبانی بکر (یعنی بھائی کو) ۲۰ روپے میں بیچ دیتا ہے پھر جب کوئی گاہک وہ چیز خریدنے آتا ہے تو بکر قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں نے یہ چیز ۲۰ روپے میں خریدی ہے عمر یا زید بکر سے پوچھتے ہیں کہ یہ چیز کتنے کی خریدی تھی (تھوک قیمت) تو وہ قسم اٹھا کر گاہک کو بتلادیتا ہے کہ ۲۰ روپے کی پھر وہ چیز ۲۴ یا ۲۵ روپے میں بیچ دی جاتی ہے۔ آیا اسلام میں ایسی کوئی زبانی جمع خرچ کر کے قسمیں کھا کر تجارت کرنا صحیح ہے؟

ج...... یہ محض فریب و دھوکا ہے، اور یہ تجارت دھوکے کی تجارت ہے۔

کسی کی مجبوری کی بنا پر زیادہ قیمت وصولنا بد دیانتی ہے

س...... بعض مرتبہ ایسا گاہک سامنے آتا ہے جس کے بارے میں ہمیں یقین ہو جاتا ہے کہ یہ ہمارے یہاں سے ضرور مال خریدے گا۔ کبھی مارکیٹ میں کہیں مال نہ ہونے کی بنا پر کبھی کسی اور بنا پر ایسی صورت میں ہم اس گاہک سے فائدہ اٹھاتے ہوئے مارکیٹ سے زائد پر مال فروخت کرتے ہیں۔ کیا اس طرح کی زیادتی جائز ہے؟

ج...... شرعاً تو جتنے داموں پر بھی سودا ہو جائے جائز ہے لیکن کسی کی مجبوری یا ناواقفیت کی وجہ سے زیادہ وصول کرنا کاروباری بد دیانتی ہے۔

گاہکوں کی خرید و فروخت کرنا ناجائز ہے

س...... اخبار بیچنے والے اور دودھ بیچنے والے جب اخبار اور دودھ گھر گھر پہنچانے کا اپنا کاروبار

خوب مستحکم کر لیتے ہیں تو کچھ عرصہ بعد پورے علاقے کو کسی نئے تاجر کے پاس فروخت کر دیتے ہیں گویا یہ ایک قسم کی "پگڑی" ہوتی ہے۔ کیا یہ کمائی ان کی شرعاً جائز ہے؟

ج..... دریا کی مچھلیوں کا ٹھیکہ پر دینا، چونگی ٹھیکہ پر دینا فقہاء نے دونوں کو ناجائز لکھا ہے۔ اسی طرح گاہکوں کو بیچ دینا بھی ناجائز ہے اور اس سے حاصل ہونے والی رقم حرام ہے۔

خرید شدہ مال کی قیمت کئی گنا بڑھنے پر کس قیمت پر فروخت کریں

س..... اگر کسی چیز کی موجودہ قیمت، خرید سے کئی گنا زائد ہو چکی ہے اب اس کی قیمت فروخت کا تعین کس طرح کیا جائے؟

ج..... جو چیز لائق فروخت ہو یہ دیکھا جائے کہ بازار میں اس کی کتنی قیمت اس وقت مل سکتی ہے، اتنی قیمت پر فروخت کر دی جائے۔

شوہر کی چیز بیوی بغیر اس کی اجازت کے نہیں بیچ سکتی

س..... ایک شخص جبکہ اپنے گھر میں موجود نہیں اور اس کی بیوی کسی وکیل کو پکڑ کر کوئی چیز وغیرہ فروخت کر دے جبکہ شوہر کو معلوم ہونے کے بعد غصہ آیا اور فوراً ایک خط انکار کا بھیجا۔ کیا یہ تصرف عورت کا جائز ہے؟

ج..... عورت کا شوہر کسی چیز کو اس کی اجازت کے بغیر بیچنا صحیح نہیں شوہر کو اختیار ہے کہ معلوم ہونے کے بعد اس سودے کو جائز رکھے یا مسترد کر دے۔

کسی کو لاکھ کی گاڑی دلوا کر ڈیڑھ لاکھ لینا

س..... میرے کچھ دوست زرعی اجناس کے علاوہ کاروں کا، ٹرکوں کا کاروبار بھی کچھ اس طرح کرتے ہیں کہ کسی پارٹی کو وہ ایک کار خرید کر دیتے ہیں اور یہ طے کرتے ہیں کہ اس ایک لاکھ کی رقم پر جس سے کار دلوائی گئی ہے، اس پر مزید ۵۰ ہزار روپے زیادہ وصول کروں گا۔ اس کے لئے وقت کم و بیش سال یا ڈیڑھ سال مقرر کرتے ہیں اور میرے خیال میں جو لوگ سود کا کاروبار کرتے ہیں وہ بھی رقم پر سود اور اس کی واپسی پہلے طے کرتے ہیں۔

ج..... اگر ایک لاکھ کی خود کار خرید لی اور سال، ڈیڑھ سال ادھار پر ڈیڑھ لاکھ کی کسی کو فروخت کر

دی تو جائز ہے۔ اور اگر کار خریدنے کے خواہشمند کو ایک لاکھ روپے قرض دیدیئے اور یہ کہا کہ ڈیڑھ سال بعد ایک لاکھ پر پچاس ہزار زیادہ وصول کروں گا تو یہ سود ہے اور قطعی حرام ہے۔

کیا گاڑی خریدنے کی یہ صورت جائز ہے؟

س...... کچھ دن پہلے میں نے ایک عدد گاڑی درج ذیل طریقہ سے حاصل کی تھی آپ بغیر کسی چیز کالحاظ رکھتے ہوئے اس کا جواب تحریر فرمائیں تاکہ ہم حکم خداوندی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کو چھوڑنے والے نہ بنیں۔

گاڑی کی قیمت ۰۰/ ۹۵۰۰۰ روپے

جو رقم نقد ادا کی گئی ۰۰/ ۲۰۰۰۰ روپے

بقایا رقم ۰۰/ ۷۵۰۰۰ روپے

چونکہ جس شخص سے گاڑی لی گئی تھی اس سے گاڑی اس صورت میں لینا طے پائی تھی کہ گاڑی جتنی بھی قیمت کی ہوگی ہم گاڑی فروخت کرنے والے شخص کو ۵۰۰۰۰ کی رقم پر ۱۱۰۰۰ روپے مزید دیں گے لہٰذا اس صورت میں جو ان کی ۷۵۰۰۰ ہزار روپے کی رقم تھی اس پر وہ ہم سے ۱۶۵۰۰ روپے اسی شرط کے مطابق وصول کریں گے۔ جو رقم انہوں نے گاڑی خریدنے میں صرف کی وہ ۰۰/ ۷۵۰۰۰ ہزار واجب الادا رقم جو اب ہم ان کو ادا کریں گے ۹۱۵۰۰ روپے بنتی ہے اور یہ رقم ہم ان کو ۱۵ ماہ کے عرصہ میں ادا کرنے کے مجاز ہوں گے۔

ج...... گاڑی کا سودا کرنے کی یہ صورت تو صحیح نہیں ہے کہ اتنے روپے پر اتنے روپے مزید لیں گے۔ گاڑی والا گاڑی خریدے اس کے بعد وہ جتنے روپے کی چاہے بیچ دے اور اپنا نفع جتنا چاہے لگالے تو یہ صورت صحیح ہوگی۔

گاڑی پر قبضہ سے پہلے اس کی رسید فروخت کرنا

س ...... اگر کوئی شخص ایک گاڑی دس ہزار روپے میں بک کراتا ہے۔ اور وہ گاڑی اس کو چھ مہینے پہلے بک کرانی ہے تو جب اس کی گاڑی چھ مہینے میں نکلے تو اس کو اس وقت اس میں کچھ نفع ہو تو وہ گاڑی بغیر نکالے صرف "رسید" فروخت کر سکتا ہے؟ یا پورے پیسے بھر کر پھر گاڑی کو فروخت کرے؟ اس طرح دکان کا بھی، گھر کا بھی اور پلاٹ کا بھی

مسئلہ بیان کریں؟

ج...... جو چیز خریدی جائے جب تک اس کو وصول کر کے اس پر قبضہ نہ کر لیا جائے اس کا آگے فروخت کرنا جائز نہیں۔ دکان، مکان اور پلاٹ کا بھی یہی مسئلہ ہے کہ جب تک ان پر قبضہ نہ ہو جائے ان کی فروخت جائز نہیں۔ گویا اصول اور قاعدہ یہ ٹھہرا کہ قبضہ سے پہلے کسی چیز کو فروخت کرنا صحیح نہیں۔

معاہدہ کی خلاف ورزی پر زرِ ضمانت ضبط کرنے کا حق

س...... عبدالغفار نے ایک مسجد کی دکان کرایہ پر لی اور اقرار نامہ و کرایہ نامہ سرکاری اسٹامپ پر تحریر کیا۔ اس کی شرط نمبر ۲ میں ہے کہ دکان مذکور میں نے اپنے کاروبار کے لئے لی ہے جب تک کرایہ دار خود آباد رہے گا، صرف اپنا کاروبار کرے گا اور کسی بھی شخص کو اس میں رکھنے کا یا کاروبار کرانے کا مجاز نہ ہوگا اور نہ اس دکان کو کسی ناجائز ذریعہ سے کسی دوسرے شخص کو ٹھیکہ یا پگڑی پر دے گا، اس قسم کی تحریری اجازت کمیٹی مذکور سے لازمی ہوگی لیکن کچھ عرصہ بعد عبدالغفار بغیر کسی اطلاع کے دکان مذکور کسی کو پگڑی پر دے کر غائب ہو گیا اور موجودہ شخص کہتا ہے کہ اب کرائے کی رسیدیں میرے نام بناؤ۔ آپ بتائیں منتظمہ کمیٹی ان سے کیا سلوک کرے؟ نیز عبدالغفار کا زرِ ضمانت جمع ہے جو دکان خالی کرنے پر واپس کر دیا جائے گا۔

ج...... عبدالغفار کرایہ دار کو اقرار نامہ کی خلاف ورزی نہیں کرنی چاہئے تھی، اب مسجد کمیٹی چاہے دوسرے کرایہ دار کی توثیق کر سکتی ہے۔ البتہ مسجد کمیٹی کو زرِ ضمانت ضبط کرنے کا حق شرعاً نہیں ہے۔

کفالت اور ضمانت کے چند مسائل

س...... میں دراصل کفالت (ضمانت) کے بارے میں معدودے چند سوالات کرنا چاہتا ہوں کہ آیا مدعی کے مطالبہ پر وقت معین پر مدعا علیہ کا حاضر کرنا ضروری ہے اگر کفالت میں یہ شرط ہو کہ میں وقت مقررہ پر مدعا علیہ کو حاضر کر دوں گا اگر وہ وقت مقررہ پر حاضر نہ کرے تو حاکم ضامن کے ساتھ کیا سلوک کرنے کا مجاز ہے؟

ج...... اگر مدعا علیہ کے ذمہ مال کا دعویٰ ہے تو اس کے وقت مقررہ پر حاضر نہ ہونے کی صورت میں وہ مال کفیل سے وصول کیا جائے گا۔ اور اگر ضمانت صرف اس شخص کو

حاضر کرنے کی تھی اور کفیل اسے حاضر نہ کر سکا تو مدعی کے مطالبہ پر کفیل کو نظر بند کیا جا سکتا ہے۔

س ...... آیا ضمانت سے بری الذمہ ہونے کو کسی شرط سے متعلق کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج ...... اس میں اختلاف ہے۔ اصح یہ ہے کہ جائز ہے۔

لفظ "اللہ" والے لاکٹ فروخت کرنا اور اسے استعمال کرنا

س ...... لاکٹ گلے میں عورتیں اور بچے لٹکاتے ہیں جس پر لفظ اللہ لکھا ہوا ہے۔ اسے بہت کم لوگ حمام میں داخل ہوتے وقت نکالتے ہیں۔ اکثر بے پروا لوگ کم احترام کرتے ہیں۔ اس طرح لفظ اللہ کی بے قدری ہوتی ہے۔ ایسے لاکٹ کو بیچ کر اس سے فائدہ حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج ...... ایسے لاکٹ فروخت کرنا جائز ہے۔ بے ادبی کرنے والے اس بے ادبی کے خود ذمہ دار ہیں۔

محنت کی اجرت لینا جائز ہے

س ...... ہم فرج اور ایئر کنڈیشن کا کام کرتے ہیں۔ اگر کسی صاحب کے فرج یا ایئر کنڈیشن میں گیس چارج کرنا ہو تو ہم کاریگر ان سے ساڑھے تین سو روپے وصول کرتے ہیں جبکہ اس سے بہت کم خرچہ آتا ہے۔ کام میکینکل ہے لہذا محنت اور دانشمندی سے کرنا پڑتا ہے۔ غلطی کی صورت میں نقصان کا اندیشہ ہوتا ہے جس کا ہرجانہ کاریگر کے ذمہ ہوتا ہے۔ بتائیے زائد رقم لینا درست ہے یا نہیں اگر نہ لیں تو کاروبار کرنا فضول ہو گا۔

۲۔ اس میکینکل کام میں بعض اوقات کسی فنی خرابی یا کوئی اور خرابی دور کرنے میں پیسہ خرچ نہیں ہوتا مگر ہم لوگ نوعیت کے اعتبار سے ۵۰ یا ۱۰۰ روپے وصول کرتے ہیں کیونکہ دماغ کا کام ہوتا ہے بتائیے ایسا کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

ج ...... یہ محنت کی اجرت ہے اور محنت کی اجرت لینا جائز ہے۔

پھل آنے سے قبل باغ بیچنا جائز نہیں بلکہ زمین کرائے پر دے دے

س ...... ایک شخص قبل پھل آنے کے اپنا باغ بیچ دیتا ہے کیا اس پر عشر ہے؟ اس کی رقم سال بھر رہے تو کیا اس پر زکوٰۃ ہے؟

ج ...... پھل آنے سے قبل باغ بیچ دینا جائز نہیں اور اگر یہ مراد ہے کہ باغ کی زمین مع باغ کے کرائے پر دے دی تو صحیح ہے اس صورت میں عشر اس کے ذمہ نہیں البتہ سال پورا ہونے پر اس کے ذمہ زکوٰۃ ہوگی۔

جمعہ کی اذان کے بعد خرید و فروخت کرنا

س ...... سنا ہے کہ جمعہ کی اذان کے بعد خرید و فروخت کرنا بالکل حرام ہے۔ کیا یہ ٹھیک ہے اگر یہ بات ٹھیک ہے تو کون سی اذان کے بعد یعنی پہلی اذان کے بعد یا دوسری اذان کے بعد؟

ج ...... قرآن کریم میں اذان جمعہ کے بعد خرید و فروخت کی ممانعت فرمائی گئی ہے (سورۃ الجمعہ) اس لئے جمعہ کی پہلی اذان کے بعد خرید و فروخت اور دیگر کاروبار ناجائز ہے۔

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا إِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَى ذِكْرِ اللهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ﴾ إلخ

کرنسی اور بعض اشیاء کی خرید و فروخت کا طریقہ

س ...... کیا روپوں کا روپوں کے ساتھ تبادلہ جائز ہے یا ناجائز اور اگر جائز ہے تو کیا لینے والا اس کے بدلے میں روپیہ ایک دن بعد دے سکتا ہے یا ضروری ہے کہ اسی وقت دے اور اگر اس وقت دینا ضروری ہے اور کسی کے پاس اس وقت نہ ہو تو کیا یہ حرام ہوگا یا حلال؟ برائے مہربانی قرآن و حدیث کی روشنی میں بتلائیں۔

ج ...... روپیہ کا تبادلہ روپیہ کے ساتھ جائز ہے مگر رقم دونوں طرف برابر ہو، کمی بیشی

جائز نہیں۔ اور دونوں طرف سے نقد معاملہ ہو، ادھار بھی جائز نہیں۔

س...... اگر کسی کے پاس اس وقت رقم نہ ہو تو کوئی ایسی صورت ہے جس کی وجہ سے وہ رقم (روپیہ) ابھی لے لے اور اس کے بدلہ میں رقم (روپیہ) بعد میں دے دے۔

ج...... رقم قرض لے لے، بعد میں قرض ادا کر دے۔

س...... بعض مرتبہ ہم لوگ ایک ملک کی کرنسی (ڈالر یا ریال) لیتے ہیں اور اس کے بدلہ میں دوسرے ملک کی کرنسی (روپیہ) وغیرہ دیتے ہیں تو کیا اس میں بھی اسی وقت دینا ضروری ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو جائز کی کیا صورت ہوگی؟

ج...... اس میں معاملہ نقد کرنا ضروری ہے۔

س...... میں نے ایک حدیث سنی جس میں چند اشیاء کا ذکر ہے کہ اس کو خریدتے وقت ضروری ہے کہ برابر برابر اس کا بدل دے۔ اور اسی وقت یعنی ہاتھ ہی ہاتھ لوٹائے۔ پوچھنا یہ ہے کہ وہ کون سی اشیاء ہیں جس میں ان شرطوں کا لحاظ رکھنا ضروری بتلایا گیا ہے اور اگر کوئی شخص ان شرطوں کا لحاظ نہیں کرتا تو وہ خرید و فروخت حرام کے درجہ میں داخل ہو جاتی ہے؟ برائے مہربانی اس قسم کی کوئی حدیث بھی ذکر فرما دیں؟

ج...... جو چیزیں ناپ کر یا تول کر فروخت کی جاتی ہیں جب ان کا تبادلہ ان کی جنس کے ساتھ کیا جائے تو ادھار بھی ناجائز ہے۔ اور کمی بیشی بھی ناجائز ہے۔ مثلاً گیہوں کا تبادلہ گیہوں کے ساتھ کیا جائے تو دونوں چیزیں ناجائز ہوں گی۔ کمی بیشی بھی ناجائز اور ادھار بھی ناجائز۔ اور اگر گیہوں کا تبادلہ مثلاً جو کے ساتھ کیا جائے تو کمی بیشی جائز، مگر ادھار ناجائز۔ وہ حدیث یہ ہے:

> عن عبادة بن الصامت قال: قال رسول الله ﷺ: «الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلا بمثل سواءً بسواءٍ يداً بيدٍ» إلخ
>
> (مشكاة صـ٢٤٤)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چھ چیزوں کو ذکر فرمایا سونا، چاندی، گیہوں، جو، کھجور، نمک۔ اور فرمایا کہ جب سونا سونے کے بدلے، چاندی،

چاندی کے بدلے، گیہوں، گیہوں کے بدلے، جو، جو کے بدلے، کھجور، کھجور کے بدلے، نمک، نمک کے بدلے فروخت کیا جائے تو برابر برابر ہونا چاہئے اور ایک ہاتھ لے دوسرے ہاتھ دے۔ کمی بیشی سود ہے۔

سونے چاندی کی خرید و فروخت دونوں طرف سے نقد ہونی چاہئے

س..... اگر کوئی شخص سونا یا چاندی گھر والوں کو پسند کرانے کے لئے لاتا ہے اور پھر بعد میں دوسرے دن یا کچھ عرصہ کے بعد اس کی رقم بیچنے والے کو دیتا ہے تو کیا یہ خرید و فروخت درست ہے یا نہیں؟ اگر درست نہیں ہے تو کونسی صورت درست ہے کیونکہ گھر والوں کو دکھائے بغیر یہ چیز خریدی نہیں جاتی۔

ج..... گھر والوں کو دکھانے کے لئے لانا جائز ہے۔ لیکن جب خریدنا ہو تو دونوں طرف سے نقد معاملہ کیا جائے ادھار نہ کیا جائے۔ اس لئے گھر والوں کو دکھانے کے لئے جو چیز لے گیا تھا اس کو دکاندار کے پاس واپس لے آئے، اس کے نقد دام ادا کر کے وہ چیز لے جائے۔

ریز گاری فروخت کرنے میں زیادہ قیمت لینا جائز نہیں

س..... ریز گاری بیچنا جائز ہے یا ناجائز؟

ج..... ریز گاری فروخت کرنا جائز ہے البتہ زیادہ قیمت لینا جائز نہیں کیونکہ یہ سود ہوگا۔

سبزی پر پانی ڈال کر بیچنا

س..... ہم لوگ سبزی کا کام کرتے ہیں آپ کو معلوم ہے کہ سبزی پر پانی ڈالا جاتا ہے اس میں کچھ سبزیاں ایسی ہیں جو بہت پانی پیتی ہیں کیا ایسا کام کرنا ٹھیک ہے؟

ج..... بعض سبزیاں واقعی ایسی ہیں کہ ان پر پانی نہ ڈالا جائے تو خراب ہو جاتی ہیں۔ اس لئے ضرورت کی بنا پر پانی ڈالنا تو صحیح ہے مگر پانی کو سبزی کے بھاؤ نہ بیچا کریں، بلکہ اتنی قیمت کم کر دیا کریں۔

حلال و حرام کی آمیزش والے مال سے حاصل کردہ منافع حلال ہے یا حرام

س ..... اگر کسی کے پاس جائز رقم، ناجائز رقم کے مقابلے میں کم، زیادہ یا برابر تھی اگر اس مجموعی رقم سے کوئی جائز کاروبار کیا جائے تو اس سے حاصل ہونے والا منافع قابل استعمال ہے یا نہیں؟

ج ..... منافع کا حکم وہی ہے جو اصل مال کا ہے۔ اگر اصل حلال ہے تو منافع بھی حلال ہے اور اگر اصل حرام ہے تو منافع کا یہی حال ہوگا۔ لہٰذا جس نسبت سے حلال مال اصل میں لگا ہے اسی نسبت سے منافع بھی پاک ہوگا۔ باقی حرام۔

فروخت کرتے وقت قیمت نہ چکانا غلط ہے

س ..... بہت سے لوگ اپنا مال فروخت کرتے وقت دکاندار یا آڑھتی کو یہ کہہ دیتے ہیں کہ میں بھاؤ ابھی نہیں کروں گا۔ جس وقت میرا دل چاہا اس وقت کروں گا۔ اور مال اس کو تول دیتے ہیں۔ اور بھاؤ بعد میں کسی وقت جا کر کرتے ہیں۔ اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

ج ..... یہ جائز نہیں۔ فروخت کرتے وقت بھاؤ چکانا ضروری ہے۔

حرام کام کی اجرت حرام ہے

س ..... درزی غیر شرعی کپڑے سی کر مثلاً مردوں کے لئے خالص ریشمی کپڑا سیتا ہے اور ٹائپسٹ غلط بیان والی دستاویزات ٹائپ کر کے روزی حاصل کرتا ہے۔ دونوں کی آمدنی گناہ کے کام میں تعاون کی وجہ سے حرام ہوگی یا مکروہ تنزیہی؟

ج ..... حرام کام کی اجرت بھی حرام ہے۔

قیمت زیادہ بتا کر کم لینا

س ..... جو چیز ہم تیار کرتے ہیں اس چیز کو فروخت کرنے کے لئے ایک ریٹ مقرر کرنا ہوتا ہے کہ یہ چیز اتنے پیسے میں دکاندار کو دینی ہے اگر ہم اتنے پیسے ہی دکاندار کو بتائیں تو

وہ اتنی قیمت پر نہیں لیتا۔ کچھ نہ کچھ کم کراتا ہے اگر ہم اس مسئلہ کو زیر نظر رکھتے ہوئے کچھ روپے زیادہ بتا دیں تاکہ اوسط برابر آجائے جتنا وہ کم کرائے گا تو کیا ایسا کرنا مناسب ہے؟ یا یہ بات جھوٹ میں شمار ہوتی ہے؟ شریعت کے مطابق جواب سے نوازیئے۔

ج ...... گو دام بتا کر اس میں سے کم کرنا جھوٹ تو نہیں اس لئے جائز ہے مگر اصول تجارت کے لحاظ سے یہ رواج غلط ہے۔ ایک دام بتانا چاہئے شروع میں تو لوگ پریشان کریں گے، مگر جب سب کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ بازار سے بھی کم نرخ ہے اور یہ کہ ان کا ایک ہی اصول ہے تو پریشان کرنا چھوڑ دیں گے بلکہ اس میں راحت محسوس کریں گے۔

چیز کا وزن کرتے وقت خریدار کی موجودگی ضروری ہے

س ...... جو چیزیں وزن کرکے، یعنی تول کر بکتی ہیں ان کی خریداری کے وقت خریدار کا اس وقت جبکہ وزن کیا جا رہا ہو موجود ہونا ضروری ہے؟ کیونکہ اس صورت میں خریدار کے وقت کا حرج ہوتا ہے۔ کیا وہ دکاندار پر اعتبار کر سکتا ہے؟ اگر اعتبار کر سکتا ہے تو اپنی ملکیت میں آنے کے بعد اس کا وزن کرکے اطمینان کر لینا ضروری ہے یا بغیر وزن کئے اپنے استعمال میں لا سکتا ہے یا آگے اس کو فروخت کر سکتا ہے؟

ج ...... جو چیز وزن کرکے لی جائے، اس کی تین صورتیں ہیں۔

ایک صورت یہ کہ جب دینے والے نے وزن کرکے دی اس وقت خریدار یا اس کا نمائندہ تول پر موجود تھا۔ اس صورت میں آگے فروخت کرتے وقت دوبارہ تولنا ضروری نہیں۔ بغیر وزن کئے آگے بیچ بھی سکتے ہیں اور خود کھا پی بھی سکتے ہیں۔

دوسری صورت یہ کہ اس وقت خریدار یا اس کا نمائندہ موجود نہیں تھا بلکہ اس کی غیر موجودگی میں دکاندار نے چیز تول کر ڈال دی۔ اس صورت میں اس چیز کو استعمال کرنا اور آگے بیچنا بغیر تولنے کے جائز نہیں، البتہ اگر دینے والے دکاندار کو یہ کہہ دیا جائے کہ مثلاً اس تھیلے میں جتنی بھی چیز ہے، خواہ کم یا زیادہ وہ اتنے پیسوں میں خریدتا ہوں تو دوبارہ وزن کرنے کی ضرورت نہیں۔

تیسری صورت یہ ہے کہ بوریوں، تھیلوں اور گانٹھوں کے حساب سے خرید و فروخت ہو تو خواہ ان کا وزن کم ہو یا زیادہ، ان کو دوبارہ تولنے کی ضرورت نہیں۔

بغیر اجازت کتاب چھاپنا اخلاقاً صحیح نہیں

س...... آج کل بازار میں باہر کے ملکوں کی کتابیں جو کہ ہمارے کورس میں شامل ہوتی ہیں اور کچھ ثانوی حیثیت سے مددگار ہوتی ہیں، طالب علموں کو نہایت ارزاں قیمت پر مل رہی ہیں۔ ایک کتاب جو کہ ڈیڑھ سو سے دو سو روپے تک کی ملتی تھی اب وہی بیس پچیس روپے کے لگ بھگ مل جاتی ہے۔ ہمیں یہ بات معلوم ہے کہ پاکستانی پبلشرز باہر کے پبلشرز کی یہ کتابیں بغیر اجازت کے چھاپ رہے ہیں۔

اگر ہم یہ کتابیں باہر کے پبلشرز کی خریدنے جائیں تو اول تو یہ دستیاب نہیں ہوتیں اور دوسرے اگر کبھی یہ کتابیں اونچے علاقے والے کتاب گھروں میں مل بھی جائیں تو یہ ہماری قوت خرید سے اکثر باہر ہوتی ہیں۔ صرف امیروں کے بچے ہی شاید خرید سکتے ہیں۔ یہ بات توجہ طلب ہے کہ ان کتابوں کی اصل قیمت اتنی نہیں ہوتی ہے جتنی زرمبادلہ کے چکر، عمدہ کاغذ کا ہونا، درمیان میں ایک دو منافع خور، باہر کی کمپنی کے مفادات اور لکھنے والے کا کچھ حصہ لگانے سے ان کی قیمت بڑھ جاتی ہے۔ باہر کے ملکوں میں ان کتابوں کا خریدنا اتنا مشکل نہیں ہوتا جتنا کہ ہمارے ملک میں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ ان باہر کی کتابوں کے دوسرے ایڈیشن جو کہ یہاں جملہ حقوق محفوظ ہونے کے باوجود بلا اجازت چھپتے ہیں، ان کا مطالعہ اور استفادہ دینی لحاظ سے جائز ہے کہ نہیں؟ کچھ کہتے ہیں کہ بالکل غلط ہے اور تم اس غلط کام میں ان کے شریک بن جاتے ہو ان کے معاون و مددگار ہو جاتے ہو۔

کچھ کہتے ہیں کہ یہ علم و حکمت ہے اور حکمت کو ایک گمشدہ لعل سمجھو...... اور یہ کہ علم کسی کے باپ کی میراث نہیں، یہ لوگ علم کے خزانے پر سانپ بن کر بیٹھے ہیں یہ باہر کے ملک والے ہم غریبوں کو زرمبادلہ کے ہیرپھیر سے لوٹتے ہیں۔ خواہ اسلحہ ہو یا کتاب ہو یا مشینری...... اب تمہیں کم قیمت پر کتابیں مل رہی ہیں خاموشی سے استعمال کرو، استفادہ کرو، ان چکروں میں پڑ گئے تو پیچھے رہ جاؤ گے وہی لوگ استفادہ کریں گے جو کہ کسی چیز میں بھی صحیح یا غلط کو نہیں دیکھتے۔ کچھ ایسا ہی مسئلہ فوٹو اسٹیٹ کا بھی ہے کہ جو کتابیں ہماری قوت خرید سے باہر ہوتی ہیں، ہم ان کی فوٹو اسٹیٹ کروا لیتے ہیں یا کچھ اسباق درکار ہوں تو ان کی بھی فوٹو اسٹیٹ کروا لیتے ہیں گو کہ کتاب پر جملہ حقوق محفوظ اور فوٹو اسٹیٹ

نہ کروانے کی تاکید کی جاتی ہے۔ ایسی صورتحال میں ہمارا کیا رویہ ہونا چاہئے؟

ج ...... باہر کی کتابیں جو ہمارے یہاں بغیر اجازت چھاپ لی جاتی ہیں اخلاقاً ایسا کرنا صحیح نہیں تاہم جس نے کتاب یہاں چھاپی ہے وہ اس کا شرعاً مالک ہے۔ اس سے کتاب خریدنا جائز ہے اور اس سے استفادہ کرنا شرعاً درست ہے۔ یہی مسئلہ فوٹو اسٹیٹ کا ہے۔

ٹرانسپورٹ کی گاڑیوں کی خرید و فروخت میں بدعنوانیاں

س ...... کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کراچی میں ٹرانسپورٹ کے کاروبار اکثر اس طرح سے ہوتے ہیں کہ مثلاً ایک آدمی نے ایک گاڑی نقد پچاس ہزار روپے میں خریدی، پھر دوسرے آدمی پر ساٹھ ہزار ادھار پر فروخت کی اور خریدنے والا ہر مہینے میں تین ہزار قسط ادا کرے گا مگر اس خرید و فروخت میں ایک شرط یہ رکھی جاتی ہے کہ یہ رقم گاڑی پر ہوگی، آدمی پر نہیں ہوگی۔ خدانخواستہ اگر گاڑی کہیں جل جائے یا گم ہو جائے تو بیچنے والا شخص خریدنے والے پر رقم کا مطالبہ نہیں کر سکتا اور یہ شرط معروف ہے برابر ہے کہ کوئی خرید و فروخت کے وقت اس کا اظہار کرے یا نہ کرے بہر صورت اس پر عمل ہوتا ہے اور خریدنے والے نے جتنی رقم ادا کی ہو وہ بھی گاڑی کے ضائع ہونے پر ختم ہو جاتی ہے۔

۱۔ کیا یہ خرید و فروخت از روئے شریعت جائز ہے؟

۲۔ اگر جائز نہیں تو اس سے حاصل کیا ہوا منافع سود میں شمار ہوگا یا نہیں؟ یہ رقم خریدنے والے پر ہوگی یا گاڑی پر؟ اور اس گاڑی کے کاغذات بھی بیچنے والے کے پاس ہوتے ہیں جب تک قرضہ ختم نہ ہو جائے۔ کیا اس سے خرید و فروخت پر کوئی اثر پڑے گا یا نہیں؟

ج ...... صورت مسئولہ میں مذکورہ خرید و فروخت شرط فاسد پر مشتمل ہونے کی بنا پر شرعاً ناجائز ہے۔ شریعت کے قانون کے مطابق جب ایجاب و قبول مکمل ہو جاتے ہیں تو خرید و فروخت مکمل ہو جاتی ہے اور بیچنے والے پر واجب ہو جاتا ہے کہ خریدار کو سودا سپرد کرے اور خریدار پر واجب ہو جاتا ہے کہ وہ سودے کی قیمت ادا کرے اور اس میں کوئی

فرق نہیں ہے کہ قیمت ادا کرنے سے قبل مبیع ہلاک ہوجائے، ضائع ہوجائے، وغیرہ وغیرہ۔ بہرحال مشتری (خریدار) پر واجب ہے کہ وہ قیمت ادا کرے کیونکہ قیمت کا تعلق خریدار کے ساتھ ہے نہ کہ سودے کے ساتھ، یعنی قیمت خریدار پر واجب ہوتی ہے نہ کہ سودے پر اور خرید و فروخت میں اس قسم کی شرط لگانا کہ "اگر سودا قیمت ادا کرنے سے قبل ضائع ہوگیا تو بقیہ قیمت ختم ہوجائے گی"، شرعاً فاسد ہے اور ایسی شرط کے ساتھ خرید و فروخت کرنا ناجائز ہے لہٰذا اگر کوئی شخص مذکورہ شرط فاسد کے ساتھ خرید و فروخت کرے تو اس پر شرعاً واجب ہے کہ وہ اس خرید و فروخت کو منسوخ کردے اور شرط فاسد کو ختم کرکے دوبارہ از سرنو خرید و فروخت کرے۔ لیکن اگر اس قسم کی شرط فاسد کے ساتھ خرید و فروخت کرنے کے بعد مبیع (سودا) ضائع ہوجائے جب کہ ابھی تک قیمت ادا کرنا باقی ہے تو خرید و فروخت ناقابل منسوخ ہونے کی وجہ سے خریدار کے ذمہ قیمت ادا کرنا اور بھی مستحکم ہوگیا ہے۔ لہٰذا خریدار پر شرعاً قیمت ادا کرنا لازم ہے۔ ہاں بیچنے والا اگر سودا ہلاک ہوجانے کی بنا پر خریدار کو تبرعاً معاف کردے تو کچھ حرج نہیں ہے۔ اور بصورت مذکورہ بیع فاسد ہونے کے باوجود چونکہ مشتری کی ملکیت میں گاڑی آگئی تھی اس لئے خریدار کے واسطے اس گاڑی سے انتفاع حاصل کرنا جائز ہے۔ نیز بائع اگر قیمت وصول کرنے تک کاغذات اپنے پاس بطور وثیقہ رکھنا چاہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لیکن حقوق ملکیت مشتری کو مل جانا ضروری ہے۔

مزدوری حلال کمائی سے وصول کیجئے

س...... مولانا صاحب! جیسا کہ آپ جانتے ہیں کہ دین اسلام نے ہم پر ناجائز کمائی حرام کی ہے۔ اگر ایک مسلمان سارا دن محنت مزدوری کرتا ہے یا کوئی کاروبار یا تجارت وغیرہ کرتا ہے، محنت سے اپنی روزی کماتا ہے لیکن اس کے پاس جو رقم آئے فرض کریں کہ وہ حرام کی ہے تو کیا اس شخص پر بھی یہ روپیہ حرام ہے، جبکہ اس شخص نے یہ روپیہ اپنی محنت سے کمایا ہے اور اپنی محنت کے مطابق ہی حاصل کیا ہے۔ براہ کرم اس سوال کا جواب تسلی بخش دیں۔

ج...... اگر آپ کی محنت جائز تھی تو آپ کے لئے مزدوری حلال ہے، دو شرطوں کے

ساتھ۔ ایک یہ کہ آپ نے کام صحیح کیا ہو، اس میں کام چوری سے احتراز کیا ہو۔ دوم یہ کہ جو کام آپ نے کیا شرعاً اس کا کرنا جائز بھی ہے؟ اس کے بعد اگر مالک حرام کے پیسے سے آپ کو اجرت دیتا ہے تو اسے قبول نہ کیجئے۔ بلکہ اس کو مجبور کیجئے کہ کسی سے حلال روپیہ قرض لے کر آپ کا محنتانہ ادا کرے۔ اس کے حرام روپے سے آپ کا محنتانہ لینا جائز نہیں ہوگا۔ اگر آپ کو معلوم ہو کہ فلاں فرد یا ادارہ حرام کے روپے سے آپ کی مزدوری دے گا اس کی مزدوری ہی نہ کی جائے۔

کیا بلڈنگ وغیرہ کا ٹھیکہ جائز ہے

س...... کسی بلڈنگ وغیرہ کے بنانے کا یا کوئی چیز بھی جس کے فائدے نقصان دونوں کا احتمال ہو، ٹھیکہ کرنا جائز ہے کہ نہیں؟ اس میں بعض دفعہ بہت فائدہ ہو جاتا ہے اور بعض دفعہ نقصان۔

ج...... ایسا ٹھیکہ جائز ہے۔

ٹھیکیداری کا کمیشن دینا اور لینا

س...... گورنمنٹ کے مختلف محکموں میں ٹھیکیداری کے سلسلے میں چند مسائل دریافت کرنے ہیں:

ٹھیکہ کی بولی (ٹینڈر) کے وقت ٹھیکیدار حضرات آپس میں بیٹھ کر فیصلہ کرتے ہیں کہ اسلم، زید یا فلاں شخص ٹھیکہ لے لیں اور ٹھیکہ کے بدلے میں دوسرے ٹھیکیداروں کو رینگ دے دیں، یعنی کچھ رقم جو بقایا ٹھیکیدار آپس میں بانٹ لیں گے رینگ لینے والے ٹھیکیدار حضرات جواز یہ پیش کرتے ہیں کہ:

○ ...... ہم نے گورنمنٹ کو باقاعدہ فیس دی ہے۔

○ ...... موجودہ ٹھیکے کیلئے کال ڈپازٹ یعنی ۲% (دو فیصد) بطور ضمانت اسی ٹھیکہ کیلئے پیشگی جمع کر دی۔

○ ...... ٹھیکہ کے لئے ٹینڈر فارم کے پیسے ناقابل واپسی -/۵۰۰ روپے یا -/۲۵۰ روپے جمع کرتے ہیں چاہے ہم ٹھیکہ لیں یا نہ لیں۔ لہٰذا یہ رینگ ہمارا محنت، سرمایہ اور فیس کی وجہ سے حق بنتا ہے۔

نوٹ...... کال ڈپازٹ کی رقم واپس ہوتی ہے۔

رینگ کی صورت میں وہ ٹھیکیدار جو ٹھیکہ لیتا ہے پورا پورا ریٹ (پریمیم) بھر لیتا ہے مقابلے کی صورت میں ہر ٹھیکیدار کم ریٹ بھرتا ہے اس صورت میں محکمہ کو بھی نقصان اپنا بھی نقصان اور کام بھی ناقص ہوتا ہے اور رینگ کی صورت میں ایک حد تک کام صحیح ہوتا ہے یعنی شرعاً اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے کیا حکم ہے کہ رینگ لینا دینا کیسا ہے؟

ج...... یہ رینگ رشوت کے حکم میں ہے اور یہ جائز نہیں۔ لینے والے حرام کھاتے ہیں۔ مقابلہ سے بچنے کے لئے وہ یہ بھی تو کر سکتے ہیں کہ آپس میں یہ طے کر لیا کریں کہ فلاں ٹھیکہ فلاں شخص لے گا اس طرح آپس میں ٹھیکے بانٹ لیا کریں۔

س...... سرکاری محکموں میں یہ ایک قسم کا رواج ہے کہ جس طرح بھی اچھا کام کریں لیکن آفیسر صاحبان اپنا کمیشن لیتے ہیں۔ بغیر کمیشن آپ کا کام جتنا بھی صحیح ہو حکومت یا محکمے کے شیڈول کے مطابق کام ہو پھر بھی کمیشن نہیں چھوڑتے اور کام نامنظور ہو جاتا ہے اور اگر کمیشن نہ دو تو ٹھیکیداری چھوڑنا ہوگی جبکہ ٹھیکیداری میری مجبوری ہے۔ لہٰذا کمیشن دینا کیسا ہے اور میرا ٹھیکیداری کا بقایا یعنی کمایا ہوا روپیہ کیسا ہے جائز یا ناجائز؟

ج...... یہ بھی رشوت ہے۔ اگر دفع ظلم کے لئے رشوت دی جائے تو توقع ہے کہ دینے والے پر پکڑ نہیں ہوگی لیکن لینے والا بہرحال حرام کھائے گا۔

س...... ٹھیکہ میں بعض یارباش آفیسر ٹھیکیدار سے بطور تعاون بل زیادہ دیتا ہے۔ مثلاً کھدائی ۹۰ فٹ ہوئی ہے اور آفیسر ۱۰۰ فٹ کے پیسے دیتے ہیں، یہ زائد ۱۰ فٹ کے پیسے کیسے ہیں؟

ج...... خالص حرام ہیں۔

س...... جبکہ آفیسر جواز یہ پیش کرتا ہے کہ جس کام کیلئے گورنمنٹ نے جو پیسہ یا رقم مختص کی ہے اور ہمیں استعمال کی اجازت ہے وہی کام مکمل کر کے بقیہ رقم ٹھیکیدار کا حق ہے۔ اس لئے ہم زائد بل بناتے ہیں۔ اور بعض دفعہ اس زائد رقم کو ٹھیکیدار اور آفیسر بانٹ لیتے ہیں۔

ج...... ٹھیکیدار سے یہ طے کر لیا جائے کہ اتنا کام اتنی ہی رقم میں کرائیں گے، کام کم کرانا اور پیسے زیادہ کے دینا جائز نہیں۔ اور مال حرام ملی بھگت ہی سے کھایا جاتا ہے۔

اسلام میں حق شفعہ کی شرائط

س...... کیا اسلام میں شفعہ کرنا جائز ہے؟ جس طرح کہ اگر والدین اپنی جائیداد کا کچھ حصہ یا ساری جائیداد کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کردیں تو اس شخص کی اولاد یا اس کے رشتہ دار حق شفعہ کرسکتے ہیں؟ اور وہ لوگ اسلامی قوانین کی رو سے واپس لینے کے حقدار ہیں یا کہ نہیں؟ میں نے ایک آدمی سے سنا ہے کہ حق شفعہ اسلام میں جائز نہیں۔

ج...... اسلام میں حق شفعہ تو جائز ہے مگر اس کے مسائل ایسے نازک ہیں کہ آج کل نہ تو لوگوں کو ان کا علم ہے اور نہ ان کی رعایت کرتے ہیں۔ مختصر یہ کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک حق شفعہ صرف تین قسم کے لوگوں کو حاصل ہے۔

اول : وہ شخص جو فروخت شدہ جائیداد (مکان، زمین) میں شریک اور حصہ دار ہے۔

دوم : وہ شخص جو جائیداد میں تو شریک نہیں، مگر جائیداد کے متعلقات میں شریک ہے۔ مثلاً دو مکانوں کا راستہ مشترکہ ہے یا زمین کو سیراب کرنے والی پانی کی نالی دونوں کے درمیان مشترک ہے۔

سوم : وہ شخص جس کا مکان یا جائیداد فروخت شدہ مکان یا جائیداد سے متصل ہے۔

ان تین اشخاص کو علی الترتیب حق شفعہ حاصل ہے۔ یعنی پہلے جائیداد کے شریک کو، پھر اس کے متعلقات میں شریک شخص کو اور پھر ہمسائے کو حق شفعہ حاصل ہوگا۔ اگر پہلا شخص شفعہ نہ کرنا چاہے تب دوسرا کرسکتا ہے اور دوسرا نہ کرنا چاہے تب تیسرا کرسکتا ہے۔

اس سے معلوم ہوا ہوگا کہ فروخت کنندہ کی اولاد یا اس کے رشتہ دار ان تین فریقوں میں سے کسی فریق میں شامل نہیں ہیں تو ان کو محض اولاد یا رشتہ دار ہونے کی بناپر شفعہ کا حق نہیں۔

پھر جس شخص کو شفعہ کا حق حاصل ہے، اس کے لئے لازم ہے کہ جب اسے مکان یا جائیداد کے فروخت کئے جانے کی خبر پہنچے فوراً بغیر کسی تاخیر کے یہ اعلان کرے کہ

فلاں مکان فروخت ہوا ہے اور مجھے اس پر حق شفعہ حاصل ہے۔ میں اس حق کو استعمال کروں گا اور اپنے اس اعلان کے گواہ بھی بنائے۔

اس کے بعد وہ بائع کے پاس یا مشتری کے پاس (جس کے قبضہ میں جائیداد ہو) یا خود اس فروخت شدہ جائیداد کے پاس جاکر بھی یہی اعلان کرے تب اس کا شفعہ کا حق برقرار رہے گا ورنہ اگر اس نے بیع کی خبر سن کر سکوت اختیار کیا اور شفعہ کرنے کا فوری اعلان نہ کیا تو اس کا حق شفعہ ساقط ہو جاتا ہے۔ ان دو مرتبہ کی شہادتوں کے بعد وہ عدالت سے رجوع کرے اور وہاں اپنے استحقاق کا ثبوت پیش کرے۔

اب آپ دیکھ لیجئے کہ آج کل جو شفعہ کئے جارہے ہیں، ان میں ان احکام کی رعایت کہاں تک رکھی جاتی ہے۔ اس لئے اگر کسی سے آپ نے یہ سنا ہے کہ اسلام میں اس قسم کے حق شفعہ کی اجازت نہیں تو ایک درجہ میں یہ بات صحیح ہے۔ لوگ تو رائج الوقت قانون کو دیکھتے ہیں، شریعت میں کون سی بات صحیح ہے کون سی صحیح نہیں؟ اس کی رعایت بہت کم لوگ کرتے ہیں۔

کیا حکومت چیزوں کی قیمت مقرر کر سکتی ہے

س ..... حکومت بعض چیزوں کی قیمت مقرر کر دیتی ہے تو کیا اس طرح قیمت مقرر کرنا درست ہے؟ اور کیا اس سے زائد قیمت میں بیچنا خفیہ طریقہ سے جائز ہے یا نہیں؟

ج ..... قیمت مقرر کر دینا ضرورت کے وقت جائز ہے۔ جبکہ ارباب اموال تعدّی کرتے ہوں۔ اسی طرح ضرورت کے وقت حنفیہ کے نزدیک ہر چیز کی قیمت مقرر ہو سکتی ہے۔ زائد قیمت پر فروخت کرنا بہتر تو نہیں ہے لیکن اگر فروخت کر دیتا ہے تو بیع (یعنی فروخت مکمل) ہو جائے گی۔

صراف لاپتہ زیورات کا کیا کرے

س ..... ہمارے ایک دوست صراف ہیں۔ ان کے پاس ان کے والد صاحب مرحوم کے وقت مختلف لوگوں نے زیورات بنانے کے لئے سونا دیا تھا ان کے والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے جس کو تقریباً بیس سال ہو چکے ہیں۔ ان کے بعد کئی لوگ آئے اور اپنا سونا زیورات کی شکل میں لے گئے، لیکن اب بھی کچھ لوگ ایسے ہیں جو اپنی چیز واپس لینے نہیں

آئے۔ اب وہ ساتھی پوچھ رہے ہیں کہ اس سونے کو کیا کیا جائے؟ براہ کرم اس کا جواب عنایت فرمائیں۔

ج ...... عام طور پر صرافوں کے پاس اپنے گاہکوں کے نام اور پتے لکھے ہوتے ہیں (اور چونکہ موت و حیات کا پتا نہیں، اس لئے لکھ لینا بھی ضروری ہے) پس جن لوگوں کی امانتیں والد صاحب کے زمانے سے پڑی ہیں اگر ان کے نام اور پتے محفوظ ہیں تو ان کے گھر پر اطلاع کرنا ضروری ہے اور اگر محفوظ نہ ہوں تو کسی ممکنہ ذریعہ سے تشہیر کر دی جائے اور تشہیر کے ایک سال بعد تک اگر کوئی نہ آئے تو ان کا حکم گمشدہ چیز کا ہوگا۔ لیکن اگر صدقہ کرنے کے بعد مالک یا اس کے وارثوں کا پتا چلا تو ان کو مطلع کرنا لازم ہے۔ پھر ان کو اختیار ہوگا کہ اگر وہ چاہیں تو اس صدقہ کو بحال رکھیں اور چاہیں تو اپنی چیز وصول کرلیں۔

اگر وہ اپنی چیز کا مطالبہ کریں تو جو رقم اس نے صدقہ کی ہے وہ خود اس کی طرف سے سمجھی جائے گی اور مالک کو اتنی رقم ادا کرنا لازم ہوگا۔ اس لئے ضروری ہوگا کہ صدقہ کرنے کی صورت میں یہ یادداشت تحریری طور پر لکھ کر رکھی جائے کہ "فلاں شخص کے اتنے زیورات مالک کا پتا نشان نہ ملنے کی وجہ سے اس کی طرف سے صدقہ کردیئے گئے ہیں۔ اگر کبھی اس شخص کا یا اس کے وارثوں کا پتا چلا اور انہوں نے اس کا مطالبہ کیا تو انہیں اس کا معاوضہ ادا کر دیا جائے۔" اس تحریر کا وصیت نامہ کی شکل میں محفوظ رہنا ضروری ہے۔

درزی کے پاس بچا ہوا کپڑا کس کا ہے

س ...... میرے چھوٹے بھائی نے چند ماہ پہلے درزی کی دکان کی تھی اور اس سال اس کا یہ پہلا رمضان تھا۔ چونکہ رمضان میں درزیوں کے پاس بہت کام آتا ہے۔ چنانچہ اس کے پاس بھی آیا اور بہت سارے کپڑوں کے ٹکڑے بچے۔ میرے بھائی کا کہنا ہے کہ گاہک تو خود پانچ یا چھ میٹر کپڑا جوڑے کے حساب سے لاتا ہے۔ اب اگر میں اپنے طور پر کٹنگ کر کے کپڑا بچالوں تو کوئی حرج نہیں ہے اور بعض اوقات ایک ہی گھر کے کئی کئی جوڑے ایک ہی رنگ کے ہوتے ہیں۔ چنانچہ کٹنگ کے اختتام پر زیادہ کپڑا بچ جاتا ہے جو کارآمد ہوتا ہے۔ یہ کپڑا جو بچا ہم اپنے گھر میں استعمال کرسکتے ہیں یا نہیں؟ اور اگر ہم یہ

کپڑا کسی غریب کو دے دیں تو کیا یہ عمل ٹھیک ہوگا؟ یا یہ کپڑا گاہک کو واپس کرنا ضروری ہے؟

ج ...... جو کپڑا بچ جائے وہ مالک کا ہے۔ اس کو واپس کر دینا لازم ہے۔ اس کو خود استعمال کرنا یا کسی غریب کو دینا جائز نہیں، ورنہ چوری اور خیانت کا گناہ ہوگا۔

ہنڈی کا کاروبار کیسا ہے

س ...... عرض یہ ہے کہ ہمارے یہاں دوبئی و ابوظہبی میں کچھ لوگ ہنڈی کا کاروبار کرتے ہیں اور لوگ ان کو یہاں پر دوبئی کی کرنسی یعنی درہم دیتے ہیں اور موجودہ پاکستانی بینکوں سے تھوڑا ریٹ زیادہ دے کر رقم پاکستانی کرنسی میں بھیجنے والے کے گھر منی آرڈر یا بنک ڈرافٹ بھیج دیتے ہیں یا دستی نقد رقم گھر پہنچا دیتے ہیں۔ باوجودیکہ یہاں متحدہ عرب امارات میں عرب مسلمانوں کی حکومت ہے اور بعض مسلمانوں اور غیر مسلموں کو حکومت نے لائسنس (اجازت نامہ) دیئے ہوئے ہیں۔ اور باقاعدہ نظم و ضبط کے ساتھ ہنڈی کا کاروبار کرتے ہیں۔ لاکھوں کروڑوں روپے کی ہر قسم کی کرنسی ان کے شوکیسوں میں ہر وقت بھری رہتی ہے تو ان کے خلاف تو آج تک کسی نے آواز نہیں اٹھائی مگر دوسرے حضرات جن کی رجسٹریشن نہیں ہے ہر ہفتے "بلادی" روزنامہ جنگ میں ان کے خلاف مراسلے لکھ کر شائع کر رہے ہیں کہ یہ کاروبار حرام ہے۔ حب الوطنی کے خلاف اور ناجائز ہے۔

ج ...... ہنڈی کے کاروبار کو صاحب ہدایہ نے مکروہ اور بعد کے فقہاء نے جائز لکھا ہے۔ اس لئے اگر گورنمنٹ کا قانون اجازت دیتا ہے تو گنجائش نکل سکتی ہے اور حکومت کا بعض کو اجازت دینا اس امر کی دلیل ہے کہ یہ ازروئے قانون جائز ہے۔ مگر اس کے لئے لائسنس ہونا چاہئے۔

گورنمنٹ کی زمین پر ناجائز قبضہ کرنا

س ...... کراچی میں رہائشی پلاٹ کے ڈی اے قیمتاً فروخت کرتی ہے۔ ہر مکان کے باہر سڑک سے متصل کچھ زمین چھوڑ دی جاتی ہے جس کی قیمت پلاٹ خریدنے والا ادا نہیں کرتا اس لئے اس کی ملکیت بھی نہیں ہوتی۔ لیکن مشاہدہ یہ ہے کہ آبادی کی اکثریت اس

کو اپنے استعمال میں لاتی ہے۔ ذاتی باغ بنا کر جس میں عوام کا گزر نہیں ہو سکتا یا مکان کا کچھ حصہ اس پر تعمیر کر کے۔ کیا یہ لوگ اس وعید میں نہیں آتے جس میں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی کسی کی ایک بالشت زمین پر قبضہ کرے گا تو وہ قیامت کے دن اس کے گلے میں طوق بنا کر ڈالی جائے گی؟

ج...... یہ لوگ واقعی اس وعید میں داخل ہیں۔

س...... دوسرے وہ لوگ ہیں جن کے پاس رہنے کو مکان نہیں ہے اور نہ اتنا مال کہ قیمتاً خرید سکیں۔ انہوں نے خالی زمینوں پر قبضہ کیا اور مکان بنا کر رہنے لگے۔ پھر ان مکانوں اور زمینوں کی خرید و فروخت بھی شروع کر دی جیسے اورنگی ٹاؤن میں رہنے والے بہت سے لوگ بغیر حکومت کی اجازت کے اور قیمت ادا کئے بغیر زمین پر قابض ہوگئے ہیں۔ اب تک وہ زمین گورنمنٹ نے کسی کو الاٹ نہیں کی ہے لیکن لوگ اس کی خرید و فروخت میں مصروف ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے شرع کا کیا حکم ہے؟

ج...... آدمی اپنی مملوکہ چیز کو فروخت کرنے کا حق رکھتا ہے۔ جو چیز اس کی ملکیت نہیں اس کو فروخت کرنے کا کوئی حق نہیں رکھتا، لہٰذا سرکاری اجازت کے بغیر جو لوگ زمین پر قابض ہیں وہ اس کو فروخت کرنے کے مجاز نہیں۔

چوری کی بجلی شرعاً جائز نہیں

س...... جہاں ہم رہتے ہیں وہاں تک بجلی نہیں پہنچ سکی ہے لیکن بجلی کا پول قریب ہونے کی وجہ سے لوگ اس میں کنڈہ ڈال کر فی گھر سو روپے لے کر سب کو بجلی فراہم کرتے ہیں جو ایک چوری اور خلاف قانون بات ہے جو ہمارے گھر میں بھی موجود ہے۔ اس کی روشنی میں ہم نماز پڑھتے ہیں، وہ جائز ہے یا نہیں؟ اور اس سلسلے میں مجھے کیا کرنا چاہئے کیونکہ میرے منع کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ لوگ کہتے ہیں کہ میں نے تو پیسہ دیا ہے مفت کی بجلی نہیں ہے؟

ج...... چور اگر چوری کر کے سامان فروخت کر دے اور آپ کو معلوم ہو کہ یہ چوری کا مال ہے تو اس کا خریدنا جائز نہیں، بلکہ حرام ہے۔ یہی حکم اس بجلی کا ہے۔

وقف شدہ جنازہ گاہ کی خرید و فروخت

س...... ہمارے گاؤں میں ایک جگہ جنازہ گاہ کیلئے وقف تھی۔ مگر حفاظت نہ ہونے کی

وجہ سے گندگی کا شکار ہوگئی اور وہاں جنازہ پڑھانا بند کر دیا۔ ابھی وہاں گاؤں کے لوگوں کے لئے کنواں بنا دیا گیا ہے مگر کچھ جگہ بچ گئی ہے جو ہمارے گھر کے ساتھ ہے اور ہمارا گھر تنگ ہے تو ہمارا خیال ہوا کہ خرید کر مکان کو وسیع کرلیں۔ اگر یہ جگہ ہمارے لئے جائز ہو تو خرید کر اپنے استعمال میں لائیں؟

ج ..... وقف کی چیز کی خرید و فروخت جائز نہیں، اگر وہ جگہ کسی نے باقاعدہ وقف نہیں کی تھی بلکہ خالی جگہ دیکھ کر لوگوں نے گورنمنٹ کی منظوری کے بغیر جنازہ گاہ کے طور پر اس کو استعمال کرنا شروع کر دیا تھا مگر مستقل وقف کی نیت کسی نے نہیں کی نہ اس کی منظوری گورنمنٹ سے لی گئی تھی تو اس کا فروخت کرنا اور آپ کو خریدنا جائز ہے۔

مسجد کا پرانا سامان فروخت کرنا

س ..... نیو کراچی میں تھوڑے فاصلے پر دو مسجدیں ہیں، دونوں مسجدیں عام اینٹوں اور چھتیں سیمنٹ کی چادروں سے بنی ہوئی ہیں۔ ایک مسجد کو ایک صاحب حیثیت پارٹی نے اپنے خرچ پر پکی اور عالیشان بنوانا شروع کر دیا تو پرانا سامان جس میں چادریں، پنکھے اور دوسرا سامان شامل تھا، مسجد کی انتظامیہ نے فروخت کر دیا۔ اس سامان کو عام لوگوں نے خریدا اور اپنے گھروں میں استعمال کیا۔ کیا اس مسجد کا سامان دوسری مسجد کے فنڈ سے خرید کر اس میں استعمال کیا جاسکتا ہے؟

ج ..... مسجد کا جو سامان اس کے کام کا نہ ہو، اس کو فروخت کر کے رقم مسجد میں لگانا صحیح ہے۔ اور جن لوگوں نے مسجد کا وہ سامان خریدا وہ اس کو استعمال کر سکتے ہیں۔ ان کے استعمال کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ اسی طرح اس سامان کو خرید کر دوسری مسجد میں بھی لگایا جاسکتا ہے۔ اور جو سامان مسجد کی ضرورت سے زائد ہو وہ دوسری مسجد کو منتقل کر دینا بھی صحیح ہے۔

تنخواہ کے ساتھ کمیشن لینا شرعاً کیسا ہے

س ..... میں جس جگہ اس وقت کام کر رہا ہوں، وہ ایک نجی ادارہ ہے۔ میں وہاں صبح و شام کام کرتا ہوں۔ درمیان میں کھانے کا وقفہ بھی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میں یہاں

صرف نوکری کرتا ہوں میرا کوئی شراکت وغیرہ کا مسئلہ نہیں ہے لیکن جب آج سے ڈیڑھ سال قبل میں نے نوکری شروع کی تو ان سے تنخواہ بھی طے کی جو بائیس سو روپے طے ہوئی جبکہ میں بضد تھا کہ ۲۶۰۰ روپے یا اس سے زیادہ ہو لیکن وہ نہ مانے اور مجھ سے کہا کہ میں آپ کو ادارے کی آمدنی سے ۵ فیصد کمیشن دوں گا جو کہ ہر ماہ تقریباً ۵۵۰ روپے یا کبھی اس سے کم یا زیادہ بھی ہوتا رہتا ہے۔ آپ اس کے جائز ہونے یا نہ ہونے کے بارے میں بیان کریں اور میری پریشانی کو دور کریں۔

ج...... آپ کی تنخواہ تو وہی ہے جو مقرر کی گئی ہے، پانچ فیصد کمیشن دینے کا جو اس نے وعدہ کیا ہے اگر وہ خوشی سے دے تو لینا جائز ہے۔

ملازم کا اپنی پنشن حکومت کو بیچنا جائز ہے

س...... آج کل عام طور پر یہ رواج ہوگیا ہے کہ وہ لوگ جو پنشن پر جاتے ہیں اپنی پنشن بیچ دیتے ہیں جو کہ عموماً حکومت ہی خرید لیتی ہے اور عمر کے لحاظ سے اس کی شرح کم یا زیادہ مقرر کرکے پنشنر کو یکمشت رقم ادا کر دیتی ہے۔ اس کے بعد پنشنر چاہے دوسرے دن ہی فوت ہوجائے یا ۱۰۰ سال تک زندہ رہے۔ کیا یہ طریقہ شرعی طور پر ٹھیک ہے؟ اور کیا اس طرح پنشن بیچنے میں کوئی حرج تو نہیں؟

ج...... یہ معاملہ حکومت کے ساتھ جائز ہے۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ جو شخص پنشن پر جا رہا ہے، حکومت کے ذمہ اس کی جو رقم پنشن کی شکل میں واجب الادا ہے وہ اس کا اس وقت تک مالک نہیں ہوتا جب تک کہ اس رقم کو وصول نہ کرلے۔ اب اس پنشن کو گورنمنٹ کے پاس فروخت کرنے کا مطلب یہ ٹھہرتا ہے کہ گورنمنٹ اس سے معاہدہ کرتی ہے کہ وہ اپنا یہ حق چھوڑ دے اور اس کے بجائے وہ اتنی رقم نقد لے لے۔ اور ملازم اپنے استحقاق کو چھوڑنے کے لئے تیار ہوجاتا ہے۔ پس یہاں درحقیقت کسی رقم کا رقم کے ساتھ تبادلہ نہیں بلکہ تاحین حیات جو اس کا استحقاق تھا اس کا معاوضہ وصول کرنا ہے اس لئے شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں۔

عورتوں کی ملازمت شرعاً کیسی ہے

س...... میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا شریعت میں یہ جائز ہے کہ عورتیں

دفتروں میں نوکری کریں یا مل کارخانے میں، کیا ایسا کوئی قانون قرآن میں آیا ہے جس کا حکم اللہ اور اس کے رسولؐ نے صادر فرمایا ہے؟ برائے مہربانی اس کا جواب آپ تفصیل سے ارشاد فرمائیں آپ کی عین نوازش ہوگی۔

ج...... عورت کا نان ونفقہ اس کے شوہر کے ذمہ ہے لیکن اگر کسی عورت کے سر پر کوئی کمانے والا نہ ہو تو مجبوری کے تحت اس کو کسب معاش کی اجازت ہے، مگر شرط یہ ہے کہ اس کے لئے باوقار اور باپردہ انتظام ہو، نامحرم مردوں کے ساتھ اختلاط جائز نہیں۔

حرام چیز کا فروخت کرنا جائز نہیں

س...... میں آسٹریلیا میں رہتی ہوں۔ وہاں کے لوگ زیادہ تر غیر مسلم ہیں۔ اس ملک میں کھانے پینے کی چیزوں میں حرام جانوروں کے اجزاء ملائے جاتے ہیں۔ کیا یہ چیزیں فروخت کرنا جائز ہے؟ کیا ان کی آمدنی حلال ہے؟ اگر اس آمدنی کا کچھ حصہ نکال دیا جائے تو یہ حلال ہوسکتا ہے؟

ج...... جیلٹن جس میں کہ جانوروں کی چربی شامل ہوتی ہے اور وہ جانور شرعی طور پر ذبح کئے ہوئے نہیں ہوتے شرعاً ان کا استعمال جائز نہیں ہے اور جن چیزوں کا استعمال جائز نہیں ان کا فروخت کرنا بھی جائز نہیں اور ان کی آمدنی بھی حلال نہیں۔

چوکیداری کا حق اور کمپنی کا کارڈ فروخت کرنا

س...... ایک مسئلہ جو آج کل لوگوں میں عام ہے کہ اکثر بازاروں کی چوکیداری ایک دوسرے پر قیمتاً فروخت کرنا ہے چونکہ اس پر پہلے والے چوکیدار نے قیمت ادا نہیں کی ہوتی اور نہ ہی کوئی محنت مشقت کی ہوتی ہے تو اس نوکری پر روپے لینا حرام ہے یا حلال۔ یا کوئی ایسی کمپنی کا کارڈ ہو کہ اس میں عام آدمی بھرتی نہیں ہوسکتے۔ جیسا کہ آج کل کیماڑی کے پورٹ اور پورٹ قاسم میں مزدوروں کو حکومت نے پکے کارڈ دیئے ہیں اور عام آدمی پکے مزدوروں میں بھرتی نہیں ہوسکتے۔ اور وہ مزدور اپنا کارڈ تقریباً ایک لاکھ پر فروخت کرتے ہیں اور لوگ بہت خوشی سے خرید لیتے ہیں تو یہ کارڈ فروخت کرنا یا خریدنا حرام ہے یا حلال؟

ج...... مذکورہ حقوق کی خرید وفروخت صحیح نہیں اس سے حاصل شدہ مال حرام ہے۔

سودا بیچنے کے لئے جھوٹی قسم کھانا

س ...... یہ جو ہمارے اکثر گھرانوں میں بات بے بات قسم خدا، قسم قرآن کی کھاتے ہیں چاہے وہ بات سچی ہو یا جھوٹی، لیکن عادت سے مجبور ہوتے ہیں۔ اس کے بارے میں کچھ فرمایئے تو مہربانی ہوگی کہ ان سچی، جھوٹی قسموں کی سزا کیا ہے۔ ہمارے اکثر تاجر حضرات جن سے ہمارا روزانہ واسطہ پڑتا ہے۔ مثلاً کپڑے کے تاجر وغیرہ وہ بھی اپنا مال بیچنے کے لئے پانچ منٹ میں کتنی قسمیں کھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ بھاؤ ایمانداری کا بھاؤ ہے چاہے وہ بھاؤ سچا ہو یا جھوٹا اور اکثر اسی بھاؤ میں کمی کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم آپ کی خاطر تھوڑا نقصان اٹھا رہے ہیں۔ خدا کی قسم ہم اپنا نقصان کر رہے ہیں اور قرآن کی قسم ہم نے آپ سے ایک پائی بھی منافع نہیں لیا۔ حالانکہ کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ تاجر حضرات ہمارے لئے نقصان اٹھائیں اور کاروں میں گھومیں، جواب ضرور دیں۔

ج ...... جھوٹی قسم کھانا بہت بڑا گناہ ہے۔ اگر کسی کو اس کی عادت پڑ گئی ہو تو اس کو توبہ کرنی چاہئے اور اپنی اصلاح کرنی چاہئے۔ سودا بیچنے کے لئے قسم کھانا اور بھی برا ہے۔ حدیث میں ہے کہ قیامت کے دن تاجر لوگ بدکاروں کی حیثیت میں اٹھائے جائیں گے سوائے اس تاجر کے جو خدا سے ڈرے اور غلط بیانی سے باز رہے۔

غلط بیانی کر کے فروخت کئے ہوئے مال کی رقم کیسے پاک کریں

س ...... دکانداری میں جھوٹ بولنے سے رزق حرام ہوتا ہے یا نہیں؟

س ...... اگر دکانداری میں جھوٹ بولنے سے رزق حرام ہوتا ہے تو صدقات اور زکوٰۃ سے پاک ہو جاتا ہے یا نہیں؟

س ...... جیسے کہ حرام مال کے بارے میں حدیث میں بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں میری عمر ۱۷ سال کی ہے اور میں بالغ ہوں اب ہمارے گھر میں مال و دولت حرام ہے اب اس میں ہمارا کیا قصور ہے یہ تو ہمارے بڑوں کی غلطی ہے۔ اب مجھے گھر میں رہنا چاہئے یا گھر چھوڑ کر چلا جانا چاہئے۔

ج ...... جھوٹ بول کر اگر کسی کو دھوکا دیا گیا اور نفع کمایا گیا تو حرام ہے۔

ج ...... نادانستہ غلط بیانی سے جو کراہت آتی ہے وہ تو پاک ہو جاتی ہے مگر صریحاً دھوکہ دے کر کمایا ہوا مال پاک نہیں ہوتا۔

ج ...... اگر حرام سے بچنا ناممکن ہے تو اللہ تعالیٰ سے استغفار کریں۔

جھوٹ بول کر مال بیچنا

س ...... میں ایک دکاندار ہوں۔ ہمارے آس پاس بہت سی دکانیں اور بھی ہیں، کئی دکان والوں کے پاس پاکستانی چیزیں ہیں مگر اکثر دکان والے پاکستانی چیز کو جاپانی نام پر بیچتے ہیں اور گاہک خوشی سے رقم دے کر لے جاتے ہیں۔ ہمارے پاس بھی وہی چیزیں موجود ہیں پورے مہینے میں ایک چیز نہیں بیچ سکا کیونکہ ہمارے پاس جب گاہک آتے ہیں تو ہم سے جاپانی چیزیں مانگتے ہیں ہمارے پاس تو پاکستانی چیزیں ہیں۔ ہمارے آس پاس اور دکانوں والوں کے پاس پاکستانی چیزیں ہیں ہم صاف طور پر گاہک کو بتا دیتے ہیں کہ یہ چیزیں پاکستانی ہیں مگر گاہک نہیں لیتا۔ کیا ہم بھی غلط بات کر کے یا گول مول بات کر کے چیزیں بیچ سکتے ہیں؟

ج ...... جھوٹ بول کر سودا بیچنا حرام ہے۔ اس میں ایک تو جھوٹ بولنے کا گناہ ہے دوسرے مسلمانوں کے ساتھ دھوکا اور فریب کرنا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے "تاجر لوگ قیامت کے دن بدکار ہونے کی حالت میں اٹھائے جائیں گے، سوائے اس شخص کے جو نیکی کا کام کرے (مثلاً صدقہ و خیرات دیا کرے) اور سچ بولے۔"

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص ہم کو (یعنی مسلمانوں کو) دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔"

اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ "بہت بڑی خیانت کی بات ہے کہ تو اپنے بھائی (مسلمان) کو ایسی بات کہے کہ وہ اس میں تجھ کو سچا جانتا ہو اور تو اس پر جھوٹ کہہ رہا ہو۔"

اگر کچھ لوگ جھوٹ فریب کے ساتھ تجارت کرتے ہیں تو اپنی دنیا بھی بگاڑتے ہیں اور عاقبت بھی برباد کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں کی روزی میں برکت نہیں ہوتی، وہ

راحت وسکون کی دولت سے محروم رہتے ہیں اور ان کی دولت جس طرح حرام طریقے سے آتی ہے اسی طرح حرام راستے جاتی ہے۔ آپ ان کی "ریس" ہرگز نہ کریں بلکہ گاہکوں کو بتا دیا کریں کہ یہی کپڑا ہے جس کو دوسرے لوگ جاپانی کہہ کر فروخت کررہے ہیں۔ آپ کے سچ بولنے پر آپ کے مال میں انشاء اللہ برکت ہوگی اور قیامت کے دن بھی اس کا بڑا اجر وثواب ملے گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سچا اور امانت دار تاجر قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور ولیوں کے ساتھ ہوگا۔

پاکستانی مال پر باہر کا مارکہ لگا کر بیچنے کا گناہ کس کس پر ہوگا

س..... ہم تجارت پیشہ افراد ہیں بنیادی طور پر ہماری تجارت پرچون دکانداری ہے لیکن کچھ اشیاء ہمارے پاس تھوک بھی موجود ہیں۔ پرچون اشیاء ہم دکان پر رب کریم کی مہربانی اور دی ہوئی توفیق سے بالکل سچائی سے اور اسلامی طریقہ کے مطابق خوبیاں اور خامیاں بتلا کر فروخت کررہے ہیں لیکن تھوک اشیاء جو کہ کٹلری کے شعبہ سے تعلق رکھتی ہیں اور وزیر آباد شہر سے تیار ہوکر ہمارے ذریعے پرچون فروش دکاندار کو مل سکتی ہیں (اور ہماری مرضی کے خلاف ان اشیاء پر غیر ملکی مارک لگائے جاتے ہیں) ہم سے مال خرید کرنے والے ۵۰ فیصد پرچون فروش اس مال کو غیر ملکی بتلا کر اپنا ملکی تیار کردہ مال فروخت کرتے ہیں اور ۵۰ فیصد پرچون فروش خریدار کو حقیقت حال بتلا کر فروخت کرتے ہیں۔ آیا جو پرچون فروش مال کو حقائق چھپا کر فروخت کرتے ہیں۔ ان کی غلط بیانی کا وبال کس کے کھاتے میں جاتا ہے؟..... مال تیار کرنے والے پر جس نے ملکی مال پر غیر ملکی مارک لگایا؟ ب..... آیا ہم پر کہ مال ہمارے ذریعے پرچون فروش کو فروخت ہو رہا ہے۔ (حالانکہ ہم مال فروخت کرتے ہوئے بالکل اس بات کی پرچون فروش کو ترغیب نہیں دیتے کہ وہ اس مال کو غیر ملکی کہہ کر فروخت کرے) اور جیسا کہ اوپر ذکر ہوچکا ہے کہ نہ ہی مارک لگانے کے لئے تیار کنندہ کو کوئی ترغیب ہماری جانب سے دی جاتی ہے۔ ہمیں جیسا مال وزیر آباد میں ملتا ہے ویسا ہی سپلائر سپلائی کردیتا ہے۔

ج..... یہ جعل سازی اور دھوکہ دہی ہے۔ غیر ملکی مارک لگانے والے بھی گنہگار ہیں اور جو لوگ حقیقت حال سے واقف ہونے کے باوجود اس کو غیر ملکی کہہ کر فروخت کرتے ہیں وہ

بھی گنہگار ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو ہمیں (یعنی مسلمانوں کی جماعت کو) دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔

س...... آیا اس پرچون فروش پر وبال ہوتا ہے جو کہ اصل حقیقی گاہک (چیز استعمال کرنے والے) پر آخر میں مال فروخت کر رہا ہے؟

ج...... جہاں تک یہ خرید فروخت کا سلسلہ جاری رہے گا اور لوگ اس کو جانتے ہوئے "اصلی" کہہ کر بیچتے رہیں گے سب گنہگار ہونگے۔

غیر مسلموں سے کاروبار کرنا

غیر مسلموں سے خرید و فروخت اور قرض لینا

س ...... کیا غیر مسلم لوگوں سے کھانے پینے کی چیزیں یا دیگر قرض وغیرہ لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

ج ...... غیر مسلموں کے ساتھ لین دین کا معاملہ کرنا جائز ہے بشرطیکہ وہ غیر مسلم مرتد نہ ہو۔

کفار سے لین دین جائز ہے لیکن مرتد سے نہیں

س ...... تجارتی لوگوں کا تمام مذاہب سے واسطہ پڑتا ہے، کیا غیر مذاہب کے لوگوں سے دعائیں کروانا، سلام کرنا یا جواب دینا جائز ہے کہ نہیں؟

ج ...... کسی مرتد سے لین دین کی تو شرعاً اجازت ہی نہیں باقی غیر مذاہب سے لین دین اور معاملہ جائز ہے مگر ان سے دعائیں کروانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ کوئی مسلمان اس کا تصور کر سکتا ہے۔ سلام ان کو ابتداً تو نہ کیا جائے۔ البتہ ان کے سلام کے جواب میں صرف ''وعلیکم'' کہہ دیا جائے۔

تجارت اور مالی معاملات میں دھوکہ دہی

چھوٹے بھائی کے ساتھ دھوکا کرنے والے کا انجام

س...... ایک شخص جو نماز، روزہ اور تلاوت قرآن کا پابند ہے، پڑھا لکھا دینی و دنیاوی علوم سے اچھی طرح باخبر الحاج شخص ہے، اس نے جو مال بھی کمایا ہے وہ چھوٹے سگے بھائی کے توسط سے کمایا، جس نے اسے سعودی عرب کا ریلیز ویزا اور وہاں کی ملازمت حاصل کرنے میں اس کی معاونت کی۔ چونکہ چھوٹا بھائی ایک طویل عرصے سے ایک مشہور کمپنی میں مارکیٹنگ منیجر کی پوسٹ پر ہے۔ بڑا بھائی ۷۔ ۶ سال ملازمت کرنے اور بھاری رقم بچت کرنے کے بعد مدت ملازمت کے خاتمے پر وطن لوٹ آیا اور یہاں آتے ہی اس شخص میں دولت کی حرص و ہوس بڑھتی گئی اور اس نے اپنے محسن یعنی چھوٹے بھائی کے اعتماد کو ٹھیس پہنچائی۔ چھوٹے بھائی نے بڑے بھائی پر بھروسہ کرتے ہوئے اپنے کسی ذاتی کام کی ذمہ داری پردیس سے اس پر سونپی اور اس کام کے لئے تقریباً تین لاکھ روپے کا ڈرافٹ اپنے بڑے بھائی کے نام ارسال کیا۔ اس کے علاوہ سعودیہ بلانے سے قبل اس پر اعتماد کرتے ہوئے ۱۲۰ گز کا پلاٹ اس کے نام پر رکھوالے کی حیثیت سے خریدا۔ عرض یہ کرتا ہے کہ تقریباً چار سال ہوئے یہ بد دیانت شخص اپنے چھوٹے بھائی کی تین لاکھ سے زائد کیش رقم اور ایک لاکھ روپے مالیت کے پلاٹ کا مالک بن بیٹھا ہے جس کا کوئی تحریری ثبوت بھی موجود نہیں۔ مزید بر آں یہ کہ وہ اپنے بھائی کے مکان میں جبراً رہ بھی رہا ہے۔ مزے کی بات تو یہ ہے کہ وہ خود کو صوفی کہلواتا ہے بڑا پرہیز گار اور دیندار بنا پھرتا ہے۔ چھوٹے بھائی نے ہر طرح سے کوشش کی کہ اس کی نجی رقم وہ واپس کر دے اس کے لئے ہر معززانہ طریقہ اختیار کیا مگر ہر بار وہ ڈاج دیکر بچتا رہا ہے۔ اصل مالک چونکہ پردیس میں رہتا ہے اس لئے مستقل مزاجی سے اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔

مولانا صاحب قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اور حجۃ الوداع میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کی بڑی تفصیل بیان کی ہے کہ "کسی شخص کو یہ جائز نہیں کہ اپنے بھائی کا مال غلط طریقہ سے کھائے بجز اس کے کہ اس میں اس کی رضامندی شامل ہو۔"

مولانا صاحب اصل مالک کو اس بددیانت شخص سے روپیہ حاصل کرنے کے لئے کونسا ہتھکنڈا اختیار کرنا چاہئے؟ اس کے ساتھ عدالتی کارروائی کرنی چاہئے یا خدا کی عدالت میں اس مقدمے کو پیش کر دینا چاہئے؟ کیا خداوند تعالیٰ اس خائن شخص کی نیکیاں اور عبادتیں چھوٹے بھائی کے کھاتے میں ڈال دے گا جس کے ساتھ ظلم کیا جارہا ہے۔ خدا کے حضور میں اس شخص کا کیا انجام ہو گا؟

ج ...... آپ نے جو کچھ لکھا ہے اگر وہ صحیح ہے تو ظاہر ہے کسی کا مال کھانے والا نیک، پرہیزگار، متقی اور صوفی نہیں ہو سکتا۔ خائن، بددیانت اور غاصب کہلانے کا مستحق ہو گا۔

رہا یہ کہ ایسے شخص کے ساتھ کیسے نمٹا جائے تو دنیا میں تو اس کے دو طریقے رائج ہیں: ایک یہ کہ دو چار شریف آدمیوں کو جمع کر کے ان کے سامنے واقعات بیان کئے جائیں اور وہ ان صاحب کو سمجھائیں، دوسرا طریقہ یہ ہے کہ عدالت سے رجوع کیا جائے۔

جہاں تک آخرت کا تعلق ہے وہاں کسی شخص کے لئے دھوکا دہی، فریب اور غلط تاویل کی گنجائش نہیں۔ ہر انسان کی کارکردگی کا پورا دفتر، نامہ عمل کی شکل میں موجود ہو گا اور ہر ظالم سے مظلوم کا بدلہ لیا جائے گا اور وہاں بدلہ چکانے کے لئے ظالم کی نیکیاں مظلوم کو دلائی جائیں گی اور اگر اس کی نیکیاں ختم ہو گئیں تو مظلوم کے گناہوں کا بوجھ ظالم پر ڈال دیا جائے گا۔

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: «من كانت له مظلمة لأخيه من عرضه أو شيء فليتحلله منه اليوم قبل أن لا يكون دينار ولا درهم إن كان له عمل صالح أخذ منه بقدر

مظلمته وإن لم يكن حسناتُ أخذ من سيئات صاحبه فحُمِل

عليه »، رواه البخاری .

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جانتے ہو مفلس کون ہے؟ عرض کیا گیا ہمارے یہاں تو مفلس وہ کہلاتا ہے جس کے پاس روپیہ پیسہ اور مال و متاع نہ ہو۔ فرمایا میری امت کا مفلس وہ شخص ہے جو قیامت کے دن نماز، روزہ اور زکوٰۃ لے کر آئے لیکن (اس کے ذمہ لوگوں کے حقوق بھی ہوں، مثلاً) ایک شخص کو گالی دی تھی، ایک پر تہمت لگائی تھی، ایک کا مال کھایا تھا، ایک کا خون بہایا تھا، ایک کو مارا پیٹا تھا، اس کی نیکیاں ان تمام ارباب حقوق کو دے دی جائیں گی اور اگر حقوق ابھی باقی تھے کہ نیکیاں ختم ہو گئیں تو ان لوگوں کے گناہ اس پر ڈال دیئے گئے پھر اس کو جہنم میں جھونک دیا گیا۔

عن أبی هريرة أن رسول الله ﷺ قال: «أتدرون ما المفلس قالوا المفلس فينا من لا درهم له ولا متاع فقال إن المفلس من أمتى من يأتى يوم القيامة بصلاة وصيام وزكاة ويأتى قد شتم هذا وقذف هذا وأكل مال هذا وسفك دم هذا وضرب هذا فيعطى هذا من حسناته وهذا من حسناته فإن فنيت حسناته قبل أن يقضى ما عليه أخذ من خطاياهم فطرحت عليه ثم طرح فى النار »، رواه مسلم . (مشکوٰۃ صفحہ ۴۳۵)

اور صحیح بخاری کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر کسی کے ذمہ اس کے بھائی کا کوئی حق ہو خواہ اس کی جان سے متعلق یا عزت سے متعلق یا مال سے متعلق، اس کو چاہیے کہ یہیں معاملہ صاف کر کے جائے اس سے پہلے کہ آخرت میں پہنچے جہاں اس کے پاس کوئی روپیہ پیسہ نہیں ہوگا۔ اگر اس کے پاس نیکیاں ہوں گی تو لوگوں کے حقوق کے بقدر ارباب حقوق کو دے دی جائیں گی اور اگر اس کے پاس نیکیاں نہ ہوئیں تو ان کے گناہ لے کر اس پر ڈال دیئے جائیں گے۔ (مشکوٰۃ)۔

اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائیں۔ آخرت کا معاملہ بڑا ہی سنگین ہے جو شخص آخرت

پر ایمان رکھتا ہو اس کے لئے کسی پر ظلم و تعدی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں اور جو شخص کسی کو ستاتا ہے، کسی کی غیبت کرتا ہے، کسی کو ذہنی و جسمانی ایذا پہنچاتا ہے، کسی کا مال کھاتا ہے، قیامت کے دن یہ سب کچھ اگلنا پڑے گا۔ ذلت و رسوائی الگ ہوگی اللہ تعالیٰ کا قہر و غضب الگ ہو گا اور جہنم کی سزا الگ ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اپنی پناہ میں رکھے۔

ڈیوٹی دیئے بغیر گورنمنٹ سے لی ہوئی رقم کا کیا کریں

س...... میری شادی کو دو سال ہونے والے ہیں۔ شادی کے وقت میں ٹھٹھہ شہر میں تھی جو کراچی سے ۸۰ میل دور ہے میرے شوہر سرکاری ملازم ہیں۔ لیکن وہ اوتھل میں ڈیوٹی دیتے تھے اور ساتھ ہی کراچی میں (جہاں ہم رہتے تھے) اسپتال میں کورس کرتے رہے اور وہاں سے بھی ان کو اسکالر شپ کے پیسے ملتے تھے شاید ۸۔ ۹ مہینے وہ اس اسپتال میں ہاؤس جاب کرتے رہے اور ایک دن بھی اوتھل میں ڈیوٹی نہیں دی اور وہاں کی ڈیوٹی کی پوری تنخواہ چار ہزار وہ لیتے رہے اور مہینے کے آخر تک وہ پیسے ختم ہو جاتے اور بچتے نہیں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ یہ حکومت کا فرض ہے کہ جہاں وہ سرکاری ملازموں کو ڈیوٹی کے لئے بھیجے تو اس جگہ اچھی رہائش اور باقی سہولتوں کا بھی بندوست کرے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہاں سہولتیں نہیں تھیں اور ان کے بڑے افسر کو پتا تھا اور ایک دفعہ جب وہ اوتھل گئے دوسرے شہر میں ٹرانسفر کے کام کے لئے، اس وقت دوسرا افسر آچکا تھا وہ بہت ناراض ہوا۔ اب ایک سال سے ان کی ٹرانسفر کوئٹہ شہر میں ہے وہاں یہ کام کرتے ہیں۔ لیکن میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ۶۰ ہزار ان مہینوں کی تنخواہ بنتی ہے اوتھل کی ڈیوٹی کی تو اسلام کی رو سے یہ ناجائز رقم ہے۔ ہمارے پاس اس میں سے کچھ بھی نہیں بچی تھی۔ میرے شوہر اس میں سے ۸ ہزار بغیر نیت کے غریبوں کو دے چکے ہیں اور باقی رقم وہ کہتے ہیں کہ آہستہ آہستہ نکالیں گے جیسے جیسے پیسہ آئے گا۔ تو کیا اس طریقے سے ہماری نماز روزہ قبول نہ ہو گا؟ یا جب تک ہم پوری ناجائز رقم نہ نکال دیں نماز روزہ قبول نہ ہو گا؟ کیا اگر میں اپنے حصے کی رقم نکال دوں یعنی جب سے شادی کر کے ان کے پاس آکر میں نے اس تنخواہ کا کھانا کھایا۔ ان کے حساب سے وہ ۲۴ ہزار بنتے ہیں تو کیا میرا نماز روزہ قبول ہونا شروع ہو جائے گا؟ اس طرح ان کی بھی مدد ہو جائے گی اگر میں اپنی

ملکیت سے یہ ناجائز رقم نکال دوں گی۔ کیا اس تمام رقم پر زکوٰۃ بھی ادا کرنی ہوگی؟ جبکہ یہ تنخواہ تو بچتی نہ تھی اور استعمال ہو جاتی تھی مہینے کے اندر اندر۔

ج...... یہ ناجائز رقم تھی آہستہ آہستہ اس کو نکال دیں۔

زائد بل بنوانے والے ملازم کے بل پاس کروانا

س...... میں گورنمنٹ میں ملازم ہوں اور جب سرکاری کام کے لئے فوٹو کاپی کروانی ہوتی ہے تو چپراسی مطلوبہ کاپیوں سے زیادہ رقم رسید پر لکھوا کر لاتا ہے اور مجھے ایک فارم پر کرکے اس رسید کے ساتھ اپنے ماتحت افسر سے تصدیق کرانی ہوتی ہے کیا اس گناہ میں میں بھی شریک ہوں۔ حالانکہ میں اس زائد رقم سے ایک پیسہ بھی نہیں لیتا؟

ج...... گناہ میں تعاون کی وجہ سے آپ بھی گناہ گار ہیں اور دوسروں کی دنیا کے لئے اپنی عاقبت برباد کرتے ہیں۔

ناحق دوسرے کی زمین پر قبضہ کرنا

س...... ایک شخص اپنی زمین کی پیائش اور نقشہ کی حد سے بڑھ کر اپنے پڑوسی کی زمین میں جو کہ اس کی پیائش اور نقشہ کے مطابق ہو اس میں گھس کر اپنا مکان تعمیر کر لیتا ہے اور اس طرح اپنی زمین بڑھا کر اپنے پڑوسی کی زمین کم کر دیتا ہے۔ شریعت کے مطابق وہ شخص کیسا ہے؟

ج...... حدیث شریف میں ہے:

من اخذ شبرا من الارض ظلما فانه یطوقه یوم القیامة من سبع ارضین
(متفق علیہ، مشکوٰۃ...... صفحہ ۲۵۴)

ترجمہ...... ”جس شخص نے کسی کی ایک بالشت زمین پر بھی ناحق قبضہ کر لیا قیامت کے دن سات طبق زمین کا طوق اس کے گلے میں پہنایا جائے گا۔“ (مشکوٰۃ بروایت بخاری و مسلم)

موروثی مکان پر قبضہ کے لئے بھائی بہن کا جھگڑا

س...... عرض ہے کہ ہم دو بہن بھائی ہیں (ایک بھائی ایک بہن) والدین گزر گئے، ترکہ میں

ایک مکان ہے جس میں ہم رہتے تھے۔ میری بہن نے ایک مکان خرید ا مجھے اس میں منتقل کر دیا۔ تقریباً ساڑھے چار سال بعد میری بہن نے وہ مکان فروخت کر دیا۔ پھر مجھے اس گھر میں (جو کہ ہمارے والدین کا تھا) نہیں آنے دیا۔ میں کرائے کے مکان میں رہنے لگا۔ تقریباً اٹھارہ سال ہوئے کرایہ کے مکان میں رہتے ہوئے، میں کرائے کی مد میں تقریباً ۴۲۲۰۰ روپے ادا کر چکا ہوں۔ میں نے برادری میں درخواست دی تو پنچوں نے میری بہن کو بلایا اور میری درخواست بتائی۔ جس پر میری بہن نے ساڑھے چار سال کا کرایہ ۲۰۰ روپے ماہوار کے حساب سے ۱۰۸۰۰ روپے ذمہ لگایا۔ اس کے علاوہ میری بہن نے میری طرف / ۲۱۰۰۰ روپے کا قرضہ بتایا اور کلمہ پڑھ کر کہا کہ یہ میرے ہیں، اس کے علاوہ (والدین کے مکان میں جو ترکہ میں ہے) بجلی لگوائی / ۴۰۰ روپے پانی کا نل لگوایا / ۳۰۰ روپے گیس لگوایا / ۵۰۰ روپے مرمت مکان / ۵۰۰۰ روپے اس طرح جنرل ٹوٹل / ۱۷۰۰۰ روپے ہوئے۔ پنچوں نے پھر میرا حساب کیا کہ ترکہ کے مکان میں ۱۹۵۹ء سے رہتی ہو اور یہ مکان میری بہن سے (جس میں، میں ساڑھے چار سال رہا) بڑا ہے لہٰذا اس کا کرایہ کم از کم / ۲۰۰ روپے ماہوار لگاؤ۔ تقریباً ۲۸ سال ہوئے جس کا کرایہ / ۶۷۲۰۰ روپے ہوا۔ اور / ۱۶۰۰ روپے نقد کے ہیں کل رقم / ۶۸۸۰۰ روپے ہوئے۔ لہٰذا شریعت کی رو سے بتائیں یہ رقم بہن بھائی میں کس طرح تقسیم کی جائے اور مکان کس طرح تقسیم کیا جائے، مہربانی فرما کر بہن کا علیحدہ اور بھائی کا علیحدہ حصہ بتایا جائے تاکہ یہ معاملہ نمٹ جائے۔

ج...... والدین نے جو مکان چھوڑا ہے اس پر دو حصے بھائی کے ہیں اور ایک حصہ بہن کا لہٰذا اس کے تین حصے کر کے دو بھائی کو دلائے جائیں اور ایک بہن کو۔

(۲) بہن جو قرضہ بھائی کے نام بتاتی ہے اگر اس کے گواہ موجود ہیں یا بھائی اس قرض کا اقرار کرتا ہے تو بھائی سے وہ قرضہ دلایا جائے۔ ورنہ بہن کا دعویٰ غلط ہے وہ کتنی ہی دفعہ کلمہ پڑھ کر یقین دلائے۔

(۳) بہن نے اپنے بھائی کو جس مکان میں ٹھہرایا تھا اگر اس کا کرایہ طے کر لیا تھا تو ٹھیک ہے ورنہ وہ شرعاً کرایہ وصول کرنے کی مجاز نہیں۔

(۴) بھائی کے مکان میں جو وہ ۲۸ سال تک رہی چونکہ یہ قبضہ غاصبانہ تھا اس لئے اس کا کرایہ اس کے ذمہ لازم ہے۔

(۵) بہن نے اس مکان میں جو بجلی، پانی اور گیس پر روپیہ خرچ کیا یا مکان کی مرمت پر خرچ کیا چونکہ اس نے بھائی کی اجازت کے بغیر اپنی مرضی سے کیا اس لئے وہ بھائی سے وصول کرنے کی شرعاً مجاز نہیں۔

خلاصہ یہ کہ بہن کے ذمہ بھائی کے ۶۷۲۰۰ روپے بنتے ہیں اور شرعی مسئلہ کی رو سے بھائی کے ذمہ بہن کا ایک پیسہ بھی نہیں نکلتا۔ تاہم پنچائت والے صلح کرانے کے لئے کچھ بھائی کے ذمہ بھی ڈالنا چاہیں تو ان کی خوشی ہے۔

قرض کے لئے گروی رکھے ہوئے زیورات کو فروخت کرنا

س..... آج کل غریب علاقوں میں عورتیں اپنے واقف کار لوگوں کے پاس جاکر اپنے زیورات اپنی منہ بولی رقم کے عوض رکھوا دیتی ہیں۔ اس کے ساتھ یہ بھی کہہ دیتی ہے کہ اگر مخصوص مدت تک رقم واپس نہ دے سکے تو رکھے ہوئے زیورات رکھنے والے کی ملکیت تصور ہوں گے اس سلسلے میں آپ مذہبی نقطہ نگاہ سے فرمائیں کہ کیا یہ کاروبار جائز ہے؟

ج..... اس کو رہن یا گروی رکھنا کہتے ہیں، شرعاً اس کی اجازت ہے مگر جس کے پاس وہ چیز گروی رکھی جائے وہ اس کا مالک نہیں ہوتا نہ اس کو استعمال کرنے کی اجازت ہے، بلکہ قرض کی مدت پوری ہونے پر اسکو مالک سے قرض کا مطالبہ کرنا چاہئے۔ اگر قرض وصول نہ ہو تو وہ مالک کی اجازت سے اس چیز کو فروخت کر کے اپنا قرض وصول کر لے اور زائد رقم اس کو واپس کر دے۔

خرید و فروخت میں دھوکا کرنا

س..... میں ایک دکاندار ہوں جب کوئی گاہک کسی چیز کے متعلق معلوم کرتا ہے تو میں گول مول سا جواب دے دیتا ہوں مثلاً پتہ نہیں، آپ چیک کر لیں وغیرہ وغیرہ۔ حالانکہ مجھے اس چیز کے تمام عیب معلوم ہوتے ہیں۔ اس طرح کاروبار کی کمائی شرعاً جائز ہے کہ نہیں؟

ج..... بہتر تو یہ ہے کہ گاہک کو چیز کے عیوب بتا دیئے جائیں لیکن اگر یہ کہہ دیا جائے کہ "یہ جیسی بھی ہے آپ کے سامنے ہے۔ اگر پسند ہے تو لے لیجئے، ورنہ چھوڑ دیجئے۔" ایسا کہنے سے بھی آپ کا ذمہ بری ہو جاتا ہے۔

غصب کی ہوئی چیز کا لین دین

غصب شدہ چیز کی آمدنی استعمال کرنا بھی حرام ہے

س..... دو بھائی زید اور بکر ایک مکان کی تعمیر میں رقم لگاتے ہیں، مکان ان کے باپ کے نام پر ہے، زید بڑا اور بکر چھوٹا ہے۔ زید پاکستان میں ہی ایک سرکاری ادارے میں کلرک ہے جبکہ بکر باہر کے ملک میں کام کرتا ہے اور زید کے مقابلہ میں مکان کی تعمیر پر کئی گنا زیادہ خرچ کرتا ہے۔ کیونکہ بکر ملک سے باہر ہے لہٰذا زید اس کی غیر حاضری کا فائدہ اٹھا کر دھوکہ سے مکان اپنے نام کر لیتا ہے۔ جب بکر ملک میں آتا ہے تو اسے پتہ چلتا ہے کہ مکان پر زید نے قبضہ کر لیا ہے اس پر معمولی جھگڑے کے بعد بکر کو گھر سے نکال دیا جاتا ہے بکر کو قانون کے بارے میں بالکل کچھ معلوم نہیں اور جب وہ قانونی معاملات کو سمجھتا ہے تو اس وقت تک یہ معاملہ قانون کے مطابق زائد از میعاد ہو جاتا ہے، لہٰذا عدالت میں مقدمہ کرنے کا سوال ختم ہو گیا۔ وہ مکان جو کہ اس وقت دو منزلہ تھا اس میں زید خود بھی رہتا ہے اور دوسری منزل کرائے پر دی ہوئی ہے، چونکہ مکان اچھا خاصہ بڑا ہے لہٰذا کرایہ بھی کافی مل جاتا ہے جس سے زید نے تیسری منزل بھی بنا ڈالی ہے اور اسے بھی کرائے پر چڑھا دیا ہے۔ زید کا ایک لڑکا بھی ہے جو کہ زید کے بعد مکان کا تنہا مالک ہو جائے گا۔ شریعت کی روشنی میں آپ یہ بتائیں کہ وہ کرایہ جو کہ زید اس مکان سے حاصل کر رہا ہے، اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور اس کے بعد اس کا بیٹا جو کہ وہ کرایہ حاصل کرے گا اس کے لئے شریعت میں کیا حکم ہے، کیونکہ لڑکے کو علم ہے کہ زید کلرک کی حیثیت سے ایسا مکان بنانے کا اختیار نہیں رکھتا ہے اور یہ کہ اس مکان کے سلسلے میں اس کے چچا کا حق مارا گیا ہے اور اس کے باپ نے یہ مکان ناجائز طور پر غصب کر لیا تھا۔

ج..... زید کا اس مکان کو اپنے نام کرا لینا اور اپنے بھائی کو محروم کر دینا غصب ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ: "جس نے کسی کی ایک بالشت زمین بھی غصب کی، قیامت کے دن سات

زمینوں تک وہ ٹکڑا اس کے گلے کا طوق بنایا جائے گا۔ اور وہ اس میں دھنستا رہے گا"۔ (مسند احمد ص ۱۸۸ ج ۱)۔ پس جو اس غصب شدہ مکان کا کرایہ کھاتا ہے وہ بھی اس کے لئے حرام ہے۔ اور اس کے لڑکے کو اگر اس کا علم ہے، تو اس کے لئے بھی یہ آمدنی حرام ہوگی۔ جو لوگ دوسروں کے حقوق غصب کرتے ہیں ان کے لئے آخرت کا خمیازہ بڑا سنگین ہوگا۔

غصب شدہ مکان کے متعلق حوالہ جات

س..... آپ نے مسئلہ کا حل مشتہر فرمایا "غصب کردہ مکان میں نماز"۔ براہ کرم جواب کا حوالہ فقہ کا ہے یا حدیث شریف کی کتاب کا ہے۔ نام، صفحہ مفصل تحریر فرماویں تاکہ عدالت شرعی کو رجوع کیا جاوے۔

ج..... اخبار جنگ یکم مئی ۱۹۸۱ء میں جو مسئلہ "غصب کردہ مکان میں نماز" کے عنوان سے درج کیا گیا ہے۔ اس کی بنیاد مندرجہ ذیل نکات پر ہے!

(۱) عقد اجارہ کی صحت کے لئے آجر اور مستاجر کی رضامندی شرط ہے (فتاویٰ ہندیہ صفحہ ۴۱۱ ج۔ ۴)

(۲) اجارہ مدت مقررہ کے لئے ہو تو اس مدت کی پابندی فریقین کے ذمہ لازم ہے۔ اور اگر مدت متعین نہیں کی گئی بلکہ "اتنا کرایہ ماہوار" کے حصول پر دیا گیا تو یہ اجارہ تو ایک مہینے کے لئے صحیح ہوگا۔ اور مہینہ پورا ہونے پر فریقین میں سے ہر ایک کو اجارہ ختم کرنے کا حق ہوگا (فتاویٰ ہندیہ صفحہ ۴۱۶ ج۔ ۴)

(۳) کسی شخص کی رضامندی کے بغیر اس کے مال پر اس طرح مسلط ہو جانا کہ مالک کا قبضہ زائل ہو جائے یا وہ اس پر قابض نہ ہو سکے غصب کہلاتا ہے۔ (فتاویٰ ہندیہ صفحہ ۱۱۹ ج ۵)

(۴) اور غصب کردہ زمین میں نماز مکروہ ہے۔

غاصب کے نماز روزے کی شرعاً کیا حیثیت ہے

س..... اگر کوئی کسی کا مال یا جائیداد ناجائز طور پر غصب کرتا ہے تو غاصب کی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دوسری عبادات اور نیکیوں کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟ جبکہ جس کا حق غصب کیا گیا ہو وہ انتقال کر چکا ہو لیکن اس کی اولاد موجود ہے تو اس صورت میں غاصب کے لئے کیا حکم ہے؟

ج...... اگر وہ غصب شدہ چیز مالک کو واپس نہ کرے تو اس غصب کے بدلے میں اس کی نماز، روزہ وغیرہ مظلوم کو دلائی جائیں گی۔

کسی کی زمین ناحق غصب کرنا سنگین جرم ہے

س...... ایک شخص کے منظور شدہ نقشہ میں زمین آگے کی جانب ساڑھے تیس فٹ چوڑی اور پشت کی جانب ساڑھے انتیس فٹ چوڑی اور اس کے پڑوسی کے نقشہ میں آگے کی جانب ۔س نٹ گیارہ انچ اور پشت کی جانب تیرہ فٹ ہے لیکن وہ پڑوسی جس کے نقشہ میں پشت کی جانب ساڑھے انتیس فٹ چوڑائی ہے، اپنے پڑوسی سے یہ کہہ کر اس کی دیوار گرادے کہ تمہارے مکان کی دیوار بوسیدہ ہے جس وجہ سے میرے مکان کی تعمیر میں مزدوروں پر گر جائے گی لیکن جب تعمیر کے لئے بنیاد کھودے تو اپنی ساڑھے انتیس فٹ چوڑی سے بڑھ کر تیس فٹ یا اس سے بھی زیادہ حد میں تعمیر کر لے اور اپنے اس پڑوسی کی زمین کم کر دے جس کی منظور شدہ نقشہ میں تیرہ فٹ چوڑائی ہے تو جناب مولانا صاحب آپ بتائیں کہ کسی کی زمین دبانا اس کے لئے حلال ہے یا حرام؟ اور دنیا اور آخرت میں ایسے آدمی کو کن کن عذاب سے گزرنا ہوگا؟ اس سلسلہ میں کم از کم دو چار حدیثیں بمع حوالہ کے جلد تحریر فرما کر شکریہ کا موقع دیجئے گا۔ پڑوسی بیمار رہنے کے علاوہ مالی حالت میں بھی کمزور ہے اور رشوت کے زمانے میں انصاف کا ملنا مشکل، اس لئے اس نے خاموش ہو کر خدا پر چھوڑ دیا۔

ج...... کسی کی زمین ظلماً غصب کرنا بڑا ہی سنگین جرم ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جس شخص نے ایک بالشت زمین بھی ناحق لی اسے قیامت کے دن ساتویں زمین تک زمین میں دھنسایا جائے گا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جس نے ایک بالشت زمین بھی ظلماً لی قیامت کے دن سات زمینوں تک اس کا طوق اسے پہنایا جائے گا (مسند احمد ۱۸۸ ج ۱) بیمار پڑوسی نے بہت اچھا کیا کہ اپنا معاملہ خدا پر چھوڑ دیا، یہ ظالم اپنے ظلم کی سزا دنیا اور آخرت میں بھگتے گا۔

نقد اور ادھار کا فرق

ادھار اور نقد خریداری کے ضابطے

س...... آج کل کاروبار میں ایک طریقہ رائج ہو چکا ہے۔ جس کو "ڈپو" کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے یعنی ایک بیوپاری کے پاس مال ہے وہ فروخت کرتا ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ بازار کا نرخ بیس روپے من ہے ایک مدت مقررہ پر رقم ادا کرنے کی صورت میں نرخ پچیس روپے من لگایا جاتا ہے۔ مدت کی کمی بیشی کی صورت میں رقم کی بھی کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔ سودا طے ہو جانے پر مال مذکورہ مشتری (خریدار) کے حوالہ کر دیا جاتا ہے کیا یہ صورت سود میں آتی ہے یا کہ نہیں؟ جبکہ ایک مفتی صاحب نے اس کو جائز قرار دیا ہے۔

بندہ نے ایک تحریر دیکھی ہے جس سے مزید اشکال پیدا ہو رہا ہے جو کہ نقل ہے:

"حضرت سفیان کہتے ہیں میں نے ابن عمرؓ سے پوچھا "ایک شخص کو وقت مقررہ پر میرا ادھار ادا کرنا ہے۔ میں اس سے کہتا ہوں تم مجھے مقررہ وقت کے بجائے آج دو تو میں کل رقم میں سے تم کو کچھ چھوڑتا ہوں۔" ابن عمرؓ نے فرمایا "یہ سود ہے۔" زید بن ثابت سے بھی اس کی نہی مروی ہے سعید بن جبیر، شعبی، حکم، ہمارے (احناف) اور جملہ فقہا کا یہی قول ہے البتہ ابن عباسؓ اور ابراہیم نخعی نے کہا اس میں کوئی حرج نہیں"۔

ج...... اگر قیمت نقد ادا کر دی جائے اور چیز مہینے دو مہینے کی میعاد پر دینی طے کی جائے تو یہ بیع سلم کہلاتی ہے اور یہ چند شرطوں کے ساتھ جائز ہے۔

۱۔ جنس معلوم ہو ۲۔ نوع معلوم ہو مثلاً فلاں قسم کی گندم ہوگی ۳۔ وصف

معلوم ہو مثلاً اعلیٰ درجہ کی ہو یا درمیانی درجہ کی یا گھٹیا درجے کی ۴۔ مقدار معلوم ہو ۵۔ وصولی کی تاریخ مقرر ہو ۶۔ جو رقم ادا کی گئی ہے اس کی مقدار معلوم ہو ۷۔ اور یہ طے ہو جائے کہ یہ چیز فلاں جگہ سے خریدار اٹھائے گا۔

نقد ارزاں خرید کر گراں قیمت پر ادھار فروخت کرنا

س...... زید کے پاس مال ہے بکر اس کا خریدار ہے، زید کو پیسے کی ضرورت ہے۔ عمرو کے پاس رقم نہیں ہے بکر کے پاس فالتو رقم پڑی ہوئی ہے۔ بکر زید سے مال بازار کے نرخ سے کم پر خریدتا ہے اور زید کو چونکہ ضرورت ہے اس لئے وہ بھی دے دیتا ہے۔ اس کے بعد بکر عمرو کے ہاتھ وہ مال بازار کے نرخ سے زائد پر بیچتا ہے کیونکہ عمرو یہ مال ادھار پر خریدتا ہے بکر کا یہ معاملہ کیا شرعی حیثیت رکھتا ہے؟ اس میں یہ بات واضح رہے کہ بکر زید سے یہ مال صرف اس لئے خرید رہا ہے کہ اس کے پاس اس مال کا گاہک عمرو پہلے سے موجود ہے اگر عمرو موجود نہ ہو تو بکر سے زید یہ معاملہ نہ کرتا کیوں کہ جس مال کا سودا ہوا ہے وہ بکر کی لائن ہی نہیں ہے۔

ج...... یہاں دو مسئلے ہیں۔ ایک کسی کی ناداری اور مجبوری سے فائدہ اٹھا کر کم داموں پر چیز خریدنا اگرچہ قانوناً جائز ہے مگر اخلاق و مروت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔ دوسرا مسئلہ ادھار میں گراں قیمت پر دینا ہے یہ جائز ہے مگر نقد اور ادھار کے درمیان قیمت کا فرق مناسب ہونا چاہئے۔

نقد ایک چیز کم قیمت پر اور ادھار زیادہ پر بیچنا جائز ہے

س...... ہمارے یہاں لوگ قسطوں کا کاروبار کرتے ہیں جیسے سائیکل، ٹی وی، فریج، ٹیپ ریکارڈر وغیرہ قسطوں پر دیتے ہیں، ایسے کہ اگر ٹیپ ریکارڈر کی مارکیٹ میں مالیت دو ہزار کی ہے تو یہ قسطوں پر ڈھائی ہزار کی دیں گے۔ سیدھی بات یہ ہے کہ وہ ہم کو دو ہزار دیں گے اور ہم سے ڈھائی ہزار لیں گے جبکہ آپ نے قسطوں پر لی ہے۔ برائے مہربانی ہم کو بتائیں کہ یہ چیز سود کے زمرے میں تو نہیں آتی اگر آتی ہے تو آپ بتائیں کہ اس کو رفع کیسے کیا جائے؟

ج ...... ایک چیز نقد کم قیمت پر فروخت کرنا اور ادھار زیادہ قیمت پر دینا جائز ہے۔ یہ چیز سود کے زمرے میں نہیں آتی۔ البتہ فروخت کرتے وقت نقد یا ادھار پر فروخت کرنے اور قیمت اور قسطوں کی تعیین ضروری ہے۔

ایک چیز نقد کم پر اور ادھار زیادہ پر بیچنا

س ...... ماہنامہ اقراء ڈائجسٹ میں ایک مسئلہ لکھا ہوا ہے کہ ایک شخص ریڈیو فروخت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ ریڈیو اگر نقد لیتے ہو تو ۵۰۰ روپیہ کا اور اگر ادھار لیتے ہو تو ۶۰۰ روپے کا اگرچہ یہاں پر ۱۰۰ روپیہ بڑھ گئے لیکن یہ سود نہیں ہے اس لئے کہ اس پس منظر میں چیز ہے مندرجہ بالا مسئلہ سے یہ معلوم ہوا کہ بائع مشتری کے ساتھ نقد اور ادھار کی شرط پر قیمت میں کمی بیشی کر سکتا ہے جہاں تک ہمیں معلوم ہے اور اب تک جو کچھ ہم سمجھتے رہے ہیں وہ یہ ہے کہ یہ بیع جائز نہیں ہے اور بہشتی زیور سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔ مسئلہ بہشتی زیور کا یہ ہے کہ یہ حکم اس وقت ہے جبکہ خریدار سے اول پوچھ لیا ہو کہ نقد لو گے یا ادھار، اگر اس نے نقد کہا تو بیس سیر دے دیئے اور ادھار کہا تو پندرہ سیر دے دیئے اور اگر معاملہ اس طرح کیا کہ خریدار سے یوں کہا کہ اگر نقد لو گے تو ایک روپے کے بیس سیر اور ادھار لو گے تو پندرہ سیر ہوں گے، یہ جائز نہیں ہے۔

ج ...... بہشتی زیور کا مسئلہ صحیح ہے۔ مگر یہ اس صورت میں ہے کہ مجلس عقد میں یہ طے نہ ہو جائے کہ یہ چیز نقد لو گے تو اتنے کی ہے اور ادھار لو گے تو اتنے کی اور پھر مجلس عقد میں ایک صورت طے ہو جائے تو جائز ہے، مفتی صاحب نے جو مسئلہ لکھا ہے وہ اسی صورت سے متعلق ہے۔

ادھار بیچنے پر زیادہ رقم لینے اور سود لینے میں فرق

س ...... آپ نے ایک سائل کے جواب میں لکھا تھا کہ ایک چیز نقد ۱۰ روپے کی اور ادھار ۱۵ روپے کی بیچنا جائز ہے۔ یہ کیسے جائز ہو گیا؟ یہ تو سراسر سود ہے، سود میں بھی تو اسی طرح ہوتا ہے کہ آپ کسی سے ۱۰ روپے لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایک مہینے کے بعد ۱۵ روپے دوں گا۔ اس طرح سے تو یہ بھی سود ہوا کہ ایک چیز کو نقد ۱۰ روپے کا ادھار ۱۵ روپے کا دیتے ہیں، اگر

وقت کی وجہ سے دکاندار ۵ روپے زیادہ لیتا ہے تو سود خوروں کی بھی یہی دلیل ہے کہ ہم اپنا پیسہ پھنساتے ہیں۔

ج ...... کسی کی ضرورت سے ناجائز فائدہ اٹھانا الگ چیز ہے اور سود الگ چیز ہے۔ روپے کے بدلے روپیہ جب زیادہ لیا جائے گا تو یہ سود ہوگا۔ لیکن چیز کے بدلے میں روپیہ زیادہ بھی لیا جاتا ہے اور کم بھی۔ زیادہ لینے کو گراں فروشی تو کہتے ہیں مگر یہ سود نہیں۔ اسی طرح اگر نقد اور ادھار کی قیمت کا فرق ہو تو یہ بھی سود نہیں۔

ادھار چیز کی قیمت وقفہ وقفہ پر بڑھانا جائز نہیں

س ...... ہمارے ہاں کپڑا مارکیٹ میں دھاگہ کا کام ہوتا ہے۔ اب ہم اس طرح کرتے ہیں کہ دھاگہ جو کہ پونڈ کے حساب سے فروخت ہوتا ہے اب فرض کریں کہ دھاگہ کی قیمت /۳۵ روپے فی پونڈ ہے ہمارے یہاں مارکیٹ کا طریقہ یہ ہے کہ اگر دھاگہ نقد لو گے تو /۳۵ روپے فی پونڈ ہوگا اور اگر یہی دھاگہ ایک مہینے کا ادھار لیں گے تو یہ دھاگہ /۳۶ روپے کا ہوگا اور دو مہینے کا ادھار لیں گے تو یہ دھاگہ /۳۷ روپے کا ہوگا۔ گویا ایک پونڈ پر ایک مہینے کا ایک /۱ روپیہ اوپر لیتے ہیں اب اگر کوئی شخص دھاگہ دو مہینے ادھار پر لیتا ہے اور دو روپے پونڈ کے اوپر زیادہ دیتا ہے تو اگر اس شخص کے پاس ڈیڑھ مہینے میں روپے آجاتے ہیں اور وہ اس سے جس سے اس نے دھاگہ دو مہینے ادھار پر لیا ہے۔ یہ کہے کہ میرے پاس روپے آگئے ہیں، تم اس طرح کرو، ڈیڑھ روپے کے حساب سے پونڈ پر روپے لے لو یعنی اگر /۳۵ کا ہے تو /۵۰۔۳۶ روپے پونڈ کے حساب سے روپے لے لو۔ تو کیا یہ طریقہ صحیح ہے یا نہیں؟ جبکہ دو روپے پونڈ کا دو مہینے سے سودا طے ہوا تھا اب وہ ۱۵ دن پہلے روپے دے رہا ہے ۵۰ پیسے فی پونڈ پر کم کے حساب سے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ اگر کوئی شخص ایک مہینے کا ادھار لے ایک روپیہ فی پونڈ کے حساب سے، اب ایک مہینہ ہو گیا ہے اور اب اس شخص کے پاس روپے نہیں آئے اب وہ اگر یہ کہے کہ تم اس طرح کرو کہ دو مہینے کا ادھار کر لو اور ایک روپیہ پونڈ پر زیادہ لے لو تو یہ طریقہ سود کے زمرے میں تو نہیں آتا ہے اور یہ طریقہ جائز ہے یا ناجائز ہے؟ برائے مہربانی دونوں صورتوں کا جواب شریعت کی رو سے دیں۔

ج ...... نقد اور ادھار قیمت کا فرق تو جائز ہے۔ مگر وقت متعین ہونا چاہئے مثلاً دو مہینے کے بعد

ادا کریں گے۔ اور اس کی یہ قیمت ہوگی۔ فی مہینہ ایک روپیہ زائد کے ساتھ سودا کرنا جائز نہیں۔

ادھار فروخت کرنے پر زیادہ قیمت وصولنا

س...... کسی اناج کے بھاؤ بازار کے مطابق آج ۲۰ روپے من ہیں اور دکاندار نقد لینے والے گاہک کو ۲۰ روپے من فروخت کرتا ہے اور وہی دکاندار ادھار لینے والے کو ۲۵ روپے من فروخت کرتا ہے ادھار لینے والا مجبوری کی وجہ سے ایسا لینے پر مجبور ہے اور لیتا ہے، اس مسئلے پر اسلامی قانون سے کیا حکم ہے؟ ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... اس طرح فروخت کرنا تو جائز ہے مگر کسی کی مجبوری سے فائدہ نہیں اٹھانا چاہئے۔

مال قبضہ سے قبل فروخت کرنا

ڈیلر کا کمپنی سے مال وصول کرنے سے قبل فروخت کرنا

س..... مختلف کمپنیاں مال بنا کر کچھ لوگوں کو اپنا مال فروخت کرتی ہیں۔ بقیہ لوگوں کو مال ان لوگوں سے خریدنا پڑتا ہے۔ بعض اوقات ان لوگوں کے پاس مال کا اسٹاک (ذخیرہ) نہیں ہوتا اور وہ لوگ اپنا نفع بڑھا کر اپنا مال فروخت کرواتے ہیں۔ اور یہ فروخت شدہ مال بعد میں اسی کمپنی سے اتنا ہی خرید کر پورا کر دیتے ہیں۔ آیا شرعاً یہ جائز ہے؟ اگر نہیں تو اس کی صحیح شرعی صورت کیا ہو سکتی ہے؟

ج..... جو مال اپنے پاس موجود نہیں اس کی فروخت بھی جائز نہیں البتہ ایک صورت جائز ہے جس کو "بیع سلم" کہتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ دام تو آج نقد وصول کر لئے اور چیز ایک مہینے یا اس سے زیادہ کی مہلت پر دینی طے کر لی۔ ایسا سودا چند شرائط کے ساتھ جائز ہے۔

۱۔ جنس معلوم ہو (مثلاً کپاس کا سودا ہوا)

۲۔ نوع معلوم ہو (مثلاً دیسی وغیرہ)

۳۔ صفت معلوم ہو (مثلاً اعلیٰ قسم۔ یا متوسط یا ادنیٰ)

۴۔ اس کی مقدار معلوم ہو (مثلاً اتنے ٹن) ان چار شرطوں کا تعلق مال کی تعیین سے ہے کہ جس چیز کا سودا ہو رہا ہے اس میں کوئی اشتباہ نہ رہے۔

۵۔ وصولی کی تاریخ متعین ہو۔ جو ایک مہینے سے کم نہیں ہونی چاہئے۔

۶۔ ادا شدہ رقم کی مقدار متعین ہو۔

۷۔ جن چیزوں پر حمل و نقل کے مصارف اٹھتے ہیں ان میں یہ بھی طے ہو جانا چاہئے کہ وہ مال فلاں جگہ مہیا کیا جائے گا۔

۸۔ جانبین کے جدا ہونے سے پہلے مجلس خرید و فروخت میں پوری رقم ادا ہو جانا۔

اگر ان آٹھ شرطوں میں سے کوئی شرط نہ پائی گئی تو بیع سلم فاسد ہے۔

مال قبضہ کرنے سے قبل فروخت کرنا اور ذخیرہ اندوزی

س..... زید نے بکر سے (جو بیرون ملک ہے) مال خریدا اور بکر نے جہاز سے زید کو روانہ کر دیا، جہاز سمندر میں تھا زید نے سامان کا کچھ حصہ حارث کو اس دن کے بھاؤ سودا کر دیا اور رقم کا کچھ حصہ بطور ایڈوانس، زید کو ادا کر دیا، جب کہ حارث باقی کے اس حصے کی رقم زید کو اس وقت دے گا جب زید اسے یہ مال حوالے کرے گا۔

(۱)۔ جس وقت جہاز زید کے ملک پہنچا اس وقت بھاؤ حارث کی طے شدہ قیمت خرید سے زیادہ تھا، تو حارث کو کون سی قیمت زید کو ادا کرنی چاہئے۔ موجودہ یا طے شدہ؟

(۲)۔ جب جہاز زید کے ملک میں آگیا، تو اس وقت مارکیٹ میں بھاؤ حارث کی طے شدہ قیمت خرید سے کم تھا تو کیا حکم ہے؟

(۳)۔ جہاز کے زید کے ملک آنے سے قبل حارث، نعمان، وارث اور دیگر چھ مزید پارٹیوں کے سودے ہوئے، درجہ بدرجہ مال نعیم کے پاس جب پہنچا تو قیمت کہیں سے کہیں پہنچ گئی تھی اور سب نے اپنا اپنا حصہ غائبانہ سودے سے وصول کیا دس میں نو پارٹیوں نے جو رقم منافع میں وصول کی وہ کہاں تک جائز ہوگی؟ اور کیا اس طرح سودا کرنا جائز اور حلال ہوگا؟ کاروبار میں جب بڑی پارٹی کوئی شے زیادہ مقدار میں خریدتی ہے تو چھوٹے بیوپاری اندازہ کر لیتے ہیں کہ اس کی قیمت بڑھنے والی ہے، وہ بھی منافع کی خاطر اپنی بساط کے مطابق خرید لیتے ہیں پھر بیچ دیتے ہیں، یہ منافع ان کے لئے درست ہے؟ کیا یہ ذخیرہ اندوزی ہے؟ یہ ایک حدیث پاک ہے جس کا مفہوم اس طرح ہے کہ چالیس روز تک اجناس کو محض اس لئے روکے رکھنا کہ قیمت بڑھ جائے یہ امر اللہ پاک کے یہاں اتنا برا ہے کہ تاجر اگر سارا مال اللہ کی راہ میں صدقہ کر دے تو بھی یہ گناہ معاف نہیں ہوگا۔

(۱)۔ صحیح حدیث کیا ہے؟ (۲)۔ آیا یہ ہدایت عام دنوں کے لئے بھی ہے یا صرف قحط کے دوران کے لئے ہے؟

ج..... (۱) تجارت کا اصول ہے کہ جو مال قبضہ میں نہ آئے اس کا فروخت کرنا درست نہیں، لہٰذا جو مال ابھی تک زید کی ملک میں نہیں آیا اس کو فروخت نہیں کر سکتا، زید اور اس کے بعد جتنے لوگ مال قبضے میں آنے سے قبل غیر مقبوض مال کو فروخت کریں گے سب کی بیع ناجائز ہے۔ البتہ زید دوسرے لوگوں سے بیع کا وعدہ کر سکتا ہے کہ مال جب قبضے میں آئے گا

تو اس وقت کی قیمت کے لحاظ سے اس کو فروخت کرے گا۔
(۲) چونکہ پہلا سودا قابل فسخ ہے، اس لئے دوبارہ مال قبضے میں آنے کے بعد قیمت مقرر کرکے سودا کرنا چاہئے۔ اگر غلطی سے سابقہ سودے کو برقرار رکھا تو گناہ ہوگا، البتہ قیمت وہی ہوگی جو پہلے دونوں نے طے کی تھی۔
(۳) سارے کاروبار ناجائز ہیں اس لئے سودے منسوخ کئے جائیں۔ مال زید کے قبضے میں آنے کے بعد دوبارہ قیمت مل کر کے معاملہ طے کریں۔
(۴) ذخیرہ اندوزی اسلام میں ناجائز ہے، غیر انسانی رویہ ہے، حدیث میں ہے جو شخص اجناس اس لئے محفوظ کرتا ہے کہ قیمت بڑھ جائے تو فروخت کروں، تو وہ گناہ گار ہے ملعون ہے۔ اللہ کے ذمہ سے وہ شخص بری ہے، تمام مال خرچ کرے گا تو تلافی نہ ہوگی حدیث شریف قحط اور غیر قحط دونوں کے لئے ہے البتہ قحط کے زمانے میں مال محفوظ کرنا زیادہ بدتر ہے، کیونکہ ذخیرہ اندوزی سے غریبوں کو تکلیف ہوتی ہے۔

جہاز پہنچنے سے قبل مال فروخت کرنا کیسا ہے

س...... پارٹی نے مال باہر سے منگوایا اس کے آنے میں باہر سے وقت صرف ہو جاتا ہے۔ صورت اس کی یہ ہوتی ہے وہاں سے وہ مال جس جہاز پر آنا ہوتا ہے اس کی اطلاع یہاں پارٹی کو آجاتی ہے کہ فلاں ماہ فلاں جہاز میں آپ کا مال بک ہو جائے گا (مختلف وجوہات کی بنا پر اس میں دیر سویر بھی ہوتی رہتی ہے) لیکن یہاں منگوانے والی پارٹیاں جہاز کے نام سے مال پہلے ہی فروخت کر دیتی ہیں کہ فلاں مال فلاں جہاز پر آرہا ہے اس کا سودا ہوتا ہے تو شرعاً یہ سودا منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اور اس قسم کی خرید و فروخت جائز ہے یا نہیں؟
ج...... یہ مسئلہ بینک کی حیثیت کے تعین پر موقوف ہے اگر بینک خریدار کی حیثیت سے وکیل ہے اور بینک کا نمائندہ باہر ملک میں مال کو اپنی تحویل میں لے کر روانہ کرتا ہے تو چونکہ وکیل کا قبضہ خود موکل کا قبضہ ہے اس لئے مال پہنچنے سے پہلے اس کو فروخت کرنا جائز ہے اور اگر بینک خریدار کا وکیل نہیں تو اس کو مال کی فروخت قبضہ سے پہلے جائز نہیں۔

قبضہ سے پہلے مال فروخت کرنا درست نہیں

س...... میرا کاروبار سوت کا ہے۔ میں نے کارخانے یا کسی بیوپاری سے کچھ مال خریدا۔ مال

موجود لیکن میں نے ابھی قیمت خرید ادا نہیں کی اور نہ ہی مال وصول کیا ہے۔ اب میں اس مال کو کسی پر فروخت کر دیتا ہوں اور پھر بعد میں قیمت خرید و فروخت کا آپس میں لین دین ہو جاتا ہے۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ میں کسی سے یعنی جس کو میں نے مال بیچا ہے اس سے قیمت لے کر پھر کارخانے دار یا بیوپاری کو ادا کر دیتا ہوں جس سے میں نے خریدا ہے اس کاروبار میں مجھے نفع بھی ہوتا ہے اور نقصان بھی، کیا یہ کاروبار میرے لئے درست ہے یا نہیں؟

ج..... چونکہ ابھی تک مال پر قبضہ نہیں ہوا اس لئے اس کو فروخت کرنا درست نہیں۔

بغیر دیکھے مال خریدنا اور قبضہ سے پہلے آگے بیچنا

س..... ہمارے زمانے میں مال خرید و فروخت کے وقت سامنے نہیں ہوتا بلکہ نام یا مارکہ سے بکتا ہے۔ آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ یا مال کا سامنے ہونا ضروری ہے؟ خریدار مال خرید لیتا ہے اس کے بعد قبضہ میں آنے سے پہلے ہی اس کی فروخت بھی شروع کر دیتا ہے۔ شرعاً اس کا کیا جواز ہے؟

ج..... بغیر دیکھے خریدنا جائز ہے۔ دیکھنے کے بعد اگر مال مطلوبہ معیار کا نہ نکلا تو خریدار کو سودا ختم کرنے کا اختیار ہوگا۔ لیکن جس چیز پر قبضہ نہیں ہوا اس کو فروخت کرنا جائز نہیں۔ قبضہ کے بعد فروخت کرنے کی اجازت ہے۔

ایک چیز خریدنے سے پہلے اس کا آگے سودا کرنا

س..... زید نے بکر سے ایک مال مانگا لیکن وہ مال بکر کے پاس نہیں ہے، عمرو کے پاس ہے۔ بکر کے عمرو سے اچھے تعلقات ہیں کیونکہ بکر کا عمرو سے کم و بیش ہمیشہ کاروبار رہتا ہے اس لئے عمرو، بکر سے خصوصی رعایت رکھتا ہے بازار میں دام زیادہ ہوتے ہیں لیکن بکر کے لئے رعایت ہے۔ بکر، عمرو سے کم دام پر مال لیکر بازار کے نرخ پر زید کو فروخت کر سکتا ہے یا نہیں؟

اس معاملہ میں بات یہ قابل غور ہے کہ بکر کو اس مال کی اس وقت ضرورت نہیں ہے اور اس کے پاس مال بھی نہیں ہے۔ زید اس سے مانگ رہا ہے اور بکر، عمرو سے بعد میں معاملہ کرتا ہے۔ اس سے پہلے وہ زید کے ساتھ یہ معاملہ کر چکا ہوتا ہے اس امید پر کہ عمرو کے پاس مال ہے اور اس سے کم دام میں مال مل جائے گا لہٰذا یہ معاملہ شرعی نقطہ نگاہ سے کیسا ہے؟

ج..... جو چیز بکر کے پاس موجود نہیں اس کی بیع کیسے کر سکتا ہے۔ اس لئے بیع تو صحیح نہیں البتہ بیع کا وعدہ کر سکتا ہے کہ یہ چیز اتنے داموں میں مہیا کر دوں گا۔

ذخیرہ اندوزی

ذخیرہ اندوزی کرنا شرعاً کیسا ہے

س ..... بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ کوئی کمپنی اپنا مال مارکیٹ میں خوب مہیا کر کے کاروباری حضرات کو خصوصی مراعات دے کر اپنا مال فروخت کرنا چاہتی ہے۔ ایسے موقع سے فائدہ اٹھا کر کاروباری حضرات اس مال کو ذخیرہ کر لیتے ہیں اور جب مارکیٹ میں یہ مال کچھ وقت کے بعد کم ہوجاتا ہے تو کاروباری حضرات زیادہ قیمت پر مال فروخت کرتے ہیں اور زیادہ منافع کماتے ہیں۔ کیا اس طرح منافع کمانا جائز ہے یا نہیں؟

ج ..... ایسی ذخیرہ اندوزی جس سے لوگوں کو تکلیف اور پریشانی ہو، حرام ہے۔ حدیث میں ایسی ذخیرہ اندوزی کرنے والے کو ملعون فرمایا ہے۔ البتہ اگر لوگوں کو تنگی نہ ہو تو ذخیرہ اندوزی جائز ہے۔ مگر چونکہ یہ شخص گرانی کا منتظر رہے گا۔ اس لئے اس کا یہ فعل کراہت سے خالی نہیں۔

جس ذخیرہ اندوزی سے لوگوں کو تکلیف ہو وہ بری ہے

س ..... ذخیرہ اندوزی کا کیا حکم ہے؟

ج ..... ذخیرہ اندوزی کی کئی صورتیں ہیں اور ہر ایک کا حکم جدا ہے۔ ایک صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی زمین کا غلہ روک رکھے اور فروخت نہ کرے۔ یہ جائز ہے، لیکن اس صورت میں گرانی اور قحط کا انتظار کرنا گناہ ہے، اور اگر لوگ تنگی میں مبتلا ہوجائیں تو اس کو اپنی ضرورت سے زائد غلہ کے فروخت کرنے پر مجبور کیا جائے گا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص غلہ خرید کر ذخیرہ کرلیتا ہے اور جب لوگ قحط اور قلت کا شکار ہوجائیں تب بازار میں لاتا ہے۔ یہ صورت حرام ہے۔ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو ملعون قرار دیا ہے۔ تیسری صورت یہ ہے کہ بازار میں اس جنس کی فراوانی ہے، اور لوگوں کو کسی طرح کی تنگی اور قلت کا سامنا نہیں۔ ایسی حالت میں ذخیرہ اندوزی جائز ہے۔ مگر گرانی کے انتظار میں غلہ کو روک رکھنا کراہت سے خالی نہیں۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ انسانوں یا چوپائیوں کی خوراک کی ذخیرہ اندوزی نہیں کرتا، اس کے علاوہ دیگر چیزوں کی ذخیرہ اندوزی کرتا ہے، جس سے لوگوں کو تنگی لاحق ہوجاتی ہے، یہ بھی ناجائز ہے۔

کمپنی سے سستے داموں مشروب اسٹاک کر کے اصل ریٹ پر فروخت کرنا

س ..... سال میں ایک مرتبہ مشروبات کمپنیوں کی طرف سے دکاندار حضرات کے لئے یہ اسکیم پیش کی جاتی ہے کہ اگر وہ طے کردہ دنوں میں مشروب خریدتے ہیں تو انہیں رعایت دی جائے گی۔ دکان دار حضرات کافی مقدار میں مشروب اسٹاک کر لیتے ہیں۔ اسکیم کے ختم ہونے کے بعد وہی پرانے دام ہوجاتے ہیں۔ اس طرح دکاندار کو زیادہ منافع ملتا ہے۔ لیکن گاہک کو کوئی اضافی قیمت نہیں دینی پڑتی اس طرح دکانداروں کا وافر مقدار میں اسٹاک رکھنا جائز ہے یا نہیں اور کیا اس پر ملنے والا زائد منافع جائز ہے؟ جبکہ اس اسکیم سے گاہک کو کوئی پریشانی نہیں ہوتی۔

ج ..... اگر چیز کی قلت پیدا نہ ہو اور صارفین کو کوئی پریشانی لاحق نہ ہو تو سستے داموں زیادہ چیز خریدنے کا کوئی جرم نہیں۔

بیعانہ

بیعانہ کی رقم واپس کرنا ضروری ہے

س...... میں نے اپنے پیارے دوست حاجی عبدالصمد صاحب کی دکان پر ایک مشین فروخت کرنے کے لئے رکھی۔ چار سو روپے قیمت مقرر کر دی۔ حاجی صاحب کو فروخت کرنے کا مناسب معاوضہ دینے کا وعدہ بھی کیا۔ ان کے پاس دس دن کے بعد ایک گاہک نے مقررہ قیمت پر خریدی مگر اس طرح کہ ۲۰ روپے بطور بیعانہ دے کر چار دن کے اندر قیمت ادا کر کے مال لے جانے کا وعدہ کر کے چلا گیا۔ دس دن گزرنے کے بعد آیا۔ اس عرصے میں وعدہ کے چار دن پورے ہونے پر مشین دوسرے گاہک کو فروخت کر دی گئی۔ آپ ہمیں برائے مہربانی قرآن اور سنت کی روشنی میں یہ بتا دیجئے کہ بیعانے کے ۲۰ روپے واپس کرنے ہیں یا نہیں اور حاجی صاحب کو فروخت کرنے کا معاوضہ (جس کو عرف عام میں دلالی یا کمیشن کہتے ہیں) شریعت کی رو سے کیا فیصد دینا چاہئے ؟

ج...... بیعانے کی رقم واپس کرنا ضروری ہے۔ حاجی صاحب کا معاوضہ ان سے پہلے طے کرنا چاہئے تھا۔ بہرحال اب بھی رضامندی سے طے کر لیجئے۔

دکان کا بیعانہ اپنے پاس رکھنا جائز نہیں

س...... میں نے ایک دکان کرایہ پر دینے کے لئے ایک شخص عبدالجبار سے معاہدہ کیا اور بطور بیعانہ ایک ہزار روپیہ لیا۔ اب عبدالجبار سے معاہدہ ختم کر لیا ہے اور میں نے دکان دوسرے کو دے دی ہے، کیا میں نے جو عبدالجبار سے بیعانہ کے ایک ہزار لئے تھے وہ واپس کر دیئے جائیں یا میں اپنے پاس رکھ لوں؟

ج...... وہ ایک ہزار روپیہ آپ کس مد میں اپنے پاس رکھیں گے؟ اور آپ کے لئے وہ کیسے حلال ہوگا؟ یعنی اس رقم کا واپس کرنا ضروری ہے۔

مکان کا ایڈوانس واپس لینا

س ...... عبدالستار نے ایک مکان کا سودا عبدالمجیب سے کیا۔ سودا طے ہوگیا۔ عبدالستار نے ایڈوانس پچیس ہزار روپے مکان والے کو دے دیئے اور ۲ مہینے کے اندر قبضہ لینا طے ہوگیا۔ اس کے بعد عبدالستار کی مالی حالت خراب ہونے کی وجہ سے طے شدہ میعاد کے اندر مکان کا قبضہ نہ لے سکا اور نہ لے سکتا ہے۔ اب عبدالستار یہ چاہتا ہے کہ اس کی ایڈوانس رقم پچیس ہزار روپے واپس کی جائے۔ عبدالمجیب ایڈوانس رقم دینے سے ٹال مٹول کر رہا ہے۔ شریعت کی رو سے بتایا جائے کہ کیا عبدالمجیب ایڈوانس رقم کھا سکتا ہے یا کہ نہیں؟ آج کل ایسے معاملات بہت لوگوں کو پیش آتے ہیں۔

ج ...... یہ رقم جو پیشگی لی گئی تھی، عبدالمجیب کے لئے حلال نہیں۔ اسے واپس کرنی چاہئے۔

بیعانہ کی رقم کا کیا کریں جبکہ مالک واپس نہ آئے

س ...... زید کے پاس ایک لوہے کا کارخانہ ہے جس میں لوگوں کے آرڈر پر مختلف قسم کی چیزیں تیار کی جاتی ہیں اور آرڈر دینے والے لوگ کچھ پیسے بھی پیشگی دیتے ہیں اور مال تیار ہونے پر مکمل قیمت ادا کر کے لے جاتے ہیں۔ لیکن ان میں بعض ایسے لوگ بھی ہیں جو کہ مال کے لئے آرڈر دینے اور پیشگی پیسے دیئے جانے کے بعد پھر واپس نہیں آتے، نہ مال لینے آتے ہیں اور نہ پیسہ لینے اور نہ ہی مالک کارخانہ کو ان لوگوں کے پتے وغیرہ معلوم ہیں۔ اس لئے ان کے گھر جا کے واپس کرنے کی صورت بھی نہیں تو کارخانہ کا مالک چاہتا ہے کہ جو پیسے اس کے پاس اس طریقے سے جمع ہوگئے ہیں از روئے شرع کسی صحیح مصرف میں خرچ کر دیئے جائیں اس لئے جواب طلب امر یہ ہے کہ ان رقومات کے صحیح مصرف بتا دیجئے تاکہ موصوف اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوسکے۔

ج ...... اگر مالک کے آنے کی توقع نہ ہو نہ اس کا پتہ معلوم ہو تو اس کی طرف سے یہ رقم کسی مستحق پر صدقہ کر دی جائے۔ بعد میں اگر مالک آجائے اور وہ اپنی رقم کا مطالبہ کرے تو اس کو دینا واجب ہوگا اور یہ صدقہ کارخانہ دار کی طرف سے شمار کیا جائے گا۔

حصص کا کاروبار

حصص کے کاروبار کی شرعی حیثیت

س ...... حصص کے کاروبار کی مندرجہ ذیل صورتیں ہیں۔
(ا) ...... آدمی کچھ حصص کسی کمپنی کے خریدے اور جلد یا بدیر ان حصص کو اپنے نام منتقل کروانے کے بعد فروخت کر دے۔ اس پر جو منافع یا نقصان ہو حلال ہے یا حرام؟
(ب) ...... آدمی کچھ حصص کسی کمپنی کے خریدے اور مستقل اپنے پاس رکھ لے اس پر متعلقہ کمپنی جو منافع / بونس دیتی ہے وہ حلال ہے یا حرام؟
(ج) ...... حصص مستقل طور پر اپنے پاس رکھنے سے اس کی قیمت میں جو اضافہ ہو گا وہ حلال ہے یا حرام؟

ج ...... حصص کی حقیقت یہ ہے کہ ایک کمپنی کی مالیت مثلاً دس لاکھ روپے کی ہے۔ اس کے کچھ حصے تو مالکان اپنے پاس رکھ لیتے ہیں اور کچھ حصوں میں دوسروں کو شریک کر لیتے ہیں۔ مثلاً دس لاکھ میں سے ایک لاکھ کے حصے تو انہوں نے اپنے پاس رکھ لئے اور نو لاکھ کے حصے عام کر دیئے۔ جو لوگ ان حصوں کو خرید لیتے ہیں وہ اپنے حصوں کے تناسب سے کمپنی کی ملکیت میں شریک ہو جاتے ہیں اور کچھ لوگ اپنے حصوں کو فروخت کر کے اپنی ملکیت دوسروں کو منتقل کر دیتے ہیں۔ اس لئے ان حصص کی خرد وفروخت جائز ہے بشرطیکہ کمپنی کا کاروبار صحیح ہو۔ اور ان حصص پر کمپنی کی طرف سے ملنے والا منافع جائز ہے بشرطیکہ وہ کل منافع کو حصص پر تقسیم کرتے ہوں۔ واللہ اعلم۔

حصص کی خرید وفروخت کا شرعی حکم

س ...... میں کمپنی شیئرز کی خرید وفروخت کرتا ہوں جس میں نفع نقصان دونوں کا احتمال

ہوتا ہے۔ اور کمپنیاں سال کے اختتام پر اپنے حصص یافتگان کو محدود منافع بھی تقسیم کرتی ہیں جس کو "ڈیویڈنڈ" کہتے ہیں۔ کیا یہ کاروبار اور منافع جائز ہے؟

ج ...... کمپنی کی مثال ایسی ہے کہ چند آدمی مل کر شراکتی بنیاد پر دوکان کھول لیں یا کوئی کارخانہ لگالیں۔ ان میں سے ہر شخص اس دکان یا کارخانے میں اپنے حصہ کے مطابق شریک ہوگا۔ اور اپنے حصہ کے منافع کا حقدار ہوگا۔ اور ان میں سے ہر شخص کو اپنا حصہ کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کرنے کا بھی اختیار ہوگا۔ یہی حیثیت کمپنی کے حصص کی بھی سمجھئے۔ اس لئے حصص کی خرید وفروخت جائز ہے۔ البتہ اس کے لئے یہ شرط ہے کہ کمپنی کا کاروبار جائز اور حلال ہو، ناجائز اور حرام نہ ہو۔ جس کمپنی کا کاروبار ناجائز ہوگا اس کے حصص کی خرید جائز نہیں ہوگی۔ مثلاً بینکوں کا نظام سود پر مبنی ہے تو بینک کے حصص حرام ہوں گے۔

کسی کمپنی کے حصص کی خریداری جائز ہے

س ...... آج کل کاروباری ادارے مزید سرمایہ کاری کے لئے یا پھر نئے ادارے اپنا کاروبار شروع کرنے کے لئے لوگوں کو شیئرز فروخت کرتے ہیں۔ ان شیئرز کی قیمت عموماً دس روپے فی شیئر ہوتی ہے۔ اس لئے باقاعدہ بینکوں کے ذریعہ درخواستیں مانگی جاتی ہیں۔ اور بہت سی درخواستیں موصول ہونے پر بذریعہ قرعہ اندازی لوگوں کو جن کا نمبر قرعہ اندازی کے ذریعہ نکلتا ہے، شیئرز دے دیئے جاتے ہیں۔ قرعہ اندازی میں کھلنے پر اس کی قیمت دس روپے فی شیئر ہوتی ہے لیکن اسٹاک مارکیٹ میں اس کی قیمت کمپنی کی مشہوری کی وجہ سے بڑھتی ہے اور بعض اوقات گھٹتی بھی ہے یعنی کبھی شیئر ۹ روپیہ یا ۸ روپیہ کا بھی فروخت ہوتا ہے کبھی ۲۰ یا ۲۵ روپیہ کا بھی۔ شیئرز کو کھلی مارکیٹ میں فروخت بھی کیا جا سکتا ہے اور اگر ان کو ایک خاص مدت عموماً ۶ ماہ تک رکھا جائے تو کمپنی عبوری منافع کا اعلان کرتی ہے۔ جو ایک خاص فی صد پر ہر ایک کو یعنی جس کے پاس ۱۰۰ شیئرز ہوں اس کو بھی اور جس کے پاس ۱۰۰۰ شیئرز ہوں اس کو بھی اسی حساب سے دیتی ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اس طرح شیئرز کا خریدنا درست ہے یا نہیں؟

۲ ...... اگر خرید لئے تو کیا نفع یا نقصان کی بنیاد پر ان کو فروخت کرنا درست ہے یا نہیں؟

۳...... ان شیئرز کو اس نیت سے رکھنا کہ ان پر نفع ملے گا درست ہے یا نہیں؟
۴...... نفع کا لینا درست ہے یا نہیں؟
ج...... شیئرز (حصص) کی حقیقت ہے کمپنی میں شراکت حاصل کرنا۔ جس نے جتنے حصص خریدے وہ کل رقم کی نسبت سے اتنے حصہ کا مالک اور کمپنی میں شریک ہو گیا۔ اب کمپنی نے کوئی مل، کارخانہ، فیکٹری لگائی تو اس شخص کا اس میں اتنا حصہ ہو گیا اور اس شخص کو اپنا حصہ فروخت کرنے کا اختیار ہے۔ لہٰذا حصص کی خرید و فروخت جائز ہے مگر یہاں تین چیزیں قابل ذکر ہیں۔
اول...... جب تک کمپنی نے کوئی مل یا کارخانہ نہیں لگایا اس وقت تک حصص کی حیثیت نقد رقم کی ہے۔ اور دس روپے کی رقم کو ۹ یا گیارہ روپے میں فروخت کرنا جائز نہیں۔ یہ خالص سود ہے۔
دوم...... عام طور سے ایسی کمپنیاں سودی کاروبار کرتی ہیں۔ جو گناہ ہے اور اس گناہ میں تمام حصہ دار شریک ہوں گے۔
سوم...... کمپنی کی شراکت اس وقت جائز ہے جب کہ اس کے معاملات صحیح ہوں۔ اگر کمپنی کا کوئی معاملہ خلاف شریعت ہوتا ہے، اور حصہ داروں کو اس کا علم بھی ہے تو حصہ دار بھی گناہ گار ہوں گے۔ اور اس کمپنی میں شرکت کرنا جائز نہیں ہو گا۔

این، آئی، ٹی کے حصے خریدنا جائز نہیں

س...... نیشنل انوسٹمنٹ ٹرسٹ (این آئی ٹی) گورنمنٹ پاکستان کا ایک ادارہ ہے یہ ادارہ ملوں سے حصے (شیئرز) خریدتا ہے اور ملیں بینک سے سود پر قرض لیتی ہیں۔ شیئرز سے جو منافع حاصل ہوتا ہے وہ خریدنے والوں میں ان کے حصہ کے مطابق اس ادارے کی طرف سے تقسیم کیا جاتا ہے۔ کیا این آئی ٹی سے شیئرز خریدنا جائز ہے یا نہیں؟
ج...... جب ملیں بینک سے قرض لے کر سود دیتی ہیں تو یہ منافع جائز نہیں۔ اس لئے این آئی ٹی شیئرز جائز نہیں۔

حصہ دار کمپنیوں کا منافع شرعاً کیسا ہے

س...... آج کل جو کمپنیاں کھلی ہیں لوگ ان میں پیسہ جمع کرواتے ہیں۔ کچھ کمپنیاں ہر ماہ

منافع کم زیادہ دیتی ہیں۔ اور کچھ کمپنیاں ہر ماہ متعین منافع دیتی ہیں اب سوال یہ ہے کہ کچھ یتیم، بیواؤں اور عام لوگوں کی آمدنی کا واحد ذریعہ معاش یہی ہے۔ اب ہم نے جہاں بھی پڑھا کہ متعین سود ہے اور دوسرا حلال ہے، آپ ہمیں ان حالات کے پیش نظر ایسا اسلامی طریقہ کار بتائیے کہ سب لوگ زیادہ سے زیادہ منافع حاصل کر سکیں اور وہ سود نہ ہو۔

یہ بھی سنا ہے کہ ہم خود متعین کو اپنی ضروریات کے لئے رقم دیتے ہیں اور وہ اپنی خوشی سے متعین منافع دیتے ہیں کیا یہ سود تو نہیں ہے؟

ج...... کمپنی اپنے حصہ داروں کو جو منافع دیتی ہے اس کے حلال ہونے کی دو شرطیں ہیں۔ ایک یہ کہ کمپنی کا کاروبار شرعی اصول کے مطابق جائز اور حلال ہو۔ اگر کمپنی کا کاروبار شرعاً جائز نہیں ہوگا تو اس کا منافع بھی حلال نہیں ہوگا۔ دوسری شرط یہ ہے کہ وہ کمپنی باقاعدہ حساب کر کے حاصل ہونے والے منافع کی تقسیم کرتی ہو۔ اگر اصل رقم کے فیصد کے حساب سے منافع مقرر کر دیتی ہے تو یہ جائز نہیں بلکہ سود ہے۔

مضاربت
شراکت کے مسائل

شراکتی کمپنیوں کی شرعی حیثیت

س...... آج کل جو کاروبار چلا ہوا ہے کہ رقم کسی کمپنی میں شراکت داری کے لئے دے دیں اور ہر ماہ منافع لیتے رہیں اس کے بارے میں کیا ارشاد ہے؟ ایک تو نفع و نقصان میں شراکت ہوتی ہے اور دوسرا مقررہ ہوتا ہے مثلاً ۵ فیصد۔

ج...... اس سلسلہ میں ایک موٹا سا اصول ذکر کر دینا چاہتا ہوں کہ اس کو جزئیات پر خود منطبق کر لیجئے۔

اول کسی کمپنی میں سرمایہ جمع کر کے اس کا منافع حاصل کرنا دو شرطوں کے ساتھ حلال ہے ایک یہ کہ وہ کمپنی شریعت کے اصول کے مطابق جائز کاروبار کرتی ہو پس جس کمپنی کا کاروبار شریعت کے اصولوں کے مطابق جائز نہیں ہوگا اس سے حاصل ہونے والا منافع بھی جائز نہیں ہوگا۔

دوئم یہ کہ وہ کمپنی اصول مضاربت کے مطابق حاصل شدہ منافع کا ٹھیک ٹھیک حساب لگا کر حصہ داروں کو تقسیم کرتی ہو پس جو کمپنی بغیر حساب کے محض اندازے سے منافع تقسیم کر دیتی ہے اس میں شرکت جائز نہیں اسی طرح جو کمپنی اصل سرمائے کے فیصد کے حساب سے مقررہ منافع دیتی ہو مثلاً اصل رقم کا پانچ فیصد اس میں بھی سرمایہ لگانا جائز نہیں، کیوں کہ یہ سود ہے اب یہ تحقیق خود کر لیجئے کہ کونسی کمپنی جائز کاروبار کرتی ہے اور اصول مضاربت کے مطابق منافع تقسیم کرتی ہے۔

سودی کاروبار والی کمپنی میں شراکت جائز نہیں

س...... ہم نے پچھلے سال چراٹ سیمنٹ کمپنی میں کچھ سرمایہ لگایا تھا اور مزید لگانے کا خیال ہے

لیکن کمپنی کی سالانہ رپورٹ سے کچھ شکوک پیدا ہوئے مبادا کہ ہمارا منافع سود بن جائے اس لئے درج سوالوں کے جواب مرحمت فرمائیں۔

الف۔ کمپنی کچھ رقم بیمہ کو مشترکہ رقم سے ادا کرتی ہے گویا کمپنی بیمہ شدہ ہے۔

ب۔ کمپنی کچھ رقم سود کے طور پر ان بینکوں کو ادا کرتی ہے جن سے قرض لیا ہے۔

ج۔ کمپنی کو کچھ رقم سود کے ذریعے سے حاصل ہوتی ہے۔

د۔ حصہ داران اپنے حصے کسی دوسرے فرد کو نفع کی صورت میں جب فروخت کرتے ہیں مثلاً دس روپے کا حصہ لیا تھا اب پندرہ کو فروخت کرتا ہے اس بارے میں کیا حکم ہوگا؟ خدانخواستہ اگر مذکورہ احوال شرع کے خلاف ہوں تو حصے کمپنی کو واپس کرنے بہتر ہوں گے یا کسی عام فرد کے ہاتھ فروخت کرنا بہتر ہوگا؟

ج ...... جو کمپنی سودی کاروبار کرتی ہو اس میں شراکت درست نہیں۔ کیوں کہ اس سودی کاروبار میں تمام حصہ داران شریک گناہ ہوں گے۔ کمپنی کا حصہ زیادہ قیمت پر فروخت کرنا جائز ہے۔ آپ کی مرضی ہے کمپنی کو واپس کر دیں یا فروخت کر دیں۔

مضاربت کے مال کا منافع کیسے طے کیا جائے

س ...... جیسا کہ آج کل ایک کاروبار بہت گردش میں ہے وہ یہ کہ آپ اتنے پیسے کاروبار میں لگائیے اور اتنے فیصد منافع حاصل کیجئے۔ حالاں کہ بیع مضاربت میں یہ ہے کہ نفع نقصان آدھا آدھا ہوتا ہے جب کہ دوکان میں ہزاروں قسم کی اشیاء موجود ہوتی ہیں اور ہر ایک کا علیحدہ علیحدہ نفع لگانا بہت مشکل ہوتا ہے۔ کیا ہم شریعت کی رو سے یہ کر سکتے ہیں کہ ہر ماہ اپنی بکری کے لحاظ سے نفع کا اندازہ لگالیں اور پھر اس سے ہر ماہ کا نفع مقرر کرلیں؟

ج ...... مضاربت میں ہر چیز کے الگ الگ منافع کا حساب لگانا ضروری نہیں، بلکہ کل مال کا ششماہی، سالانہ (جیسا بھی طے ہو جائے) حساب لگا کر منافع تقسیم کر لیا جائے۔ (جب کہ منافع ہو)۔

شراکت میں مقررہ رقم بطور نفع نقصان طے کرنا سود ہے

س ...... ایک شخص لاکھوں روپے کا کاروبار کرتا ہے زید اس کو دس ہزار روپے کاروبار میں

شرکت کے لئے دے دیتا ہے اور اس کے ساتھ یہ طے پاتا ہے کہ منافع کی شکل میں وہ زید کو زیادہ سے زیادہ پانچ سو روپے ماہوار کے حساب سے دے گا باقی سب نفع دوکاندار کا ہوگا۔ اسی طرح نقصان کی صورت میں زید کا نقصان کا حصہ زیادہ سے زیادہ پانچ سو روپے ماہوار ہوگا۔ باقی نقصان دوکاندار برداشت کرے گا۔ کیا ایسا معاہدہ شریعت میں جائز ہے اگر جائز نہیں تو اس کو کس شکل میں تبدیل کیا جائے تاکہ یہ شرعی ہو جائے؟

ج...... یہ معاملہ خالص سودی ہے۔ ہونا یہ چاہئے کہ اس دس ہزار روپے کے حصہ میں کل جتنا منافع آتا ہے اس کا ایک حصہ مثلاً نصف یا تہائی زید کو دیا جائے گا۔

شراکت کے کاروبار میں نفع و نقصان کا تعین قرعہ سے کرنا جوا ہے

س...... چند لوگ شراکت میں کاروبار کرتے ہیں اور سب برابر کی رقم لگاتے ہیں۔ طے یہ پاتا ہے کہ نفع و نقصان ہر ماہ قرعہ کے ذریعہ نکالا جائے گا جس کے نام قرعہ نکلے گا وہ نفع نقصان کا ذمہ دار ہوگا خواہ ہر ماہ ایک ہی آدمی کے نام قرعہ نکلتا رہے اس کا اعتراض نہ ہوگا۔ کیا شرع ایسے کاروبار کی اجازت دیتی ہے؟

ج...... یہ جوا (قمار) ہے۔

شراکت کی بنیاد پر کئے گئے کاروبار میں نقصان کیسے پورا کریں گے

س...... دو آدمی آپس میں شراکت کی بنیاد پر تجارت کرتے ہیں۔ جس کی صورت یہ ہے کہ ایک کی رقم ہے اور دوسرے کی محنت اور آپس میں نفع کی شرح طے ہے۔ کاروبار میں نقصان کی صورت میں نقصان کس تناسب سے تقسیم کیا جائے گا؟

ج...... یہ صورت "مضاربت" کہلاتی ہے۔ مضاربت میں اگر نقصان ہو جائے تو وہ راس المال (یعنی اصل رقم جو تجارت میں لگائی گئی تھی) میں شمار کیا جائے گا۔ پس نقصان ہو جانے کی صورت میں اگر دونوں فریق آئندہ کے لئے معاملہ ختم کرنے کا فیصلہ کرلیں تو رقم والے کی اتنی رقم اور دوسرے کی محنت گئی۔ لیکن اگر آئندہ کے لئے وہ اس معاملے کو جاری رکھنا

چاہیں تو آئندہ جو نفع ہو گا اس سے سب سے پہلے راس المال کے نقصان کو پورا کیا جائے گا۔ اس سے زائد جو نفع ہو گا وہ دونوں، نفع کی طے شدہ شرح کے مطابق، آپس میں تقسیم کرلیں گے۔

بکری کو پالنے کی شراکت کرنا

س...... محمد اقبال نے عبدالرحیم کو ایک بکری آدھی قیمت پر دی، عبدالرحیم کو کہا کہ میں اس کی آدھی قیمت نہیں لوں گا آپ صرف اس کو پالیں۔ یہ بکری جو بچے دے گی ان میں جو مادہ ہوں گے ان میں دونوں شریک ہوں گے باقی جو نر (مذکر) ہوں گے اس میں میرا حصہ نہیں ہوگا۔ شرع محمدی کے مطابق یہ محمد اقبال اور عبدالرحیم کی شراکت جس میں نر میں سے حصہ نہ دینے کی شرط لگائی ہے۔ کیا یہ صحیح ہے؟

ج...... یہ شراکت بالکل غلط ہے اول تو دو شریکوں میں سے ایک پر بکریوں کی پرورش کی ذمہ داری کیوں ڈالی جائے، پھر یہ شرط کیوں کہ بکری کے مادہ بچوں میں تو حصہ ہوگا، نر میں نہیں ہوگا۔

شراکتی کاروبار میں نقصان کون برداشت کرے

س...... دو شخص شراکتی بنیاد پر حصص میں کاروبار کرتے ہیں۔ ایک کا حصہ سرمایہ ۶۶ فیصد ہے دوسرے کا ۳۳ فیصد۔ ۳۳ فیصد والا کام کرتا ہے اور اس کا کہنا ہے کہ نقصان کی صورت میں صرف ۶۶ فیصد والا نقصان برداشت کرے نہ کہ ۳۳ فیصد والا۔ کیا اس کا یہ شرط لگانا شرعاً جائز ہے؟

ج...... جس شریک کے ذمہ کام ہے منافع میں اس کا حصہ اس کے سرمایہ کی نسبت زیادہ رکھنا صحیح ہے۔ مثلاً ۶۶ فیصد اور ۳۳ فیصد والے کا منافع برابر رکھا جائے۔ لیکن اگر خدانخواستہ نقصان ہو جائے تو سرمائے کے تناسب سے دونوں کو برداشت کرنا ہوگا۔ ایک شخص کو نقصان سے بری کر دینے کی شرط صحیح نہیں۔

مضاربت کی رقم کاروبار میں لگائے بغیر نفع لینا دینا

س...... میرے دوست کا ایک چھوٹا سا کاروبار چلتا ہے۔ میں نے اسے کچھ رقم مضاربت

کے تحت فراہم کی۔ کچھ عرصے بعد پتہ چلا کہ اس نے یہ رقم کاروبار میں نہیں لگائی بلکہ ذاتی کاموں میں خرچ کر ڈالی۔ لیکن مجھے اس نے کاروبار کے نفع و نقصان میں شریک رکھا۔ مجھے جو منافع ملا ہے وہ حلال ہے یا نہیں؟

ج ...... جب اس نے یہ رقم کاروبار میں لگائی ہی نہیں تو کاروبار کا نفع، نقصان کہاں سے آیا جس میں اس نے آپ کو شریک کئے رکھا۔ اگر اس نے آپ کی رقم کے بدلے میں اتنی رقم کاروبار میں لگا کر آپ کو کاروبار میں شریک کر لیا تھا اور پھر اس کاروبار سے جو نفع ہوا اس میں سے طے شدہ شرح کے مطابق آپ کو حصہ دیتا رہا تب تو یہ منافع حلال ہے۔ اور اگر اس نے کاروبار میں اتنی رقم لگائی ہی نہیں۔ یا رقم تو لگائی لیکن منافع کا حساب کر کے آپ کو اس کا حصہ نہیں دیا۔ بلکہ رقم پر لگا بندھا منافع آپ کو دیتا رہا تو یہ سود ہے۔

مال کی قیمت میں منافع پہلے شامل کرنا چاہئے

س ...... مسئلہ یہ ہے کہ میں ایک دکاندار کو دو ہزار کا مال دیتا ہوں۔ یہ دکاندار مجھے ہر ماہ یا پندرہ دن کے بعد (جیسے مال ختم ہو) دو ہزار کے مال کے پیسے کے علاوہ ۱۵۰، ۲۵۰ یا ۳۰۰ روپے نفع دیتا ہے۔ ایک دن اس نے مجھ سے کہا کہ آپ مجھ سے ہر ماہ فکس دو سو روپے منافع کی رقم کے ساتھ لے لیا کریں۔ کیونکہ اس کو اس طرح ۱۵۰، ۲۵۰ یا ۳۰۰ روپے دینے سے زیادہ فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ مجھے شک ہے کہ اس طرح فکس نفع لینے سے یہ سود تو نہیں ہوگا۔ اس طرح پیسہ کا نفع لینا میرے لئے جائز ہے کہ نہیں؟

ج ...... آپ مال پر جو نفع لینا چاہتے ہیں وہ قیمت میں شامل کر لیا کیجئے۔ مثلاً دو ہزار کا مال دیا۔ اب اس پر آپ جتنے منافع کے خواہش مند ہیں اتنا منافع دو ہزار میں شامل کر کے یہ طے کر دیا جائے کہ یہ اتنے کا مال دے رہا ہوں۔

تجارت میں شراکت نفع نقصان دونوں میں ہوگی

س ...... شراکت کی تجارت میں اگر ایک شراکت دار بحیثیت رقم کے شریک ہو اور دوسرا شریک بحیثیت محنت کے ہو تو یہ تجارت جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو دونوں شریک نفع

میں طے شدہ حصے کے صرف شریک ہیں یا نقصان میں بھی دونوں شریک ہوں گے؟

ج...... پہلے یہ سمجھ لیجئے کہ آپ نے جس معاملہ کو "شراکت کی تجارت" کہا ہے فقہ میں اس کو مضاربت کہتے ہیں اور یہ معاملہ جائز ہے اور نفع، نقصان میں شرکت کی تفصیل یہ ہے کہ کام کرنے والے کو اس تجارت میں یا تو نفع ہوگا۔ یا نقصان، یا نہ نفع ہوگا نہ نقصان۔

اگر نفع ہو تو اس منافع کو طے شدہ حصوں کے مطابق تقسیم کرلیا جائے۔ اگر نقصان ہوا تو یہ نقصان اصل سرمائے کا شمار ہوگا، کام کرنے والے کو اس نقصان کا حصہ ادا نہیں کرنا پڑے گا، مثلاً پچاس ہزار کا سرمایہ تھا۔ تجارت میں گھاٹا پڑ گیا تو یوں سمجھیں گے کہ اب سرمایہ چالیس ہزار رہ گیا، اب اگر دونوں اس معاملے کو ختم کر دینا چاہتے ہیں تو صاحب مال کام کرنے والے سے دس ہزار میں سے کسی چیز کا مطالبہ نہیں کر سکتا، البتہ اگر آئندہ بھی اس معاملہ کو جاری رکھنا چاہتے ہیں تو آئندہ جو منافع ہوگا پہلے اس سے اصل سرمائے کو پورا کیا جائے گا۔ اور جب سرمایہ پورا پچاس ہزار ہو جائے گا تو اب جو زائد منافع ہوگا اس کو طے شدہ حصے کے مطابق دونوں فریق تقسیم کرلیں گے۔

اور اگر کام کرنے والے کو نفع ہوا نہ نقصان تو کام کرنے والے کی محنت گئی اور صاحب مال کا منافع گیا۔

تجارت کے لئے رقم دے کر ایک طے شدہ منافع وصول کرنا

س...... زید کو تجارت کے لئے رقم کی ضرورت ہے وہ بکر سے اس شرط پر رقم لیتا ہے کہ زید ہر ماہ ایک طے شدہ رقم بکر کو دیتا رہے گا جس کو منافع کا نام دیا جاتا ہے اور زید یہ کام صرف اس لئے کرتا ہے کہ وہ حساب کتاب رکھنے سے محفوظ رہے بس بکر کو ایک طے شدہ رقم دیتا رہے۔ شرعاً اس کی کیا صورت ہوگی؟

ج...... جو صورت آپ نے لکھی ہے یہ تو صریح سود ہے۔ جائز اور صحیح صورت یہ ہے کہ زید، بکر کے سرمائے سے تجارت کرے اس میں جو منافع ہو اس منافع کو طے شدہ حصہ کے مطابق تقسیم کرلیا جائے۔ مثلاً دونوں کا حصہ منافع میں برابر ہوگا۔ یا ایک کا چالیس فیصد اور دوسرے کا ساٹھ فیصد ہوگا۔

پیسہ لگانے والے کے لئے نفع کا حصہ مقرر کرنا جائز ہے

س ...... میرے ایک دوست نے ایک شخص کو کاروبار کے لئے روپے دیئے ہیں اس روپے سے جس قدر اس کو منافع ملتا ہے اس میں سے وہ چوتھا حصہ میرے دوست کو ہر ماہ دیتا ہے۔ میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ نفع میرے دوست کے لئے جائز ہے کہ نہیں؟ جبکہ اس نے صرف سرمایہ لگایا ہے اور اس کام کے سلسلے میں کوئی محنت نہیں کرتا ہے۔

ج ...... اگر وہ شخص اس روپے سے کوئی جائز کاروبار کرتا ہے تو آپ کے دوست کے لئے منافع جائز ہے۔

شراکت کے لئے لی ہوئی رقم اگر ضائع ہوجائے تو کیا کرے

س ...... عرض یہ ہے کہ میں نے کچھ رقم بیوپار کے لئے کسی آدمی سے لی تھی۔ اس آدمی کو چوتھا حصہ (منافع) دیتا تھا اور تین حصے خود رکھتا تھا ایک دن کیا ہوا کہ وہ رقم (منافع کی نہیں) اصل میری بیوی کے ہاتھوں جل گئی۔ اب آپ سے التماس ہے کہ بتائیں کیا اس آدمی کو کل رقم اصل ہی لوٹا دوں یا اس رقم پر منافع کا چوتھا حصہ بھی لوٹاؤں؟ جو میں اسے ہر ماہ دیا کرتا تھا برائے مہربانی اس سوال کا جواب عنایت فرمائیں۔

ج ...... آپ کما کر پہلے اس کی اصل رقم پوری کر دیں، جب اصل رقم پوری ہوجائے اور منافع بچنے لگے تو منافع کو طے شدہ شرح کے مطابق تقسیم کریں۔

مکان، زمین، دکان اور دوسری چیزیں کرایہ پر دینا

زمین بٹائی پر دینا جائز ہے

س...... زمین داری یا بٹائی پر زمین کے خلاف اب تک جو شرعی دلائل سامنے آئے ہیں ان میں ایک دلیل یہ ہے کہ چونکہ یہ معاملہ سود سے ملتا جلتا ہے، جس طرح سودی کاروبار میں رقم دینے والا فریق بغیر کسی محنت کے متعین حصے کا حقدار رہتا ہے اور نقصان میں شریک نہیں ہوتا اسی طرح کاشت کے لئے زمین دینے والا جسمانی محنت کے بغیر متعین حصے (آدھا، تہائی) کا حقدار بنتا ہے اور نقصان سے اس کا کوئی سروکار نہیں ہوتا اس طرح یہ معاملہ "سود" کے ضمن میں آجاتا ہے۔ کاشتکاری میں مالک کی زمین بالکل محفوظ ہوتی ہے پھر وہ جب چاہے کاشت کار سے زمین لے سکتا ہے۔ زمین میں کاشت کی وجہ سے زمین کی قیمت، زرخیزی اور صلاحیت میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی جس قباحت کی وجہ سے سود ناجائز ہے یہی قباحت بٹائی میں بھی موجود ہے۔ مندرجہ بالا دلیل میرے خیال میں مکان کرائے پر دینے پر بھی صادق آتی ہے کیونکہ مالک مکان بغیر کسی محنت کے متعین کرایہ وصول کرتا ہے اور ملکیت بھی محفوظ رہتی ہے۔

ج...... زمین کو ٹھیکے پر دینا اور مکان کا کرایہ لینا تو سب ائمہ کے نزدیک جائز ہے زمین بٹائی پر دینے میں اختلاف ہے مگر فتویٰ اسی پر ہے کہ بٹائی جائز ہے اس کو سود پر قیاس کرنا غلط ہے البتہ مضاربت پر قیاس کرنا صحیح ہے اور مضاربت جائز ہے۔

مزارعت جائز ہے

س...... اسلام میں مزارعت جائز ہے یا ناجائز ہے؟ ترمذی، ابن ماجہ، نسائی، ابوداؤد، مسلم اور بخاری کی بہت ساری احادیث سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت کو سودی کاروبار قرار دیا ہے۔ مثلاً رافع بن خدیج کے صاحبزادے اپنے والد

سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک ایسے کام سے روک دیا ہے جو ہمارے لئے فائدہ مند تھا۔ مگر اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہمارے لئے زیادہ فائدہ مند ہے۔ (ابو داؤد)

ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک کھیت کے پاس سے ہوا۔ آپؐ نے پوچھا یہ کس کی کھیتی ہے؟ عرض کیا میری کھیتی ہے، تخم اور عمل میرا ہے اور زمین دوسرے مالک کی۔ اس پر نبی کریمؐ نے فرمایا تم نے سودی معاملہ طے کیا ہے۔ (ابو داؤد)

ج ...... شریعت میں مزارعت جائز ہے۔ احادیث مبارکہ میں اور صحابہ کرامؓ کے عمل سے اس کا جواز ثابت ہے جن احادیث کا آپ نے حوالہ دیا ہے وہ ایسی مزارعت پر محمول ہیں جن میں غلط شرائط لگادی گئی ہوں۔

نوٹ ...... بٹائی یا مزارعت سے متعلق تمام مشہور احادیث کی تفسیر اگلے سوال کے جواب میں ملاحظہ فرمالی جائے۔

بٹائی کے متعلق حدیث مخابرہ کی تحقیق

س ...... کیا حدیث مخابرہ میں بٹائی کی ممانعت آئی ہے، جیسا کہ "بینات" کے ایک مضمون سے واضح ہوتا ہے؟

ج ...... "بینات" بابتہ ذی الحجہ ۱۳۸۹ھ (فروری ۱۹۷۰ء) میں محترم مولانا محمد طاسین صاحب زید مجدہم نے "ربو" کے بہتر ابواب پر بحث کرتے ہوئے لکھا ہے:

اسی طرح مزارعت کو بھی ایک حدیث و رباء سے تعبیر کیا گیا ہے۔ اور دوسری حدیث میں اس کو نہ چھوڑنے والوں کو ویسی ہی دھمکی دی گئی ہے جو قرآن میں "ربٰو" سے باز نہ آنے والوں کو دی گئی ہے:

> عن رافع بن خديج أنه زرع أرضًا فمر به النبی ﷺ وهو يسقيها فسأله لمن الزرع؟ ولمن الأرض؟ فقال: زرعی وببذری وعملی لی الشطر

ولبني فلان الشطر ، فقال : أربيتما فرد الأرض على أهلها وخذ نفقتك . (أبو داود صـ١٢٧ ج٢ طبع ايچ ايم سعيد)

ترجمہ...... "حضرت رافع بن خدیجؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک کھیتی کاشت کی، وہاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ہوا، جبکہ وہ اس کو پانی دے رہے تھے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا کہ یہ کس کی کھیتی ہے اور کس کی زمین ہے؟ میں نے جواب دیا: کھیتی میرے بیج اور عمل کا نتیجہ ہے اور آدھی پیداوار میری اور آدھی بنی فلاں کی ہوگی۔ اس پر آپؐ نے فرمایا: "تم نے ربا اور سود کا معاملہ کیا، زمین اس کے مالکوں کو واپس کردو اور اپنا خرچ ان سے لے لو۔"

عن جابر بن عبد الله قال: سمعت رسول الله ﷺ يقول: من لم يذر المخابرة فليؤذن بحرب من الله ورسوله . (أبو داود صـ١٢٧ ج٢ طبع ايچ ايم سعيد)

ترجمہ...... "حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص "مخابرہ" کو نہ چھوڑے، اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔"

یہ دونوں روایتیں چونکہ مولانا محترم کے مضمون میں محض بر سبیل تذکرہ آگئی ہیں، اس لئے ان کے مالہ وماعلیہ سے بحث نہیں کی گئی۔ اس سے عام آدمی کو یہ غلط فہمی ہوسکتی ہے کہ اسلام میں مزارعت* مطلقاً "ربٰو" کا حکم رکھتی ہے۔ اور جو لوگ یہ معاملہ کرتے ہیں ان کے خلاف خدا اور رسول کی جانب سے اعلان جنگ ہے۔ لیکن اہل علم کو معلوم ہے کہ مزارعت اسلام میں مطلقاً ممنوع نہیں۔

مولانا کی تحریر کی وضاحت کے لئے تو اتنا اجمال بھی کافی ہے کہ مزارعت کی بعض صورتیں ناجائز ہیں، ان احادیث میں ان ہی سے ممانعت فرمائی گئی ہے اور ان پر

حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں:

"ربٰو" (سود کا اطلاق کیا گیا ہے۔ مولانا موصوف اس اطلاق کی توجیہ کرنا چاہتے ہیں کہ: "ربو" کی مختلف قسمیں ہیں جن میں قباحت و برائی کے اعتبار سے فرق و تفاوت ہے ...... احادیث میں بعض ایسے معاشی معاملات کو جن میں "ربٰو" سے ایک گونہ مشابہت و مماثلت پائی جاتی تھی، "ربٰو" سے تعبیر کیا گیا ہے اسی طرح مزارعت (کی ناجائز صورتوں) کو بھی "ربٰو" سے تعبیر کیا گیا ہے...... لیکن بعض ملاحدہ نے ان کو غلط محمل پر محمول کیا ہے۔ اس بنا پر ضروری ہوا کہ اس اجمال کی تفصیل بیان کی جائے اور ان روایتوں کا صحیح محمل بیان کیا جائے۔

ایک شخص جو اپنی زمین خود کاشت نہیں کر سکتا، یا نہیں کرتا، وہ اسے کاشت کے لئے کسی دوسرے کے حوالے کر دیتا ہے، اس کی کئی صورتیں ہو سکتی ہیں:

اول: یہ کہ وہ اسے ٹھیکے پر اٹھا دے اور اس کا معاوضہ زرنقد کی صورت میں وصول کرے۔ اسے عربی میں "کراء الارض" کہا جاتا ہے۔ فقہاء اسے اجارات کے ذیل میں لاتے ہیں اور یہ صورت بالاتفاق جائز ہے۔

دوم: یہ کہ مالک، زرنقد وصول نہ کرے بلکہ پیداوار کا حصہ مقرر کرلے اس کی پھر دو صورتیں ہیں۔

۱۔ یہ کہ زمین کے کسی خاص قطعہ کی پیداوار اپنے لئے مخصوص کرلے۔ یہ صورت بالاتفاق ناجائز ہے اور احادیث مخابرہ میں اسی صورت کی ممانعت ہے، جیسا کہ آئندہ معلوم ہوگا۔

۲۔ یہ کہ زمین کے کسی خاص قطعہ کی پیداوار اپنے لئے مخصوص نہ کرے، بلکہ یہ طے

گزشتہ صفحہ کا حاشیہ

عربی میں مزارعت اور مخابرۃ ہم معنی ہیں بعض حضرات نے یہ فرق کیا ہے کہ بیج زمین کے مالک کی جانب سے ہو تو مزارعت ہے اور اگر بیج کسان کی جانب سے ہو تو یہ مخابرۃ ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دھلوی لکھتے ہیں:۔

والمزارعة أن تكون الأرض والبذر لواحد، والعمل والبقر من الآخر، والمخابرة أن تكون الأرض لواحد، والبذر والبقر والعمل من الآخر، ونوع آخر أن يكون العمل من أحدهما والباقي من الآخر. (حجة الله البالغة صـ١١٧ ج٢)

کیا جائے کہ کل پیداوار کا اتنا حصہ مالک کو ملے گا اور اتنا حصہ کاشتکار کو (مثلاً نصف، نصف)

یہ صورت مخصوص شرائط کے ساتھ جمہور صحابہؓ و تابعینؒ کے نزدیک جائز اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدینؓ کے عمل سے ثابت ہے۔ چنانچہ:

عن ابن عمر قال: «عامل النبی ﷺ خیبر بشطر ما یخرج منها من ثمر أو زرع».

(صحیح بخاری صـ۳۱۳ ج۱ صحیح مسلم صـ۱٤ ج۲ جامع ترمذی صـ۱٦٦ أبو داود صـ٤٨٤ ابن ماجه صـ۱۷۷ طحاوی ۲۸۸ ج۲)

الف: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر سے یہ معاملہ طے کیا تھا کہ زمین (وہ کاشت کریں گے اور اس) سے جو پھل یا غلہ حاصل ہو گا اس کا نصف ہم لیا کریں گے۔

عن ابن عباس قال: «أعطی رسول الله ﷺ خیبر بالشطر ثم أرسل أبن رواحة فقاسمهم». (طحاوی ۲۸۸ ج۲ أبو داود صـ٤٨٤)

ب: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی زمین نصف پیداوار پر اٹھا دی تھی۔ پھر عبداللہ ابن رواحہؓ کو بٹائی کے لئے بھیجا کرتے تھے۔

ج: حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ خیبر کی زمین اللہ تعالیٰ نے "فئی" کے طور پر دی تھی...... آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (یہود خیبر) کو حسب سابق بحال رکھا اور پیداوار اپنے لئے اور ان کے لئے نصف رکھی اور عبداللہ بن رواحہ کو اس کی تقسیم پر مامور فرمایا تھا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، عبداللہ بن مسعود، معاذ بن جبل، حذیفہ بن یمان، سعد بن ابی وقاص، ابن عمر،

ابن عباس جیسے اکابر صحابہ (رضی اللہ عنہم) سے مزارعت کا معاملہ ثابت ہے۔ بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے آخری دور تک مزارعت پر کبھی کسی نے اعتراض نہیں کیا تھا۔

چنانچہ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کا ارشاد مروی ہے:

كنا لا نرى بالخبر بأسًا حتى كان عام أول فزعم رافع أن نبي الله ﷺ نهى عنه. (صحيح مسلم ص۔١٢ ج٢)

ترجمہ...... "ہم مزارعت میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے تھے، اب یہ پہلا سال ہے کہ رافع کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔"

ایک اور روایت میں ہے:

كان ابن عمر يكرى مزارعه على عهد النبي ﷺ، وأبى بكر، وعمر، وعثمان وصدرًا من إمارة معاوية ثم حدّث عن رافع بن خديج أن النبي ﷺ نهى أن كراء الأرض.

(صحيح بخارى ٣١٥ ج١)

ترجمہ...... حضرت ابن عمرؓ اپنی زمین کرائے (بٹائی) پر دیا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانے میں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور میں۔ پھر انہیں رافع بن خدیجؓ کی روایت سے یہ بتایا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرایہ پر اٹھانے سے منع کیا ہے۔

ایک اور روایت میں ہے:

عن طاوس عن معاذ بن جبل أكرى الأرض على عهد رسول الله ﷺ وأبى بكر وعمر وعثمان على الثلث والربع فهو يعمل به إلى يومك هذا. (ابن ماجه ١٧٧)

ترجمہ...... حضرت طاؤس سے روایت ہے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے عہد تک میں زمین بٹائی پر دی تھی پس آج تک اسی پر عمل ہو رہا ہے۔ "

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ یمن سے متعلق ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں قاضی کی حیثیت سے یمن بھیجا تھا۔ وہاں کے لوگ مزارعت کا معاملہ کرتے تھے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "حلال و حرام کا سب سے بڑا عالم" فرمایا تھا اس سے منع نہیں فرمایا بلکہ خود بھی مزارعت کا معاملہ کیا۔ حضرت طاؤسؒ یہ کہنا چاہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فرستادہ (حضرت معاذ بن جبلؓ) نے یمن کی اراضی میں جو طریقہ جاری کیا تھا، آج تک اسی پر عمل ہے۔

اس باب کی تمام روایات و آثار کا استیعاب مقصود نہیں، نہ یہ ممکن ہے۔ بلکہ صرف یہ دیکھنا ہے کہ دور نبوت اور خلافت راشدہ کے دور میں اکابر صحابہؓ کا اس پر عمل تھا اور مزارعت کے عدم جواز کا سوال کم از کم اس دور میں نہیں اٹھا تھا جس سے صاف واضح ہوتا ہے کہ اسلام میں مزارعت کی اجازت ہے اور احادیث "مخابرہ" میں جس مزارعت سے ممانعت فرمائی گئی ہے اس سے مزارعت کی وہ شکلیں مراد ہیں جو دور جاہلیت سے چلی آتی تھیں۔

بعض دفعہ ایک بات کسی خاص موقع پر مخصوص انداز اور خاص سیاق میں کہی جاتی ہے۔ جو لوگ اس موقع پر حاضر ہوں اور جن کے سامنے وہ پورا واقعہ ہو، جس میں وہ بات کہی گئی تھی انہیں اس کے مفہوم کے سمجھنے میں دقت پیش نہیں آئے گی۔ مگر وہی بات جب کسی ایسے شخص سے بیان کی جائے جس کے سامنے نہ وہ واقعہ ہوا ہے جس میں یہ بات کہی گئی تھی، نہ وہ متکلم کے انداز تخاطب کو جانتا ہے، نہ اس کے لب و لہجہ سے واقف ہے، نہ کلام کے سیاق کی اسے خبر ہے۔ اگر وہ اس کلام کے صحیح مفہوم کو نہ سمجھ پائے تو محل تعجب نہیں۔ "شنیدہ کے بود مانند دیدہ"۔ یہی وجہ ہے کہ آیات کے اسباب نزول کو علم تفسیر کا اہم شعبہ قرار دیا گیا ہے۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرمایا

کرتے تھے:

والذی لا إله غيره ما نزلت من آية من كتاب الله إلا وأنا أعلم فيمن نزلت وأين نزلت، ولو أعلم مكان أحد أعلم بكتاب الله منى تناله المطايا لأتيته. (الإتقان - النوع الثمانون)

ترجمہ...... "اس ذات کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں، کتاب اللہ کی کوئی آیت ایسی نہیں جس کے بارے میں مجھے یہ معلوم نہ ہو کہ وہ کس کے حق میں نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی۔ اور اگر مجھے کسی ایسے شخص کا علم ہوتا جو مجھ سے بڑھ کر کتاب اللہ کا عالم ہو اور وہاں سواری جاسکتی تو میں اس کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتا۔"

اسی قسم کا ایک ارشاد حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا بھی نقل کیا گیا ہے۔ وہ فرمایا کرتے تھے:

والله ما نزلت آية إلا وقد علمت فيم أنزلت وأين أنزلت إن ربی وهب لی قلبًا عقولا ولسانا سؤلا. (الإتقان - النوع الثمانون)

ترجمہ...... "بخدا! جو آیت بھی نازل ہوئی مجھے معلوم ہے کہ کس واقعہ کے بارے میں نازل ہوئی اور کہاں نازل ہوئی۔ میرے رب نے مجھے بہت سمجھنے والا دل اور بہت پوچھنے والی زبان عطا کی ہے۔"

اور یہی وجہ ہے کہ حق تعالیٰ نے ﴿إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُوْنَ﴾ کا وعدہ پورا کرنے کے لئے جہاں قرآن مجید کے ایک ایک شوشے کو محفوظ رکھا وہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی کے ایک ایک گوشے کی بھی حفاظت فرمائی۔ ورنہ خدا جانے ہم قرآن پڑھ پڑھ کر کیا کیا نظریات تراشا کرتے۔ اور یہی وجہ ہے کہ تمام ائمہ مجتہدین کے ہاں یہ اصول تسلیم کیا گیا کہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ٹھیک مفہوم سمجھنے کے لئے یہ دیکھنا ہوگا کہ اکابر صحابہؓ نے اس پر کیسے عمل کیا اور خلافت راشدہ کے دور میں اس کے کیا معنی سمجھے گئے۔

یہ اکابر صحابہؓ جو مزارعت کا معاملہ کرتے تھے، مزارعت کی ممانعت ان کے

لئے صرف شنیدہ نہیں تھی، دیدہ تھی۔ وہ یہ جانتے تھے کہ مزارعت کی کون سی قسمیں زمانہ جاہلیت سے رائج تھیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو ممنوع قرار دیا۔ اور مزارعت کی کون سی صورتیں باہمی شقاق و جدال کی باعث ہو سکتی تھیں آپؐ نے ان کی اصلاح فرمائی۔ مزارعت کی جائز و ناجائز صورتوں کو وہ گویا اسی طرح جانتے تھے جس طرح وضو کے فرائض و سنن سے واقف تھے۔ ان میں ایک فرد بھی ایسا نہیں تھا جو مزارعت کے کسی ناجائز معاملہ پر عمل پیرا ہو۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں کسی نکیر کا سوال کب ہو سکتا تھا؟ یہ صورتحال حضرت معاویہؓ کے ابتدائی دور تک قائم رہی۔ مزارعت کے جواز و عدم جواز کا مسئلہ پوری طرح بدیہی اور روشن تھا اور اس نے کوئی غیر معمولی نوعیت اختیار نہیں کی تھی۔ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ خلافت راشدہ کے بعد کچھ حالات ایسے پیش آئے جن سے یہ مسئلہ بدیہی کے بجائے نظری بن گیا۔ اور بحث و تمحیص کی ایک صورت پیدا ہو گئی۔ غالباً بعض لوگوں نے مسئلہ مزارعت کی نزاکتوں کو پوری طرح ملحوظ نہ رکھا اور مزارعت کی بعض ایسی صورتیں وقوع میں آنے لگیں جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا۔ اس پر صحابہ کرامؓ نے نکیر فرمائی اور مزارعت سے ممانعت کی احادیث بیان فرمادیں۔

«نَهٰی رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُزَارَعَةِ»

«نَهٰی رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنِ الْمُخَابَرَةِ»

«نَهٰی رَسُوْلُ اللهِ ﷺ عَنْ كِرَاءِ الْأَرْضِ»

ترجمہ...... "آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت سے منع فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "مخابرت" سے منع فرمایا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو کرایہ پر دینے سے منع فرمایا ہے۔"

ادھر بعض لوگوں کو ان احادیث کا مفہوم سمجھنے میں دقت پیش آئی۔ انہوں نے یہ سمجھا کہ ان احادیث کا مقصد ہر قسم کی مزارعت کی نفی کرنا ہے۔ اس طرح یہ مسئلہ بحث و نظر کا موضوع بن گیا۔

اب ہمیں یہ دیکھنا ہے کہ جو افاضل صحابہ کرامؓ اس وقت موجود تھے، انہوں نے اس نزاع کا فیصلہ کس طرح فرمایا۔

حدیث کی کتابوں میں ممانعت کی روایتیں تین صحابہؓ سے مروی ہیں۔ رافع بن خدیج، جابر بن عبداللہ اور ثابت بن ضحاک (رضی اللہ عنہم)

حضرت ثابت بن ضحاکؓ کی روایت اگرچہ نہایت مختصر اور مجمل ہے، تاہم اس میں یہ تصریح ملتی ہے کہ زمین کو زرنقد پر اٹھانے کی ممانعت نہیں ہے۔

«إن رسـول الله ﷺ نهى عـن المزارعـة وأمـر بالمؤاجـرة»، وقال: لا بأس بها.

(صحیح مسلم ص۱٤ ج۲ طحاوی ص۲۱۳ ج۲ میں صرف پہلا جملہ ہے)

ترجمہ...... "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت سے منع فرمایا اور زرنقد پر زمین دینے کا حکم فرمایا۔ اور فرمایا: اس کا مضائقہ نہیں۔"

حضرت جابرؓ اور حضرت رافعؓ کی روایات میں خاصا تنوع پایا جاتا ہے۔ جس سے ان کا صحیح مطلب سمجھنے میں الجھنیں پیدا ہوئی ہیں۔ تاہم مجموعی طور پر دیکھئے تو ان کی کئی قسمیں ہیں۔ اور ہر قسم کا الگ الگ محمل ہے۔

حضرت رافعؓ کی روایات کے بارے میں یہاں "خاصے تنوع" کا جو لفظ استعمال ہوا، حضرات محدثین اسے اضطراب سے تعبیر کرتے ہیں۔

امام ترمذیؒ فرماتے ہیں:

حديث رافع حديث فيه اضطراب، يروى هذا الحديث عن رافع بن خديج عن عمومته، ويروى عنه عن ظهير بن رافع، وهو أحد عمومته، وقد روى هذا الحديث عنه على روايات مختلفة. (جامع ترمذی ص۱٦٦ ج۱)

امام طحاویؒ فرماتے ہیں:

وأما حديث رافع بن خديج رضي الله عنه فقد جاء بألفاظ مختلفة اضطرب من أجلها .

(شرح معانی الآثار صـ۲۸۵ ج۲ كتاب المزارعة والمساقاة)

شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ فرماتے ہیں :

شاہ ولی اللہ محدث دھلوی فرماتے ھیں: وقد اختلف الرواة في حديث رافع بن خديج اختلافا فاحشا .　　(حجة الله البالغة صـ۱۱۷ ج۲)

اول : بعض روایات میں ممانعت کا مصداق مزارعت کا وہ جاہلی دستور ہے جس میں یہ طے کر لیا جاتا تھا کہ زمین کے فلاں عمدہ اور زرخیز ٹکڑے کی پیداوار مالک کی ہوگی اور فلاں حصہ کی پیداوار کاشتکار کی ہوگی۔ اس میں چند در چند قباحتیں جمع ہو گئی تھیں۔

اولاً: معاشی معاملات باہمی تعاون کے اصول پر طے ہونے چاہئیں، اس کے برعکس یہ معاملہ سراسر ظلم و استحصال اور ایک فریق کی صریح حق تلفی پر مبنی تھا۔

ثانیاً: یہ شرط فاسد اور مقتضائے عقد کے خلاف تھی کیونکہ جب کسان کی محنت تمام پیداوار میں یکساں صرف ہوئی ہے تو لازم ہے کہ اس کا حصہ تمام پیداوار میں سے دیا جائے۔

ثالثاً: یہ قمار کی ایک شکل تھی، آخر اس کی کیا ضمانت ہے کہ مالک یا کسان کے لئے جو قطعہ مخصوص کر دیا گیا ہے وہ بار آور بھی ہوگا؟

رابعاً: اس قسم کی غلط شرطوں کا نتیجہ عموماً نزاع و جدال کی شکل میں برآمد ہوتا ہے۔ ایسے جاہلی معاملہ کو برداشت کر لینے کے معنی یہ تھے کہ اسلامی معاشرہ کو ہمیشہ کے لئے جدال و قتال کی آماجگاہ بنا دیا جائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ تشریف لائے تو ان کے ہاں اکثر و بیشتر مزارعت کی یہی غلط صورت رائج تھی۔ آپؐ نے اس کی اصلاح فرمائی، غلط معاملہ سے منع فرمایا اور مزارعت کی صحیح صورت پر عمل کر کے دکھایا۔ مندرجہ ذیل روایات اس پر روشنی ڈالتی ہیں :

عن رافع بن خديج حدّثني عمّاي أنهم كانوا يكرُونَ الأرض على عهد رسول الله ﷺ بما ينبُت على الأربعاء أو بشيء

يستثنيه صاحب الأرض فنهانا النبى ﷺ عن ذلك فقلت لرافع: فكيف هى بالدينار والدراهم، فقال رافع: ليس بها بأسٌ بالدينار والدراهم، وكأنّ الذى نُهى عن ذلك ما لو نظر فيه ذوُو الفهم بالحلال والحرام لم يجيزوه لما فيه من المخاطرة.

(صحیح بخاری ص۳۱۵ ج۱)

الف : "رافع بن خدیجؓ کہتے ہیں میرے چچا بیان کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگ زمین مزارعت پر دیتے تو یہ شرط کر لیتے کہ نہر کے متصل کی پیداوار ہماری ہوگی، یا کوئی اور استثنائی شرط کر لیتے۔ (مثلاً اتنا غلہ ہم پہلے وصول کریں گے پھر بٹائی ہوگی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے حضرت رافعؓ سے کہا، اگر زرنقد کے عوض زمین دی جائے اس کا کیا حکم ہوگا؟ رافعؓ نے کہا اس کا مضائقہ نہیں! لیثؒ کہتے ہیں مزارعت کی جس شکل کی ممانعت فرمائی گئی تھی اگر حلال و حرام کی فہم رکھنے والے لوگ غور کریں تو کبھی اسے جائز نہیں کہہ سکتے ہیں کیونکہ اس میں معاوضہ ملنے نہ ملنے کا اندیشہ (مخاطرہ) تھا۔"

حدثنى حنظلة بن قيس الأنصارى قال: سألت رافع بن خديج عن كراء الأرض بالذهب والورق، فقال: لا بأس به إنما كان الناس يؤاجرون على عهد رسول الله ﷺ على المأذيانات وإقبال الجداول وأشياء من الزرع فيهلك هذا ويسلم هذا ويسلم هذا ويهلك هذا فلم يكن للناس كراء إلا هذا فلذلك زجر عنه، وأما شىء معلوم مضمون فلا بأس به.

(صحیح مسلم ص۱۳ ج۲)

ب: "حنظلہ بن قیس کہتے ہیں میں نے حضرت رافع بن خدیجؓ سے دریافت کیا کہ سونے چاندی (زرنقد) کے عوض زمین ٹھیکے پر دی جائے اس

کا کیا حکم ہے؟ فرمایا کوئی مضائقہ نہیں! دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگ جو مزارعت کرتے تھے (اور جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا) اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ زمیندار زمین کے ان قطعات کو جو نہر کے کناروں اور نالیوں کے سروں پر ہوتے تھے، اپنے لئے مخصوص کر لیتے تھے۔ اور پیداوار کا کچھ حصہ بھی طے کر لیتے۔ بسا اوقات اس قطعہ کی پیداوار ضائع ہو جاتی اور اس کی محفوظ رہتی، کبھی برعکس ہو جاتا۔ اس زمانے میں لوگوں کی مزارعت کا بس یہی ایک دستور تھا۔ اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سختی سے منع کیا۔ لیکن اگر کسی معلوم اور قابل ضمانت چیز کے بدلے میں زمین دی جائے تو اس کا مضائقہ نہیں۔"

اس روایت میں حضرت رافعؓ کا یہ جملہ خاص طور پر توجہ طلب ہے:

فلم یکن للناس کراء الا ھذا

ترجمہ...... "لوگوں کی مزارعت کا بس یہی ایک دستور تھا۔"

اور ان کی بعض روایات میں یہ بھی آتا ہے:

ترجمہ...... "ان دنوں سونا چاندی نہیں تھے۔"

اس کا مطلب...... واللہ اعلم...... یہی ہو سکتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مدینہ طیبہ تشریف لائے، ان دنوں زمین ٹھیکے پر دینے کا رواج تو قریب قریب عدم کے برابر تھا۔ مزارعت کی عام صورت بٹائی کی تھی، لیکن اس میں جاہلی قیود و شرائط کی آمیزش تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نفس مزارعت کو نہیں بلکہ مزارعت کی اس جاہلی شکل کو ممنوع قرار دیا اور مزارعت کی صحیح صورت معین فرمائی۔ یہ صورت وہی تھی جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل خیبر سے معاملہ فرمایا اور جس پر آپؐ کے زمانے میں اور آپؐ کے بعد اکابر صحابہؓ نے عمل کیا۔

جابر بن عبد الله يقول: «كنا في زمن رسول الله ﷺ نأخذ الأرض بالثلث أو الربع بالمأذيانات فنهى رسول الله ﷺ عن ذلك». (شرح معاني الآثار للطحاوي ص۲۸۵ ج۲)

ج: "حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: ہم آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زمین لیا کرتے تھے نصف پیداوار پر، تہائی پیداوار پر اور نہر کے کناروں کی پیداوار پر...... آپؐ نے اس سے منع فرمایا تھا۔"

د : "سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: لوگ اپنی زمین مزارعت پر دیا کرتے تھے، شرط یہ ہوتی تھی کہ جو پیداوار گول (الساقیہ) پر ہوگی اور جو کنوئیں کے گرد وپیش پانی سے سیراب ہوگی وہ ہم لیا کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نہی فرمائی۔ اور فرمایا: سونے چاندی پر دیا کرو۔"

عن نافع أن ابن عمر كان يكرى مزارعه على عهد النبى ﷺ وأبى بكر وعمر وعثمان وصدرًا من أمارة معاوية ثم حدث عن رافع ابن خديج: أن النبى ﷺ نهى عن كراء المزارع فذهب ابن عمر إلى رافع وذهبت معه فسأله، فقال: نهى النبى ﷺ عن كراء المزارع، فقال ابن عمر: قد علمت أنا كنا نكرى مزارعنا على عهد رسول الله ﷺ بما على الأربعاء شيء من التبن. (صحیح بخاری ص۳۱۵ ج۱)

ہ : "حضرت نافعؒ کہتے ہیں: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما اپنی زمین مزارعت پر دیا کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت ابو بکر، حضرت عمر، حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کے دور میں اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے ابتدائی دور تک بھی۔ پھر ان سے بیان کیا گیا کہ رافع بن خدیجؓ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ حضرت ابن عمرؓ، حضرت رافعؓ کے پاس گئے، میں بھی ساتھ تھا۔ ان سے دریافت کیا، انہوں نے فرمایا: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کرائے پر دینے سے منع فرمایا ہے۔ ابن عمرؓ نے فرمایا: آپ کو یہ تو معلوم ہی ہے کہ ہماری مزارعت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں

اس پیداوار کے عوض ہوا کرتی تھی جو نہروں پر ہوتی تھی اور کچھ گھاس کے عوض۔ (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی سے منع فرمایا تھا)۔"

حضرت رافع بن خدیج، جابر بن عبداللہ، سعد بن ابی وقاص اور عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم کی ان روایات سے یہ بات صاف ظاہر ہوجاتی ہے کہ مزارعت کی وہ جاہلی شکل کیا تھی جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا۔

دوم: نہی کی بعض روایات اس پر محمول ہیں کہ بعض اوقات زائد قیود و شرائط کی وجہ سے معاملہ کنندگان میں نزاع کی صورت پیدا ہوجاتی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر فرمایا تھا کہ اس سے تو بہتر یہ ہے کہ تم اس قسم کی مزارعت کے بجائے زر نقد پر زمین دیا کرو۔ چنانچہ حضرت زید بن ثابتؓ کو جب یہ خبر پہنچی کہ رافع بن خدیجؓ مزارعت سے منع فرماتے ہیں تو آپ نے افسوس کے لہجہ میں فرمایا:

قال زيد بن ثابت: يغفر الله لرافع بن خديج أنا والله أعلم بالحديث منه إنما رجلان قال مسدد من الأنصار: ثم اتفقا قد اقتتلا ، فقال رسول الله ﷺ: «إن كان هذا شأنكم فلا تكروا المزارع». (أبو داود ص۱۸٤ واللفظ له ابن ماجه ص۱۷۷)

"اللہ تعالیٰ رافع کی مغفرت فرمائے۔ بخدا! میں اس حدیث کو ان سے بہتر سمجھتا ہوں۔"

قصہ یہ تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انصار کے دو شخص آئے ان کے مابین مزارعت پر جھگڑا تھا اور نوبت مرنے مارنے تک پہنچ گئی تھی۔ (قد اقتتلا) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ان کان هذا شانکم فلا تکروا المزارع"

ترجمہ ...... "جب تمہاری حالت یہ ہے تو مزارعت کا معاملہ ہی نہ کرو۔"

رافعؓ نے بس اتنی بات سن لی "تم مزارعت کا معاملہ نہ کیا کرو۔"

عن سعد بن أبي وقاص قال: كان أصحاب المزارع يكرون في

زمان رسول الله ﷺ مزارعهم بما یكون على الساق من الزرع فجاءوا رسول الله ﷺ فاختصموا فی بعض ذلك فنهاهم رسول الله ﷺ أن یكروا بذلك وقال: اكروا بالذهب والفضة.

(نسائی صـ۱۵۳ جلد دوم)

"سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمیندار اپنی زمین اس پیداوار کے عوض جو نہروں پر ہوتی تھی، دیا کرتے تھے۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور مزارعت کے سلسلہ میں جھگڑا کیا۔ آپؐ نے فرمایا، اس پر مزارعت نہ کیا کرو۔ بلکہ سونے چاندی کے عوض دیا کرو۔"

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی خاص مقدمہ کا فیصلہ فرماتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دونوں فریقوں کو فہمائش کی تھی کہ وہ آئندہ "مزارعت" کے بجائے زرنقد پر زمین لیا دیا کریں۔

سوم: احادیث نہی کا تیسرا محمل یہ تھا کہ بعض لوگوں کے پاس ضرورت سے زائد زمین تھی اور بعض ایسے محتاج اور ضرورت مند تھے کہ وہ دوسروں کی زمین مزارعت پر لیتے، اس کے باوجود ان کی ضرورت پوری نہ ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں کو، جن کے پاس اپنی ضرورت سے زائد اراضی تھی، ہدایت فرمائی تھی کہ وہ حسن معاشرت، مواسات، اسلامی اخوت، اور بلند اخلاقی کا نمونہ پیش کریں اور اپنی زائد زمین اپنے ضرورت مند بھائیوں کے لئے وقف کر دیں۔ اس پر انہیں اللہ کی جانب سے جو اجر و ثواب ملے گا، وہ اس معاوضہ سے یقیناً بہتر ہوگا جو اپنی زمین کا وہ حاصل کرتے تھے۔

عن رافع بن خدیج قال: مر النبی ﷺ على أرض رجل من الأنصار قد عرف أنه محتاج، فقال: لمن هذه الأرض؟ قال: لفلان أعطانیها بالأجر، فقال: لو منحها أخاه فأتى رافع الأنصار، فقال: «إن رسول الله نهاكم عن أمر كان لكم نافعا وطاعة رسول الله أنفع لكم». (نسائی صـ۱۵۱ ج۲)

"رافع بن خدیجؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک انصاری کی زمین پر سے گزرے، یہ صاحب محتاجی میں مشہور تھے۔ آپؐ نے دریافت فرمایا: یہ زمین کس کی ہے؟ اس نے بتایا کہ فلاں شخص کی ہے، اس نے مجھے اجرت پر دی ہے۔ آپؐ نے فرمایا: "کاش وہ اپنے بھائی کو بلاعوض دیتا۔" حضرت رافعؓ انصار کے پاس گئے، ان سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں ایک ایسی چیز سے روک دیا ہے جو تمہارے لئے نفع بخش تھی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی تعمیل تمہارے لئے اس سے زیادہ نافع ہے۔"

عن جابر سمعت النبي ﷺ يقول: «مَن كَانت له أرض فليهبها أو ليعرها».

"حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے، جس کے پاس زمین ہو اسے چاہئے کہ وہ کسی کو ہبہ کردے یا عاریۃً دے دے۔"

عن ابن عباس: «أن النبي ﷺ قال: لأن يمنح أحدكم أخاه أرضه خير له من أن يأخذ عليها كذا وكذا».

"ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: البتہ یہ بات کہ تم میں سے ایک شخص اپنے بھائی کو اپنی زمین کاشت کے لئے بلاعوض دے دے اس سے بہتر ہے کہ اس پر اتنا اتنا معاوضہ وصول کرے۔"

یعنی ہم نے مانا کہ زمین تمہاری ملکیت ہے، یہ بھی صحیح ہے کہ قانون کی کوئی قوت تمہیں ان کی مزارعت سے نہیں روک سکتی، لیکن کیا اسلامی اخوت کا تقاضا یہی ہے کہ تمہارا بھائی بھوکوں مرتا رہے، اس کے بچے سسکتے رہیں، وہ بنیادی ضرورتوں سے بھی محروم رہے، لیکن تم اپنی ضرورت سے زائد زمین جسے تم خود کاشت نہیں کرسکتے، وہ بھی اسے معاوضہ لئے بغیر دینے کے لئے تیار نہ ہو؟ کیا تم نہیں جانتے کہ مسلمان بھائی کی ضرورت پورا کرنے پر حق تعالیٰ شانہ کی جانب سے

کتنا اجر و ثواب ملتا ہے؟ یہ چند ٹکے جو تم زمین کے عوض قبول کرتے ہو، کیا اس اجر و ثواب کا مقابلہ کر سکتے ہیں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات مہاجرینؓ کی مدینہ طیبہ تشریف آوری کے بعد حضرات انصار نے "اسلامی مہمانوں" کی معاشی کفالت کا بارِ گراں جس خندہ پیشانی سے اٹھایا، ایثار و مروت، ہمدردی و غم خواری اور اخوت و مواسات کا جو اعلیٰ نمونہ پیش کیا (نھی عن کراء الارض) کی احادیث بھی اسی سنہری معاشی کفالت کا ایک باب ہے۔

امام بخاریؒ نے ان احادیث پر یہ باب قائم کر کے اسی طرف اشارہ کیا ہے۔

باب ما كان أصحاب النبی ﷺ یواسی بعضهم بعضًا فی الزراعة والثمرة (صحیح بخاری ...... صفحہ ۳۱۵، جلد ۱)

ذرا تصور کیجئے ایک چھوٹا سا قصبہ (المدینہ) اس میں انصار کی کل آبادی ہی کتنی تھی؟ ان کا ذریعہ معاش کیا تھا؟ لے دے کر یہی زمینیں! جو اسلام سے پہلے خود ان کی اپنی ضروریات کے لئے بھی بصد مشکل کفالت کرتی ہوں گی، ان کی جانثاری و بلند ہمتی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر یہ عہد کر لیا تھا کہ ہم اپنی اور اپنے بال بچوں کی نہیں بلکہ اسلام اور مسلمانوں کی کفالت کریں گے۔ انہوں نے یہ عہد جس طرح نبھایا وہ سب کو معلوم ہے (رضی اللہ عنہم وارضاہم، وجزاہم عن الاسلام والمسلمین خیر الجزاء) اطراف و اکناف سے کھینچ کھینچ کر قافلوں کے قافلے یہاں جمع ہو رہے تھے اور حضرات انصار (اہلاً و سہلاً و مرحبا) کہہ کر ان کا استقبال فرما رہے تھے۔ کون اندازہ کر سکتا ہے کہ یہ چھوٹی سی بستی اور اس کے یہ چند گنے چنے "انصار اسلام" کتنے معاشی بوجھ کے نیچے دب گئے ہوں گے۔ لیکن صد آفرین ان وفا کیش فدائیوں کو! کہ ایک لحہ کے لئے انہوں نے اس بوجھ سے اکتاہٹ کا احساس تک نہیں کیا۔ بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے مہمانوں کی خاطر اپنا سب کچھ پیش کر دیا۔ گویا ان کا اپنا کچھ نہیں تھا، جو کچھ تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تھا۔ اور ان کی حیثیت محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کارندوں کی تھی۔ سوچنا چاہئے کہ ان حالات میں "انصار اسلام" کو اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ فرماتے ہیں: "جس کے پاس زمین ہو وہ اپنے بھائی کو ہبہ کر دے یا اسے عاریۃً دے دے۔" کیا اس کے یہ معنی ہوں گے کہ اسلام میں مزارعت کا باب ہی سرے سے مفقود ہے؟ ان احادیث کو مدینہ طیبہ کے معاشی دباؤ اور حضرات

انصارؓ کی "کفالت اسلامیہ" کے پس منظر میں پڑھا جائے تو صاف نظر آئے گا کہ ان کا منشایہ نہیں کہ اسلام میں مزارعت ناجائز ہے (اگر ایسا ہوتا تو خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم اور اکابر صحابہؓ یہ معاملہ کیوں کرتے؟) بلکہ ان کا منشایہ ہے کہ بقول سعدیؒ ؎

ہرچہ درویشاں را است وقف محتاجاں است

آپ اپنی ضرورت پوری کیجئے اور زائد از ضرورت کو ضرورت مندوں کے لئے حسبۃً للہ وقف کر دیجئے۔ یہ تھے احادیث نہی کے تین محمل، جس کی وضاحت حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمائی اور جن کا خلاصہ حضرت شاہ ولی اللہؒ کے الفاظ میں یہ ہے۔ :

وكان وجوه التابعين يتعاملون بالمزارعة، ويدل على الجواز حديث معاملة أهل خيبر وأحاديث النهى عنها محمولة على الإجارة بما على المأذيانات أو قطعة معينة، وهو قول رافع رضى الله عنه، أو على التنزيه والإرشاد، وهو قول ابن عباس رضى الله عنهما، أو على مصلحة خاصة بذلك الوقت من جهة كثرة مناقشتهم فى هذه المعاملة حينئذٍ، وهو قول زيد رضى الله عنه، والله أعلم. (حجة الله البالغة صـ ١١٧ ج٢)

" (صحابہ کے بعد) اکابر تابعین مزارعت کا معاملہ کرتے تھے، مزارعت کے جواز کی دلیل اہل خیبر سے معاملہ کی حدیث ہے اور مزارعت سے ممانعت کی احادیث یا تو ایسی مزارعت پر محمول ہیں جس میں نہروں کے کناروں (ماذیانات) کی پیداوار یا کسی معین قطعہ کی پیداوار طے کرلی جائے، جیسا کہ حضرت رافع رضی اللہ عنہ نے فرمایا یا تنزیہ وارشاد پر، جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا اس پر محمول ہیں کہ مزارعت کی وجہ سے بکثرت مناقشات پیدا ہوگئے تھے۔ اس مصلحت کی بنا پر اس سے روک دیا گیا، جیسا کہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا۔ واللہ اعلم۔

قریب قریب یہی تحقیق حافظ ابن جوزیؒ نے "التحقیق" میں اور امام خطابیؒ نے "معالم السنن" میں کی ہے مگر اس مقام پر حافظ تورپشتی شارح مصابیح (رحمہ اللہ) کا کلام بہت نفیس

و متین ہے۔ وہ فرماتے ہیں:

"مزارعت کی احادیث، جو مؤلف (صاحب مصابیح) نے ذکر کی ہیں اور جو دوسری کتب حدیث میں موجود ہیں، بظاہر ان میں تعارض و اختلاف ہے ان کی جمع و تطبیق میں مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت رافع بن خدیج نے نہی مزارعت کے باب میں کئی حدیثیں سنی تھیں جن کے محمل الگ الگ تھے۔ انہوں نے ان سب کو ملا کر روایت کیا، یہی وجہ ہے کہ کبھی وہ فرماتے ہیں: "میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے۔" کبھی کہتے ہیں: "میرے چچاؤں نے مجھ سے بیان کیا۔" کبھی کہتے ہیں: "میرے دو چچاؤں نے مجھے خبر دی۔" بعض احادیث میں ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ وہ لوگ غلط شرائط لگا لیتے تھے اور نامعلوم اجرت پر معاملہ کرتے تھے، چنانچہ اس کی ممانعت کر دی گئی۔ بعض کی وجہ یہ ہے کہ زمین کی اجرت میں ان کا جھگڑا ہو جاتا تا آنکہ نوبت لڑائی تک پہنچ جاتی۔ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "لوگو! اگر تمہاری یہ حالت ہے تو مزارعت کا معاملہ ہی نہ کرو۔" یہ بات حضرت زید بن ثابت نے بیان فرمائی ہے۔ بعض احادیث میں ممانعت کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بات کو پسند نہیں فرمایا کہ مسلمان اپنے بھائی سے زمین کی اجرت لے، کبھی ایسا ہو گا کہ آسمان سے برسات نہیں ہوگی، کبھی زمین کی روئیدگی میں خلل ہو گا، اندریں صورت اس بے چارے کا مال ناحق جاتا رہے گا، اس سے مسلمانوں میں باہمی نفرت و بغض کی فضا پیدا ہوگی۔ یہ مضمون حضرت ابن عباسؓ کی حدیث سے سمجھا جاتا ہے کہ: "جس کی زمین ہو وہ خود کاشت کرے یا کسی بھائی کو کاشت کے لئے دے دے۔" تاہم یہ بطور قانون نہیں بلکہ مروت و مواسات کے طور پر ہے۔ بعض احادیث میں ممانعت کا سبب یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کاشتکاری پر فریفتہ ہونے، اس کی حرص کرنے اور ہمہ تن اسی کے ہو رہنے کو ان کے لئے پسند نہیں فرمایا، کیونکہ اس صورت میں وہ جہاد فی سبیل اللہ سے بیٹھ رہتے، جس کے نتیجہ میں ان سے غنیمت وفیٔ کا حصہ فوت

ہوجاتا۔ (آخرت کا خسارہ مزید براں ربا) اس کی دلیل ابو امامہ کی حدیث ہے۔"

(اشارة الى ما رواه البخاری من حدیث ابی امامةؓ (لا یدخل هذا بیتا الا دخله الذل)

اس تمام بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام میں مزارعت نہ مطلقاً جائز ہے نہ مطلقاً ممنوع۔ بلکہ اس بات کی تمام احادیث کا مجموعی مفاد "کج دار و مریز" کی تلقین ہے۔ حضرات فقہاء امت نے اس باب کی نزاکتوں کو پوری طرح سمجھا، چنانچہ تمام فقہی مسالک میں "کج دار و مریز" کی دقیق رعایت نظر آئے گی۔ اور یہ بحث و تحقیق کا ایک الگ موضوع ہے۔

(واللّٰہ ولی البدایة والنهایة)

مکان کرایہ پر دینا جائز ہے

س...... کرایہ جو جائیداد وغیرہ سے ملتا ہے کیا سود ہے؟ ہمارے ایک بزرگ جو دین کی کافی سمجھ رکھتے ہیں، فرماتے ہیں کہ سود مقرر ہوتا ہے اور اس میں فائدہ کی شکل ہوتی ہے نقصان کا پہلو نہیں ہوتا اور یہی صورت کرائے کی آمدنی کی ہے معلوم ہوا ہے اگرچہ میں نے خود نہیں پڑھا ہے کہ محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے بھی جائیداد کے کرایہ کو سود قرار دیا ہے۔

ج...... اگر جائیداد سے مراد زمین، مکان، دکان وغیرہ ہے تو ان چیزوں کو کرایہ پر دینے کی حدیث میں اجازت آئی ہے، اس لئے اس کو سود سمجھنا اور کہنا غلط ہے۔

زمین اور مکان کے کرایہ کے جواز پر علمی بحث

س...... روزنامہ جنگ میں ایک مضمون میں بتایا گیا ہے کہ زمین بٹائی پر دینا اور مکان کا کرایہ لینا سود ہے۔ یہ کہاں تک درست ہے؟

ج...... روزنامہ جنگ ۱۳ نومبر ۱۹۸۱ء کی اشاعت میں جناب رفیع اللہ شہاب صاحب کا ایک مضمون "سود کی مصطفوی تشریح" کے عنوان سے شائع ہوا ہے۔ فاضل مضمون نگار نے احادیث کے حوالے سے یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ "اسلام زمین کو بٹائی پر دینے اور مکان کرائے پر چڑھانے کو سود قرار دیتا ہے۔" چونکہ اس سلسلہ میں بہت سے سوالات آرہے ہیں، اس لئے بعض اکابر نے حکم دیا کہ ان مسائل کی وضاحت

کر دی جائے تو مناسب ہو گا کہ قارئین کے لئے موصوف کی تحریر پوری نقل کر دی جائے تاکہ موصوف کے مدعا اور ان مسائل کی وضاحت کے سمجھنے میں کوئی الجھن نہ رہے۔

موصوف لکھتے ہیں:

"ملک عزیز میں نظام مصطفیٰ کی طرف پیش قدمی جاری ہے لیکن اس مقصد کے لئے جس قدر ہوم ورک کی ضرورت ہے ہمارے اہل علم اس کی طرف پوری توجہ نہیں دے رہے بلکہ اہم ترین معاملات تک میں محض سنی سنائی باتوں پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی مثال سود ہے جو اسلام میں سب سے سنگین جرم ہے۔ اس جرم کی سنگینی کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن حکیم نے کسی انسانی جان کے قتل کرنے کو ساری انسانیت کا قتل قرار دیا ہے۔ لیکن سود کو اس سے بھی زیادہ سنگین جرم قرار دیتے ہوئے اسے اللہ اور رسول سے لڑائی قرار دیا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ ہم اسلام کے سب سے سنگین جرم کے بارے میں ابھی تک غفلت سے کام لے رہے ہیں۔"

عام طور پر ہمارے ہاں بنک سے ملنے والے منافع کو سود سمجھا جاتا ہے اور اس کے علاوہ جتنے معاملات بھی اس سنگین جرم کی تعریف میں آتے ہیں ان سے پہلو تہی کی جاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سرمایہ دارانہ نظام (جو نظام مصطفیٰ کی ضد ہے) نے اسلامی ممالک میں اپنے پنجے گاڑ رکھے ہیں۔ جب سود کے احکامات نازل ہوئے تھے اس وقت بنک نام کی کوئی چیز نہ تھی۔ احادیث کی کتابوں میں مذکور ہے کہ ان احکامات کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاروباری مقامات پر تشریف لے گئے اور مختلف قسم کے کاروبار کی تفصیلات دریافت کیں اور ایسے تمام معاملات کہ جن میں بغیر کسی محنت کے منافع حاصل ہوتا مثلاً آڑھت کا کاروبار اسے آپ نے سود قرار دے دیا۔"

(نیل الاوطار...... صفحہ ۱۷۴، جلد ۵)

"تفسیر مواہب الرحمٰن کے صفحہ ۱۲۱ پر درج ہے کہ:

"اسی سلسلے میں آپؐ کھیتوں میں بھی گئے تو وہاں حضرت رافع بن

خدیج، (جو ایک کھیت کا کاشت کر رہے تھے،) سے ان کی ملاقات ہوئی۔ آپ ؐ نے کھیتی باڑی کی تفصیلات پوچھیں تو انہوں نے بتایا کہ زمین فلاں شخص کی ہے اور وہ اس میں کام کر رہے ہیں۔ جب فصل ہوگی تو دونوں فریق برابر بانٹ لیں گے۔ آپ ؐ نے فرمایا تم سودی کاروبار کر رہے ہو۔ اس لئے اسے ترک کر کے اتنی محنت کا معاوضہ لے لو۔" (سنن ابو داؤد...... کتاب البیوع باب المخابرہ، جلد ۲)

"ایک دوسرے صحابی جابر بن عبداللہ ؓ سے جب کھیتی باڑی کی یہی تفصیلات سنیں تو آپ نے فرمایا کہ جو زمین کے بٹائی کے معاملے کو ترک نہ کرے گا وہ اللہ اور رسول کے ساتھ لڑائی کے لئے تیار ہو جائے۔" (ایضاً)

"خیال رہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کی بٹائی کے حوالے سے جو سود کی تشریح فرمائی آج کے جدید دور کے بڑے بڑے ماہرین معاشیات بھی اس کی یہی تعریف فرماتے ہیں۔ لارڈ کینز جو دور جدید کا ایک عظیم ماہر معاشیات ہے اپنی مشہور کتاب جنرل تھیوری کے صفحہ ۲۴۲ اور ۲۴۳ میں سود کی تعریف کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "زمانہ قدیم میں سود زمین کے کرائے کی شکل میں ہوتا تھا جسے آج کل بٹائی کا نظام کہتے ہیں۔"

بہت سے صحابہ کرام ؓ کے پاس اپنی خود کاشت سے زائد زمین تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کی بٹائی کے معاملے کو سود قرار دے دیا تو انہوں نے اسے بیچنے کا پروگرام بنایا۔ لیکن جب اس سلسلے میں انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپ ؐ نے اس زائد زمین کو بیچنے کی اجازت نہ دی۔ بلکہ فرمایا کہ اپنے ضرورت مند بھائیوں کو مفت دے دو۔ اپنی زمین کسی کو مفت دے دینا آسان نہ تھا۔ اس لئے اکثر صحابہ ؓ نے بار بار اس سلسلے میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے دریافت کی اور آپ ؐ نے ہر بار یہی جواب دیا۔ بخاری شریف اور مسلم میں اس مضمون کی کئی احادیث ہیں۔

"بعض اصحاب رسول ؐ کے پاس فاضل اراضی تھیں۔ آپ نے فرمایا

کہ جس کے پاس زمین ہو وہ یا تو خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو بخش دے۔ اور اگر انکار کرے تو اپنی زمین کو روک رکھے۔ "
(نیل الاوطار...... صفحہ ۲۹۰، جلد ۵)

مختصر یہ کہ سود کی اس تشریح کے ذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کی خرید و فروخت سے منع فرمایا۔ خیال رہے کہ اس زمانے میں زمین ہی سرمایہ داری کا بڑا ذریعہ تھا۔

سرمایہ داری کا دوسرا ذریعہ مکانات تھے۔ یہ مکانات زیادہ تر مکہ شریف میں واقع تھے۔ کیونکہ وہ ایک بین الاقوامی شہر تھا جہاں لوگ حج اور تجارت کے مقاصد کے لئے آتے جاتے تھے۔ آپ نے مکہ شریف کے مکانوں کا کرایہ بھی سود قرار دے کر مسلمانوں کو اس کے لینے سے منع کر دیا۔ اور فرمایا کہ:

"جس نے مکہ شریف کی دکانوں کا کرایہ کھایا اس نے گویا سود کھایا۔ " (ہدایہ...... صفحہ ۴۵۷، جلد ۴۔ مطبوعہ دہلی)

"یہ دونوں معاملات ایسے ہیں کہ ان میں لگائے ہوئے سرمایہ کی قیمت دن بدن بڑھتی رہتی ہے۔ جبکہ بنک میں جمع شدہ رقم کی قیمت دن بدن گھٹتی جاتی ہے۔ اس لئے مذکورہ بالا دونوں معاملات کا سود، بنک کے سود سے کئی درجہ زیادہ خطرناک ہے۔ امید ہے کہ علماء اسلام عامۃ الناس کو سود کی یہ مصطفوی تشریح سمجھا کر انہیں شریعت اسلامی کی رو سے سب سے بڑے سنگین جرم سے بچانے کی کوشش کریں گے۔ "

ج...... فاضل مضمون نگار نے اپنے پورے مضمون میں ایک تو افسانہ طرازی اور تاریخ سازی سے کام لیا ہے۔ اور پھر تمام مسائل پر ایک خاص ذہن کو سامنے رکھ کر غور کیا ہے۔ ان کے ایک ایک نکتہ کا تجزیہ ملاحظہ فرمائیے۔

مزارعت

جناب رفیع اللہ شہاب کے مضمون کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ جو شخص اپنی زمین خود کاشت کرے اس کے لئے تو زمین کی پیداوار حلال ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص اپنی زمین کی خود کاشت نہ کر سکے بلکہ اسے بٹائی پر دے دے یا ٹھیکے اور مستاجری پر دے دے تو یہ

سود ہے۔ کیونکہ بقول ان کے "ایسے تمام معاملات سود ہیں جن میں بغیر کسی محنت کے منافع حاصل ہوتا ہے۔" اور وہ اس نظریہ کو اسلام کی طرف منسوب کرتے ہیں حالانکہ یہ نظریہ موجودہ دور کے سوشلزم کا تو ہو سکتا ہے، مگر اسلام سے اس نظریہ کا کوئی تعلق نہیں۔

موصوف نے مزارعت کی ممانعت کے سلسلہ میں ابو داؤد کے حوالے سے حضرت رافع بن خدیج اور حضرت جابر رضی اللہ عنہم کی دو روایتیں نقل کی ہیں جن میں مخابرۃ کو "سود" قرار دیا گیا ہے۔ کاش وہ اسی کے ساتھ ان دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو ان احادیث کے راوی ہیں، اس کی وجہ بھی نقل کر دیتے تو مسئلہ صحیح طور پر منقح ہو کر سامنے آجاتا۔ آیئے ان دونوں بزرگوں ہی سے دریافت کریں کہ اس ممانعت کا منشا کیا تھا۔

عن رافع بن خديج حدّثني عمّاي أنهم كانوا يكرْونَ الأرض على عهد رسول الله ﷺ بما ينبُت على الأربعاء أو بشيء يستثنيه صاحب الأرض فنهانا النبي ﷺ عن ذلك فقلت لرافع: فكيف هي بالدينار والدراهم، فقال رافع: ليس بها بأسٌ بالدينار والدراهم، وكأنّ الذي نُهي عن ذلك ما لو نظر فيه ذوُو الفهم بالحلال والحرام لم يجيزوه لما فيه من المخاطرة.

(صحیح بخاری ...... صفحہ ۳۱۵، جلد ۱)

الف: "رافع بن خدیجؓ کہتے ہیں، میرے چچا بیان کرتے تھے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگ زمین مزارعت پر دیتے تو یہ شرط کر لیتے کہ نہر کے متصل کی پیداوار ہماری ہوگی یا کوئی اور استثنائی شرط کر لیتے۔ (مثلاً اتنا غلہ پہلے ہم وصول کریں گے پھر بٹائی ہوگی) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا۔ (راوی کہتے ہیں) میں نے حضرت رافعؓ سے کہا، اگر زر نقد کے عوض زمین دی جائے تو اس کا کیا حکم ہوگا؟ رافعؓ نے کہا اس کا مضائقہ نہیں۔ لیثؒ کہتے ہیں مزارعت کی جس شکل کی ممانعت فرمائی گئی تھی اگر حلال و

حرام کی فہم رکھنے والے لوگ غور کریں تو کبھی اسے جائز نہیں کہہ سکتے۔ کیونکہ اس میں معاوضہ ملنے نہ ملنے کا اندیشہ (مخاطرہ) تھا۔ "

نیز رافع بن خدیجؓ کی اس مضمون کی روایات کے لئے دیکھئے:
صحیح مسلم صفحہ ۱۳، جلد ۲۔ ابو داؤد صفحہ ۴۸۱۔ ابن ماجہ صفحہ ۱۷۹۔
نسائی صفحہ ۱۵۳، جلد ۲۔ شرح معانی الاثار، صفحہ ۲۱۴ جلد ۲ وغیرہ۔

حدثني حنظلة بن قيس الأنصاري قال: سألت رافع بن خديج عن كراء الأرض بالذهب والورق، فقال: لا بأس به إنما كان الناس يؤاجرون على عهد رسول الله ﷺ على الماذيانات وإقبال الجداول وأشياء من الزرع فيهلك هذا ويسلم هذا ويسلم هذا ويهلك هذا فلم يكن للناس كراء إلا هذا فلذلك زجر عنه، وأما شيء معلوم مضمون فلا بأس به.

(صحیح مسلم ...... صفحہ ۱۳، جلد ۲)

ب: "حنظلہ بن قیسؒ کہتے ہیں کہ میں نے رافع بن خدیجؓ سے دریافت کیا کہ سونے چاندی (زرنقد) کے عوض زمین ٹھیکے پر دی جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں! دراصل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگ جو مزارعت کرتے تھے (اور جس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا تھا) اس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ زمیندار زمین کے ان قطعات کو جو نہر کے کناروں اور نالیوں کے سروں پر ہوتے تھے، اپنے لئے مخصوص کر لیتے تھے اور پیداوار کا کچھ حصہ بھی طے کر لیتے، بسا اوقات اس قطعہ کی پیداوار ضائع ہو جاتی اور اس کی محفوظ رہتی، کبھی برعکس ہو جاتا۔ اس زمانہ میں لوگوں کی مزارعت کا بس یہی ایک دستور تھا، اس بنا پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے سختی سے منع کیا۔ لیکن اگر کسی

معلوم اور قابل ضمانت چیز کے بدلے میں زمین دی جائے تو اس کا مضائقہ نہیں۔"

ج : "حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں زمین لیا کرتے تھے نصف پیداوار پر، تہائی پیداوار پر اور نہر کے کناروں کی پیداوار پر۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا تھا۔" (مسلم... صفحہ ۱۲، جلد ۲)

حضرت رافع اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما کے ارشادات ہی سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مزارعت کی مطلقاً ممانعت نہیں فرمائی تھی۔ بلکہ مزارعت کی ان غلط صورتوں کو ربو فرمایا تھا جن میں ناجائز شرطیں لگا دی جائیں۔ مثلاً یہ کہ زمین کے فلاں زرخیز قطعہ کی پیداوار مالک کو ملے گی اور باقی پیداوار تہائی یا چوتھائی کی نسبت سے تقسیم ہوگی۔ اس قسم کی مزارعت (جس میں غلط شرطیں رکھی گئی ہوں) باجماع امت ناجائز ہے۔

مزارعت سے ممانعت کی یہ توجیہ جو حضرت رافعؓ اور حضرت جابرؓ نے خود فرمائی ہے وہ دیگر اکابر صحابہؓ کرام سے بھی منقول ہے۔ مثلاً:

عن سعدٍ قال: كنّا نكرى الأرض بما على السواقى من الزرع، وما سعد بالماء منها فنهانا رسول الله ﷺ عن ذلك، وأمرنا أن نكريها بذهب أو فضة.

(ابو داؤد ...... صفحہ ۴۸۱۔ شرح معانی الآثار و طحاوی ...... صفحہ ۲۱۵)

"سعد بن ابی وقاصؓ فرماتے ہیں کہ لوگ اپنی زمین مزارعت پر دیا کرتے تھے، شرط یہ ہوتی تھی کہ جو پیداوار (الساقیہ) پر ہوگی اور جو کنویں کے گرد و پیش پانی سے سیراب ہوگی وہ ہم لیا کریں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے نہی فرمائی اور فرمایا: "سونے چاندی پر دیا کرو۔"

اس قسم کی کی مزارعت کو جیسا کہ امام لیث سعدؒ نے فرمایا، حلال و حرام کی فہم رکھنے والا کوئی شخص حلال نہیں کہہ سکتا۔

جس شخص نے اسلام کے معاملاتی نظام کا صحیح نظر سے مطالعہ کیا ہو اسے معلوم ہو گا کہ شریعت نے بعض معاملات کو ان کے ذاتی خبث کی وجہ سے ممنوع قرار دیا ہے۔ بعض کو غیر منصفانہ قیود و شرائط کی وجہ سے اور بعض کو اس وجہ سے کہ ان میں اکثر منازعات و مناقشات کی نوبت آ سکتی ہے۔ مزارعت کی یہ صورتیں جن غلط قیود و شرائط پر ہوتی تھیں ان میں لڑائی جھگڑے کی صورتیں کھڑی ہو جاتی تھیں۔ اس لئے ان کی ممانعت قرین مصلحت ہوئی۔ چنانچہ جب حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو علم ہوا کہ حضرت رافع بن خدیجؓ مزارعت سے منع کرتے ہیں تو انہوں نے فرمایا:

قال زيد بن ثابت: يغفر الله لرافع بن خديج أنا والله أعلم بالحديث منه إنما رجُلان قال مسدد من الأنصار: ثم اتفقا قد اقتتلا، فقال رسول الله ﷺ: «إن كان هذا شأنكم فلا تكروا المزارع». (ابو داؤد ...... صفحہ ۴۸۱، جلد ۲۔ ابن ماجہ ...... صفحہ ۱۷۷)

"اللہ تعالیٰ رافع کی مغفرت فرمائے۔ بخدا! میں اس حدیث کو ان سے بہتر سمجھتا ہوں۔ قصہ یہ ہوا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انصار کے دو شخص آئے جن کے درمیان مزارعت کا جھگڑا تھا اور نوبت مرنے مارنے تک پہنچ گئی تھی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جب تمہاری یہ حالت ہے تو تم مزارعت کا معاملہ نہ کیا کرو۔"

عن سعد بن أبي وقاص قال: كان أصحاب المزارع يكرون في زمان رسول الله ﷺ مزارعهم بما يكون على الساق من الزرع فجاءوا رسول الله ﷺ فاختصموا في بعض ذلك فنهاهم رسول الله ﷺ أن يكروا بذلك وقال: اكروا بالذهب والفضة. (نسائی ...... صفحہ ۱۵۳، جلد ۲)

"سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ زمیندار اپنی زمین اس پیداوار کے عوض دے دیا کرتے تھے، جو نہروں اور گولوں

پر ہوتی تھیں۔ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے اور
مزارعت کے سلسلہ میں جھگڑا کیا۔ آپ نے فرمایا کہ ایسی مزارعت نہ
کیا کرو بلکہ سونے چاندی کے عوض دیا کرو۔"

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ مطلق مزارعت کے معاملہ سے ممانعت نہیں فرمائی گئی تھی بلکہ یہ ممانعت خاص ان صورتوں سے متعلق تھی جن میں غلط شرائط کی وجہ سے نزاع و اختلاف کی نوبت آتی ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ زمین کو زرنقد پر ٹھیکہ پر دینے کی خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی تھی۔ اس لئے فاضل مضمون نگار کا یہ نظریہ سرے سے باطل ہو جاتا ہے کہ "ایسے تمام معاملات، جن میں بغیر کسی محنت کے منافع حاصل ہوتا ہے اسے آپؐ نے "سود" قرار دیا۔" اگر مزارعت کی ممانعت کا سبب یہ ہوتا کہ اس میں بغیر محنت کے منافع حاصل ہوتا ہے تو یہ علت تو زمین کو ٹھیکے اور مستاجری پر دینے میں بھی پائی جاتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کی اجازت کیونکر دے سکتے تھے۔

الغرض، فاضل مضمون نگار جس نظریہ کو اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر رہے ہیں اور جس پر جدید دور کے لادین ماہرین معاشیات کو بطور سند پیش فرما رہے ہیں اسلام سے اس کا دور کا بھی کوئی واسطہ نہیں۔ اور نہ ان احادیث کا یہ مفہوم ہے جو موصوف نے اپنے نظریہ کی تائید میں نقل کی ہیں۔ یہ بڑی سنگین بات ہے کہ ایک الٹا سیدھا مفروضہ قائم کر کے اسے جھٹ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کر دیا جائے اور لوگوں کو باور کرایا جائے کہ یہی اسلام کا نظریہ ہے۔ جسے نہ صحابہ کرامؓ نے سمجھا، نہ تابعینؒ نے اور نہ بعد کے اکابرین امت نے۔

یہاں یہ عرض کر دینا بھی ضروری ہے کہ مزارعت کا معاملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضوان اللہ علیہم کے دور سے آج تک مسلمانوں کے درمیان رائج چلا آتا ہے۔ امام بخاریؒ نقل کرتے ہیں:

عن أبي جعفرؒ قال: ما بالمدينة أهل بيت هجرة لا يزرعون
على الثلث والربع، وزارع علي وسعد بن مالك وعبد الله بن

مسعود وعمر بن عبد العزيز والقاسم وعروة وآل أبي بكر وآل عمر وآل علي وابن سيرين، وقال عبد الرحمن بن الأسود: كنت أشارك عبد الرحمن بن يزيد في الزرع، وعامل عمر الناس على إن جاء عمر بالبذر من عنده فله الشطر وإن جاءوا بالبذر فلهم كذا. (صحیح بخاری ...... صفحہ ۳۱۳، جلد ۱)

ترجمہ ...... "حضرت ابو جعفرؒ فرماتے ہیں کہ مدینہ طیبہ میں مہاجرین کا کوئی خاندان ایسا نہیں تھا جو بٹائی کا معاملہ نہ کرتا ہو۔ حضرت علیؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، حضرت قاسمؒ، حضرت عروہؒ، حضرت ابو بکرؓ کا خاندان، حضرت عمرؓ کا خاندان، حضرت علیؓ کا خاندان، ابن سیرینؒ ان سب نے مزارعت کا معاملہ کیا۔ عبدالرحمٰن بن اسودؒ کہتے ہیں کہ میں عبدالرحمٰن بن یزیدؒ سے کھیتی میں شراکت کیا کرتا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ لوگوں سے اس طرح معاملہ کرتے تھے کہ اگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیج اپنے پاس سے دیں تو نصف پیداوار ان کی ہوگی۔ اور اگر کاشتکار بیج خود ڈالیں تو ان کا اتنا حصہ ہوگا۔"

انصاف کیا جائے کہ کیا یہ تمام حضرات رفیع اللہ شہاب صاحب کے بقول "سود خور" اور خدا اور رسول سے جنگ کرنے والے تھے؟

زمین کی خرید و فروخت:

فاضل مضمون نگار نے زمین کی خرید و فروخت کو بھی "سودی کاروبار" شمار کیا ہے۔ اور اس لئے انہوں نے ایک عجیب و غریب کہانی تصنیف فرمائی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں:

"بہت سے صحابہ کرامؓ کے پاس اپنی خود کاشت سے زائد زمین تھی۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کی بٹائی کے معاملے کو سود قرار دیا تو انہوں نے اس کو بیچنے کا پروگرام بنایا۔ لیکن جب انہوں نے اس سلسلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا تو آپؐ

نے اس زائد زمین کو بیچنے کی اجازت نہ دی بلکہ فرمایا کہ اپنے ضرورت مند بھائیوں کو مفت دے دو۔ اپنی زمین کسی کو مفت دینا آسان نہ تھا۔ اس لئے اکثر صحابہؓ نے بار بار اس سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے دریافت فرمائی اور آپ نے ہر بار یہی جواب دیا۔ بخاری شریف اور مسلم میں اس مضمون کی کئی احادیث ہیں۔"

شہاب صاحب نے اپنی تصنیف کردہ کہانی کے لئے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی کئی احادیث کا حوالہ دیا ہے، حالانکہ یہ ساری کی ساری داستان موصوف کی اپنی طبع زاد ہے۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم کی کسی حدیث میں یہ ذکر نہیں کہ :

الف : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بٹائی کو سود قرار دیا تھا۔

ب : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس حکم کو سن کر صحابہ کرامؓ نے فاضل اراضی کے فروخت کرنے کا پروگرام بنایا تھا۔

ج : انہوں نے اپنا یہ پروگرام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر کے آپؐ سے زمین فروخت کرنے کی اجازت چاہی تھی۔

د : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس پروگرام کو مسترد کر دیا تھا اور زمین فروخت کرنے کی ممانعت فرما دی تھی۔

ہ : باوجود اس کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین فروخت کرنے سے صریح ممانعت فرما دی تھی اور اس کو سود قرار دے دیا تھا۔ لیکن صحابہ کرامؓ بار بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کی اجازت طلب کرتے تھے۔ اور ہر بار ان کو یہی جواب ملتا تھا۔

فاضل مضمون نگار نے ـــــ صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے حوالے سے ـــــ اس کہانی میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کی سیرت و کردار کا جو نقشہ کھینچا ہے کیا عقل سلیم اس کو قبول کرتی ہے؟

سب جانتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے مہاجرین رفقاء کے ساتھ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے ہیں تو مدینہ طیبہ کی اراضی کے مالک انصار تھے۔ ان حضرات کا کردار زمینوں کے معاملہ میں کیا تھا؟ اس سلسلہ میں صحیح بخاری سے دو واقعات نقل کرتا ہوں :

عن أبی هریرة قال: قالت الأنصار للنبی ﷺ: اقسم بیننا وبین إخواننا النخیل، قال: لا، فقالوا: فتكفرنا المؤنة ونشرككم فی الثمرة، قالوا: سمعنا وأطعنا.

(صحیح بخاری...... صفحہ ۳۱۲، جلد ۱)

اول: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حضرات انصارؓ نے یہ درخواست کی کہ ہمارے یہ باغات ہمارے اور ہمارے مہاجر بھائیوں کے درمیان تقسیم کر دیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں، بلکہ تم کام کیا کرو اور ہمیں پیداوار میں شریک کر لیا کرو۔ سب نے کہا سمعنا و اطعنا۔

عن یحیی بن سعید قال: سمعت أنسًا قال: أراد النبی ﷺ أن یقطع من البحرین فقالت الأنصار حتی تقطع لإخواننا من المهاجرین مثل الذی تقطع لنا إلخ.

(صحیح بخاری...... صفحہ ۳۲۰، جلد ۱)

دوم: یہ کہ جب بحرین کا علاقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زیر نگیں آیا تو آپ نے انصار کو بلا کر انہیں بحرین کے علاقے میں قطعات اراضی (جاگیریں) دینے کی پیشکش فرمائی۔ اس پر حضرات انصار نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! جب تک آپ اتنی ہی جاگیریں ہمارے مہاجر بھائیوں کو عطا نہیں کرتے، ہم یہ قبول نہیں کرتے۔

کیا انہیں حضرات انصار کے بارے میں شہاب صاحب یہ داستان سرائی فرما رہے ہیں کہ سود کی حرمت سن کر انہوں نے اپنی زمین فروخت کرنے کا پروگرام بنایا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح ممانعت کے باوجود وہ اس سود خوری پر مصر تھے؟ کیا ستم ہے کہ جن "انصار اسلام" نے خدا اور رسولؐ کی رضا کے لئے اپنا سب کچھ لٹا دیا تھا، ان پر ایسی گھناؤنی تہمت تراشی کی جاتی ہے۔

خلاصہ: یہ کہ زمین کی خرید و فروخت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قطعاً ممانعت نہیں فرمائی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دور سے آج تک زمینوں کی خرید و فروخت ہوتی رہی ہے اور کبھی کسی نے اس کو "سود" قرار نہیں دیا۔

فاضل مضمون نگار نے نیل الاوطار کے حوالے سے جو روایت نقل کی ہے کہ:

"بعض اصحاب رسولؐ کے پاس فاضل اراضی تھی۔ آپؐ نے فرمایا کہ جس کے پاس زمین ہو وہ یا تو خود کاشت کرے یا اپنے بھائی کو بخش دے۔ اور اگر انکار کرے تو اپنی زمین کو روک رکھے۔"

یہ حدیث صحیح ہے مگر اس سے نہ مزارعت کی ممانعت ثابت ہوتی ہے اور نہ زمینوں کی خرید و فروخت کا ناجائز ہونا ثابت ہوتا ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری و مسلم میں جہاں یہ حدیث ذکر کی گئی ہے وہاں اس کی شرح بھی بایں الفاظ موجود ہے۔

قال عمرو: قلت لطاوس: لو تركت المخابرة فإنهم يزعمون أن النبي ﷺ نهى عنه، قال: أي عمرو، فإني أعطيهم وأعينهم وإن أعلمهم أخبرني يعني ابن عباس أن النبي لم ينهَ عنه، ولكن قال: أن يمنح أحدكم أخاه خيرٌ له من أن يأخذ عليه خرجاً معلوماً.

(صحیح بخاری...... صفحہ ۳۱۳۔ صحیح مسلم...... صفحہ ۱۴، جلد ۲)

"عمرو بن دینارؒ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت طاؤس سے کہا کہ آپ بٹائی کے معاملے کو چھوڑ کیوں نہیں دیتے؟ لوگ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے۔ انہوں نے فرمایا، اے عمرو! میں غریب کسانوں کو زمین دے کر ان کی اعانت کرتا ہوں۔ اور لوگوں میں جو سب سے بڑے عالم ہیں، یعنی حضرت عبداللہ بن عباسؓ انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ممانعت نہیں فرمائی۔ بلکہ آپؐ نے یہ فرمایا تھا کہ تم میں کا ایک شخص اپنے بھائی کو اپنی زمین بغیر معاوضے کے کاشت کے لئے دے دے یہ اس کے لئے بہتر ہے بجائے اس کے کہ اس پر کچھ مقررہ معاوضہ وصول کرے۔"

مطلب یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ایثار و مواسات کی تعلیم کے لئے تھا۔ چنانچہ امام بخاریؒ نے ان احادیث کو حسب ذیل عنوان کے تحت درج فرمایا ہے:

باب ما كان اصحاب النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم یواسی بعضهم بعضاً فی الزراعة

ترجمہ...... ''اس کا بیان کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرامؓ زراعت کے بارے میں ایک دوسرے کی کیسے غم خواری کرتے تھے۔''

اس حدیث کی نظیر ایک دوسری حدیث ہے جو صحیح مسلم میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

بينما نحن فى سفر مع النبى ﷺ إذ جاءه رجل على راحلة له قال: فجعل يصرف بصره يمينًا وشمالا، فقال رسول الله ﷺ من كان معه فضل ظهر فليعد به على من لا ظهر له ومن كان له فضل من زاد فليعد به على من لا زاد له، قال: فذكر من أصناف المال ما ذكر حتى رأينا أنه لا حق لأحد منا فى فضلٍ. (صحیح مسلم...... صفحہ ۸۱، جلد ۱)

ترجمہ...... ''ہم لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک سفر میں تھے کہ ایک آدمی ایک اونٹنی پر سوار ہو کر آیا اور دائیں بائیں نظر گھمانے لگا۔ (وہ ضرورت مند ہوگا) پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس زائد سواری ہو وہ ایسے شخص کو دے ڈالے جس کے پاس سواری نہیں۔ اور جس کے پاس زائد توشہ ہو وہ ایسے شخص کو دے دے جس کے پاس توشہ نہیں۔ آپؐ نے اسی انداز میں مختلف چیزوں کا تذکرہ فرمایا، یہاں تک کہ ہم کو یہ خیال ہوا کہ زائد چیز میں ہم میں سے کسی کا حق نہیں ہے۔''

بلا شبہ یہ اعلیٰ ترین مکارم اخلاق کی تعلیم ہے۔ اور مسلمانوں کو اسی اخلاقی بلندی پر ہونا چاہئے لیکن کون عقلمند ہوگا جو یہ دعویٰ کرے کہ اسلام میں زائد از حاجت چیز کا رکھنا یا اسے فروخت کرنا ہی ممنوع و حرام ہے۔ ٹھیک اسی طرح اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین کو بٹائی یا کرایہ پر دینے کے بجائے اپنے ضرورت مند بھائیوں کو مفت دینے کی

تعلیم فرمائی تو یہ اخلاق و مروت اور غم خواری و مواسات کا اعلیٰ ترین نمونہ ہے۔ لیکن اس سے یہ نکتہ کشید کرنا کہ اسلام زمین کی بٹائی کو یا اس کی خرید و فروخت کو سود قرار دیتا ہے، بہت بڑی جرأت ہے۔

سخن شناس نہ دلبرا! خطا ایں جاست

مکانوں کا کرایہ

فاضل مضمون نگار کے نظریہ کے مطابق مکانوں کا کرایہ بھی "سود" ہے۔ اس لئے انہوں نے یہ افسانہ تراشا ہے کہ:

> "اس زمانے میں (یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں) زمین ہی سرمایہ داری کا بڑا ذریعہ تھا۔ سرمایہ داری کا دوسرا ذریعہ کرایہ کے مکانات تھے۔ یہ مکان زیادہ تر مکہ شریف میں واقع تھے۔ کیونکہ وہ ایک بین الاقوامی شہر تھا۔ جہاں لوگ حج اور تجارت کے مقاصد کے لئے آتے جاتے تھے۔ آپؐ نے مکہ شریف کے مکانوں کا کرایہ بھی سود قرار دے کر مسلمانوں کو اس سے منع کر دیا اور فرمایا کہ جس نے مکہ شریف کی دکانوں کا کرایہ کھایا اس نے گویا سود کھایا۔"

موصوف کا یہ افسانہ بھی حسب عادت خود تراشیدہ ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں سرمایہ داری کا ذریعہ نہ زمین تھی، نہ مکانوں کا کرایہ تھا، چنانچہ مدینہ طیبہ میں زمینوں کے مالک حضرات انصار تھے۔ مگر ان میں سے کسی کا نام نہیں لیا جاسکتا کہ وہ سرمایہ داری میں معروف تھا۔ اس کے برعکس حضرت عثمان غنی اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہما آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بھی خاصے متمول تھے۔ حالانکہ وہ اس وقت نہ کسی زمین کے مالک تھے، نہ ان کی کرائے کی دکانیں تھیں اور اہل مکہ میں بھی کسی ایسے شخص کا نام نہیں لیا جاسکتا جو محض کرائے کے مکانوں کی وجہ سے سرمایہ دار کہلاتا ہو۔ تعجب ہے کہ موصوف ہر جگہ افسانہ تراشی سے کام لیتے ہیں۔

پھر یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ اگر زمین کی ملکیت سرمایہ داری کا ذریعہ تھی اور شہاب صاحب کے بقول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سارے احکام سرمایہ داری ہی

کے مٹانے کے لئے دیئے تھے تو سوال یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم کو جاگیریں کیوں مرحمت فرمائی تھیں؟ اگر ان کے اس فرضی افسانے کو تسلیم کر لیا جائے کہ اس زمانے میں زمین ہی سرمایہ داری کا سب سے بڑا ذریعہ تھی تو کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سرمایہ داری کو فروغ دینے کا الزام عائد نہیں ہو گا؟۔

موصوف کا یہ کہنا کہ کرائے کے مکان سب سے زیادہ مکہ مکرمہ ہی میں تھے اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ مکرمہ کے مکانوں کا کرایہ لینے سے منع فرمادیا۔ یہ بھی محض مہمل بات ہے۔ اگر یہ حکم تمام شہروں کے لئے ہوتا تو صرف مکہ مکرمہ کی تخصیص کیوں کی جاتی؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کرایہ داری سے مطلقاً منع فرما سکتے تھے۔

موصوف نے ہدایہ کے حوالہ سے جو حدیث نقل کی ہے۔ اس کا وجود حدیث کی کسی کتاب میں نہیں اور ہدایہ کوئی حدیث کی کتاب نہیں کہ کسی حدیث کے لئے صرف اس کا حوالہ کافی سمجھا جائے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ ہدایہ میں بہت سی روایات بالمعنیٰ نقل ہوئی ہیں۔ اور بعض ایسی بھی جن کا حدیث کی کتابوں میں کوئی وجود نہیں۔

اور اگر بالفرض کوئی حدیث مکہ مکرمہ کے بارے میں وارد بھی ہو تو کون عقلمند ہو گا جو مکہ مکرمہ کے مخصوص احکام کو دوسری جگہ ثابت کرنے لگے۔ مکہ کی حدود میں درخت کاٹنا اور پھول توڑنا بھی ممنوع ہے اور اس پر جزا لازم آتی ہے۔ وہاں شکار کرنا بھی حرام ہے۔ کیا ان احکام کو دوسری جگہ بھی جاری کیا جائے گا؟ مکہ مکرمہ کی حرمت کے پیش نظر اگر آپؐ نے وہاں کے مکانوں کے کرایہ پر چڑھانے کو بھی ناپسند فرمایا ہو تو کون کہہ سکتا ہے کہ یہی حکم باقی شہروں کا بھی ہے۔

جہاں تک مکہ مکرمہ کے مکانات کرائے پر چڑھانے کا حکم ہے، اس پر اتفاق ہے کہ موسم حج کے علاوہ مکہ مکرمہ کے مکانات کرائے پر دینا جائز ہے۔ البتہ بعض حضرات موسم حج میں اس کو پسند نہیں فرماتے تھے۔ انہی میں ہمارے امام ابو حنیفہؒ بھی شامل ہیں۔ لیکن جمہور ائمہ کے نزدیک موسم حج میں بھی مکانات کرائے پر چڑھانا درست ہے۔ ہمارے ائمہ میں (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) بھی اسی کے قائل ہیں۔ اور فقہ

حنفی میں فتویٰ بھی اسی قول پر ہے۔ مکہ مکرمہ کے علاوہ دوسرے شہروں میں مکان کرایہ پر دینا سب کے نزدیک جائز ہے۔

آڑھت

آڑھت اور دلالی کو سود قرار دینے کے لئے موصوف نے نیل الاوطار جلد۔ ۵ صفحہ ۱۷۴ کے حوالے سے یہ کہانی درج فرمائی ہے۔

"حدیث کی کتابوں میں مذکور ہے کہ ان احکامات کے نزول کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کاروباری مقامات پر تشریف لے گئے۔ اور مختلف قسم کے کاروبار کی تفصیلات دریافت کیں اور ایسے تمام معاملات کو کہ جن میں بغیر کسی محنت کے منافع حاصل ہوتا ہے۔ مثلاً آڑھت کا کاروبار، اسے آپ نے سود قرار دے دیا۔"

نیل الاوطار کے نہ صرف محولہ بالا صفحہ میں، بلکہ اس سے متعلقہ تمام ابواب میں بھی کہیں یہ کہانی درج نہیں کہ سود کے احکامات نازل ہونے کے بعد آپؐ کاروبار کی تفصیلات معلوم کرنے کے لئے بازار تشریف لے گئے ہوں اور ایسے تمام معاملات کو جن میں بغیر محنت کے سرمایہ حاصل ہوتا ہے آپ نے سود قرار دے دیا ہو۔ فاضل مضمون نگار کو غلط مفروضے گھڑنے اور ان کے لئے فرضی کہانیاں تصنیف کرنے کا اچھا ملکہ ہے۔ یہاں بھی انہوں نے ایک عدد کہانی تصنیف فرمائی۔ حالانکہ اگر ذرا بھی تامل سے کام لیتے تو انہیں واضح ہو جاتا کہ یہ کہانی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ کے حالات سے کوئی مطابقت نہیں رکھتی۔ اول تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی کاروبار کی ان صورتوں سے واقف تھے جو اکثر و بیشتر رائج تھیں، علاوہ ازیں تمام کاروباری حضرات بارگاہ نبویؐ کے حاضرباش تھے۔ ان کے شب و روز اور سفر و حضر صحبت نبویؐ میں گزرتے تھے آپؐ ان سے دریافت فرما سکتے تھے کہ ان کے ہاں کون کون سی صورتیں رائج ہیں۔ محض کاروبار کی تفصیلات معلوم کرنے کے لئے آپؐ کو بازار جانے کی زحمت کی ضرورت نہ تھی۔ اتفاقاً کبھی بازار کی طرف گزر ہو جانا دوسری بات ہے۔

اور موصوف کا یہ ارشاد کہ آپؐ نے تمام ایسے معاملات کو جن میں بغیر محنت

کے سرمایہ حاصل ہوتا ہے، سود قرار دے دیا یہ بھی موصوف کا خود تصنیف کردہ نظریہ ہے جسے وہ زبردستی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر رہے ہیں۔

جہاں تک آڑھت کا تعلق ہے جسے موصوف اپنے تصنیف کردہ نظریہ کے مطابق سود فرما رہے ہیں حدیث سے تو معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آڑھت کو تجارت اور آڑھتیوں کو تاجر فرمایا ہے۔ چنانچہ جامع ترمذی میں بہ سند صحیح حضرت قیس بن ابی غرزہ سے مروی ہے کہ:

خرج علينا رسول الله ﷺ ونحن نسمى السماسرة فقال: يا معشر التجار! إن الشيطان والإثم يحضران البيع فشوبوا بيعكم بالصدقة قال الترمذی: حديث قيس بن أبی غرزة حديث حسن صحيح. (ترمذی...... صفحہ ۱۴۵، جلد ۱۔ مطبوعہ مجتبائی دہلی)

ترجمہ...... "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور ہمیں آڑھتی اور دلال کہا جاتا تھا۔ آپؐ نے فرمایا اے تاجروں کی جماعت! خرید و فروخت میں شیطان اور گناہ بھی شامل ہوجاتے ہیں۔ اس لئے اپنی خرید و فروخت میں صدقہ کی آمیزش کیا کرو۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے آڑھت کو بھی تجارت کی مد میں شمار فرمایا ہے۔ کیونکہ آڑھتی یا بائع (بیچنے والا) کا وکیل ہوگا یا مشتری (خریدنے والا) کا، دونوں صورتوں میں اس کا تاجر ہونا واضح ہے۔

البتہ احادیث طیبہ میں آڑھت کی ایک خاص صورت کی ممانعت ضرور فرمائی گئی ہے۔ وہ یہ ہے کہ کوئی دیہاتی فروخت کرنے کے لئے کوئی چیز بازار میں لائے اور وہ اسے آج ہی کے نرخ پر فروخت کرنا چاہتا ہو لیکن کوئی شہری اس سے یوں کہے کہ میاں تم یہ چیز میرے پاس رکھ جاؤ۔ جب یہ چیز مہنگی ہوگی تو میں اس کو فروخت کر دوں گا۔ اس کی ممانعت کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

عن ابن عباس قال: قال رسول الله ﷺ لا تلقوا الركبان ولا يبع حاضر لبادٍ، فقيل لابن عباس: ما قوله: لا يبع حاضر

لبادٍ، قال: لا يكون له سمسارا۔

(نیل الاوطار...... صفحہ ۱۶۴، جلد ۵)

ترجمہ...... "شہر سے باہر نکل کر تجارتی قافلوں کا مال نہ خریدا کرو۔ اور کوئی شہری کسی دیہاتی کے لئے بیع نہ کرے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے عرض کیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا کہ کوئی شہری دیہاتی کے لئے دلال نہ بنے۔"

اس حدیث کے ذیل میں شوکانی لکھتے ہیں:

"حنفیہ کا قول ہے کہ یہ ممانعت اس صورت کے ساتھ خاص ہے جبکہ گرانی کا زمانہ ہو اور وہ چیز ایسی ہے کہ اہل شہر کو اس کی ضرورت ہے۔ شافعیہ اور حنابلہ کہتے ہیں کہ ممنوع صورت یہ ہے کہ کوئی شخص شہر میں سامان لائے وہ اسے آج کے نرخ پر آج بیچنا چاہتا ہے لیکن کوئی شہری اس سے یہ کہے کہ تم اسے میرے پاس رکھ دو میں اسے زیادہ داموں پر تدریجاً فروخت کر دوں گا۔ امام مالکؒ سے منقول ہے کہ دیہاتی کے حکم میں صرف وہی شخص آتا ہے جو دیہاتی کی طرح بازار کے نرخ سے بے خبر ہو۔ لیکن دیہات کے جو لوگ بازار کے بھاؤ سے واقف ہیں وہ اس حکم میں داخل نہیں۔ (یعنی ان کی چیز شہری کے لئے فروخت کرنا درست ہے)۔"

ابن منذر نے جمہور سے نقل کیا ہے کہ یہ نہی تحریم کے لئے اس وقت ہے جبکہ:

۱۔ بائع عالم ہو۔

۲۔ سامان ایسا ہو کہ اس کی ضرورت عام اہل شہر کو ہے۔

۳۔ بدوی نے وہ سامان از خود شہری کو پیش نہ کیا ہو۔ (ایضاً)

اس پوری تفصیل سے معلوم ہو جاتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد گرامی کا منشا کیا ہے اور فقہاء امت نے اس سے کیا سمجھا ہے۔

شہری کو دیہاتی کا سامان فروخت کرنے کی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ممانعت فرمائی اس کی وجہ بھی وہ نہیں جو ہمارے فاضل مضمون نگار بتا رہے ہیں۔ (یعنی بغیر محنت کے سرمایہ کا حصول) بلکہ اس کی وجہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرما دی ہے:

عن جابر رضی الله عنه: «أن النبی ﷺ قال: لا یبیع حاضر لبادٍ دعوا الناس یرزق الله بعضهم من بعض»، رواه الجماعة إلا البخاری. (نیل الأوطار ج۵ ص۲۶۳)

ترجمہ...... "حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی شہری کسی دیہاتی کا مال فروخت نہ کرے۔ لوگوں کو چھوڑ دو کہ اللہ تعالیٰ بعض کو بعض سے رزق پہنچائے۔"

مطلب یہ کہ دیہاتی لوگ آکر شہر میں مال خود فروخت کریں گے تو اس سے ارزانی پیدا ہوگی۔ لیکن اگر شہری لوگ ان سے مال لے کر رکھ لیں اور مہنگا ہونے پر فروخت کریں تو اس سے مصنوعی قلت اور گرانی پیدا ہوگی۔

فرمائیے! اس ارشاد مقدس میں فاضل مضمون نگار کے نظریہ کا دور دور بھی کہیں کوئی سراغ ملتا ہے؟

بنک کا سود:

عجیب بات ہے کہ ہمارے فاضل مضمون نگار ایک طرف "سود کی مصطفوی تشریح" کے ذریعہ ایسے معاملات ناجائز قرار دے رہے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ و تابعینؒ کے دور سے آج تک بغیر کسی نکیر کے رائج چلے آتے ہیں۔ لیکن دوسری طرف بنک کے سود کو، جس کی حرمت میں کسی ادنیٰ مسلمان کو بھی شک نہیں ہوسکتا، بہت ہی معصوم ثابت کرنے کی کوشش کررہے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ اگر موصوف کا بس چلے تو وہ اس کے حلال ہونے ہی کا فتویٰ دے ڈالیں۔ موصوف بنک کے سود کی جس طرح وکالت فرماتے ہیں، اس کا ایک منظر ملاحظہ فرمائیے:

"عام طور پر ہمارے بنک کی جانب سے ملنے والے منافع کو سود سمجھا جاتا ہے...... جب سود کے احکام نازل ہوئے تھے اس وقت بنک نام کی کوئی چیز نہ تھی۔"

گویا بنک کی طرف سے ملنے والا منافع بہت ہی معصوم ہے۔ لوگ خواہ مخواہ اس کو سود سمجھ رہے ہیں۔ اور مضمون کے آخر میں لکھتے ہیں:

"یہ دونوں معاملات (یعنی زمین اور کرائے کے مکانات) ایسے ہیں
کہ ان میں لگائے ہوئے سرمائے کی قیمت دن بدن بڑھتی رہتی ہے۔
جبکہ بنک میں جمع شدہ رقم کی قیمت دن بدن گھٹتی جاتی ہے۔ اس لئے
مذکورہ بالا دونوں معاملات کا "سود" بنک کے سود سے کئی گنا زیادہ
خطرناک ہے۔"

موصوف کی منطق یہ ہے کہ بنک سے جو "منافع" ملتا ہے وہ تو بہت معمولی ہے اور پھر اس رقم کی قوت خرید بھی کم ہوتی رہتی ہے۔ لیکن زمین اور مکانوں سے جو کرایہ ملتا ہے جو بنک کے سود کے مقابلہ میں کافی زیادہ ہوتا ہے۔ اور پھر زمین اور مکانوں کی قیمت دن بدن گھٹتی نہیں بڑھتی ہے۔ اس لئے بنک کا "منافع" حرام ہے تو زمین اور مکانوں کا کرایہ اس سے بڑھ کر حرام ہونا چاہئے۔ یہ "سود" کو حلال ثابت کرنے کی ٹھیک وہی دلیل ہے جو قرآن کریم نے کفار کی زبانی نقل کی ہے۔ (انما البیع مثل الربوا) کہ اگر سودی کاروبار میں نفع ہوتا ہے تو بیع میں اس سے بڑھ کر نفع ہوتا ہے۔ لہٰذا اگر سودی کاروبار حرام ہے تو بیع بھی حرام ہونی چاہئے۔ اور اگر بیع حلال ہے تو سود کیوں حرام ہے۔ قرآن کریم نے جو جوابِ آپ کے پیشروؤں کو دیا تھا، وہی جواب موصوف کی خدمت میں پیش کرتا ہوں:

أَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ﴾

ترجمہ...... "حالانکہ حلال کیا ہے اللہ نے بیع کو اور حرام کیا ہے سود
کو۔"

اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ یہاں بحث یہ نہیں کہ کس صورت میں نفع زیادہ ہوتا ہے اور کس میں کم؟ بلکہ بحث اس میں ہے کہ کون سی صورت شرعاً جائز اور صحیح ہے۔ اور کون سی باطل اور حرام؟ فاضل مضمون نگار سے درخواست ہے کہ وہ زمین اور مکان کے کرائے کا حرام ہونا شرعی دلائل سے ثابت فرمائیں۔ خود تصنیف کردہ کہانیوں سے نہیں۔ تو ہمیں اس کے حرام ہونے کا فتویٰ دینے میں کوئی تامل نہیں ہوگا لیکن یہ دلیل کہ فلاں کاروبار میں نفع زیادہ ہوتا ہے اور فلاں میں کم! پس اگر کم نفع کا معاملہ حرام ہے تو زیادہ نفع کا معاملہ کیوں حرام نہیں؟ یہ دلیل محض بچگانہ ہے۔ سب کو معلوم ہے کہ

دس ہزار کی رقم کو اگر بنک میں رکھ دیا جائے تو اس پر اتنا سود نہیں ملے گا جس قدر منافع کہ اس رقم کو کسی صحیح تجارت میں لگانے سے ہوگا۔ اگر موصوف کی دلیل کو یہاں بھی جاری کر دیا جائے تو کل وہ یہ فتویٰ بھی صادر فرمائیں گے کہ کسی نفع بخش تجارت میں روپیہ لگانا بھی حرام اور سود ہے۔ کیونکہ اس سے بنک کے سود کی شرح سے زیادہ منافع حاصل ہوجاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ عقل سلیم نصیب فرمائے۔

فاضل مضمون نگار کی خدمت میں چند معروضات

جناب رفیع اللہ شہاب کے مضمون سے متعلقہ مسائل کی وضاحت تو ہوچکی، جی چاہتا ہے کہ آخر میں موصوف کی خدمت میں چند دردمندانہ معروضات اور مخلصانہ گزارشات پیش کردی جائیں۔ امید ہے کہ وہ ان گزارشات کو جذبہ اخلاص پر محمول کرتے ہوئے ان کی طرف توجہ فرمائیں گے۔

اول : کوئی شخص نظریات ماں کے پیٹ سے لے کر پیدا نہیں ہوتا۔ بلکہ شعور و احساس کے بعد جیسی تعلیم و تربیت ہو اور جیسا ماحول آدمی کو میسر آئے اس کا ذہن اسی قسم کے نظریات میں ڈھل جاتا ہے۔ صحیح بخاری شریف کی حدیث میں اسی مضمون کی طرف اشارہ فرمایا گیا ہے:

«کل مولود یولد علی الفطرة فأبواه یهودانه أو ینصرانه أو یمجسانه». (صحیح بخاری...... صفحہ ۱۸۵، جلد ۱)

ترجمہ ...... ”ہر بچہ فطرت پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی بنا دیتے ہیں یا نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔“

آپ محنت اور سرمایہ کے بارے میں جو نظریات پیش فرماتے ہیں، یا اس قسم کے دیگر نظریات جو وقتاً فوقتاً جناب کے قلم سے نکلتے ہیں ظاہر ہے کہ یہ اس تعلیم و تربیت اور ماحول کا اثر ہے جس میں آپ نے شعور کی آنکھ کھولی۔ اور جس کا رنگ اور مزاج آپ کے افکار و نظریات پر اثرانداز ہوا۔ آپ کو ایک بار مخلی بالطبع ہو کر اس پر غور کرنا چاہئے کہ یہ ماحول اور یہ تعلیم و تربیت آیا دینی اقدار کی حامل تھیں یا نہیں؟ یہ ایک معیار

اور کسوٹی ہے جس سے آپ اپنے نظریات کی صحت و سقم کو پرکھ سکتے ہیں۔ دور جدید کے جو حضرات جدید نظریات پیش کرتے ہیں، ان کے نظریات اکثر و بیشتر اجنبی ماحول اور غیر قوموں کی تعلیم و تربیت کی پیداوار ہوتے ہیں۔ بعد میں وہ ان نظریات کے لئے قرآن و حدیث کے حوالے بھی دینے لگتے ہیں۔ گو وہ نظریہ قرآن و حدیث نے نہیں دیا تھا، نظریہ باہر سے لایا گیا۔ بعد میں قرآن و حدیث کو اس پر منطبق کرنے کی کوشش کی گئی۔ یہ طرز فکر لائق اصلاح ہے۔ ایک مسلمان کا شیوہ یہ ہے کہ وہ تمام خارجی و بیرونی افکار سے خالی الذہن ہوکر دینی نظریات کو اپنائے اور اس کے لئے قرآن و سنت کی سند لائے۔ واللہ الموفق۔

دوم : یوں تو پاکستان میں نظریاتی آزادی ہے۔ جو شخص جیسا نظریہ چاہے رکھے، کوئی روک ٹوک نہیں۔ اور آج کے دور میں کاغذ و قلم کی فراوانی اور پریس کی سہولت بھی عام ہے۔ جیسے نظریات بھی کوئی پھیلانا چاہے بڑی آزادی سے پھیلا سکتا ہے۔ لیکن کسی نظریہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنے میں بڑی احتیاط کی ضرورت ہے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف کوئی بات منسوب کرنا بہت ہی سنگین جرم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی تواتر سے مروی ہے:

«من كذب عليّ متعمداً فليتبوأ مقعده من النار».

ترجمہ ...... "جس نے عمداً میری طرف کوئی غلط بات منسوب کی وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنائے۔"

آپ کے اس مختصر سے مضمون میں بہت سی ایسی باتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی گئی ہیں جو قطعاً خلاف واقعہ ہیں۔

سوم : دین فہمی کے معاملے میں میری اور آپ کی رائے حجت نہیں۔ بلکہ اس بارے میں حضرات صحابہؓ و تابعینؒ اور ائمہ ہدیٰ کا فہم لائق اعتماد ہے۔ قرآن کریم کی کسی آیت یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی ارشاد سے کوئی ایسی بات نکال لینا جو صحابہ و تابعین اور اکابر امت کے فہم و تعامل سے ٹکراتی ہو ہمارے لئے کسی طرح روا نہیں۔ آج کل اس معاملہ میں بڑی بے احتیاطی ہو رہی ہے۔ اور اسی کی جھلک آپ کے مضمون میں بھی نظر آتی ہے۔ سلامتی کا راستہ یہ ہے کہ ہم اپنے نظریات کی تصحیح ان

اکابر کے تعامل سے کریں۔ یہ نہیں کہ اپنے نظریات کے ذریعہ ان اکابر کی غلطیوں کی نشاندہی کرنے بیٹھ جائیں، حتیٰ کہ جو امور ان اکابر کے درمیان مختلف فیہ نظر آتے ہوں، ان میں بھی کسی ایک جانب کو گمراہی نہیں کہہ سکتے۔

چہارم: آنجناب نے اپنے مضمون کے آغاز میں علماء کرام پر اہم دینی معاملات میں غفلت برتنے کا الزام عائد کیا ہے۔ اور مضمون کے آخر میں علماء کرام کو نصیحت فرمائی ہے:

> "امید ہے علماء اسلام عامتہ الناس کو سود کی یہ مصطفوی تشریح سمجھا کر انہیں شریعت اسلامی کی رو سے سب سے بڑے سنگین جرم سے بچانے کی کوشش کریں گے۔"

یہ تو اوپر تفصیل سے عرض کر چکا ہوں کہ آپ نے مضمون میں جو کچھ لکھا ہے، وہ "سود کی مصطفوی تشریح" نہیں، بلکہ اپنے چند ذہنی مفروضوں کو آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منسوب کر کے اس کا نام "مصطفوی تشریح" رکھ دیا ہے۔ اس لئے علماء کرام سے یہ توقع تو نہیں رکھنی چاہئے کہ وہ کسی کے خود تراشیدہ نظریات کو "مصطفوی تشریح" تسلیم کرلیں۔ اور لوگوں کو بھی اس کی تلقین کرتے پھریں۔ البتہ آپ سے یہ گزارش ضرور کروں گا کہ علماء کرام کے بارے میں آپ نے غفلت اور کوتاہی کا جو الزام عائد کیا ہے اس سے آپ کو رجوع کرلینا چاہئے۔ بلاشبہ علماء کرام معصوم نہیں۔ انفرادی طور پر ان سے فکری لغزشیں یا عملی کوتاہیاں ضرور ہو سکتی ہیں لیکن پوری کی پوری جماعت علماء کو مورد طعن بنانا اور ان پر دین کے اہم ترین معاملات میں غفلت و کوتاہی کا الزام عائد کرنا بڑی بے جا بات ہے۔ دین بہرحال علماء دین ہی سے حاصل ہو سکتا ہے اور علماء کرام کی پوری کی پوری جماعت کو مطعون کرنا درحقیقت دین سے بے اعتمادی ظاہر کرنے کو مستلزم ہے۔ اور حضرت مجددؒ کے الفاظ میں "تجویز نہ کند ایں معنی مگر زندیقے کہ مقصودش ابطال شطر دین است۔ یا جاہلے کہ از جہل خود بے خبر است۔"

موجودہ دور کے علماء اگر حضرات صحابہؓ و تابعین اور سلف صالحین کے راستے سے ہٹ گئے ہیں اور ان اکابر کے خلاف کوئی بات کہتے ہیں تو آپ اس کی نشاندہی کر سکتے

ہیں۔ مجھے توقع ہے کہ علماء کرام انشاء اللہ اس کو ضرور قبول فرمائیں گے۔ لیکن اگر علماء امت بزرگان سلف کے نقش قدم پر گامزن ہیں تو آپ کا طعن علماء پر نہیں ہوگا بلکہ سلف صالحین پر ہوگا۔ اور اس کی قباحت میں اوپر عرض کرچکا ہوں۔

آخر میں پھر گزارش کرتا ہوں کہ ان گزارشات کو اخلاص پر مبنی سمجھتے ہوئے ان پر توجہ فرمائیں۔

وصلی اللّٰہ تعالی علی خیر خلقه صفوۃ البریۃ سیدنا محمد واله واتباعه الی یوم الدین۔

مکان اور شامیانے، کراکری، کرایہ پر دینا جائز ہے

س ...... اگر کوئی شخص مکان خرید کر کرائے پر دیتا ہے تو اس طرح سے اس مکان کا کرایہ سود ہے یا نہیں؟ جو سامان ہم بیاہ شادیوں پر کرایہ کا لیتے یا دیتے ہیں مثلاً شامیانے اور کراکری وغیرہ کا سامان وہ بھی کیا سود ہے؟

ج ...... مکان اور سامان کرایہ پر لینا جائز ہے اس کی آمدنی سود میں شمار نہیں ہوتی۔

جائیداد کا کرایہ اور مکان کی پگڑی لینا

س۱ ...... کیا کسی خالی دکان یا مکان کا گڈول یعنی پگڑی لینا جائز ہے یا ناجائز؟

ج۱ ...... پگڑی کا رواج عام ہے مگر اس کا جواز میری سمجھ میں نہیں آتا۔

س۲ ...... کرایہ جائیداد ماہوار لینے کے بارے میں کیا رائے ہے؟

ج ...... جائیداد کا کرایہ لینا درست ہے۔

پگڑی سسٹم کی شرعی حیثیت

س ...... آج کل دکانوں کو پگڑی سسٹم پر فروخت کیا جارہا ہے۔ یعنی ایک دکان کو کرایہ پر دینے سے پہلے کچھ رقم مانگی جاتی ہے۔ مثلاً ایک لاکھ روپیہ اور پھر کرایہ بھی ادا کرنا ہوگا۔ لیکن پیشگی رقم دینے کے باوجود دکاندار کو مالکانہ حقوق حاصل نہیں ہوتے اور اگر مالکانہ حقوق حاصل ہوتے ہیں تو پھر کرایہ کس چیز کا مانگا جاتا ہے۔

ج ...... پگڑی کا طریقہ شرعی قواعد کے مطابق جائز نہیں۔

کرائے پر لی ہوئی دکان کو کرایہ پر دینا

س...... ایک صاحب نے ایک دکان مع اس کے فرنیچر اور فٹنگ کے مالک جائیداد سے مبلغ ۲۴ ہزار روپے میں لی ہے اور اس کا کرایہ بھی پچاس روپے ماہانہ دیتے ہیں۔ احقر ان سے یہ دکان دو سو پچاس روپے ماہانہ کرایہ پر لیتا ہے۔ آیا اس صورت میں شرعاً ان کے لئے اور میرے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟

ج...... اس دکان کا کرایہ پر لینا آپ کے لئے جائز ہے، اس میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔

سرکاری زمین قبضہ کرکے کرایہ پر دینا

س...... غیر آباد جگہ جو جنگل تھا اس میں مکان بنالئے گئے۔ سرکاری جگہ ہے۔ اس کا کرایہ لینا ٹھیک ہے یا نہیں؟

ج...... حکومت کی اجازت سے اگر مکان بنوائے گئے تو کرایہ وغیرہ لینا جائز ہے۔

ویڈیو فلمیں کرائے پر دینے کا کاروبار کرنا

س...... کیا ویڈیو فلمیں کرائے پر دینے والوں کا کاروبار جائز ہے؟ اگر نہیں تو کیا یہ کاروبار کرنے والے کی نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج اور دوسرے نیک افعال قبول ہوں گے؟

ج...... فلموں کے کاروبار کو جائز کیسے کہا جاسکتا ہے؟ اس کی آمدنی بھی حلال نہیں۔ نماز، روزہ اور حج، زکوٰۃ فرائض ہیں وہ ادا کرنے چاہئیں اور وہ ادا ہو جائیں گے مگر ان میں نور پیدا نہیں ہوگا جب تک آدمی گناہوں کو ترک نہ کرے۔

کرایہ دار سے ایڈوانس لی ہوئی رقم کا شرعی حکم

س...... مالک مکان کا کرایہ دار سے ایڈوانس رقم لینا امانت ہے یا قرضہ ہے؟

ج...... ہے تو امانت، لیکن اگر کرایہ دار کی طرف سے استعمال کی اجازت ہو (جیسا کہ عرف یہی ہے) تو یہ قرضہ شمار ہوگا۔

س...... کیا مالک مکان اپنی مرضی سے اس رقم کو استعمال کر سکتا ہے؟

ج...... مالک کی اجازت سے استعمال کر سکتا ہے۔

س ...... مالک اگر اس رقم کو ناجائز ذرائع میں استعمال کرلے تو کیا گناہ کرایہ دار پر بھی ہوگا؟

ج ...... نہیں۔

س ...... کیا کرایہ دار کو سالانہ اس رقم کی زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی؟

ج ...... جی ہاں۔

س ...... کیا مالک مکان اس رقم کو جائز ذرائع میں استعمال کرنے سے بھی گناہ گار ہوگا؟

ج ...... اجازت کے ساتھ ہو تو گناہ گار نہیں۔

س ...... اگر کرایہ دار اس رقم کو بطور قرضہ مالک مکان کو دیتا ہے تو اس صورت میں مکان والا متوقع گناہ سے بری سمجھا جائے گا؟

ج ...... اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ گناہ گار نہیں ہوگا۔

س ...... مالک مکان ایک طرف کرایہ میں بھاری رقم لیتا ہے پھر ایڈوانس کے نام کی رقم سے فائدہ اٹھاتا ہے پھر سال دو سال میں کرایہ میں اضافہ بھی کرتا ہے تو کیا یہ صریح ظلم نہیں، اس مسئلہ کا سرعام عدالت کے واسطے سے یا علماء کرام کی تنبیہ کے ذریعہ سے سد باب ضروری نہیں؟

ج ...... زر ضمانت سے مقصد یہ ہے کہ کرایہ دار بسا اوقات مکان کو نقصان پہنچا دیتا ہے۔ بعض اوقات بجلی، گیس وغیرہ کے واجبات چھوڑ کر چلا جاتا ہے جو مالک مکان کو ادا کرنے پڑتے ہیں، اس کے لئے کرایہ دار سے زر ضمانت رکھوایا جاتا ہے ورنہ اگر پورا اعتماد ہو تو زر ضمانت کی ضرورت نہ رہے۔

غاصب کرایہ دار سے آپ کو آخرت میں حق ملے گا

س ...... میرا مکان ایک ڈاکٹر نے کرایہ پر لے کر مطب میں تبدیل کر لیا تھا اور پندرہ ماہ کا کرایہ بھی مع بجلی، پانی، سوئی گیس کے بل بھی ادا نہیں کئے۔ مکان خالی کر کے چلے گئے ہیں۔ میری عمر تقریباً ۷۵ سال ہے میں عدالتوں اور وکیلوں کے چکر میں نہیں پڑنا چاہتی ہوں۔ کیا مجھ کو روز قیامت میرا حق ملے گا؟

ج ...... قیامت کے دن تو ہر ایک حقدار کو اس کا حق دلایا جائے گا آپ کو بھی آپ کا حق ضرور دلایا جائے گا۔

کرایہ کے مکان کی معاہدہ شکنی کی سزا کیا ہے

س ...... میں نے اپنی دکان ایک شخص کو اس شرط کے ساتھ کرایہ پر دی جو کہ معاہدہ میں تحریر ہے کہ اگر میری مرضی نہ ہوئی تو ۱۱ ماہ بعد دکان خالی کرالوں گا۔ معاہدہ میں جس پر دو مسلمان گواہوں کے دستخط بھی موجود ہیں، اس طرح تحریر ہے "ختم ہونے میعاد پر مقر نمبر ایک (کرایہ دار) مقر نمبر دو (مالک) جدید دوسرا کرایہ نامہ تحریر کرا کے کرایہ دار رہ سکیں گے ورنہ خود فوراً دکان خالی کر کے قبضہ و دخل مقر نمبر دو (مالک) کے سپرد کر دیں گے اور بقیہ رقم ڈیپازٹ مقر نمبر دو سے حاصل کرلیں گے۔" میں نے میعاد ختم ہونے سے تین ماہ قبل ذاتی کاروبار کرنے کے لئے کرایہ دار سے دکان خالی کرنے کے لئے کہا اس نے گواہوں کے روبرو دوسری دکان تلاش کر کے دکان خالی کرنے کا اقرار کیا اور اس طرح ٹال مٹول کر کے ۱۶ ماہ گزار دیئے اور پھر صاف انکار کر دیا میں نے دو سال گزرنے کے باوجود اس وجہ سے کرایہ نامہ بھی نہیں لکھا اور نہ اس نے اب تک دکان خالی کی، موجودہ عدالتی قانون کے مطابق اس طرح کے معاہدہ کی کوئی حیثیت نہیں، نہ معاہدہ توڑنے کی کوئی سزا ہی ہے یہ ایگریمنٹ صرف دل کو تسلی دینے کے برابر حیثیت رکھتا ہے۔ مسئلہ یہ ہے کہ شریعت میں یہ معاہدہ وعدہ خلافی میں آتا ہے اور اسلامی قانون کے مطابق شریعت میں اس کے خلاف کی سزا کیا ہے اور پاکستان کی اسلامی حکومت میں اس پر عمل کیوں نہیں ہو رہا ہے؟

ج ...... معاہدہ شکنی گناہ کبیرہ ہے، آپ پاکستان کے اس قانون کو جو معاہدہ شکنی کو جائز کہتا ہے شرعی عدالت میں چیلنج کر سکتے ہیں۔

کرایہ دار کا مکان خالی کرنے کے عوض پیسے لینا

س ...... میرے شوہر نے اپنا مکان ایک شخص کو بارہ سال قبل ۱۹۷۲ء میں دو سو پچاس (۲۵۰) روپے ماہوار کرایہ پر دیا تھا اور اسٹامپ پر گیارہ ماہ کا معاہدہ ہوا تھا جس کی رو سے گیارہ مہینے کے بعد مالک مکان اپنا مکان خالی کروا سکتا ہے۔ ۱۹۷۶ء میں میرے شوہر کا انتقال ہو گیا تب، کرایہ دار مذکور نے بڑی مشکل سے چند معزز لوگوں کے مجبور کرنے اور احساس دلانے سے ۱۹۷۷ء

میں کرایہ میں سو روپے کا اضافہ کیا۔ ۱۹۷۹ء میں مجھے اپنے شوہر کے مکان کی ضرورت پڑی تو میں نے اس شخص کو مکان خالی کرنے کو کہا تو کرایہ دار اور اس کے لڑکے آگ بگولہ ہو گئے اور دھمکی اور دھونس کے ساتھ مکان خالی کرنے سے صاف انکار کر دیا۔ میں نے اور میرے دیور نے چند معززین سے رجوع کیا انہوں نے کرایہ دار اور اس کے لڑکوں کو سمجھایا اور احساس دلایا کہ ایک بیوہ اور اس کے تین چھوٹے چھوٹے یتیم بچوں، ایک بوڑھی ساس اور معذور دیور کا ہی خیال کرو۔ بہت سمجھانے بجھانے کے بعد آخر کرایہ دار مذکور مکان خالی کرنے پر راضی ہوا کہ بہت جلد مکان خالی کر دوں گا۔ مگر ڈھائی سال تک ٹال مٹول اور بہانے بازی کرتا رہا تو ہم نے کرایہ دار کو آگاہ کیا کہ اب ہم مارشل لا سے رجوع کریں گے تو کرایہ دار محلہ کے ایک شخص کو ساتھ لے کر ہمارے پاس آیا اور وعدہ کیا کہ دو مہینے میں ہر صورت میں مکان خالی کر دوں گا اور اس محلے والے نے بھی گواہی دی اور دو ماہ کے بعد مکان خالی کرنے کا دونوں حضرات جو آپس میں رشتہ دار ہیں وعدہ کر کے چلے گئے۔ اس دوران کرایہ دار نے وکیل وغیرہ سے مشورہ کیا اور کرایہ کورٹ میں جمع کرا دیا، جب کافی دنوں کے بعد کورٹ سے نوٹس آیا تو ہمیں کرایہ دار کی بدعہدی اور وعدہ شکنی کا علم ہوا تو ہم نے کرایہ دار سے اس وعدہ شکنی اور مکان خالی نہ کرنے کی وجہ پوچھی تو اس نے مکان خالی کرنے سے صاف انکار کیا اور بڑی رعونت سے کہا، مکان پہلے ہندو کا تھا میں اپنے نام کروا سکتا تھا اور اگر مکان خالی کروانا ہے تو اسی ہزار روپے مجھے دو تو ایک مہینے میں مکان خالی کر دوں گا۔ اس کی اس بدنیتی اور فریب کاری سے جتنا دکھ پہنچا، آپ اندازہ کر سکتے ہیں۔ میں نے ایک درخواست مارشل لا حکام کو دی اور ایک درخواست ڈی ایم ایل اے کو کھلی کچہری میں پیش کی، حیدر آباد کے متعدد چکر لگانے کے بعد امن عامہ سے متعلق ایس ڈی ایم نے دونوں فریقوں (یعنی کرایہ دار اور مکان کے مالک کی حیثیت سے میرا معاہدہ کرا دیا کہ کرایہ دار کے طلب کردہ آٹھ ہزار روپے مالک مکان کی بیوہ کرایہ دار کو مکان خالی کرنے کے عوض دیں گی اور تین مہینے کے عرصہ میں کرایہ دار مکان خالی کر دے گا اور آٹھ ہزار روپے لے لے گا۔ یہ معاہدہ دونوں فریقوں کی رضامندی سے طے ہوا تھا اور دونوں فریقوں یعنی کرایہ دار اور میں نے معاہدے پر دستخط کئے، ایس ڈی ایم (برائے امن عامہ) نے اپنی مہر لگائی اور دستخط کئے تین مہینے کی مدت پوری ہو جانے پر مقررہ تاریخ کو میں مکان کا قبضہ لینے پہنچی۔ تو مجھے بڑی تکلیف اور پریشانی کا سامنا ہوا اور شدید ذہنی اذیت پہنچی، کرایہ دار اور اس کے لڑکوں نے نیچے گودام

کے دروازے غائب کرکے گوادم میں بھینسیں لا کر باندھ دیں اور مختلف طریقوں سے مجھے خوف زدہ کیا اور دھمکی آمیز لہجہ میں کہا، ہم مکان خالی نہیں کرسکتے جب ہمیں مکان ملے گا جب خالی کریں گے، اس کے بعد میں نے ایس ڈی ایم صاحب سے دوبارہ رجوع کیا اور پھر حیدر آباد کے متعدد چکر لگائے جس میں میرا وقت اور پیسہ ضائع ہوا اور سفر کی صعوبت اٹھائی مگر ایس ڈی ایم صاحب جو ایک معزز سرکاری افسر ہیں جنہوں نے دونوں فریقوں کے مابین معاہدہ کرایا تھا وہ بھی کرایہ دار مذکور کو جس نے معاہدے کی سنگین خلاف ورزی کی، معاہدے کی پابندی کرانے سے قاصر رہے اور درخواست پر کچھ لکھ کر کہا کہ میں یہ کیس واپس مارشل لا حکام کو بھیج رہا ہوں وہی فیصلہ کریں گے، مگر آج سات آٹھ ماہ کا عرصہ گزرنے کے بعد بھی کوئی کارروائی عمل میں نہیں آئی۔ میں نے کرایہ دار کے ناجائز مطالبہ پر آٹھ ہزار روپے محض اس لئے دینے منظور کئے تھے کہ ہم لوگ مزید پریشانی اور تکلیف سے بچ جائیں گے حالانکہ کرایہ دار بارہ سال قبل ۲۵۰ روپے ماہوار پر قیام پذیر ہوا تھا اور ان بارہ سالوں کے طویل عرصہ میں صرف ایک بار ۱۹۷۷ء میں کرائے میں سو روپے کا اضافہ کیا تھا۔ جبکہ آج مہنگائی کے سبب کرائے بھی چار پانچ گنا بڑھ چکے ہیں اور خود حکومت نے سالانہ دس فیصد اضافہ کا اختیار دے رکھا ہے، اس طرح کرایہ دار ہم مجبوروں کا حق غصب کرتا رہا ہے اور کر رہا ہے محترم مولانا صاحب آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں اور اسلامی قانون کی رو سے بتائیں کہ اس کی کیا سزا ہے؟

ج...... شرعی حکم یہ ہے کہ جب مالک مکان کو ضرورت ہو وہ مکان خالی کروا سکتا ہے اور کرایہ دار کے ذمہ معاہدہ کے مطابق مکان خالی کر دینا لازم ہے، ورنہ وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ظالم و غاصب کی حیثیت سے پیش ہوگا اور آج کل جو رسم چل نکلی ہے کہ کرایہ دار کچھ معاوضہ لے کر مکان خالی کرتا ہے (جیسا کہ آپ کا کرایہ دار کے ساتھ آٹھ ہزار روپے کا معاہدہ کرایا گیا) کرایہ دار کے لئے اس رقم کا وصول کرنا مردار اور خنزیر کی طرح قطعی حرام ہے۔ جو شخص خدا، رسول اور آخرت کی جزا و سزا پر ایمان رکھتا ہو وہ ایسی حرام خوری کا ارتکاب نہیں کرسکتا۔ اب یہ کتنا بڑا ظلم ہے کہ آپ کا کرایہ دار مالک مکان سے اس "جرم" میں کہ اس نے چودہ سال اس مکان میں کیوں ٹھہرنے دیا، آٹھ ہزار کا ہرجانہ مانگ رہا ہے اس کو "اندھیر نگری" ہی کہا جائے گا۔ رہا یہ کہ حکام آپ کو انصاف دلا دیں گے۔ مجھے اس کی توقع نہیں کیونکہ اول تو ہمارے اونچے افسران کو اونچا سنائی دیتا ہے۔ کسی بیکس یتیم، کسی بیوہ لاچار، اپاہج اور کسی پیر

ناتوان کی آہیں ان کے ایوانوں تک شاذ و نادر ہی پہنچتی ہیں۔ دوسرے ہمارے ہاں انصاف خواہی کسی کمزور آدمی کا کام نہیں، جناب گورنر یا وفاقی محتسب اعلیٰ تک رسائی کسی بڑے آدمی ہی کی ہو سکتی ہے نہ آپ کی قسم کے گمنام لوگوں کی درخواستوں کی اور نہ مجھ ایسے کے کالم کی۔ آپ [illegible] اللہ تعالیٰ آپ کو انصاف دلائیں گے۔

کرایہ دار کا بلڈنگ خالی نہ کرنا ناجائز ہے

س ..... میں ایک کمرشل بلڈنگ کا مالک ہوں جس کو کرایہ پر لینے کے لئے ایک شخص نے مجھ سے درخواست کی۔ شرائط طے ہوگئیں، دو معززین کی موجودگی میں اس نے ضمناً یقین دہانی کرائی کہ دوران مدت کرایہ داری مذکورہ شرائط پوری کرتا رہے گا اور بعد اختتام میعاد بلڈنگ مذکورہ خالی کر کے صلح صفائی کے ماحول میں حوالہ مالک کر دے گا۔ چنانچہ اس یقین دہانی کی بنا پر تمام شرائط دو گواہان کی موجودگی میں اسٹامپ پر معاہدہ تحریر و تکمیل کر کے بعدالت رجسٹرار صاحب تصدیق کرا لیا گیا۔ میعاد کرایہ داری پانچ سال ختم ہوگئی ہے لیکن کرایہ دار بلڈنگ مذکورہ کو خالی کر کے قبضہ دینے سے گریز کر رہا ہے۔

میرا بیٹا جو کہ بیرون ملک ملازم تھا اب واپس وطن آچکا ہے۔ اس کے دو بیٹے اور بذات خود بیکار ہیں ہم سب کو رزق حلال کمانے کے لئے سب سے اول اپنی مملوکہ جگہ کی ضرورت ہے۔ ہمارے پاس ماسوا مذکورہ جائیداد کے کوئی دوسری کاروباری جگہ نہیں ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا ذریعہ معاش۔ حصول انصاف اور عدالتی دادرسی کے لئے مروجہ قانون کے مطابق بہت طوالانی، گراں اور کٹھن منزلیں طے کرنا پڑتی ہیں جو اسلامی دور میں ننگ ملک و قوم ہے۔ ازراہ کرم میرے مندرجہ بالا حلفیہ بیان کی روشنی میں مالک مکان، کرایہ دار کی ذمہ داریوں، فرائض اور حقوق کی وضاحت فرمائیں۔ شرعی نقطہ نگاہ سے اس کا سہل اور فوری حل کیا ہو سکتا ہے؟

ج ..... سہل اور فوری حل تو خوف خدا ہے۔ جب ایک شخص نے پانچ سال کی میعاد کا معاہدہ کر کے مکان کرائے پر لیا ہے تو میعاد گزرنے کے بعد اس کے لئے مکان کا استعمال کرنا شرعاً جائز نہیں۔ اگر مسلمان حلال و حرام کا لحاظ رکھیں تو آدھے جھگڑے فوراً نمٹ جائیں۔

کرایہ وقت پر ادا نہ کرنے پر جرمانہ کرنا صحیح نہیں

س...... دکانداران جامع مسجد محمدی کے درمیان چار روپے کے اشامپ پر یہ معاہدہ ہوا تھا کہ ہر دکاندار ہر ماہ کی دس تاریخ تک کرایہ ادا کردے گا۔ بروقت کرایہ نہ دینے کی صورت میں کچھ رقم یومیہ ہرجانہ ادا کریں گے۔ یہ معاہدہ دکان کرایہ پر لیتے وقت بخوشی و رضا ہوا تھا۔ اس طرح جرمانہ وصول کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... شرعاً اس طرح مالی جرمانہ وصول کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔

دکان حجام کو کرایہ پر دینا

س...... ایک حجام (نائی) مجھ سے ایک دکان کرایہ پر لیتا ہے اسے حمام بنانا چاہتا ہے۔ صاف بات یہ ہے کہ حمام میں لوگوں کی داڑھی وغیرہ (شیو) بنایا جائے گا، انگریزی بال بنائے جائیں گے، لہٰذا ایسی صورت میں دکان کے کرایہ کا میرے لئے کیا حکم ہے؟

ج...... آپ حرام کی رقم لینے پر مجبور نہیں ہیں۔ اس کو کہہ دیں کہ داڑھی مونڈنے کے پیسے میں نہیں لوں گا، مجھے حلال کے پیسے لاکر دو، خواہ کسی سے قرض لے کر دو۔

قسطوں کا کاروبار

قسطوں میں زیادہ دام دے کر خرید و فروخت جائز ہے

س...... ایک شخص ٹرک خریدنا چاہتا ہے۔ جس کی قیمت ۵۰ ہزار روپے ہے۔ لیکن وہ شخص مجموعی طور پر اتنی استطاعت نہیں رکھتا کہ وہ اس ٹرک کی یکشت قیمت ایک ہی وقت میں ادا کر سکے۔ لہٰذا وہ اسے قسطوں کی صورت میں خریدتا ہے لیکن قسطوں کی صورت میں اسے ٹرک کی اصلی قیمت سے ۳۰ ہزار روپے زیادہ ادا کرنے پڑتے ہیں اور ایڈوانس ۲۰ ہزار روپے اور ماہوار قسط ۱۵ سو روپے ادا کرنے ہوں گے۔ براہ مہربانی شریعت کی رو سے جواب عنایت فرمائیں کہ اس ٹرک کی یا اور اسی قسم کی کسی بھی چیز کی خرید و فروخت جائز ہوگی یا نہیں؟

ج...... جائز ہے۔

قسطوں پر گاڑیوں کا کاروبار کرنا ضروری شرطوں کے ساتھ جائز ہے

س...... قسطوں پر گاڑیوں کی خرید و فروخت سود کے زمرے میں آتی ہے یا نہیں؟

ج...... اگر بیچنے والا گاڑی کے کاغذات مکمل طور پر خریدار کے حوالے کر دے اور قسطوں پر فروخت کرے تو جائز ہے۔ اس میں ادھار پر بیچنے کی وجہ سے گاڑی کی اصل قیمت میں زیادتی کرنا بھی جائز ہے۔ یہ سود کے حکم میں نہ ہوگی۔ لیکن اس میں یہ ضروری ہے کہ ایک ہی مجلس میں یہ فیصلہ کر لیں کہ خریدار نقد لے گا یا کہ ادھار قسطوں پر، تاکہ اسی کے حساب سے قیمت مقرر کی جائے۔ مثلاً ایک چیز کی نقد قیمت۔ /۵۰۰۰ روپے اور ادھار قسطوں پر اس کو۔ /۷۰۰۰ روپے میں فروخت کرتا ہے تو اس طرح قیمت میں زیادتی کرنا جائز ہوگا اور سود کے حکم میں نہ ہوگا۔

قسطوں کے کاروبار کے جواز پر علمی بحث

س ...... روزنامہ جنگ کی خصوصی اشاعت بعنوان اسلامی صفحہ میں دلچسپی اور اشتیاق نے آنجناب کی توجہ اس طرف مبذول کرانے کی ضرورت محسوس کی ہے۔ کئی بار قارئین نے "قسطوں کے کاروبار" کے سلسلے میں آپ سے جواز اور عدم جواز کے بارے میں دریافت فرمایا اور آپ نے بالاختصار اس طرح جواب سے نوازا کہ علماء اور فقہا نے قسطوں کے کاروبار کو یعنی نقد قیمت کے مقابلہ میں ادھار کی اضافہ شدہ قیمت کو جائز قرار دیا ہے اور اگر کوئی شرط فاسد معاملہ شراء بالتقسیط سے وابستہ ہو تو وہ کالعدم ہو جائے گی اور یہ معاملہ (شراء بالتقسیط) درست ہے اور آخر میں واللہ اعلم بالصواب کے الفاظ مرقوم ہوتے ہیں جس سے شاید کسی قدر شک و شبہ کی طرف اشارہ مقصود ہوتا ہے یا کم از کم ورع و تقویٰ کی علامت ہے۔

اس سلسلے میں چند معروضات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ اصطلاحا ...... جسے عربوں میں شرائط بالتقسیط اور پاکستان میں بیع بالاجارہ کہتے ہیں اور اس معاملہ میں بیع کے مختلف اسماء مختلف ممالک میں متعارف ہیں جیسے برطانیہ میں ہائیر پرچیز HIREPURCHASE ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں انسٹالمنٹ کریڈٹ INSTALMENT CREDIT انسٹالمنٹ بائنگ INSTALMENT BUYING فروخت کی یہ شکلیں بالعموم صرفی قرض .... CONSUMER CREDIT کے لئے اختیار کی جاتی ہیں۔"

پس منظر اور ابتداء ...... مختلف دائرۃ المعارف و موسوعہ ENCYCLOPEDIA میں مرقوم ہے کہ شراء بالتقسیط کا پس منظر گھریلو، دیرپا اور گرانقدر اشیاء کی فراہمی کی ایک معاشی تدبیر ہے اور ان اشیاء کے حصول کا ایک سہل ذریعہ۔ اس کی ابتدا انیسویں صدی کے وسط میں ریاست ہائے متحدہ امریکہ میں ہوئی جب کہ ایک سلائی مشین کمپنی نے اپنی تیار کردہ سلائی مشین کو اپنے صارفین کے لئے اس کی قیمت کو بالاقساط، قسط وار ادائیگی کی صورت میں متعارف کرایا۔ جس کو دیگر کمپنیوں نے اپنی مصنوعات کی کھپت قابل عمل اور منافع بخش تصور کرتے ہوئے نہ صرف اپنایا بلکہ دن دوگنا اور رات چوگنا منافع کمانے کا کامیاب کاروباری وسیلہ بنالیا۔

تعریف اور نوعیت۔ (الف) بیع بالاجارہ ...... یہ ایک قسم کا اجارہ (معاہدہ کرایہ داری) ہے جس کی رو سے کرایہ دار مقررہ رقم بالاقساط ادا کرتا ہے اور معاہدہ کے تحت حاصل کردہ اختیار خریداری کو عملی جامہ پہنایا جاسکتا ہے۔ اس معاہدہ میں خریدار کی حیثیت معاملۂ بیع کے خریدار کی نہیں ہوتی جس میں خریدار کسی شے کو بالفعل خریدتا ہے یا خریداری کی بابت ناقابل تنسیخ رضا مندی کا اظہار کرتا ہے اس معاہدہ کے تحت خریدار اس وقت تک مالک قرار نہیں پاتا جب تک کہ وہ ساری طے شدہ اقساط ادا نہ کر دے۔

(ب) بعض اہل علم کے نزدیک بیع بالاجارہ صارف کے لئے ایک قسم کے قرض کی فراہمی ہے یعنی صارف کے نقطہ نظر سے معاہدہ استقراض ہے۔ جس کے تحت خریدار سامان کی قیمت کا کچھ حصہ پیشگی ادا کرتا ہے جسے ڈاؤن پے منٹ کہتے ہیں اور بقیہ واجب الادا رقم (جس میں فرخت کنندہ اپنا نفع بھی شامل کرتا ہے) قسط وار ادا کرنے پر رضا مندی کا اظہار کرتا ہے جب کہ عموماً اقساط کی ادائیگی کی مدت چھ ماہ یا دو سال یا زائد ہوتی ہے یہ تعریف شراء بالتقسیط (قسطوں کے کاروبار) سے قریب تر ہے۔

نوعیت اور ماہیت ...... بیع بالاجارہ یا شراء بالتقسیط معاملہ بیع کی ایک امتیازی قسم ہے جس میں قیمت خرید بالاقساط ادا کی جاتی ہے اور حق تملیک خریدار کو منتقل نہیں ہوتا جب کہ خریدار کو صرف قبضہ اور حق استعمال تفویض کیا جاتا ہے۔

طلب اور رغبت ...... نسبتاً گرانقدر اشیاء کی خریداری عامۃ الناس کے لئے ہمیشہ سے مشکل کا باعث بنی رہی ہے۔ اس لئے کہ ان اشیاء کی قیمت کی یکمشت ادائیگی ہر شخص کے لئے آسان نہیں ہوتی بلکہ اکثر کے لئے ناممکن ہوتی ہے۔ البتہ قسطوں میں ادائیگی مہنگے سامان کو ممکن الحصول بنا دیتی ہے۔ مثال کے طور پر ایسے سامان کی فہرست درج ذیل ہے۔

(الف) کاریں اور کم وزن اٹھانے والے ٹرک اور بسیں (نئی اور پرانی)
(ب) موٹر سائیکلیں
(ج) ٹیلی ویژن سیٹ اور ٹیپ ریکارڈر وغیرہ
(د) فرنیچر اور دیگر آرائشی سامان

(ہ) ریفریجریٹرز اور عید و بیاہ شادی کے اخراجات و مصارف۔

(و) دیگر متفرقات

معاشی اہمیت:۔ معاشی نقطہ نظر سے اس طریقہ کار سے صارفین وہ تمام اشیاء حاصل کر لیتے ہیں جن کو وہ بعد از ادائیگی ایک طویل عرصے تک زیر استعمال رکھتے ہیں اگر یہ طریقہ اختیار نہ کیا جائے تو صارف ہمیشہ کے لئے ان اشیاء سے محروم رہیں ان اشیاء کی موجودگی سے نہ صرف گھریلو مقبوضات میں اضافہ ہوتا ہے بلکہ اثاثہ اور زیبائش کی منہ بولتی تصویر ثابت ہوتی ہیں۔

معاہدہ بیع بالا جارہ کا ڈھانچہ:۔ فریقین معاہدے کے اسماء مع ولدیت، پتہ جات، دستخط اور شاہدین کے اسماء و پتہ جات کے علاوہ اشیاء کی قدر و مالیت، تفصیل و تشخیص، قسط وار ادائیگی کی شرح مع شرح قسط، قسط کی عدم ادائیگی کی صورت میں فریقین معاہدہ کے اختیارات و فرائض وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ اور سب سے اہم بات "کم از کم ادائیگی کی مد" قابل ذکر ہے جس کی رو سے خریدار کو تہائی یا چوتھائی رقم پیشگی ادا کرنا پڑتی ہے مزید برآں دوران معاہدہ خریدار نہ کسی شے کی فروخت کر سکتا ہے۔ نہ ہی رہن رکھ سکتا ہے اور نہ اس پر کسی قسم کا بار ڈال سکتا ہے حتیٰ کہ وہ کوئی ایسا عمل روا نہیں رکھ سکتا جو بائع کے حق ملکیت کے لئے مضرت رساں ہو۔ غرضیکہ معاہدہ میں تمام شرائط اس امر کی داعی و متقاضی ہوتی ہیں کہ بائع (بیچنے والے) کے مفاد کو تحفظ فراہم ہو۔

تنقید ...... اس قسم کی بیع پر بالعموم ان الفاظ میں تنقید کی گئی ہے جو کہ حسب ذیل ہے۔

(ا) عوام الناس کو اپنے جائز ذرائع آمدنی سے کہیں بالائی سطح پر معیار زندگی بحال کرنے پر اکساتی ہے اور یہ ان کو شدید رغبت دلاتی ہے کہ ان اشیاء سے اپنے گھروں کو مزین کر لیں جن کی ان کی موجودہ آمدنی سردست متحمل نہیں ہو سکتی مزید اس سے متعلق جتنے قوانین مغربی دنیا میں اور ہمارے ہاں رائج اور نافذ ہیں وہ سرمایہ کار کمپنیوں کو معتدبہ تحفظات و مراعات فراہم کرتے ہیں اور رغبت اور بلند زندگی کی ہوس میں گرفتار بے چارہ صارف قانونی چارہ جوئی سے محروم رہتا ہے۔

(ب) یہ خاص قسم کی بیع (خرید و فروخت) معاشرہ میں معاشی استحکام کو مخدوش بنا دیتی

ہے اور افراط زر کے لئے ایک مؤثر محرک ثابت ہوتی ہے۔
(ج) اصلیت و ماہیت کے اعتبار سے مقررہ شرح نفع مروجہ شرح سود سے نہ صرف مماثلت رکھتی ہے بلکہ سودی شرح سے کہیں زیادہ ہوتی ہے اور یہ شرح منافع صارف کے استحصال کے لئے مثالی کردار ادا کرتی اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا مذکورہ بالا شراء بالتقسیط اسلام میں جائز ہے؟ جب کہ اس کی نوعیت اور ماہیت مع شروط فاسدہ حسب ذیل ہے۔

۱۔ شراء بالتقسیط اصلیت و نوعیت کے اعتبار سے ثنائی الوظیفہ اور ینفع لغرضین قرار پائی کیوں کہ اس میں بیع و اجارہ کا باہم دگر اختلاط ہے بلکہ معاملتین صفقتین و بیعتین کا انضمام و ادغام ہے جیسا کہ اس کی تعریف سے اس امر کی تصریح ہوتی ہے لہٰذا یہ ثنویت تشریع اسلامی میں احسن نہیں ہے اور دو معاملوں کا معاملہ واحدہ میں مجتمع ہونا اصحیت سے متغائر ہے بلکہ بعض صورتوں میں شراء بالتقسیط اجتماع المعاملتین تک محدود نہیں رہتی بلکہ اجتماع المعاملات کے قالب میں سمو جاتی ہے جیسے بیع، اجارہ، کفالت، ضمان اور بیمہ وغیرہ کا اجتماع۔

نصوص شرعیہ۔ شراء بالتقسیط کے سلسلے میں نصوص شرعیہ برائے ملاحظہ و غور و خوض حسب ذیل ہیں جیسے۔
اولاً اجرت اور ضمانت ایک ہی جگہ مجتمع نہیں ہو سکتی۔

(دفعہ ۸۶، مجلۃ الاحکام العدلیہ)

ثانیا: بیع الدین، وهو مالكان الثمن والثمن فيه مؤجلين معًا وهو بيع منهى عنه.

(القسم الأول فى المعاملات المادية تأليف: السيد على فكرى صـ۱۹)

ثالثًا: بيعتان فى بيعته المنهى عنه قال ابن مسعود: "صفقتان فى صفقة"، ولأنه شرط عقد فى عقد فلم يصح.

(القسم الأول فى المعاملات المادية تأليف: السيد على فكرى صـ٤٥)

شروط فاسدہ:۔

۱۔ اجارہ کام معاملہ مستقبل کی خریداری سے مشروط ہوتا ہے اور یہ شرط تفضی الی المنازعۃ کو بروئے کار لاتی ہے۔

۲۔ خریدار / مشتری کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ دانستہ اور نادانستہ طور پر اس میں (خریدی ہوئی چیز میں) کسی قسم کا عیب نہ آنے دے جو کہ معاہدہ میں ...... FAULT CLAUSE کہلاتی ہے۔

۳۔ مستعدی سے مرمت کروانا اور حسب ضرورت نئے پرزہ جات کی بطریق احسن تبدیلی تاکہ اس کی عرفی قدر میں کمی واقع نہ ہو۔

۴۔ انشورنس وبیمہ کرانا لازمی ہوتا ہے۔

۵۔ تیسرے شخص کی ضمانت / کفالت کلی کا وجود، اور

۶۔ مجبوریوں اور کسمپرسی کی صورت میں اگر خریدار کسی واجب الادا قسط کی ادائیگی میں کوتاہی برتے تو قرقی کا حق یعنی بائع بلا مداخلت خریدار فروخت شدہ شے کی بازیابی کا مطالبہ کر سکتا ہے۔

۷۔ شرح نفع کے تعین میں من مانی کا عنصر غالب ہوتا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ بفرض محال یہ سرمایہ کاری کمپنیاں اور مالیاتی ادارے ان شروط فاسدہ میں کسی قسم کی تحریف کی خدمت سرانجام دے بھی لیں یا کم از کم ان کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے کی خاطر ان کا رخ موڑ لیں یا پہلو بدل دیں تب بھی مستہلک (صارف) کے استحصال کے لئے ان کی یہ کاوش اور سعی رکاوٹ ثابت نہ ہوگی۔ علاوہ ازیں اگر اسلامی تعلیمات ان نیم تعیشاتی سامان کے استعمال کو صراحتا ناجائز قرار نہیں دیتیں تب بھی معاشیات اسلام اس قسم کی بیعات کو رواج دینا پسند نہیں کرتی، اور اس کی نظر میں یہ اچھوتا اور انوکھا قسم کا استحصال صارف مستحسن نہیں قرار پاتا۔

آنجناب کی خدمت اقدس میں قسطوں کے کاروبار کے سلسلے میں مندرجہ بالا معروضات ارسال خدمت ہیں۔ التماس ہے کہ قرآن حکیم سنت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فقہ و فتاویٰ اور ائمہ وفقہاکی آراء و تصریحات کی روشنی میں مفصل جواب سے

نوازیں۔

ج ...... ماشاء اللہ! آپ نے خوب تفصیل سے بیع بالاقساط کے بارے میں معلومات جمع کی ہیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ تاہم جو مسئلہ میں نے بالاختصار کہا تھا وہ اس تفصیل کے بعد بھی اپنی جگہ صحیح اور درست ہے یعنی "قسطوں پر خرید و فروخت جائز ہے بشرطیکہ اس میں کوئی شرط فاسد نہ ہو۔ اگر کوئی شرط فاسد لگائی گئی تو یہ معاملہ فاسد ہو گا۔"

مثلاً یہ شرط کہ جب تک خریدار تمام قسطیں ادا نہ کر دے وہ اس چیز کا مالک نہیں ہو گا۔ یہ شرط فاسد ہے، بیع کے صحیح ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ مشتری کو مالکانہ قبضہ دیا جائے خواہ قیمت نقد ادا کی گئی ہو یا ادھار ہو اور ادھار کی صورت میں یکمشت ادا کرنے کا معاہدہ ہو یا بالاقساط۔ ہر صورت میں مشتری کا قبضہ مالکانہ قبضہ تصور ہو گا اور اس کے خلاف کی شرط لگانے سے معاملہ فاسد ہو جائے گا یہیں سے یہ بھی واضح ہو گیا کہ اس معاملہ کو بیع اور اجارہ سے مرکب کرنا غلط ہے البتہ ادھار رقم کی وصولی کے لئے ضمانت طلب کرنے کی شرط صحیح ہے۔ اور یہ شرط بھی صحیح ہے کہ اگر مقررہ وقت پر ادا نہ کی گئی تو بائع کو خریدار کی فلاں چیز فروخت کر کے اپنی قیمت وصول کرنے کا حق ہو گا تاہم یہ ضرور ہے کہ اس کے قرضہ سے زائد رقم اسے واپس کر دی جائے ...... رہی یہ بات کہ قسطوں پر جو چیز دی جائے اس کی قیمت زیادہ لگائی جاتی ہے تو اس معاملہ کو شریعت نے فریقین کی صوابدید پر چھوڑا ہے۔ اگر خریدار محسوس کرتا ہے کہ قسطوں کی صورت میں اسے زیادہ نقصان اٹھانا پڑے گا تو وہ اس خریداری سے اجتناب کر سکتا ہے۔ تاہم استحصال کی صورت میں جس طرح گورنمنٹ کو قیمتوں پر کنٹرول کا حق ہے اسی طرح بیع بالاقساط کی قیمت پر کنٹرول کیا جا سکتا ہے چونکہ بالاقساط خریداری عوام کے لئے سہل ہے اس لئے قطعی طور پر اس پر پابندی لگا دینا مصلحت عامہ کے خلاف ہے۔ خلاصہ یہ کہ بیع بالاقساط اگر قواعد شرعیہ کے ماتحت اور شروط فاسدہ سے مبرا ہو تو جائز ہے ورنہ ناجائز۔

قسط رکنے پر قسط پر دی ہوئی چیز واپس لے لینا جائز نہیں

س ...... میری بیوی میرے بیٹے کو اس کی مرضی کی مطابق قسطوں پر سامان فروخت کرنے کی دوکان کھلوانے کے حق میں ہیں۔ جبکہ میں اس کاروبار کے خلاف ہوں۔ کیونکہ اس

کاروبار میں زبانی طور پر گاہک سے کہا جاتا ہے کہ یہ چیز تم کو قسطوں پر دی جاتی ہے تاکہ تم کو فائدہ پہنچے اور تم آسانی سے ایک بڑی چیز کے مالک بن جاؤ۔ اور کاغذات میں کرایہ دار لکھا جاتا ہے۔ قسطیں رکنے کی صورت میں چیز واپس لے لی جاتی ہے۔ میری بیوی کا کہنا ہے کہ جب بہت سے لوگ اس کاروبار کو کر رہے ہیں تو پھر مولانا صاحب سے دریافت کیوں کرتے ہو۔ ملک میں اسلامی شریعت کا نفاذ ہو چکا ہے۔ میرا خیال ہے کہ خریدی ہوئی چیز نقص کی بناء پر تو واپس ہو سکتی ہے مگر فروخت کی ہوئی چیز واپس نہیں ہوتی۔ واجبات کی ادائیگی کے لئے مہلت دی جاتی ہے۔ اس مسئلے میں آپ کی رائے اسلامی شریعت کے مطابق کیا ہے؟

ج ...... قسطوں پر چیز دینا تو جائز ہے۔ مگر اس میں یہ دو خرابیاں جو آپ نے لکھی ہیں قابل اصلاح ہیں۔ ایک خریدار کو کرایہ دار لکھنا، دوسرا قسط ادا نہ کرنے کی صورت میں چیز واپس کر لینا۔ یہ دونوں باتیں شرعاً جائز نہیں۔ اس کے بجائے کوئی ایسا طریقہ کار تجویز کیا جانا چاہئے کہ قسطوں کی ادائیگی کی بھی ضمانت مل سکے اور شریعت کے خلاف بھی نہ ہو۔

قسطوں کا مسئلہ

س ...... "الف" ایک عدد سوزوکی، ویگن، بس یا ٹرک نقد رقم ادا کر کے خرید لیتا ہے، اس کے پاس "ب" اس گاڑی کی خریداری کے لئے آتا ہے۔ "ب" یہ گاڑی "الف" سے قسطوں میں خریدنا چاہتا ہے۔ جس کے لئے "الف"، "ب" سے مندرجہ ذیل شرائط کا طلب گار ہوتا ہے۔

۱۔ ۱۰ ہزار روپیہ نقد لوں گا۔ (یہ مختلف گاڑیوں کی قیمت کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے)۔ بقایا رقم دو ہزار روپے ماہوار قسطوں میں لوں گا۔ گاڑی کی اصل منڈی کی قیمت ۴۵ ہزار روپے ہے۔ میں دس ہزار منافع لوں گا۔ یعنی "ب" نے ۴۵ ہزار روپے کے بجائے ۵۵ ہزار روپے ادا کرنا ہیں۔ (دس ہزار نقد دینے کے علاوہ قسطوں میں ۴۵ ہزار روپے ادا کرے گا) اس صورت میں منافع جو کہ ۱۰ ہزار روپے ہے، اس میں کمی بیشی بھی ہو سکتی ہے۔ مثلاً نقد رقم ۱۵ ہزار روپے دی جائے یا قسط فی ماہ کے حساب سے ۲ ہزار روپے بڑھایا گھٹا دی جائے۔

۲۔ گاڑی خواہ جل جائے، چوری ہوجائے، "ب" نے ہر حالت میں یہ رقم تمام کی تمام ادا کرنی ہے۔

۳۔ اگر "ب" کسی وجہ سے تین ماہ لگاتار قسطیں نہ ادا کرسکا تو "الف" کو حق حاصل ہے کہ وہ گاڑی اپنے قبضہ میں لے لے اور "ب" کو کچھ بھی نہ ادا کرے۔ بعض وقت یہ صورت بھی ہوجاتی ہے کہ "ب" کو رقم کی ضرورت ہوتی ہے، وہ گاڑی نقد میں فروخت کردیتا ہے اور "الف" کو ماہوار قسط ادا کرتا رہتا ہے۔ بعض حالات میں گاڑی موجود نہیں ہوتی اور "الف" "ب" سے کچھ رقم نقد لے لیتا ہے اور وہ رقم اپنی رقم میں شامل کرکے "ب" کو گاڑی دیتا ہے۔ یا نقد رقم دے دیتا ہے۔ اور "ب" گاڑی خرید لیتا ہے۔ (مثلاً ۴۵ ہزار روپے کی گاڑی کے لئے ۳۵ ہزار روپے "الف" دے دیتا ہے اور ۱۰ ہزار روپے "ب" اپنی طرف سے ڈالتا ہے۔)

مولانا صاحب کئی احباب اس کاروبار میں لگے ہوئے ہیں۔ قسطوں کی صورت میں مہنگا بیچنا کیا یہ سود تو نہیں ہے؟

ج...... یہاں چند مسائل ہیں:

۱۔ نقد چیز کم قیمت خرید کر آگے اس کو زیادہ داموں پر قسطوں پر دینا جائز ہے۔

۲۔ جس شخص نے قسطوں پر وہ چیز خرید لی وہ اس کا مالک ہوگیا۔ اور قسطوں کی رقم اس کے ذمہ واجب الادا ہوگئی۔ اس لئے اگر وہ چاہے تو اس چیز کو آگے فروخت کرسکتا ہے، نقد قیمت پر بھی اور ادھار پر بھی۔

۳۔ قسطوں پر خرید لینے کے بعد اگر خدانخواستہ گاڑی کا نقصان ہوجائے تو یہ نقصان خریدار کا ہوگا۔ قسطوں کی رقم اس کے ذمہ بدستور واجب الادا رہے گی۔

۴۔ یہ شرط کہ "اگر کسی وجہ سے وہ تین ماہ کی قسطیں ادا نہ کرسکا تو "الف" گاڑی اپنے قبضہ میں لے لے گا۔ اور اس کی ادا شدہ قسطیں سوختہ ہوجائیں گی" یہ شرط شرعاً غلط ہے۔ "الف" کو یہ تو حق ہے کہ اپنی قسطیں قانونی ذرائع سے وصول کرلے، لیکن وہ گاڑی کو اپنے قبضہ میں لینے کا مجاز نہیں اور نہ ادا شدہ قسطوں کو ہضم کرنے کا مجاز ہے۔

۵۔ "الف"، "ب" سے جو رقم پیشگی لے لیتا ہے وہ جائز ہے۔ واللہ اعلم۔

قسطوں پر چیز فروخت کرنا شرعاً کیسا ہے

س ...... میری بیوی میرے بیٹے کو اس کی مرضی کے مطابق قسطوں پر سامان فروخت کرنے کی دکان کھلوانے کے حق میں ہے۔ جبکہ میں اس کاروبار کے خلاف ہوں کیونکہ اس کاروبار میں زبانی طور پر گاہک سے کہا جاتا ہے کہ یہ چیز تم کو قسطوں پر دی جاتی ہے تاکہ تم کو فائدہ پہنچے اور تم آسانی سے ایک بڑی چیز کے مالک بن جاؤ اور کاغذات میں کرایہ دار لکھا جاتا ہے۔ قسطیں رکنے کی صورت میں چیز واپس لے لی جاتی ہے۔ میری بیوی کا کہنا ہے کہ جب بہت سے لوگ اس کاروبار کو کر رہے ہیں تو پھر مولانا صاحب سے دریافت کیوں کرتے ہو؟ میرا خیال ہے کہ خریدی ہوئی چیز نقص کی بنا پر تو واپس ہو سکتی ہے مگر فروخت کی ہوئی چیز واپس نہیں ہوتی۔ واجبات کی ادائیگی کے لئے مہلت دی جاتی ہے۔ اس مسئلہ میں آپ کی رائے اسلامی شریعت کے مطابق کیا ہے؟

ج ...... قسطوں پر چیز دینا تو جائز ہے مگر اس میں یہ دو خرابیاں جو آپ نے لکھی ہیں، قابل اصلاح ہیں۔ ایک خریدار کو کرایہ دار لکھنا، دوسرے قسط ادا نہ کرنے کی صورت میں چیز واپس لے لینا۔ یہ دونوں باتیں شرعاً جائز نہیں۔ اس کے بجائے کوئی ایسا طریقہ کار تجویز کیا جانا چاہئے کہ قسطوں کی ادائیگی کی بھی ضمانت مل سکے اور شریعت کے خلاف بھی نہ ہو۔

قرض کے مسائل

مکان رہن رکھ کر رقم بطور قرض لینا

س…… بارہا سنتے آئے ہیں کہ سود لینے والا اور سود دینے والا دونوں جہنمی ہیں اور برابر کی سزا کے مستحق ہیں۔ جاننا یہ چاہتا ہوں کہ حقیقتاً دونوں ہی برابر کے سزاوار ہیں؟ جبکہ بعض اوقات انسان اپنی کسی بہت بڑی مجبوری کے باعث سود پر قرض لینے پر آمادہ ہوتا ہے پھر سالوں اپنی تنگ دستی اور معاشی بدحالی کے باوجود سود کی رقم ادا کرتا رہتا ہے تو کیا خدا تعالیٰ کے نزدیک ایسے شخص کیلئے بھی رحم کی کوئی گنجائش نہیں؟ دنیا میں اس ذہنی اذیت کو اٹھانے کے بعد بھی جہنم ہی اس کا مقدر ہے؟ رہن بھی سود کی ایک قسم ہے۔ ہمارے معاشرے میں بہت سے لوگ باقاعدہ سود پر قرضے فراہم کرتے ہیں اور یہی ان کا کاروبار ہے۔ انہیں پیشہ ور سود خور کہتے ہیں لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جن کا کاروبار سود پر قرضے فراہم کرنا تو نہیں لیکن تعلقات کی بنا پر وہ رہن رکھ کر قرضہ دیتے ہیں اور پھر اس رہن سے حاصل ہونے والی رقم خود کھاتے ہیں اس صورت میں بھی دونوں فریق برابر کے سزاوار ہیں؟ میں نے اشد ضرورت اور بے حد مجبوری کے باعث اپنے مکان کا ایک حصہ ایک صاحب کے پاس رہن رکھ کر اس جگہ کی مالیت کا نصف حصہ قرض وصول کیا ہے اور اب میں انہیں یہ رقم دیتے ہوئے خوش نہیں اور سخت معاشی بدحالی کا شکار ہوں تو کیا اس صورت میں بھی میں برابر کا سزاوار ہوں۔ جبکہ میں رہن ادا کرتے کرتے فاقوں کی نوبت کو پہنچ گیا ہوں۔ جب سے میں نے قرض لیا ہے اور سود ادا کر رہا ہوں میں نے محسوس کیا ہے کہ میں مالی لحاظ سے پستی میں گرتا جا رہا ہوں، روپے میں برکت نہیں رہی۔ کاروبار خراب سے خراب تر ہوتا جا رہا ہے، کیا سود دینے سے گھر کی برکات جاتی رہتی ہیں؟ اس کے علاوہ شب و روز اپنے جہنمی ہونے کا غم کھائے جا رہا ہے۔

ج…… سود دینا اور لینا دونوں حرام ہیں اور رہن کی جو صورت آپ نے لکھی ہے وہ بھی حرام

ہے، آپ نے سود پر قرض لے کر غضب الٰہی کو دعوت دی ہے، اب اس کا علاج سوائے توبہ و استغفار کے کچھ نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ مکان کا کچھ حصہ فروخت کر کے آپ سود و قرض سے نجات حاصل کر لیں؟

س...... میں نے ملازمت سے سبکدوش ہونے کے بعد اپنی پنشن کی رقم اور ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے قرض حاصل کر کے ۱۲۰ گز پلاٹ پر مکان تعمیر کیا ہے۔ ۳۵ سال کرایہ کے مکان میں گزارنے کے بعد اپنا ذاتی مکان رکھنے کی دیرینہ آرزو پوری ہوئی۔ اس قرض کی ادائیگی ماہانہ قسطوں میں پندرہ سال کے عرصے میں مکمل ہوگی اور ماہانہ اقساط کے لحاظ سے جو کل رقم پندرہ سال میں ادا ہوگی وہ وصول شدہ قرضے سے کم و بیش ڈیڑھ گنا زیادہ ہوگی یعنی مبلغ ۶۵ ہزار روپے قرض کے تقریباً ۹۷ ہزار ہو جائیں گے۔ ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن ایک سرکاری ادارہ ہے اور حالیہ سرکاری پالیسی کے مطابق اب یہ ادارہ تعمیر شدہ مکان کی ملکیت میں شراکت کی بنیاد پر بلا سودی قرضہ دیتا ہے اور پندرہ سال کے عرصہ میں جو زائد رقم وصول کرتا ہے وہ غالباً اس وقت کی روپے کی قیمت کے بموجب ہے کیونکہ جدید معیشت میں افراط زر کا رجحان ایک مسلمہ پہلو ہے جس کے تحت قیمتوں میں عدم استحکام ایک عالمگیر مسئلہ بنا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جوں جوں وقت گزرتا جاتا ہے ہمارے روپے کی قیمت کم ہوتی جاتی ہے۔ اور اشیائے صرف کی قیمتوں میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ مثلاً آج سے ۱۵ سال یعنی ۶۸ء کے اقتصادی حالات کا جائزہ لیں تو ہمیں تمام اشیاء کی قیمتوں میں آج کی نسبت زمین و آسمان کا فرق نظر آئے گا، ایسی صورت میں اس زائد رقم کو پندرہ سال بعد کی قیمت کے بموجب منافع شمار کرنے کے بجائے "سود" گردانا کہاں تک صحیح ہے۔ لیکن میں نے جب قرضے کے اس مسئلہ کو ہمارے ایک کرم فرما مولوی صاحب (جو ایک مستند عالم ہیں) کے سامنے رکھا تو انہوں نے بلاتوقف فرمایا کہ آپ نے سودی قرض لے کر گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہے اور یہ کہ آپ اپنے پنشن کے پیسے سے جتنا اور جیسا بھی مکان بنتا بنا لیتے اور گزارہ کرتے۔ محض بچوں کی خاطر یہ قرض لے کر جہنم نہ خریدتے۔ تو جناب سے دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ (الف) آیا ملکیت میں شراکت کی بنیاد پر بلا سودی قرضہ لے کر میں گناہ کبیرہ کا مرتکب ہوا ہوں؟ (ب) آیا اپنے بچوں کو ایک صاف ستھرا مکان اور ماحول مہیا کرنے کی کوشش کرنا ایک مسلمان کے لئے ممنوع ہے؟ اور کیا محض محدود وسائل کی بنا پر اسے اپنے ابتر حالات پر صابر و شاکر ہو کر بیٹھ رہنا چاہئے۔ اور اپنا معیار زندگی جائز ذرائع

سے بہتر کرنے کی کوشش نہیں کرنا چاہئے (ج) آیا متذکرہ بالا صورت کے باوجود بھی فنانس کارپوریشن کا یہ نرم سودی قرض ہی شمار ہوگا اور اس سے مکان بنانا ایک مسلمان کے لئے حرام ٹھہرے گا؟

ج...... جی ہاں! یہ قرض بھی سودی قرض ہی ہے۔ بہرحال آپ لے چکے ہیں تو اب خدا تعالیٰ کے سامنے اپنے جرم کا اقرار کرتے ہوئے توبہ استغفار کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائیں۔ تاویلات کے ذریعہ چیز کی حقیقت نہیں بدلتی۔ نہ کسی حرام کو حلال کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ معاملہ کسی بندے کے ساتھ نہیں، خدا تعالیٰ کے ساتھ ہے اور خدا تعالیٰ کے سامنے غلط تاویلیں نہیں چلیں گی بلکہ جرم کی سنگینی میں اور بھی اضافہ کریں گی۔

رقم ادھار دینا اور واپس زیادہ لینا

س...... ایک صاحب کو ۱۹۵۱ء میں ۲۵ روپے ادھار دیئے انہوں نے ۱۹۹۳ء میں ۲۵ روپے ادا کئے اگر وہ مجھے ۲۵ روپے ۱۹۵۱ء میں ادا کر دیتے تو میں اس سے ۳ ماشے سونا خرید سکتا تھا کیونکہ اس وقت سونا ایک سو روپے فی تولہ تھا۔ اب مجھے ۳ ماشے سونا خریدنے کے لئے ایک ہزار روپے چاہئیں کیونکہ آج کل سونا ۴ ہزار روپے فی تولہ ہے۔ اگر میں ان ۲۵ روپوں کا سونا خریدنے جاؤں تو دکاندار منہ نہیں لگائے گا بلکہ دماغ کی خرابی بتلائے گا۔ اگر میں قرضدار سے ایک ہزار روپے مانگتا تو وہ مجھے سود کھانے کا طعنہ دیتا۔ بتایئے اس قسم کے لین دین میں کیا کیا جائے کہ کسی کے ساتھ بے انصافی نہ ہو؟

ج...... میں تو یہی فتویٰ دیتا ہوں کہ روپے کے روپے لئے جائیں ورنہ سود کا دروازہ کھل جائے گا روپے قرض دیتے وقت مالیت کا تصور کسی کے ذہن میں نہیں ہوتا ورنہ روپے کے بجائے سونے کا قرض لیا دیا جاتا بہرحال دوسرے اہل علم سے دریافت کرلیں۔

سونے کے قرض کی واپسی کس طرح ہونی چاہئے

س...... میرے ایک دوست (الف) نے پندرہ سال قبل یعنی ۱۹۶۹ء میں ایک شخص (ب) سے پندرہ تولے سونا بطور قرض لیا تھا کیونکہ ب ایک سنار ہے، لہٰذا نقد رقم اس نے نہیں دی الف

نے وہ سونا اس وقت تقریباً ۱۳۰۰۰ ہزار روپے میں فروخت کیا اب پندرہ سال کے بعد ب نے (جو اس وقت ملک سے باہر چلا گیا تھا واپسی پر) الف سے اپنا پندرہ تولہ سونا واپس طلب کیا، الف نے کہا، اس کو میں نے اس وقت ۱۳۰۰۰ روپے میں فروخت کیا تھا لہٰذا اب تم مجھ سے مبلغ ۱۳۰۰۰ روپے لے لو مگر ب کا کہنا ہے کہ مجھے یا وہ ۱۵ تولہ سونا واپس کر دیا موجودہ قیمت ادا کرو فقہ حنفیہ کی روشنی میں جواب سے جلد نوازیں کہ ان دونوں میں سے حق پر کون ہے، ویسے اس وقت ۱۵ تولہ سونے کی قیمت تقریباً ۲۲۵۰۰ بنتی ہے، امید ہے کہ جواب سے جلد نوازیں گے۔

ج...... جتنا سونا وزن کر کے لیا تھا اتنا ہی واپس کرنا چاہئے، قیمت کا اعتبار نہیں۔

فیکٹری سے سودی قرضہ لینا جائز نہیں

س...... فیکٹری میں قرضے دیئے جاتے ہیں جن میں موٹر سائیکل، پنکھا، ہاؤس بلڈنگ کا قرضہ دیا جاتا ہے اور اس پر چار فی صد سود کے نام سے ہماری تنخواہ سے منہا کیا جاتا ہے۔ آیا اس کا لینا درست ہے؟

ج...... یہ سودی قرضہ ہوا۔ اس کا لینا جائز نہیں۔

مکان بنانے کے لئے سود پر قرضہ لینا ناجائز ہے

س...... میرے پاس ایک پلاٹ ہے اور اس کو بنوانے کے لئے کوئی راستہ نہیں۔ میرے پانچ بچے ہیں۔ حکومت لون دے رہی ہے۔ ساٹھ ہزار دے کر اسی ہزار وصول کرے گی تو کیا میں لون لے کر مکان بنوا لوں، یہ میرے لئے جائز ہے یا نہیں؟

ج...... واضح رہے کہ جس طرح "سود" کا لینا منع و حرام ہے اسی طرح سود دینا بھی حرام ہے۔ حکومت جو بیس ہزار زائد لے رہی ہے، یہ سود ہے۔ لہٰذا یہ معاملہ شرعاً ناجائز ہے۔

ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے قرض لے کر مکان بنانا

س...... پہلے ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سود کی بنیاد پر قرض دیتی تھی۔ لیکن اب وہ مضاربت یعنی شراکت کی بنیاد پر قرض دیتی ہے۔ اس کے ذریعے پہلے ہی سے طے کر لیا جاتا ہے کہ مکان کا کرایہ کیا ہوگا۔ نصف کرایہ کارپوریشن لیتی ہے اور نصف مالک مکان۔ لیکن یہ بات

ذہن نشین کر لینے کی ہے کہ مکان کا کرایہ کبھی ملتا ہے کبھی نہیں۔ کبھی مکان خالی رہتا ہے اور کرایہ گھٹتا اور بڑھتا رہتا ہے۔ لیکن کارپوریشن برابر وہی مقرر کردہ کرایہ کا نصف لیتی ہے۔ کیا یہ سود نہیں ہے؟ بلکہ یہ سود سے بھی بدتر ہے کیونکہ سود کا لفظ نہیں کہا جاتا ہے لیکن در حقیقت سود ہے۔ اس طرح ناواقف لوگ سود جیسے عظیم گناہ میں ملوث ہو جاتے ہیں۔ آپ اپنی رائے سے جلد از جلد آگاہ کریں۔ بڑی مہربانی ہوگی۔

ج...... میں نے جہاں تک غور کیا، کارپوریشن کا یہ معاملہ سود ہی کے تحت آتا ہے۔ اس معاملہ کی پوری حقیقت دیگر محقق علماء سے بھی دریافت کر لی جائے۔

قرض کی رقم سے زائد لینا

س...... کافی عرصہ پہلے میں نے اپنے والد بزرگوار سے بطور قرض دس ہزار روپے کی رقم لے کر اپنے مکان کا بقایا حصہ تعمیر کرایا، اس خیال سے کہ اسے کرائے پر دے کر قرض بھی اتار لوں گا اور کچھ آسرا رقم کا مجھے بھی ہو گا اور پھر میں نے وہ مکان ۴ سو روپے ماہانہ کرائے پر دے دیا۔ اور دو سو روپے ماہانہ والد صاحب کو دیتا رہا اور باقی دو سو روپے ماہانہ میں نے بنک میں جمع کئے۔ اس نیت سے کہ جمع ہونے پر ان کے دس ہزار روپے لوٹا دوں گا۔ اب قصہ مختصر یہ کہ دس ہزار روپے پورے ہونے کو ہیں تو والد صاحب کہتے ہیں کہ میرے پیسے کب دو گے؟ میں نے کہا کہ اب تو بس تھوڑی مدت باقی رہ گئی ہے، رقم جمع ہو جائے تو دے دیتا ہوں، تو والد صاحب بولے کہ وہ تو میری رقم سے پیدا کیا ہوا پیسہ ہے، یوں بولو کہ مجھ سے لی ہوئی رقم کب دو گے؟ یعنی ان کا ارادہ یہ ہے کہ جو دو سو ماہانہ وصول کیا وہ بھی اور جو دو سو جمع کئے وہ بھی سب ان کی رقم سے پیدا ہوا۔ اس طرح ان کو مل جائے گا پندرہ ہزار روپیہ۔ اور اب وہ چاہتے ہیں کہ دس ہزار میرا قرض بھی دو یعنی انہوں نے دس ہزار سے پچیس ہزار بنا لیا۔

ج...... آپ جتنی رقم ادا کر چکے ہیں، ان کے قرض کا اتنا حصہ ادا ہو چکا ہے باقی رقم ادا کر دیجئے ان کا صرف دس ہزار روپے قرضہ ہے، اس سے زائد لینا ان کے لئے جائز نہیں ہے۔

قرض پر منافع لینا سود ہے

س...... بعض لوگ ہم سے چیزوں کے علاوہ نقد رقم ۵۰ یا ۱۰۰ روپے یا اس سے کم یا زیادہ روپے بھی ادھار لیتے ہیں۔ چیزوں پر تو تقریباً ہمیں ۱۰ یا ۲۰ فیصد منافع مل جاتا ہے لیکن نقد پیسے دیئے

سے ہمیں کوئی منافع نہیں ملتا۔ حالانکہ یہ نقد دی ہوئی رقم بھی ہمیں مہینے یا دو مہینے بعد ملتی ہے یا اس سے بھی دیر سے ملتی ہے۔ اگر ہم اس پر کوئی منافع لیں تو کیا یہ منافع سود میں شمار ہوگا یا ہمارے لئے جائز ہوگا؟

ج..... نقد رقم ادھار پہ دینا قرض حسنہ کہلاتا ہے۔ اس پر آپ کو ثواب ملے گا۔ مگر اس پر زائد رقم منافع کے نام سے وصول کرنا سود ہے۔ اور یہ حلال نہیں۔ مسلمان کو ہر معاملہ دنیا کے نفع کیلئے ہی نہیں کرنا چاہئے۔ آخرت کے نفع کیلئے بھی تو کچھ کرنا چاہئے، سو کسی ضرورت مند کو قرض حسنہ دینا آخرت کا نفع ہے، اس پر بہت سا اجر و ثواب ملتا ہے۔

قرضہ کے ساتھ مزید کوئی اور چیز لینا

س..... مجھ سے میرے چچا نے دس ہزار روپے نقد وصول کئے ہیں اور کہا ہے کہ ایک سال کے بعد آپ کو دس ہزار روپے واپس کروں گا اور اس کے ساتھ پچیس من چاول بھی۔ کیا مجھ کو پیسے اور اناج دونوں لینا جائز ہے یا ناجائز؟

ج..... جب آپ اپنا دس ہزار کا قرضہ واپس لے لیں، تو اس پر مزید کوئی چیز لینا سود ہے یعنی حلال نہیں ہے۔

قرض کی واپسی پر زائد رقم دینا

س..... میرا بھائی میرے سے قرض دس روپیہ لے لیتا ہے اور واپسی پر مجھے خوشی سے پندرہ دیتا ہے، پوچھنا یہ ہے کہ یہ کہیں سود تو نہیں ہے؟

ج..... اگر زائد روپے بطور معاوضہ کے دیتا ہے تو سود ہے اور اگر ویسے ہی اپنی طرف سے بطور انعام و احسان کے دیتا ہے تو پھر بعد میں کسی اور موقع پر دیدیا کرے۔

قرض دیتے وقت دعا کی شرط لگانا

س..... اگر کسی کو قرض اس شرط پر دیا جائے کہ رقم کی ادائیگی کے وقت تک میرے حق میں دعا کرتے رہو، تو کیا یہ بھی سود میں شمار ہوگا اور اس کی دعا قبول ہوگی یا نہیں؟

ج..... جس کو قرض دیا جائے دعا تو وہ خود ہی کرے گا، بہرحال دینے والے کو دعا کی شرط لگانا غلط اور اس کے ثواب کو غارت کرنے والا ہے، البتہ یہ سود نہیں۔ یعنی دعا کو شرط قرار دینا صحیح نہیں ہے۔

قومی قرضوں کا گناہ کس پر ہوگا

س...... مقروض پر قرضہ کا زبردست بوجھ ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مقروض کی نماز جنازہ نہیں پڑھاتے تھے، جب تک آپؐ کو اللہ نے وسعت نہ دی تھی، بعد میں اس کا قرض اپنے ذمہ لے کر آپؐ نماز جنازہ ادا کرتے تھے۔

ہماری قوم پر اربوں ڈالر کا قرض ہے جو قوم کے نام پر ورلڈ بینک سے لیا گیا ہے۔ اس کی اصل اور سود جو اربوں روپے بنتا ہے ہر فرد پر واجب ہے۔ اور یہ قرض مع اصل اور سود ہر شخص پر واجب ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ نماز جنازہ پڑھاتے وقت یہ قرض پریذیڈنٹ، پرائم منسٹر، فنانس منسٹر اور اس کے عملہ کے کھاتے میں ڈالا جائے یا مرنے والے کے رشتے دار اصل قرض بغیر سود حکومت وقت کو ادا کردیں تاکہ وہ ورلڈ بینک کو ادا کرسکیں۔ کیا مقروض حالت میں نماز جنازہ ہوگی، جس کی ذمہ داری کوئی نہ لے؟ اب تک جو لوگ بلاواسطہ حکومتی قرض کی حالت میں مرے ہیں، کیا بخشے جائیں گے؟ بہت سے لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرتے ہیں، یہ سوال پوچھتے ہیں جس کا میرے پاس کوئی جواب نہیں ہے۔

ج...... قومی قرضے افراد کے ذمہ نہیں۔ بلکہ حکومت کے ذمہ ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کی مسئولیت براہ راست افراد سے نہیں۔ جس حکومت نے یہ قرضے لئے ہیں، اسی سے اس کی مسئولیت ہوگی، مگر چونکہ حکومت عوام کی نمائندگی کرتی ہے اس لئے غیر اختیاری طور پر عوام پر بھی ان قرضوں کے اثرات پڑتے ہیں، اگرچہ افراد گناہ گار نہیں۔

نام پتہ نہ بتانے والے کی مالی امداد کیسے واپس کریں

س...... گزارش ہے کہ کچھ عرصہ قبل میرے ساتھ ایک حادثہ پیش آگیا تھا جو کہ دوسرے شہر میں ہوا تھا۔ اس میں ایک صاحب نے میری مالی امداد کی تھی۔ میرے بے حد اصرار پر بھی انہوں نے اپنا نام و پتہ نہیں بتایا تھا۔ اس وقت سے اب تک میں ذہنی پریشانی میں مبتلا ہوں۔ آپ بتائیں کہ میں اس رقم کو کیسے واپس کروں اور اس کا قرآن و حدیث میں کیا حکم ہے؟

ج...... جب ان صاحب نے اپنا نام پتہ نہیں بتایا تو اس سے واضح ہوتا ہے کہ ان کی نیت اس رقم کو واپس لینے کی نہیں تھی۔ اس لئے واپس کرنے کے لئے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دے رکھی ہے تو اتنی رقم ان صاحب کی طرف سے صدقہ کر دیجئے۔

نامعلوم ہندوؤں کا قرض کیسے ادا کریں

س...... آج سے تقریباً ۴۰ سال قبل ہمارا ہندو سیٹھ جن سے کاروباری لین دین کا معاملہ تھا وہ ہندو، تقسیم پاکستان کے وقت یہاں سے ہندوستان چلے گئے، وہ ہندو سیٹھ بغیر اپنا ایڈریس بتائے ان سے چلے گئے۔ پریشانی یہ ہے کہ ان کا کچھ روپیہ ہمارے پاس رہ گیا بطور قرض۔ اب مجھے یاد نہیں کہ ان کی کتنی رقم ہماری طرف ہوتی ہے۔ وہ ہندو جب چلے گئے تو انہوں نے وہاں سے ہمارے ساتھ کوئی تعلق واسطہ نہیں رکھا، نہ ہی اپنا کوئی پتہ، ٹھکانا ہمیں بتایا۔ میں چاہتا ہوں کہ وہ ہندو اگر زندہ ہو تو ان کی رقم انہیں لوٹا دوں، اگر وہ زندہ نہیں تو ان کے جو وارث ہیں انہیں وہ رقم واپس کر دوں مگر پریشانی یہ ہے کہ نہ ہی وہ رقم مجھے یاد ہے نہ ان کا ٹھکانا معلوم ہے۔ اب آپ مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ اب اس سلسلے میں کیا کروں؟ خدانخواستہ اس رقم کی آخرت میں مجھ سے پکڑ ہوگی۔ میں تو ایمانداری سے ان کی رقم لوٹانے کو تیار ہوں۔ ان ہندوؤں کی تعداد آٹھ یا دس ہے۔

ج...... رقم کتنی ہے، اس کا تو اندازہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ تخمینہ لگائیے کہ تقریباً اتنی ہوگی۔ جتنی رقم سمجھ میں آئے اتنی رقم کسی ضرورت مند کو دیدیں اور اپنے ذمہ سے بوجھ اتارنے کی نیت کرلیں۔

سود کی رقم قرض دار کو قرض اتارنے کے لئے دینا

س...... سود کے پیسے اگر ہمارے پاس ہوں تو کیا ہم ان پیسوں سے قرض دار کو قرض ادا کرنے کے لئے دے سکتے ہیں یا نہیں؟ یا وہ پیسے صرف مسجد وغیرہ میں بیت الخلا پر ہی لگائے جاسکتے ہیں؟

ج...... سود کے پیسوں سے اپنا قرض ادا کرنا جائز نہیں، نہ ان کو مسجد یا اس کے بیت الخلا میں لگایا جائے۔ بلکہ جس طرح ایک قابل نفرت اور گندی چیز سے چھٹکارا حاصل کیا جاتا ہے، اس خیال سے یہ سود کے پیسے کسی محتاج کو بغیر نیت ثواب دے دیئے جائیں۔ سوال میں جس قرض دار کے بارے میں پوچھا گیا ہے اگر وہ واقعی محتاج ہے تو اس کو قرض ادا کرنے کیلئے سود کی رقم دینا جائز ہے۔

فلیٹ کی تکمیل میں وعدہ خلافی پر جرمانہ وصولنا شرعاً کیسا ہے

س ...... میں نے ایک صاحب سے ایک عدد فلیٹ خریدا تھا۔ انہوں نے مجھ سے پوری رقم لے لی ہے۔ انہوں نے ایک تاریخ طے کر کے وعدہ کیا تھا کہ اس مقررہ تاریخ تک فلیٹ مکمل کر دوں گا۔ میں نے اس وقت ان کو یہ کہا تھا کہ یہ بات مشکل ہے، چنانچہ میں نے ان سے یہ بات کہی کہ اگر اس تاریخ تک آپ یہ فلیٹ مجھے مکمل کر کے نہ دیں تو آپ پر جرمانہ ہونا چاہئے۔ طے یہ پایا تھا کہ اگر اس تاریخ تک قبضہ نہ دیا تو اس علاقہ میں اتنے بڑے فلیٹ کا جو کرایہ ہو گا ادا کروں گا۔ چنانچہ فلیٹ ابھی تک مکمل نہیں ہوا ہے اور میں نے ان سے اس کا کرایہ مبلغ دو ہزار روپے لینا شروع کر دیا ہے۔ بعض دوستوں نے یہ بات بتائی کہ یہ رقم سود بن جاتی ہے براہ کرم فتویٰ دیں کہ اگر واقعتاً یہ رقم سود ہے تو میں ان سے کرایہ نہ لوں؟

ج ...... جب بیچنے والے نے حسب وعدہ مقررہ مدت میں مکان خریدار کے حوالے نہیں کیا تو بروقت مکان نہ دینے کی صورت میں باہمی جرمانہ کا طے کر لینا درست نہیں ہے۔ خریدار اگر چاہے تو اس معاملہ کو ختم کر سکتا ہے، لیکن زائد مدت کے عوض جرمانہ وصول کرنا جائز نہیں ہے۔ خلاصہ یہ کہ مکمل فلیٹ مقررہ مدت میں نہ ملنے کی صورت میں جرمانہ لینا (خواہ نام کرایہ وغیرہ کوئی بھی تجویز کر لیں) سود ہے اور جو وصول کیا ہے وہ بھی مالک کو واپس کرنا ضروری ہے۔

ایفائے عہد یا نقض عہد؟

س ...... "الف" نے "ب" سے یہ کہہ کر قرضہ لیا کہ اگلے ماہ کی پہلی تاریخ کو دے دوں گا لیکن اتفاقاً اس پہلی تاریخ کو ہفتہ واری چھٹی تھی لہٰذا دفتر تنخواہ بند ہونے کی وجہ سے پہلی کو "الف" وہ قرضہ ادا نہ کر سکا۔ آپ بتلائیں کہ اس کا وعدہ پورا ہوا یا نقض عہد کا مرتکب ہوا؟

ج ...... چونکہ فریقین کے ذہن میں یہ تھا کہ پہلی تاریخ کو تنخواہ ملنے پر قرضہ ادا ہو گا اس لئے اس تاریخ کو دفاتر بند ہونے کی وجہ سے اگر ادائیگی نہ ہو سکی تو اگلے دن کر دے۔ یہ وعدہ خلافی کا مرتکب اور گنہگار نہ ہو گا۔ حدیث شریف میں ہے:

اذا وعد الرجل اخاہ ومن نیتہ ان یفی لہ، فلم یف ولم یجئی للمیعاد فلا اثم علیہ

(مشکوٰۃ شریف ...... صفحہ ۴۱۶۔ بروایت ابو داؤد والترمذی)

ترجمہ ...... "جب آدمی اپنے بھائی سے وعدہ کرے اور اس کی نیت یہ تھی کہ وہ اس وعدے کو پورا کرے گا لیکن (کسی عذر کی وجہ سے) نہ کرسکا اور وعدے پر نہ آسکا تو اس پر کوئی گناہ نہیں۔"

ادائیگی کا وعدہ کرتے وقت ممکنہ رکاوٹ بھی گوش گزار دیں

س ...... کاروباری لین دین کے مطابق ہمیں یہ معلوم ہو کہ فلاں دن ہم کو پیسے بازار سے ملیں گے، دکاندار کے وعدہ کے مطابق ہم کسی دوسرے افراد سے وعدہ کرلیں کہ ہم آپ کو کل یا پرسوں پیسے ادا کردیں گے۔ اگر سامنے والا دکاندار وعدہ خلافی کرے، کسی بھی بنا پر تو ہم اپنے کئے ہوئے وعدے پر قائم نہیں رہ سکتے۔ اب اگر ہم نے جس سے وعدہ کیا ہوا سے موجودہ صورتحال بتادیں تو وہ یقین نہ کرے۔ اس بات کو ذہن میں رکھتے ہوئے ہم کچھ اور وجہ بیان کردیں تاکہ وہ ناراض بھی نہ ہو، کیا ایسا کرنا جائز ہوگا؟

ج ...... غلط بیانی تو ناجائز ہی ہوگی خواہ مخاطب اس سے مطمئن ہی ہوجائے اس کے بجائے اس سے وعدہ کرتے وقت ہی یہ وضاحت کردی جائے تو مناسب ہے کہ فلاں شخص کے ذمہ میرے پیسے ہیں اور فلاں وقت کا اس نے وعدہ کر رکھا ہے اس سے وصول کرکے آپ کو دوں گا۔ الغرض جہاں تک ممکن ہو وعدہ خلافی اور غلط بیانی سے پرہیز کرنا لازم ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ:

التاجر الصدوق الامین مع النبیین والصدیقین والشہداء

(مشکوٰۃ شریف ...... صفحہ ۲۴۳۔ بروایت ترمذی وغیرہ)

ترجمہ ...... "سچا امانت دار تاجر (قیامت کے دن) نبیوں، صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ ہوگا۔"

ایک اور حدیث میں ہے:

التجار یحشرون یوم القیامۃ فجاراً الا من اتقٰی و بر و صدق
(مشکوٰۃ شریف ...... صفحہ ۲۴۴۔ بروایت ترمذی وغیرہ)
ترجمہ ...... "تاجر لوگ قیامت کے دن بدکار اٹھائے جائیں گے۔ سوائے اس شخص کے جس نے تقویٰ اختیار کیا اور نیکی کی اور سچ بولا۔"

قرض واپس نہ کرنے اور نا اتفاقی پیدا کرنے والے چچا سے قطع تعلق

س ...... میرے چچا نے میرے والد سے تقریباً ۱۰ سال قبل تقریباً ایک لاکھ روپے کا مال اس صورت میں لیا کہ فلاں فلاں دکاندار کو دینا ہے جب اس سے رقم مل جائے گی تو ادائیگی کر دیں گے۔ اس سے قبل بھی یہ سلسلہ کرتے رہے اور رقم لوٹا دیا کرتے تھے۔ اس مرتبہ کچھ عرصہ گزرنے پر رقم نہیں ملی۔ والد محترم نے تقاضا کیا تو چچا نے نقصان کا بہانہ بنا دیا اور یکمشت اور فوری ادائیگی پر معذرت کی۔ آخر ۸ سال کا عرصہ گزر گیا۔ اس عرصہ میں والد محترم نہ صرف خود اس کا تقاضا کرتے رہے بلکہ مجھ سے بھی تقاضا کرایا مگر چچا خراب حالات اور مختلف بہانے کرتے رہے۔ آج سے ۲ سال قبل والد محترم کا انتقال ہو گیا۔ جب میں نے رقم کا مطالبہ کیا تو پہلے انہوں نے بالکل انکار کیا کہ انہوں نے کوئی رقم نہیں دینی۔ آخر میرے یاد دلانے پر انہوں نے کہا، ہاں کچھ حساب تو ہے اور ثبوت مہیا کریں مگر اتنی لمبی رقم نہیں ہے۔ کبھی کہتے تمہارے والد نے مجھ سے رقم لے لی ہے۔ کبھی کچھ، کبھی کچھ بہانے کرتے رہے ہیں۔ میں نے خاندان کے کچھ بزرگوں کو اس معاملہ کو حل کرانے کیلئے کہا تو انہوں نے سخت ناراضگی کا اظہار کیا اور کہا کوئی اس معاملہ میں نہ بولے۔ چچا کے حالات بالکل ٹھیک ہیں نہ صرف اب بلکہ پہلے سے بھی ٹھیک ہیں۔ چچا نہ صرف لین دین کے معاملہ میں ہی صحیح نہیں بلکہ عام گھریلو معاملات میں بھی میانہ روی نہیں کرتے۔ خاندان میں اور دوسرے افراد کو ورغلانا اور ہمارے بہن بھائیوں میں بھی نا اتفاقی پیدا کرنے میں اعلیٰ کردار ادا کر رہے ہیں۔ کیا ایسی صورت میں چچا سے قطع تعلق کر لیا جائے؟

ج...... اگر یہاں نہیں دیتے تو قیامت میں دینا پڑے گا۔ جہاں تک قطع تعلق کی بات ہے، زیادہ میل جول نہ رکھا جائے۔ لیکن سلام دعا، عیادت اور جنازے میں شرکت وغیرہ کے حقوق منقطع نہ کئے جائیں۔

قرض ادا کر دیں یا معاف کرالیں

س...... غالباً ۷۰۔ ۱۹۶۹ء میں، میں نے اپنے ایک اسکول ٹیچر سے ایک رسالہ جس کی قیمت اس وقت صرف ۷۰ پیسے تھی، ادھار خریدا لیکن اس کی رقم ادا نہ کی۔ اگلے ماہ ان سے ایک اور رسالہ اس وعدہ پر ادھار خریدا کہ دونوں کے پیسے اکٹھے دے دوں گا اور پھر تیسرے ماہ ان سے ایک اور رسالہ ادھا خرید لیا، اس وعدے کے ساتھ کہ تینوں کے پیسے اکٹھے چند روز میں ادا کر دوں گا۔ لیکن وہ دن آج تک نہیں آیا ہے۔ ان تینوں رسالوں کی مجموعی قیمت (دو روپے دس پیسے تھی۔ اس کے کوئی ایک سال بعد ان محترم استاد نے ان پیسوں کا تقاضا بھی کیا لیکن میں نے پھر بہانہ بنا دیا اور آج تک یہ ادھار ادا نہیں کر سکا۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ میں ان رسالوں کی قیمت انہیں ادا کرنا چاہتا ہوں۔ یہ تحریر فرمائیں کہ جبکہ اس بات کو قریباً ۱۹ برس گزر چکے ہیں، مجھے اصل رقم جو (دو روپے دس پیسے بنی تھی وہی ادا کرنا ہوگی یا زیادہ؟ اگر زیادہ تو کس حساب سے؟ میں نے ایک حدیث مبارک سنی ہے جس کا مفہوم کچھ اس طرح ہے کہ "جس شخص نے دنیا میں کسی سے قرض لیا اور واپس نہ کیا تو قیامت کے دن اسے صرف (دو) ۲ پیسے کے بدلے اس کی سات سو مقبول نمازوں کا ثواب دینا پڑے گا۔"

ج...... ان تینوں رسالوں کی قیمت آپ کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اپنے استاد محترم سے مل کر یا تو معاف کرالیں یا جتنی قیمت وہ بتائیں، ان کو ادا کر دیں۔ دو پیسے والی جو حدیث آپ نے ذکر کی ہے یہ تو کہیں نہیں دیکھی البتہ قرض اور حقوق کا معاملہ واقعی بڑا سنگین ہے۔ آدمی کو مرنے سے پہلے ان سے سبکدوش ہو جانا چاہئے۔

بیٹا باپ کے انتقال کے بعد نادہند مقروض سے کیسے نمٹے

س...... میرے والد محترم سے ایک شخص نے کچھ رقم بطور قرض لی۔ اس کے عوض اپنا

کچھ قیمتی سامان بطور زر ضمانت رکھوا دیا۔ مقررہ میعاد پوری ہونے پر جب وہ شخص نہیں آیا تو والد محترم نے مجھ سے کہا کہ فلاں شخص ملے تو اس سے رقم کی وصولی کا تقاضا کرنا اور اس کی امانت یاد دلانا۔ کئی مرتبہ وہ شخص ملا، میں نے والد محترم کا پیغام دیا مگر ہر مرتبہ جلد ہی ملاقات کا بہانہ کر دیتا۔ اسی اثنا میں میرے والد محترم کا انتقال ہوگیا اس کے کچھ عرصہ بعد وہ شخص ملا۔ میں نے والد محترم کے انتقال کا بتایا اور اس سے اپنی رقم کا مطالبہ کیا۔ اس شخص نے کہا وہ رقم نہیں دے سکتا اسے یہ رقم معاف ہی کر دی جائے اور اس کی امانت اس کو واپس دے دی جائے۔ اپنی موت اور اس کی امانت کی حفاظت کی کوئی گارنٹی نہ ہونے کے ڈر سے میں نے اس کی امانت اس کے حوالے کر دی۔

۱۔ کیا میں نے صحیح کیا؟

۲۔ کیا میں والد محترم کی طرف سے اس قرضدار کو رقم معاف کر سکتا ہوں؟

۳۔ یا کوئی اور طریقہ ہو تو تحریر فرمائیں۔

ج...... آپ کے والد کے انتقال کے بعد ان کی رقم وارثوں کے نام منتقل ہوگئی۔ آپ اگر اپنے والد کے تنہا وارث ہیں اور کوئی وارث نہیں، تو آپ معاف کر سکتے ہیں۔ اور اگر دوسرے وارث بھی ہیں تو اپنے حصے کی رقم تو خود معاف کر سکتے ہیں اور دوسرے وارثوں سے معاف کرانے کی بات کر سکتے ہیں۔ (بشرطیکہ تمام وارث عاقل و بالغ ہوں)۔

رہن کا منافع استعمال کرنا

س...... ہمارے علاقے میں رہن کی رسم بہت عام ہے۔ جس کو بعض علماء نے جائز کر دیا ہے۔ اس کے تین طریقے ہیں۔

۱۔ فرض کیا "الف" نے "ب" سے ۱۰ ہزار روپے قرض لیا۔ "ب" نے اس کے بدلے "الف" کی زمین رہن رکھ لی۔ اب "ب"، "الف" کی زمین کی فصل اس وقت تک کھاتا رہے گا جب تک کہ "الف" پورے دس ہزار روپے واپس نہ کر دے۔

۲۔ اس طریقے میں "ب"، "الف" کو ۱۰ فیصد سالانہ مالیہ دے گا۔

۳۔ اس طریقے میں "ب" "الف" کو فصل کے تقریباً نصف مالیت کی رقم دے گا یا اپنی رقم میں سے کٹائے گا۔

جناب مولانا ایک بات یہ کہ اگر محنت، بیج اور بیل "الف" کے ہوں یا محنت، بیج اور بیل "ب" کے ہوں تو کیا اثر پڑے گا؟ جناب آپ اس کی شرعی حیثیت سے آگاہ کریں تاکہ ان لوگوں کو آپ کا فتویٰ دکھایا جائے۔

ج ..... رہن رکھی ہوئی چیز کا مالک رہن رکھوانے والا ہے اور اس کے منافع اور پیداوار بھی اسی کی ملکیت ہے۔ جس شخص کے پاس یہ چیز رہن رکھی گئی ہے نہ وہ رہن کی چیز کا مالک ہے اور نہ اس کی پیداوار کا، بلکہ یہ ساری چیزیں اس کے پاس امانت ہیں۔ جب مالک قرض کی رقم ادا کرے گا، یہ ساری چیزیں اس سے وصول کرلے گا۔ مرتہن کا رہن کے منافع اور اس کی پیداوار کا کھانا سود ہے جو شرعاً حرام ہے۔

امانت

امانت کی رقم اگر چوری ہو جائے تو شرعی حکم

س ...... ایک شخص جب بیرون ملک سے اپنے وطن جانے لگا تو اپنے دوست کے پاس کچھ رقم رکھ دی کہ جب پھر آئے گا تو رقم لے لے گا۔ دوبارہ وہ بیرون ملک نہ جا سکا اور دوست کی کئی بار یاد دہانی کے باوجود اس شخص نے رقم نہیں منگائی۔ دریں اثناء اس کے دوست کا بریف کیس جس میں اس شخص کی رقم رکھی تھی چوری ہو گیا۔ آپ بتائیں کیا ان حالات میں اس کے دوست پر پوری رقم واجب الادا ہے؟

ج ...... امانت کی رقم اگر اس نے بعینہٖ محفوظ رکھی تھی اور اس کی حفاظت میں غفلت نہیں کی تھی تو اس کے ذمہ اس رقم کا ادا کرنا لازم نہیں۔ لیکن اگر اس نے امانت کی رقم بعینہٖ محفوظ نہیں رکھی بلکہ اسے خرچ کر لیا یا اپنی رقم میں اس طرح ملا لیا کہ دونوں کے درمیان امتیاز نہ رہا یا اس کی حفاظت میں غفلت کی تو ادا کرنا لازم ہے۔

امانت کی رقم کی گمشدگی کی ذمہ داری کس پر ہے

س ...... ایک تقریب میں زید نے بکر کے پاس ایک چیز رکھوائی کہ تقریب کے خاتمے پر لے لے گا۔ مگر بکر سے وہ کھو گئی۔ کیا زید بکر سے اس چیز کی آدھی یا پوری قیمت لینے کا حق دار ہے؟

ج ...... جس شخص کے پاس امانت کی چیز رکھی ہو اگر وہ اس کی بے پروائی کی وجہ سے گم نہیں ہوئی تو اس سے قیمت وصول نہیں کی جا سکتی۔

کسی سے چیز عاریتاً لے کر واپس نہ کرنا گناہ کبیرہ ہے

س ...... ہمارے قریب ایک آدمی ہے وہ جس کسی کی اچھی چیز دیکھتا ہے تو اس سے دیکھنے کے لئے لیتا ہے پھر واپس نہیں کرتا۔ کیا یہ اس کے لئے جائز ہے؟

ج...... جو چیز کسی سے مانگ کر لی جائے وہ لینے والے کے پاس امانت ہوتی ہے۔ اس کو واپس نہ کرنا امانت میں خیانت ہے اور خیانت گناہ کبیرہ ہے۔

جو آدمی امانت سے انکار کرتا ہو اس پر حلف لازم ہے

س...... سوال یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس کوئی چیز امانت رکھی گئی تھی وہ شخص امانت کے وجود سے انکار کرتا ہے۔ حلف لینے سے بھی انکاری ہے۔ کلام پاک کا حلف ناجائز کہتا ہے۔ اب کیا کرنا چاہئے؟

ج...... جس شخص کے پاس امانت رکھی گئی اگر وہ اس سے انکار کرتا ہے تو شرعاً اس کے ذمہ حلف لازم ہے۔ پس یا تو وہ مدعی کی چیز اس کے حوالے کر دے۔ یا حلف اٹھائے اور جن مسلمانوں کو اس کی خبر ہو انہیں بھی مظلوم کی مدد کرنی چاہئے ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔

رشوت

نوکری کے لئے رشوت دینے اور لینے والے کا شرعی حکم

س..... رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں جہنمی ہیں۔ لیکن بعض معاشرتی برائیوں کے پیش نظر رشوت لینے والا خود مختار ہوتا ہے اور زبردستی رشوت طلب کرتا ہے اور رشوت دینے والا دینے پر مجبور ہوتا ہے کیونکہ اگر وہ انکار کرتا ہے تو اس کا کام روک دیا جاتا ہے۔ کیونکہ بعض کام ہیں جس کے بغیر اس معاشرے میں نہیں رہ سکتا اور بعض لوگ نوکریاں دلانے کے لئے بھی رشوت لیتے ہیں اور کیا نوکری حاصل کرنے والا شخص جو رشوت دیکر نوکری حاصل کرتا ہے تو کیا اس کا کمایا ہوا رزق حلال ہوگا کیونکہ ایسا شخص بھی خوشی سے رشوت نہیں دیتا۔ توان حالات میں لینے والا اور رشوت دینے والا ان دونوں کے لئے کیا حکم ہے؟

ج..... رشوت لینے والا تو ہر حال میں "فی النار" کا مصداق ہے۔ اور رشوت دینے والے کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ دفع ظلم کے لئے رشوت دی جائے تو امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مواخذہ نہیں فرمائیں گے۔ رشوت دیکر جو نوکری حاصل کی گئی ہو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر یہ شخص اس ملازمت کا اہل ہے اور جو کام اس کے سپرد کیا گیا ہے اسے ٹھیک ٹھیک انجام دیتا ہے تو اس کی تنخواہ حلال ہے۔ (گو رشوت کا وبال ہوگا) اور اگر وہ اس کام کا اہل ہی نہیں، تو تنخواہ بھی حلال نہیں۔

دفع ظلم کے لئے رشوت کا جواز

س..... آپ نے ایک جواب میں لکھا ہے کہ دفع مضرت کے لئے رشوت دینا جائز ہے۔ حالانکہ رشوت لینے اور دینے والے دونوں ملعون ہیں۔ پھر آپ نے کیوں جواز کا قول فرمایا ہے؟

ج..... رشوت کے بارے میں جناب نے مجھ پر جو اعتراض کیا تھا میں نے اعتراف شکست کے ساتھ اس بحث کو ختم کر دینا چاہا تھا۔ لیکن آنجناب نے اس کو بھی محسوس فرمایا۔ اس لئے مختصراً

پھر عرض کرتا ہوں اگر اس سے شفا نہ ہو تو سمجھ لیا جائے کہ میں اس سے زیادہ عرض کرنے سے معذور ہوں۔

جناب کا یہ ارشاد بجا ہے کہ رشوت قطعی حرام ہے۔ خدا اور رسولؐ نے راشی اور مرتشی دونوں پر لعنت کی ہے۔ اور اس پر دوزخ کی وعید سنائی ہے لیکن جناب کو معلوم ہے کہ اضطرار کی حالت میں مردار کی بھی اجازت دے دی جاتی ہے۔ کچھ یہی نوعیت رشوت دینے کی ہے۔ ایک شخص کسی ظالم خونخوار کے حوالے ہے وہ ظلم دفع کرنے کے لئے رشوت دیتا ہے۔ فقہاء امت اس کے بارے میں فرماتے ہیں کہ امید ہے کہ اس پر مواخذہ نہ ہو گا اور یہی میں نے لکھا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس پر عام حالات کا قانون نافذ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے رشوت لینا تو ہر حال میں حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے اور رشوت دینے کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ جلب منفعت کے لئے رشوت دے یہ حرام ہے اور یہی مصداق ہے ان احادیث کا جن میں رشوت دینے پر وعید آئی ہے اور دوسری صورت یہ کہ دفع ظلم کے لئے رشوت دینے پر مجبور ہو۔ اس کے بارے میں فقہاء فرماتے ہیں کہ امید ہے کہ مواخذہ نہ ہو گا۔ اس صورت پر جناب کا یہ فرمانا کہ میں اللہ اور رسولؐ کے مقابلہ میں فقہاء کی تقلید پر زور دے رہا ہوں، بہت ہی افسوس ناک الزام ہے۔ اسی لئے میں نے لکھا کہ آپ ماشاء اللہ خود مجتہد ہیں۔ مجتہد کے مقابلہ میں مقلد بے چارہ کیا کر سکتا ہے؟ آپ کا یہ فرمانا کہ عوام علماء کرام پر اعتماد کرتے ہیں، مگر ان میں خلوص چاہئے بجا ہے۔ لیکن جناب نے تو بے اعتمادی کی بات کی تھی جس پر مجھے اعتراف شکست کرنا پڑا۔

کیا رشوت دینے کی خاطر رشوت لینے کے بھی عذرات ہیں

س..... ایک سوال کرنے والے نے آپ سے پوچھا کہ ایسے موقع پر جبکہ اپنا کام کرانے کے لئے (ناحق) پیسے ادا کئے بغیر کام نہ ہو رہا ہو تو پیسے دے کر اپنا کام کرانا جبکہ کسی دوسرے کا حق بھی نہ مارا گیا ہو، رشوت ہے کہ نہیں؟ آپ نے جواب میں فرمایا ہے کہ دفع ظلم کے لئے رشوت دی جائے تو توقع ہے کہ گرفت نہیں ہوگی مگر رشوت لینا ہر حال میں حرام ہے۔ یعنی رشوت لینا ہر حال میں حرام ہے۔ لیکن ایسی مجبوری ہو تو دینے والا رشوت دے دے اور امید رکھے کہ یہ گناہ معاف ہو جائے گا۔

رشوت لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔ اور دونوں پر اللہ تعالیٰ کی لعنت کی خبر دی گئی

ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اسے حلال اور جس کو حلال کیا ہے اسے حرام نہ کیا کرو۔ آپ عالم دین ہیں آپ مجھ سے زیادہ ان باتوں کا علم اور شعور رکھتے ہیں۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ بحالت مجبوری رشوت دینے سے اس گناہ کی گرفت سے بچنے کی امید کی جا سکتی ہے، تو پھر کئی دیگر جرائم کے ارتکاب کا جواز پیدا ہو سکتا ہے۔ مثلاً کوئی شخص بیروزگاری کی حالت میں چوری کرے تاکہ اپنے بچوں کا پیٹ پال سکے تو اس کے متعلق بھی کہا جا سکتا ہے کہ وہ چوری کے گناہ اور سزا سے بچ جائے گا۔ اسی طرح جھوٹ بولنے کے بغیر زیادہ نقصان کا خطرہ ہو تو ضرورتاً جھوٹ بولنے کی معافی بھی ہو سکتی ہے۔ شدید جذبات سے مغلوب ہو کر زنا کے مرتکب ہونے والے سے بھی رعایت ہو سکتی ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ میرے محترم غور فرمایئے۔ رشوت جیسے قطعی حرام فعل میں رعایت دینے سے بات کہاں تک پہنچ جاتی ہے۔

مولانا صاحب! آپ کے فتوے سے قارئین پر کیا اثر ہو گا؟ اس پر بھی نگاہ فرمایئے۔ یہ تو عیاں ہے کہ لوگ مجبور ہو کر رشوت دیتے ہیں ورنہ حکام یا دفتروں کے پھیرے لگاتے رہو کام نہیں ہوتا۔ رضا و رغبت سے کوئی رشوت نہیں دیتا۔ دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ ہمارے ملک کے معاشی اور معاشرتی حالات ایسے ہیں کہ رشوت لینے والے بھی کسی حد تک مجبوری ہی سے لیتے ہیں۔ آپ کے فتوے کا عوام پر یہ اثر ہو گا کہ وہ چند ایک نیک دل حضرات جو رشوت دینا قطعی حرام سمجھ کر اس کی مدافعت کا حوصلہ رکھتے ہیں وہ بھی یہ جان کر کہ مجبوری اور تکلیف (جسے آپ نے ظلم کہا ہے) سے بچنے کی صورت میں رشوت دے دینے اور اس گناہ کی سزا سے بچ جانے کی توقع ہے، اب اپنی مٹھی آسانی سے ڈھیلی کر دیں گے۔

مولانا صاحب! اس رشوت کے عذاب کا جو قوم پر مسلط ہے آپ نے اندازہ لگایا ہے؟ رشوت کے ہاتھوں سارا نظام حکومت درہم برہم ہو گیا ہے۔ قرآن و کتاب کی حکمرانی ایک بے معنی سی بات بن کر رہ گئی ہے۔ عدل و انصاف کا اس سے گلا گھونٹا جا رہا ہے۔ رزق حلال کا حصول جو مسلمان کے ایمان کو قائم رکھنے کا تنہا ذریعہ ہے ایک خواب و خیال بن چکا ہے۔ مختصر یہ کہ ایمان والوں کے معاشرے میں یہودیت (سرمایہ پرستی) فروغ پا رہی ہے۔ کیا رشوت ان جرائم کے اثرات سے کم ہے جن کی حد قرآن کریم نے مقرر فرمائی ہے؟ آج رشوت کے برے اثرات کا نفوذ ان جرائم سے بھی کہیں زیادہ ہے۔ اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ رشوت

کو بھی روکنے کے اقدامات اسی سنجیدگی سے کئے جائیں۔ یہی نہیں بلکہ عوام کے دل و دماغ میں بٹھایا جائے کہ حرام کی کمائی اور مسلمان ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ ساتھ ہی حکومت کو اس بات پر آمادہ کیا جائے کہ قرآن کریم کے معاش کے متعلق احکام کے نفاذ کو اولیت دی جائے اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سادہ اور درویشانہ زندگی کو اپنے لئے نمونہ بنایا جائے۔ امید ہے آپ مجھے اس تلخ نوائی کے لئے معاف فرمائیں گے اور ایک دردمند دل کی آواز سمجھ کر اسے درخور اعتنا سمجھیں گے۔

ج...... آپ کا خط ہمارے معاشرے کے لئے بھی اور حکومت اور کارکنان کے لئے بھی لائق عبرت ہے۔ اور میں نے جو مسئلہ لکھا ہے کہ "مظلوم اگر دفع ظلم کے لئے رشوت دے کر خونخوار درندوں سے اپنی گردن خلاصی کرائے تو توقع ہے کہ اس پر گرفت نہ ہوگی۔" یہ مسئلہ اپنی جگہ درست ہے۔ آخر مظلوم کو کسی طرح تو دادرسی کا حق ملنا چاہئے۔ عام حالات میں جو رشوت کا لین دین ہوتا ہے یہ مسئلہ اس سے متعلق نہیں۔

انتہائی مجبوری میں رشوت لینا

س...... کچھ دن قبل میری ملاقات اپنے ایک کلاس فیلو سے ہوئی جو کہ موجودہ وقت میں آزاد کشمیر کے ایک جنگل میں فارسٹر کی حیثیت سے ملازم ہے میں نے اس سے رشوت کے سلسلے میں سب بات کی تو اس نے جو کہانی سنائی کچھ یوں تھی۔

میری بیسک تنخواہ ۳۲۵ روپے ہے کل الاؤنس وغیرہ ملا کر مبلغ چار سو روپے ماہوار تنخواہ بنتی ہے میں جس جنگل میں تعینات ہوں وہ میرے گھر سے پندرہ میل کے فاصلے پر ہے میرا آنے جانے کا کرایہ میری بیوی، بچے جن کی کل تعداد سات ہے ان کے کھانے پینے کا انتظام کپڑا جوتے، علاج معالجہ، مہمان غرض یہ کہ دنیا میں جو کچھ بھی انتظام ہے وہ جائز طریقہ سے مجھے چلانا پڑتا ہے اور پھر میرے جنگل میں دورے پر آنے والے جنگلات کے افسران جس میں ایف ڈی او رینجر صاحب اور دیگر افسران یہاں تک کہ صدر آزاد کشمیر بھی سال میں ایک مرتبہ دورہ کرتے ہیں اب ان سب لوگوں کے دورے کے دوران جتنا بھی خرچہ ہوتا ہے وہ اس علاقہ کے فارسٹر اور پٹواری کے ذمے ہوتا ہے جو کہ کبھی دو تین ہزار سے کم نہیں ہوتا اب آپ مجھے یہ بتائیں کہ میں اور پٹواری یہ تین ہزار کہاں سے دیں گے اگر رشوت نہیں لیں گے؟ یہ سوال ان

نے مجھ سے کیا تھا۔ جواب آپ دیں کہ آیا ان حالات میں رشوت لینا کیسا ہے؟

ج...... رشوت لینا تو گناہ ہے۔ باقی یہ شخص کیا کرے اس کا جواب تو افسران بالا ہی دے سکتے ہیں۔ ہونا یہ چاہئے کہ ملازمین کو اتنی تنخواہ ضرور دی جائے جس سے وہ اپنے بال بچوں کی پرورش کر سکیں۔ اور ان پر اضافی بوجھ بھی، جو سوال میں ذکر کیا گیا ہے، نہیں ڈالنا چاہئے۔

رشوت کی رقم سے اولاد کی پرورش نہ کریں

س...... رشوت آج کل ایک بیماری کی صورت اختیار کر گئی ہے اور اس مرض میں آج کل ہر ایک شخص مبتلا ہے۔ میرے والد صاحب بھی اس مرض میں مبتلا ہیں۔ میں انٹر کا طالب علم ہوں اور مجھے اس بات کا اب خیال آیا ہے کہ میرے والد صاحب میری پڑھائی لکھائی پر، میرے کھانے وغیرہ پر جو کچھ خرچ کر رہے ہیں وہ سب رشوت سے ہے۔ آپ مجھے قرآن و حدیث کی روشنی میں بتائیں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے۔ کیا میں والد صاحب کی حرام کمائی سے پڑھتا لکھتا رہوں، کھاتا پیتا رہوں؟ یا میں اپنا گھر چھوڑ کر کہیں چلا جاؤں اور محنت کر کے اپنی گزر اوقات کروں یا کوئی اور راستہ اختیار کروں؟

ج...... اگر آپ کے والد کی کمائی کا غالب حصہ حرام کا ہے تو اس میں سے لینا جائز نہیں آپ اپنے والد صاحب کو کہہ دیجئے کہ وہ آپ کو جائز تنخواہ کے پیسے دیا کریں۔ رشوت کے نہ دیا کریں۔

شوہر کا لایا ہوا رشوت کا پیسہ بیوی کو استعمال کرنے کا گناہ

س...... اگر شوہر رشوت لیتا ہو اور عورت اس بات کو پسند بھی نہیں کرتی ہو اور اس کے ڈر سے منع بھی نہیں کر سکتی تو کیا اس کمائی کے کھانے کا عورت کو بھی عذاب ہو گا؟

ج...... شوہر اگر حرام کا روپیہ کما کر لاتا ہے تو عورت کو چاہئے کہ پیار محبت سے اور معاملہ فہمی کے ساتھ شوہر کو اس زہر کے کھانے سے بچائے۔ اگر وہ نہیں بچتا تو اس کو صاف صاف کہہ دے کہ میں بھوکی رہ کر دن کاٹ لوں گی۔ مگر حرام کا روپیہ میرے گھر نہ لایا جائے۔ حلال خواہ کم ہو میرے لئے وہی کافی ہے اگر عورت نے اس دستور العمل پر عمل کیا تو وہ گناہ گار نہیں ہو گی

بلکہ رشوت اور حرام خوری کی سزا میں صرف مرد پکڑا جائے گا۔ اور اگر عورت ایسا نہیں کرتی بلکہ اس کا حرام کالایا ہوا روپیہ خرچ کرتی ہے تو دونوں اکٹھے جہنم میں جائیں گے۔

رشوت کی رقم سے کسی کی خدمت کرکے ثواب کی امید رکھنا جائز نہیں

س...... میرے ایک افسر ہیں جو اپنے ماتحت کی خدمت میں حاتم طائی سے کم نہیں۔ کسی کو اس کی لڑکی کی شادی پر جہیز دلاتے ہیں، کسی کو پلاٹ اور کسی کو فلیٹ بک کرادیتے ہیں۔ وہ یہ سب اپنے حصے کی رشوت سے کرتے ہیں اور خود ایماندار ہیں۔ آپ سے مذہب کی رو سے دریافت کرنا ہے کہ کیا ان کو ان تمام خدمات کے صلے میں ثواب ملے گا اور ان کا ایمان باقی رہے گا؟

ج...... رشوت لینا حرام ہے۔ اور اس حرام روپے سے کسی کی خدمت کرنا اور اس پر ثواب کی توقع رکھنا بہت ہی سنگین گناہ ہے۔ بعض اکابر نے لکھا ہے کہ حرام مال پر ثواب کی نیت کرنے سے ایمان سلب ہوجاتا ہے۔ آپ کے حاتم طائی کو چاہئے کہ رشوت کا روپیہ اس کے مالک کو واپس کرکے اپنی جان پر صدقہ کریں۔

رشوت کی رقم نیک کاموں پر خرچ کرنا

س...... اگر کوئی شخص رشوت لیتا ہے اور اس رشوت کی کمائی کو کسی نیک کام میں خرچ کرتا ہے مثلاً کسی مسجد یا مدرسہ کی تعمیر میں خرچ کرتا ہے، تو کیا اس شخص کو اس کام کا ثواب ملے گا؟ اگرچہ ثواب و عذاب کے بارے میں خدا تعالیٰ سے بہتر کوئی نہیں جانتا۔ مگر خدا اور رسولؐ کے احکام و طریقوں کی روشنی میں اس کا جواب دے کر مطمئن فرمائیں۔

ج...... رشوت کا پیسہ حرام ہے۔ اور حدیث میں ارشاد ہے کہ "آدمی حرام کما کر اس میں سے صدقہ کرے وہ قبول نہیں ہوتا۔" حضرات فقہاء نے لکھا ہے کہ مال حرام میں صدقہ کی نیت کرنا بڑا ہی سخت گناہ ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کوئی شخص گندگی جمع کرکے کسی بڑے آدمی کو ہدیہ پیش کرے تو یہ ہدیہ نہیں ہوگا بلکہ اس کو گستاخی تصور کیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ عالی میں گندگی جمع کرکے پیش کرنا بھی گستاخی ہے۔

کمپنی کی چیزیں استعمال کرنا

س..... (۱) اگر کوئی شخص جس کمپنی میں کام کرتا ہو وہاں سے کاغذ، پنسل، رجسٹر یا کوئی ایسی چیز جو آفس میں اس کے استعمال کی ہو، گھر لے جائے اور ذاتی استعمال میں لے آئے کیا یہ جائز ہے؟

(۲) یا آفس میں ہی اسے ذاتی استعمال میں لائے۔

(۳) گھر میں بچوں کے استعمال میں لائے۔

(۴) آفس کے فون کو ذاتی کاروبار، یا نجی گفتگو میں استعمال کرے۔

(۵) کمپنی کی خرید و فروخت کی چیزوں میں کمیشن وصول کرنا۔

(۶) آفس کے اخبار کو گھر لے جانا وغیرہ۔

ج..... سوال نمبر ۵ کے علاوہ باقی تمام سوالوں کا ایک ہی جواب ہے کہ اگر کمپنی کی طرف سے اس کی اجازت ہے تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں، بلکہ چوری اور خیانت ہے۔ سوال نمبر ۵ کا جواب یہ ہے کہ ایسا کمیشن وصول کرنا رشوت ہے جس کے حرام ہونے میں کوئی شبہ نہیں۔

کالج کے پرنسپل کا اپنے ماتحتوں سے ہدیئے وصول کرنا

س..... میں ایک مقامی کالج میں پرنسپل ہوں۔ میرے ماتحت بہت سے لیکچرار، کلرک اور عملہ کام کرتا ہے۔ وہ لوگ مجھے وقتاً فوقتاً تحفے دیتے رہتے ہیں جن میں برتن، مٹھائیوں کے ڈبے، بڑے بڑے کیک اور مختلف جگہوں کی سوغات میرے لئے لاتے ہیں جن میں پاکستان کے مختلف شہروں کی چیزیں ہوتی ہیں اس کے علاوہ ایڈمیشن کے وقت لوگوں کے والدین کافی مٹھائیوں کے ڈبے لاتے ہیں اور میں خاموشی سے لیکر رکھ لیتا ہوں۔ میرے گھر والے اور رشتے دار یہ چیزیں استعمال کرتے ہیں۔ لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ چیزیں نہیں لینی چاہئیں کیونکہ یہ رشوت کا معزز طریقہ ہے۔ جو چیزیں وہ لوگ اپنی خوشی سے مجھے بڑا سمجھ کر دے جاتے ہیں بتایئے میں لوں یا انکار کر دوں۔ میری بیوی بھی یہ کہتی ہے کہ یہ چیزیں اپنی خوشی سے لاتے ہیں لینا ہمارا فرض ہے ہم ان سے مانگتے نہیں۔ آپ جواب ضرور دیں۔

ج..... جو لوگ ذاتی تعلق و محبت اور بزرگداشت کے طور پر ہدیہ پیش کرتے ہیں وہ تو ہدیہ ہے اور اس کا استعمال جائز اور صحیح ہے۔ اور جو لوگ آپ سے آپ کے عہدہ کی وجہ سے منفعت کی توقع

پر مٹھائی پیش کرتے ہیں یعنی آپ نے ان کو اپنے عہدہ کی وجہ سے، نفع پہنچایا ہے یا آئندہ اس کی توقع ہے یہ رشوت ہے۔ اس کو قبول نہ کیجئے۔ نہ خود کھائیے نہ گھر والوں کو کھلائیے۔ اور اس کا معیار یہ ہے کہ اگر آپ اس عہدے پر نہ ہوتے، یا اس عہدے سے سبکدوش ہو جائیں تو کیا پھر بھی یہ لوگ آپ کو ہدیے دیا کریں گے؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو یہ ہدیے بھی رشوت ہیں اور اگر ان ہدیوں کا آپ کے منصب اور عہدے سے کوئی تعلق نہیں تو یہ ہدیے آپ کے لئے جائز ہیں۔

انکم ٹیکس کے محکمے کو رشوت دینا

س...... انکم ٹیکس کا محکمہ خصوصاً اور دیگر سرکاری محکمے بغیر رشوت دیئے کوئی کام نہیں کرتے۔ جائز کام کے لئے بھی رشوت طلب کرتے ہیں۔ اگر رشوت نہ دی جائے تو ہر طرح سے پریشان کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ آدمی کا جینا دوبھر ہو جاتا ہے۔ مجبوراً آدمی رشوت دینے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ اب گناہ کس پر ہوگا، دینے والے پر بھی، یا صرف لینے والے پر؟ (یہاں پر واضح کر دوں کہ کوئی بھی شخص اپنی جائز اور محنت کی آمدنی سے رشوت دینے کے لئے خوش نہیں۔ بلکہ مجبور ہو کر دینے پر تیار ہونا پڑتا ہے۔ بلکہ مجبور کیا جاتا ہے)

ج...... رشوت اگر دفع ظلم کے لئے دی گئی ہو تو امید کی جاتی ہے کہ دینے والے کے بجائے صرف لینے والے کو گناہ ہوگا۔

محکمہ فوڈ کے راشی افسر کی شکایت افسران بالا سے کرنا

س...... میں ایک دکاندار ہوں ہمارے پاس کے ایم سی کی طرف سے فوڈ انسپکٹر پسی ہوئی چیزیں لیبارٹری پر چیک کرانے کے لئے لے جاتے ہیں۔ ہم میں کچھ دکاندار ایسے بھی ہیں جو ملاوٹ کر کے اشیاء فروخت کرتے ہیں اور فوڈ انسپکٹر کو ہر ماہ کچھ رقم رشوت کے طور پر دیتے ہیں۔ اب جو دکاندار ملاوٹ نہیں کرتے ان کی اشیاء میں نادانستہ طور پر مٹی کے ذرات یا کوئی اور چیز مکس ہو جاتی ہے جو ظاہری طور پر نظر نہیں آتی اور لیبارٹری میں پتہ چل جاتا ہے اور سیمپل فیل ہو جاتا ہے۔ کیا اس صورت میں ہمیں انسپکٹر صاحب کو ماہانہ رقم دینا چاہئے کہ نہیں؟

ج...... کیا یہ ممکن نہیں کہ ایسے راشی افسر کی شکایت حکام بالا سے کی جائے؟ رشوت کسی بھی صورت میں دینا جائز نہیں۔

ٹھیکیدار کا آفیسران کو رشوت دینا

س ...... میں سرکاری ٹھیکیدار ہوں مختلف محکموں میں پانی کی ترسیل کی لائنیں بچھانے کے ٹھیکے ہم لیتے ہیں۔ ہم جو ٹھیکے لیتے ہیں وہ باقاعدہ ٹینڈر فارم جمع کرا کے مقابلے میں حاصل کرتے ہیں۔ مقابلہ یوں کہ بہت سے ٹھیکیدار اس ٹھیکے کے لئے اپنی اپنی رقم لکھتے ہیں اور بعد میں ٹینڈر سب کے سامنے کھولے جاتے ہیں، جس کی قیمت کم ہوتی ہے سرکار اسے ٹھیکہ دے دیتی ہے۔ اس کام میں ہم اپنا ذاتی حلال کا پیسہ لگاتے ہیں اور سرکار نے پانی کے پائپوں کا جو معیار مقرر کیا ہے وہی پائپ لیتے ہیں جو کہ محکمے سے منظور شدہ کمپنی سے خریدا جاتا ہے اور جو قسم محکمے والے مقرر کرتے ہیں وہی خریدتے ہیں، ہم اپنے طور پر کام ایمانداری سے کرتے ہیں مگر چند ایک چھوٹی چیزیں مثلاً پائپ جوڑنے والا آلہ جس کی موٹائی محکمے والے ۱۰ انچ مقرر کرتے ہیں وہ ہم پانچ انچ موٹائی کا لگا دیتے ہیں۔ اس سے لائن کی مضبوطی میں فرق نہیں پڑتا لیکن ہمارے ساتھ مجبوری یہ ہے کہ محکمے کے افسران جو کہ اس کام پر مامور ہوتے ہیں ان کو ہمیں لازماً افسران کے عہدوں کے مطابق ٹینڈر کی قیمت کے ۲ فیصد سے ۵ فیصد تک پیسے دینے پڑتے ہیں جب کہ وہ سرکاری ملازم ہیں اور محکمے سے تنخواہ لیتے ہیں اور جو پیسے وہ ہم سے لیتے ہیں وہ سرکار کے خزانہ میں نہیں بلکہ ان کی جیبوں میں جاتے ہیں۔ اگر ہم انہیں یہ پیسے نہ دیں تو وہ کام میں رکاوٹ ڈالتے ہیں اور اگر ہم سو فیصد کام صحیح کریں جب بھی اس میں نقص نکال کر ہمارے پیسے رکوا دیتے ہیں اور آئندہ کے لئے کاموں میں رکاوٹ ڈال دیتے ہیں۔ آپ سے گزارش یہ ہے کہ آپ یہ بتائیے کہ ہماری یہ آمدنی حلال ہے کہ نہیں؟ کیونکہ اگر ہم افسران کو پیسہ نہ دیں تو وہ ہماری سو فیصد ایمانداری کے باوجود ہمارے کام بند کرا دیتے ہیں اور ہمارے بل رکوا دیتے ہیں۔ کام شروع سے ہم اپنے ذاتی پیسوں سے کرتے ہیں اور تکمیل کے دوران سرکار ہمیں کچھ ادائیگی کرتی رہتی ہے جبکہ رقم کا بڑا حصہ ہمارا ذاتی پیسہ ہوتا ہے۔

ج ...... رشوت ایک ایسا ناسور ہے جس نے پورے ملک کا نظام تلپٹ کر رکھا ہے جن افسروں کے منہ کو یہ حرام خون لگ جاتا ہے وہ ان کی زندگی کو بھی تباہ کر دیتا ہے اور ملکی انتظام کو بھی متزلزل کر دیتا ہے جب تک سرکاری افسروں اور کارندوں کے دل میں

اللہ تعالیٰ کا خوف اور قیامت کے دن کے حساب و کتاب اور قبر کی وحشت و تنہائی میں ان چیزوں کی جواب دہی کا احساس پیدا نہ ہو تب تک اس سرطان کا کوئی علاج نہیں کیا جا سکتا آپ سے یہی کہہ سکتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو ان کتوں کو ہڈی ڈالنے سے پرہیز کریں اور جہاں بے بس ہو جائیں وہاں اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں۔

ٹھیکیداروں سے رشوت لینا

س ...... میں بلڈنگ ڈپارٹمنٹ میں سب انجینئر ہوں۔ ملازمت کی مدت تین سال ہو گئی ہے۔ ہمارے یہاں جب کوئی سرکاری عمارت تعمیر ہوتی ہے تو ٹھیکیدار کو ٹھیکہ پر کام دے دیا جاتا ہے۔ اور ہم ٹھیکیدار سے ایک لاکھ ۲۰ ہزار روپے کمیشن لیتے ہیں جس میں سب کا حصہ ہو جاتا ہے۔ (یعنی چپراسی سے لے کر چیف انجینئر تک) اس میں ۲ فیصد حصہ میرا بھی ہوتا ہے۔ ایک لاکھ پر دو ہزار، یہ ماہانہ تنخواہ کے علاوہ ہوتا ہے۔ اس وقت میرے زیر نگرانی ۲۰ لاکھ کا کام ہے اور ہر ماہ ۴ لاکھ کے بل بن جاتے ہیں اس طرح ۸ ہزار روپے تنخواہ کے علاوہ مجھ کو مل جاتے ہیں۔ جبکہ تنخواہ صرف ۱۷۰۰ روپے ہے۔ ٹھیکیدار حضرات کام کو دیئے ہوئے شیڈول کے مطابق نہیں کرتے اور ناقص میٹیریل استعمال کرتے ہیں۔ سیمنٹ لوہا وغیرہ گورنمنٹ کے دیئے ہوئے معیار کے مطابق نہیں لگاتے۔ حتیٰ کہ بہت سی اشیاء ایسی ہوتی ہیں جن کا صرف کاغذات پر اندراج ہوتا ہے اور درحقیقت جائے وقوع پر اس کا کوئی وجود نہیں ہوتا۔ لیکن ہم لوگوں کو غلط اندراج کرنا پڑتا ہے اور غلط تصدیق کرنی پڑتی ہے۔ جب ہم کسی منصوبہ کا اسٹیمنٹ بناتے ہیں تو اس کو پہلے سپرنٹنڈنگ انجینئر کے پاس لے جانا پڑتا ہے جہاں پر سائٹ انچارج سے اس کو پاس کرانے کے لئے آفیسر اور اسٹاف کو کام کی نسبت سے کمیشن دینا پڑتا ہے۔ اس کے بعد وہ فائل چیف انجینئر کے آفس میں جاتی ہے وہاں اس کو بھی کام کی نسبت سے کمیشن دینا پڑتا ہے۔ اور اس کا ایک اصول بنایا ہوا ہے۔ اس کے بغیر اسٹیمنٹ پاس نہیں ہو سکتا۔ اس اعتبار سے ہم لوگوں کو بھی ٹھیکیداروں سے مجبوراً کمیشن لینا پڑتا ہے۔ ورنہ ہم اگلے مراحل میں ادائیگی کہاں سے کریں۔ ٹھیکیدار اس کمی کو پورا کرتا ہے خراب مال لگا کر اور کام میں چوری کر کے جس کا ہم سب کو علم ہوتا ہے۔ لہٰذا اس طرح ہم جھوٹ، بددیانتی، رشوت، سرکاری رقم (جو کہ درحقیقت عوام کی ہے) میں خیانت کے

مرتکب ہوتے ہیں۔ عام طور پر اس کو برا بھی نہیں سمجھا جاتا۔ میرا دل اس عمل سے مطمئن نہیں ہے۔ براہ کرم میری سرپرستی فرماویں کہ آیا میں کیا کروں۔ کیا دوسروں کو ادا کرنے کے لئے کمیشن لے لوں اور اس میں سے اپنے پاس بالکل نہ رکھوں؟ یا کچھ اپنے پاس بھی رکھوں؟ یا ملازمت چھوڑ دوں؟ کیونکہ مذکورہ بالا حالات میں سارے غلط امور کرنا پڑتے ہیں۔

ج...... جن قباحتوں کا آپ نے ذکر کیا ہے ان کی اجازت تو نہ عقل دیتی ہے نہ شرع، نہ قانون نہ اخلاق، اگر آپ ان لعنتوں سے نہیں بچ سکتے تو اس کے سوا اور کیا کہہ سکتا ہوں کہ نوکری چھوڑ دیجئے۔ اور کوئی حلال ذریعہ معاش اپنایئے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوگا کہ آپ نوکری چھوڑ دیں گے تو بچوں کو کیا کھلائیں گے؟ اس کے دو جواب ہیں، ایک یہ کہ دوسری جگہ حلال ذریعہ معاش تلاش کرنے کے بعد ملازمت چھوڑیئے، پہلے نہ چھوڑیئے۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ آپ ہمت سے کام لے کر اس برائی کے خلاف جہاد کیجئے۔ اور رشوت کے لینے اور دینے سے انکار کر دیجئے۔ جب آپ ایسا کریں گے تو آپ کے محکمہ کے تمام شریک کار افسران بالا سے لے کر ماتحتوں تک آپ کے خلاف ہو جائیں گے اور آپ کے افسر آپ کے خلاف جھوٹے سچے الزامات عائد کر کے آپ کو برخاست کرانے کی سعی کریں گے۔ اس کے جواب میں آپ اپنے مندرجہ بالا خط کو سنوار کر کے مع ثبوتوں کے صفائی نامہ پیش کر دیجئے۔ اور اس کی نقول صدر مملکت وزیراعظم صوبائی حکومت کے ارباب اقتدار اور ممبران قومی و صوبائی اسمبلی وغیرہ کو بھیج دیجئے۔ زیادہ سے زیادہ آپ کا محکمہ آپ کو نوکری سے الگ کر دے گا لیکن پھر انشاء اللہ آپ پر زیادہ خیر و برکت کے دروازے کھلیں گے۔ اگر آپ محکمہ کی ان زیادتیوں سے کسی بڑے ارباب حل و عقد کو اپنا ہم نوا بنانے میں کامیاب ہو گئے تو آپ کی نوکری بھی نہیں جائے گی، البتہ آپ کو کسی غیر اہم کام پر لگا دیا جائے گا اور آپ کو ۷۰۰ روپے میں گزر اوقات کرنی پڑے گی جس میں اضافہ بھی ہو سکتا ہے، بشرطیکہ آپ خالی وقت میں کوئی کام کر سکیں۔ تو میرے عزیز جس طرح آپ ہزاروں میں سے ایک ہیں جو مجھ کو ایسا تقوے والا خط لکھ سکتے ہیں اسی طرح کسی نہ کسی کو اس اندھیر نگری میں حق کی آواز اٹھانی ہے، اللہ کی مدد آپ کے شامل حال ہو اور ہم خیال بندے

آپ کی نصرت کریں۔

دفتری فائل دکھانے پر معاوضہ لینا

س...... میں ایک دفتر میں ملازم ہوں ہمارے ہاں ایسا ہوتا ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی فائل دیکھنے آتا ہے کہ میری فلاں فائل ہے وہ نکل جائے یا میری فائل نمبر یہ ہے اگر دکھا دیں تو بہت مہربانی ہوگی اور یہ کہ یہ چیز اس میں سے ٹائپ کر کے مجھے دے دیں، ہمارے سینئر کلرک ان سب باتوں کو پورا کر دیتے ہیں۔ وہ شخص سینئر صاحب کو کچھ رقم دے دیتا ہے ہمارے سینئر صاحب اس میں سے ہمیں بھی دیتے ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ یہ رشوت، تو نہ ہوئی اور اگر ہوئی بھی تو اس کی ذمہ داری ہمارے سینئر کلرک پر آئے گی یا ہم پر؟ اگر اس مسئلہ کا حل بتا دیں تو بڑی مہربانی ہوگی۔

ج...... فائل نکالنے، دکھانے اور ٹائپ کرنے کی اگر سرکاری اجرت مقرر ہے تو اس اجرت کا وصول کرنا صحیح ہے (اور اس کا مصرف وہ ہے جو قانون مقرر کیا گیا ہو) اس کے علاوہ کچھ لینا رشوت ہے اور گناہ میں وہ سب شریک ہوں گے جن جن کا اس میں حصہ ہوگا۔

کسی ملازم کا ملازمت کے دوران لوگوں سے پیسے لینا

س...... کسی ملازم کو تنخواہ کے علاوہ ملازمت کے دوران کوئی شخص خوش ہو کر کچھ پیسے دے تو کیا وہ جائز ہے یا ناجائز؟ کیونکہ لوگ کہتے ہیں کہ ہم ان سے مانگتے نہیں ہیں اور نہ ہم کسی کا دل دکھاتے ہیں تو وہ رشوت نہیں ہے۔ اب آپ کتاب و سنت کی روشنی میں بتائیں کہ وہ جائز ہیں یا نہیں؟

ج...... اگر کام کرانے کا معاوضہ دیتے ہیں تو رشوت ہے۔ خواہ یہ مانگے یا نہ مانگے۔ اگر دوستی یا عزیز داری میں ہدیہ دیتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

بخوشی دی ہوئی رقم کا سرکاری ملازم کو استعمال کرنا

س...... میں جس فرم میں ملازم ہوں وہاں اشیاء کی نقل و حرکت کے لئے ٹرانسپورٹرز سے معاہدہ ہے جن کا کرایہ حکومت سے منظور شدہ ہوتا ہے اور انہیں ماہانہ ادائیگی کی جاتی ہے۔ کچھ عرصہ قبل ان کے کرایوں کے نرخ میں اضافہ کر دیا گیا لیکن منظوری میں تاخیر کی وجہ سے اس دوران کا

حساب کر کے ان کو بقایا جات ادا کئے گئے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ جس وقت ادائیگی کے بل ادا کئے گئے لوگوں نے ان سے مٹھائی کا مطالبہ شروع کر دیا جس پر انہوں نے رضامندی ظاہر کی لیکن ان سے کہا گیا کہ ہمیں کچھ رقم دے دی جائے جس سے ہم پانچ چھ افراد پارٹی (لنچ یا ڈنر) کر سکیں۔ ان سے یہ رقم وصول کی گئی اور اس وقت یہ صاف طور پر کہہ دیا گیا کہ یہ پیسے کسی اور ضمن میں نہیں بلکہ آپ کی خوشی سے مٹھائی کے طور پر لئے جا رہے ہیں۔ جس پر انہوں نے یہ بھی کہا کہ نہیں ہم اپنی خوشی سے دے رہے ہیں۔ ایک ٹرانسپورٹر نے اچھی خاصی رقم دی جسے تین افراد نے آپس میں تقسیم کر لیا اور باقی وصول ہونے والی رقم سے چار پانچ مرتبہ لنچ کیا گیا۔ برائے مہربانی آپ یہ وضاحت کر دیں کہ یہ رقم کھانا جائز ہے جب کہ کھانے والے حضرات یہ بھی چاہتے ہیں کہ آفس میں افسران بالا کو یا اور لوگوں کو اس بات کا علم نہ ہو جب کہ اس میں کسی اور منفعت کو دخل نہیں۔ ہمارا ادارہ ایک نجی ادارہ ہے۔

ج..... اس قسم کی شیرینی جو سرکاری اہل کاروں کو دی جاتی ہے رشوت کی مد میں آتی ہے۔ اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ شیرینی نہیں بلکہ زہر ہے۔

رشوت لینے والے سے تحائف قبول کرنا

س..... ایک شخص جو کہ ساتھی ہے یا رشتہ دار ہے نماز روزہ کا پابند ہے یعنی احکام خداوندی بجا لاتا ہے۔ وہ ایسے محکمہ میں کام کرتا ہے جہاں لوگ کام کے عوض روپیہ دیتے ہیں حالانکہ وہ خود مانگتا نہیں ہے۔ لیکن چونکہ یہ سلسلہ شروع سے چل رہا ہے اس لئے لوگ اس کو بھی بلاتے ہیں یا خود لا کر دیتے ہیں۔ دریافت طلب مسئلہ یہ ہے کہ وہ اس رقم سے خود، اس کے علاوہ دوستوں، رشتہ داروں کو تحفہ اور اس کے علاوہ نیک کاموں میں خرچ کرتا ہے۔ آیا اس کا یہ دیا ہوا تحفہ یا نیک کاموں میں لگانا کہاں تک جائز ہے؟ مثال کے طور پر اگر اس نے کسی دوست یا رشتہ دار کو تحفہ میں کپڑا دیا جبکہ واپس کرنا دل کو توڑنا ہے، جو کہ اسلام نے منع کیا ہے۔ اور اس کو یہ بات معلوم نہیں کہ یہ کپڑا جائز کمائی کا نہیں ہے۔ تو آیا اس کپڑے کو پہن کر نماز ہو جائے گی اور نماز پڑھ سکتا ہے کہ نہیں؟

ج..... کام کے عوض جو روپیہ اس کو دیا جاتا ہے وہ رشوت ہے۔ اس کا لینا اس کے لئے جائز نہیں۔ اگر بعینہ اسی رقم سے کوئی چیز خرید کر وہ کسی کو تحفہ دیتا ہے تو اس کا لینا بھی جائز نہیں۔

اور اگر اپنی تنخواہ کی رقم سے یا کسی اور جائز آمدنی سے تحفہ دیتا ہے تو اس کا لینا درست ہے۔ اور اگر یہ معلوم نہ ہو کہ یہ تحفہ جائز آمدنی کا ہے یا ناجائز کا؟ تو اگر اس کی غالب آمدنی صحیح ہے تو تحفہ لے لینا درست ہے۔ ورنہ احتیاط لازم ہے اور اگر اس کی دل شکنی کا اندیشہ ہو تو اس سے تو لے لیا جائے مگر اس کو استعمال نہ کیا جائے، بلکہ بغیر نیت صدقہ کے کسی محتاج کو دے دیا جائے۔

کیلنڈر اور ڈائریاں کسی ادارے سے تحفہ میں وصول کرنا

س...... آج کل کیلنڈر اور ڈائریاں تقسیم کرنے کا رواج عام ہے۔ اصل میں تو یہ ایک عام اشتہار بازی ہے مگر یہ چیزیں صرف متعلقہ اشخاص کو دی جاتی ہیں۔ مثلاً اگر ایک پارٹی کسی بڑے مالی ادارے یا گورنمنٹ ڈپارٹمنٹ کو کوئی مال فراہم کرتی ہے تو سال کے شروع میں وہ خرید کے شعبے کے افراد کو ڈائری یا کیلنڈر تحفے کے طور پر دیتے ہیں۔ کیا اس قسم کا تحفہ قبول کرنا ان افراد کو جائز ہے جو کہ کسی ادارے کے خرید کے شعبے میں ملازم ہیں؟ ہمیں یہ ڈر ہے کہ کہیں یہ رشوت وغیرہ میں تو نہیں آتے۔

ج...... اگر یہ ڈائریاں ایسی کمپنی یا ادارے کی جانب سے شائع کی گئی ہوں جن کی آمدنی شرعاً جائز ہے تو ان کا لینا جائز ہے، ورنہ نہیں۔

رکشا، ٹیکسی ڈرائیور یا ہوٹل کے ملازم کو کچھ رقم چھوڑ دینا یا استاذ، پیر کو ہدیہ دینا

س...... ہمارے معاشرے میں کارکنان کو طے شدہ اجرت کے علاوہ کچھ رقم دینے کا رواج ہے۔ مثال کے طور پر رکشا و ٹیکسی کے میٹر کی رقم کے علاوہ اکثر ریزگاری بچتی ہے وہ نہ تو رکشا ٹیکسی ڈرائیور دینا چاہتا ہے اور نہ مسافر لینا چاہتا ہے اور وہ رقم نذرانہ، شکرانہ یا بزبان انگریزی "ٹپ" تصور کی جاتی ہے۔ ہم یہ بات معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ڈرائیور حضرات جو رقم واجب کرایہ سے زائد لیتے ہیں وہ جائز ہے یا ناجائز۔ اس سے بڑھ کر مرید پیر کو، شاگرد استاد کو، ہوٹل میں کھانا کھانے والا بیرے کو دیتا ہے۔ آپ شرعی طور پر فرمائیں کیا یہ رقم خیرات ہے؟ دینے والے کو اس کا ثواب ملے گا؟ لینے والے کا جائز حق ہے؟

ج...... اگر یہ زائد رقم خوشی سے چھوڑ دی جائے تو لینے والے کے لئے حلال ہے۔ اور اپنے بزرگوں کو ہدیہ یا چھوٹوں کو تحفہ کے طور پر جو چیز برضا و رغبت دی جائے وہ بھی جائز ہے۔

مجبوراً رشوت دینے والے کا حکم

س...... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رشوت دینے والا اور لینے والا دونوں دوزخی ہیں۔ اگرچہ اس بارے میں بہت سی اور حدیثیں بھی ہوں گی۔ پاکستان میں ٹریفک پولیس اور ڈرائیور حضرات کے درمیان یہ مسئلہ ہوتا ہے کہ وہ گاڑیوں سے ماہوار رشوت لیتے ہیں۔ بعض جگہ جب بھی کسی چوک میں گاڑی مل جائے تو روک کر روپے لیتے ہیں۔ اگر ان کو گاڑی کے کاغذات بتا دیئے جائیں، کاغذ مکمل ہونے کی صورت میں پھر بھی وہ کوئی نہ کوئی الزام لگا دیتے ہیں۔ مثلاً گاڑی کا رنگ درست نہیں ہے، تم تیز رفتاری سے گاڑی چلاتے ہو۔ اگر ان کو رشوت ۳۰ یا ۵۰ روپے نہ دیئے جائیں اور کہہ دیا جائے کہ چالان کرو اور ہم گورنمنٹ کو فیس دیں گے تو وہ چالان سلپ پر اتنی دفعات لگا دیتے ہیں کہ جب ہم مجسٹریٹ کے سامنے جاتے ہیں تو وہ ۵۰۰، ۱۰۰۰ روپے تک جرمانہ کرتا ہے۔ پھر ہو سکتا ہے کہ ایک ماہ تک لائسنس کا بھی یا گاڑی کے کاغذات کا بھی پتا نہ چلے۔ یہ کام وہ صرف اس لئے کرتے ہیں کہ ان کو آئندہ روپے آرام سے دیئے جائیں۔ پھر ایک ڈرائیور مجبوری سے ۳۰ یا ۵۰ روپے دے دیتا ہے اور اس کے عوض وہ اوورلوڈ کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر لوگ گاڑی کے کاغذ نہیں رکھتے کہ کاغذ ہوتے ہوئے بھی رشوت دینی پڑتی ہے۔ میرا اس بیان کا مقصد یہ نہیں کہ ہم جرم کرتے رہیں اور روپے دیتے رہیں بلکہ اگر کسی کا کوئی جرم ہے اور وہ روپے بھی دیتا ہے تو اسلام میں اس کا کیا مقام ہے؟ اگر سب کچھ درست ہونے کے باوجود صرف رشوت اس لئے دی جائے کہ وہ ناجائز تنگ کریں گے اور زیادہ روپے دینے پڑیں گے کیا اس حدیث کی روشنی میں ڈرائیور اور پولیس والا دونوں کے لئے بس وہ حدیث ہوگی، یعنی دونوں کا جرم برابر کا ہوگا؟

ج...... کوئی کام غیر قانونی تو حتی الوسع نہ کیا جائے۔ اس کے باوجود اگر رشوت دینی پڑے تو لینے والے اپنے لئے جہنم کا سامان کرتے ہیں۔ دینے والا بہرحال مجبور ہے۔

امید ہے کہ اس سے مواخذہ نہ ہوگا۔ اور اگر غیر قانونی کام کے لئے رشوت دی جائے تو دونوں فریق لعنت کے مستحق ہیں۔

ملازمین کے لئے سرکاری تحفہ جائز ہے

س ...... جنگ اخبار میں "آپ کے مسائل اور ان کا حل" کے کالم میں آپ نے جو جواب "تحفہ یا رشوت" کے سلسلہ میں شائع کیا ہے اس سلسلے میں یہ عرض ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ادارے میں ملازم ہے اور اپنے کام میں وہ بھرپور محنت کرتا ہے تو ادارہ اس کی خدمات سے خوش ہوکر اگر اُسے اضافی تنخواہ یا کوئی تحفہ دیتا ہے تو یہ رشوت میں شامل نہیں ہوگا۔ حالانکہ اگر یہ اسی عہدے پر قائم نہیں ہوتا تو یقیناً نہیں ملتا کیونکہ اسے اپنی صلاحیتوں کو ظاہر کرنے کا موقع نہیں ملتا۔ لیکن اب چونکہ وہ اپنی صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے زیادہ محنت اور خلوص سے کام کررہا ہے اور انتظامیہ اس کی حوصلہ افزائی کے لئے انعام دیتی ہے تو یہ رشوت میں شامل نہیں ہوگا کیونکہ اسلام ہمیشہ محنت کشوں کی حوصلہ افزائی کی تاکید کرتا ہے کیونکہ اس سے نہ صرف یہ کہ کام کرنے کا جذبہ بڑھتا ہے بلکہ انسان مزید برائیوں سے بھی بچتا ہے۔ لہٰذا مجھ گنہگار کی ناقص رائے ہے کہ آپ مزید اپنے اعلیٰ علمی تجربوں کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

ج ...... حکومت کی طرف سے جو کچھ دیا جائے اس کے جائز ہونے میں کیا شبہ ہے؟ مگر سرکاری ملازم لوگوں کا کام کرکے ان سے جو "تحفہ" وصول کرے وہ رشوت ہی کی ایک صورت ہے۔ ہاں اس کے دوست احباب یا عزیز و اقارب تحفہ دیں تو وہ واقعی تحفہ ہے۔ خلاصہ یہ کہ گورنمنٹ یا انتظامیہ اپنے ملازمین کو جو کچھ دیتی ہے، خواہ تنخواہ ہو، بونس ہو یا انعام وہ سب جائز ہے۔

فیکٹری کے مزدوروں سے مکان کا نمبر خریدنا

س ...... ہم ایک فیکٹری میں کام کرتے ہیں۔ فیکٹری کے قانون کے مطابق سب لوگوں کو نمبروار رہائشی مکان ملتے ہیں لیکن بہت سے ضرورت مند جس کا نمبر آجاتا ہے اسے پیسے دے کر اس کا نمبر خرید لیتے ہیں اور مکان الاٹ ہوجاتا ہے۔ آیا یہ جائز ہے؟

ج ...... کسی شخص کا نمبر نکل آنا ایسی چیز نہیں کہ اس کی خرید و فروخت ہوسکے۔ اس لئے

پیسے دے کر نمبر خریدنا جائز نہیں اور جس شخص نے پیسے لے کر اپنا نمبر دے دیا اس کے لئے وہ پیسے حلال نہیں ہوں گے۔ بلکہ ان کا حکم رشوت کی رقم کا ہوگا۔

خرید و فروخت کے متفرق مسائل

مانگے کی چیز کا حکم

س...... اگر کسی شخص کو کوئی چیز کچھ عرصہ کے لئے (مدت مقرر نہیں ہے) مستعار دی جائے اور ایک طویل عرصہ گزرنے کے بعد (چیز کی واپسی نہ ہونے کی صورت میں) دونوں فریقین کی مرضی سے اس چیز کا کچھ ماہانہ معاوضہ مقرر کر لیا جائے۔ بعد میں معاوضہ بھی وصول نہ ہو اور آخر کار ایک طویل عرصہ بعد تنگ آکر مستعار دینے والا شخص چیز سے مکمل طور پر اپنی دستبرداری کا اعلان کر دے۔ (یاد رہے کہ یہ اعلان ہر طرف سے مایوسی کے بعد ہو جبکہ نہ تو چیز کی واپسی کی امید ہو اور نہ ہی معاوضہ وصول ہونے کی) اس صورت میں ماہانہ معاوضہ کی رقم قرض میں شمار کی جائے گی (دستبرداری کے اعلان کے وقت تک کی رقم) یا اس کے حصول سے مایوس ہو جانا چاہئے۔ دوسری بات یہ کہ ماہانہ معاوضہ اس وقت سے شمار کیا جائے جس وقت چیز مستعار دی گئی تھی یا اس وقت سے جب معاوضہ طے کیا گیا۔

ج...... کسی سے جو چیز مانگ کر لی جائے اس کا واپس کرنا واجب ہے۔ اور جو شخص اس کی واپسی میں لیت و لعل کرے، وہ خائن اور غاصب ہے۔ اس کے لئے اس چیز کا استعمال حرام ہے۔

(۲) فریقین کی رضامندی سے اگر اس کا کچھ معاوضہ طے ہو جائے تو یہ بیع ہوگی اور طے شدہ شرط کے مطابق اس کا ادا کرنا لازم ہوگا۔

(۳) معاوضہ کی جتنی قسطیں ادا ہو گئیں وہ تو چیز کے اصل مالک کے لئے حلال ہیں اور دستبرداری کے اعلان کا مطلب اگر یہ تھا کہ بقیہ قسطیں معاف کر دی گئیں تو معاف ہو گئیں۔ ورنہ اس کے ذمہ واجب الادا ہوں گی۔

(۴) جتنا معاوضہ فریقین کی رضامندی سے طے ہو صحیح ہے۔ اس لئے سوال کا یہ حصہ مبہم ہے کہ "ماہانہ معاوضہ اس وقت سے شمار کیا جائے"۔

افیون کا کاروبار کیسا ہے

س..... عرض یہ ہے کہ میرا ایک دوست جو کہ پشاور کا رہنے والا ہے وہ کہتا ہے کہ پشاور میں افیون کا کاروبار عام ہے اور وہاں کے مولوی صاحبان بھی کہتے ہیں کہ افیون حرام نہیں ہے اور وہاں بہت سے لوگ افیون کا کاروبار کرتے ہیں۔ آپ براہ مہربانی قرآن و حدیث کی روشنی میں بتائیں کہ کیا افیون حرام ہے یا نہیں اور اگر حرام ہے تو اس کو دوا کے طور پر استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

ج..... افیون کا استعمال دوا میں جائز ہے اور اس کی خرید و فروخت بھی جائز ہے شرط یہ ہے کہ اسی مقصد کے لئے ہو مثلاً اگر کسی خاص آدمی کے متعلق معلوم ہو جائے کہ وہ اس سے ہیروئن بناتا ہے تو پھر اس کو نہیں فروخت کرنا چاہئے۔

ویزہ کے بدلے زمین رہن رکھنا

س..... زید اور بکر کے درمیان اسٹامپ پر یوں معاہدہ ہوا کہ زید، بکر کے بیٹے کو دبئی میں نوکری کے لئے ایک ویزہ دبئی سے خرید کر بکر کو دیں گے اور ایک خطہ زمین ویزہ کی قیمت کے بدلہ میں زید کو دی اور اس کا غلہ مقررہ مقدار زید کو دیتا ہے۔ زید نے بکر کے بیٹے کو ویزہ بھی دیا اور نوکری کا انتظام بھی کر دیا لیکن اب تک زمین میں بکر کا کسان کام کرتا ہے اور سال بھر میں ایک دفعہ مقررہ مقدار زید کو دیتا ہے اسٹامپ میں مذکور ہے کہ دو سال کے بعد ویزے کی قیمت ادا کر کے بکر زید سے دستبردار ہو جائے گا۔ اب سوال یہ ہے کہ اس صورت میں غلہ یا چاول زید کو لینا جائز ہو گا یا نہیں؟ سود ہونے کا کوئی اندیشہ تو نہیں اگر ہے تو کیوں؟

س..... مذکورہ بالا صورت میں زید نے اپنی جیب سے چھ ہزار درہم سے ویزہ خریدا اور بکر نے اس قیمت کو دو سال میں ادا کرنے کا جو عہد کیا وہ کس طرح جائز ہو گا؟ جواب مرحمت فرماویں۔

ج..... پہلی صورت رہن کی ہے۔ یعنی ویزے کے بدلے زید کے پاس دو سال کے لئے زمین رہن رکھی گئی۔ رہن کی زمین کے منافع قرض کے بدلے وصول کرنا سود ہے۔ پس زید کے لئے اس زمین کا منافع حلال نہیں۔

۲۔ جتنی قیمت زید نے ویزے کی ادا کی ہے۔ اتنی قیمت مقررہ تاریخ کو ادا کر دی جائے۔ اگر زید قیمت کے بدلے غلہ لینا چاہے تو لے سکتا ہے۔ اور غلہ کی مقدار جو بھی فریقین کے درمیان طے ہو جائے صحیح ہے۔

اجرت سے زائد رقم دینے کا فیشن

س...... ہمارے معاشرے کی ایک بڑی خامی یہ ہے کہ وہ غیروں کی اندھی تقلید میں ہر اس نئی چیز کو اپنانے سے پہلے اسے اپنے دینی اصولوں کی کسوٹی پر پرکھنا بھول جاتا ہے۔ جسے ہمارے معاشرے ہی کی خراب ذہنیت فیشن کا خوبصورت لبادہ پہنا کر ہمیں غلط راستوں پر چلانے کے لئے پیش کرتی ہے۔ شاید یہی وجہ ہے کہ اب ہمارے اندر اچھائی اور برائی میں تمیز کرنے کا شعور ختم ہوتا جارہا ہے اور برائیاں اب اچھائیاں بن کر سامنے آنے لگی ہیں۔ لیکن ہمارے اندر اپنے دینی اصولوں کے احترام اور ان پر سختی سے عمل کرنے کا جذبہ موجود ہو تو اس احتسابی عمل کی بدولت ہم آج بھی بہت سی برائیوں اور فضول لتوں سے بچ رہ سکتے ہیں۔

"ٹپ" "بخشش" یا "اوپر کی آمدنی" بھی ایک وبائی اور فضول لت ہے۔ جس کا مطلب کسی خدمت گار کو اس کی خدمتوں کے طفیل اس کے مقررہ معاوضہ کے علاوہ فاضل انعام دینا ہے۔ اب تک تو اسے فضول خرچی اور معیوب بات سمجھا جاتا تھا۔ مگر اب بدلتے ہوئے حالات کے ساتھ ساتھ اسے رسم کا نام دے کر معاشرے میں اس کے باعزت نفاذ کی کوششیں کی جانے لگی ہیں۔

کچھ لوگوں کی نظر میں یہ معاشرتی شان اونچی کرنے کا جواز ہو، مگر ایسے لوگوں کی تعداد بھی یقیناً کم نہ ہوگی جو اسے پہلے ہی سے بگڑے ہوئے معاشرے کو مزید بگاڑنے کا سبب قرار دیں گے۔ ہوٹل کی "ٹپ"، سرکاری دفاتر میں رکے ہوئے کام کرانے کا "نذرانہ"، "انعام" یا "رشوت"، کسی بڑے آدمی کی خوشنودی حاصل کرنے کیلئے تحفے تحائف کے تبادلے، رکشا، ٹیکسی والوں کے علاوہ خوانچہ فروشوں سمیت مختلف شعبوں میں اپنی طے شدہ اجرت سے زائد پیسے وصول کرنے کے رواج کو کسی شک و شبہ کی گنجائش کے بغیر برائیوں اور گناہوں کی فہرست میں شامل کیا جاسکتا ہے۔ لیکن افسوس ہے کہ دینی ہدایات کو فراموش کرتے ہوئے آج خود مسلمان اسے اپنا حق اور معاشرتی ضرورت سمجھنے لگے ہیں۔ دراصل ان برائیوں کے محرک

وہی لوگ ہوتے ہیں جن کے دلوں میں "اوپر کی آمدنی" کا تصور پختہ گھر بنالیتا ہے اور ان کی حوصلہ افزائی وہ لوگ کرتے ہیں جن کے ہاں ناجائز دولت کی ریل پیل ہوتی ہے۔ وہ ناجائز کماتے ہیں اور ناجائز دے دیتے ہیں۔ وہ نہیں جانتے کہ ان کی حرکتوں سے ایک تو غرباء افلاس کی چکی میں بری طرح پس جاتے ہیں اور دوسرے معاشرے کی تباہی کا سامان الگ پیدا ہوتا ہے۔

ج...... کسی شخص کو اس کے مقررہ معاوضہ سے زائد رقم دے دینا تو شرعاً جائز بلکہ مستحب ہے۔ لیکن یہاں چند چیزیں قابل لحاظ ہیں۔

۱۔ لینے والوں کو اپنے مقررہ معاوضہ سے زیادہ کی طمع اور حرص نہیں ہونی چاہئے۔

۲۔ اگر کوئی شخص انعام نہ دے تو نہ اس سے مطالبہ کیا جائے، نہ اس کو بخیل سمجھا جائے کہ شرعاً یہ دونوں باتیں، حرام ہیں۔

۳۔ جو چیز حرام کا ذریعہ بنے وہ بھی حرام ہوتی ہے۔ مثلاً پیشہ ورانہ طور پر بھیک مانگنا حرام ہے۔ اور جو لوگ ان پیشہ ورانہ بھکاریوں کو پیسے دیتے ہیں وہ گویا ان کو بھیک مانگنے کا خوگر اور عادی بناتے ہیں۔ اس لئے بعض علماء وقت نے تصریح کی ہے کہ صرف پیشہ ور بھکاریوں کا بھیک مانگنا ہی حرام نہیں ان کو دینا بھی حرام ہے۔ اسی طرح اگر زائد رقم دینے کے ذریعے ان حضرات میں مطالبہ کرنے کی عادت پڑنے اور نہ دینے والے کو بخیل اور حقیر سمجھنے کا مرض پیدا ہو جائے تو یہ سب خود لائق ترک ہو جائے گا۔

بنجر زمین کی ملکیت

س...... سنا ہے بنجر زمین جس آدمی نے آباد کی ہو وہ اس کے لئے حلال ہے۔ کاغذات مال میں ملکیت کا کوئی وزن نہیں ہے۔

ج...... یہ مسئلہ اس بنجر زمین کا ہے جس کا کوئی مالک نہ ہو اور اس کو حکومت کی اجازت سے آباد کیا جائے جس بنجر زمین کے مالک موجود ہوں اس کا ہتھیا لینا جائز نہیں۔

مزدوروں کا بونس مالک خوشی سے دے تو جائز ہے

س...... مزدوروں کو بونس لینا جائز ہے یا نہیں؟

ج...... مالک خوشی سے دے تو جائز ہے۔

ناجائز کمائی بچوں کو کھلانے کا گناہ کس پر ہوگا

س...... ایک باپ اپنے بچوں کو ناجائز طریقے سے کمائی ہوئی دولت کھلاتا ہے یہاں تک کہ بچے بالغ اور سمجھ دار ہو جاتے ہیں اور بچوں کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے باپ نے ہمیں حرام کی کمائی کھلائی تو کیا بچوں کو اپنے والدین سے الگ ہو جانا چاہئے کیونکہ اگر بچے ابھی اس قابل نہیں ہوئے کہ خود کما کھا سکیں تو بچوں کو کیا کرنا چاہئے کیا باپ کا گناہ بچوں کو بھی ہوگا یا صرف باپ ہی کو ہوگا اس بارے میں قرآن و سنت کے مطابق تفصیل سے بیان فرمائیے۔

ج...... بالغ ہونے اور علم ہو جانے کے بعد تو بچے بھی گناہ گار ہوں گے۔ لہٰذا ان کو اس قسم کی کمائی سے پرہیز کرنا چاہئے۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر الگ ہونا چاہئے البتہ والدین کی خدمت و اکرام میں کوئی کمی نہ کریں اور ان کی ضروریات اگر ہوں تو اس کو بھی پورا کیا کریں۔

کھلے پیسے ہوتے ہوئے کہنا نہیں ہیں

س...... میں دکاندار ہوں لوگ کھلے پیسے لینے آتے ہیں۔ ذاتی ضرورت کے لئے ہوتے ہیں اس لئے ہم کہتے ہیں کہ نہیں ہیں۔ کیا یہ جھوٹ میں شمار تو نہ ہوگا تو کیا کہنا چاہئے؟

ج...... جھوٹ نہ بولا جائے۔ کسی مناسب تدبیر سے عذر کر دیا جائے۔

سفر میں گاہکوں کے لئے گراں فروش ہوٹل سے ڈرائیور کا مفت کھانا

س...... کراچی، حیدر آباد اور بعض دیگر مقامات پر بس والے ہوٹلوں پر بسیں روکتے ہیں اور مسافران ہوٹلوں پر کھانا کھاتے مشروبات پیتے ہیں اور عام ریٹ سے ہوٹل والے زیادہ رقم لیتے ہیں جب کہ ڈرائیور، بس کا عملہ یا ان کا مہمان بھی کھانے میں شریک ہوتا ہے۔ اور ان سے رقم نہیں لی جاتی تو آیا یہ کھانا ڈرائیور اور دیگر عملہ کے لئے حلال ہے یا حرام؟

ج...... اگر ہوٹل والے ڈرائیور اور اسکے مہمان کو بوجہ واقفیت اور دوستی اور احسان کے بدلے کے طور پر مفت میں کھانا کھلاتے ہیں تو جائز ہوگا۔ اگر اس لئے کھلاتے ہیں کہ وہ گاڑی وہاں کھڑی کریں تاکہ وہ گاہکوں سے زیادہ قیمت وصول کریں تو جائز نہیں۔

ایک ملک کی کرنسی سے دوسرے ملک کی کرنسی تبدیل کرنا

س...... بعض مرتبہ ہم اگر ایک ملک کی کرنسی (ڈالر یا ریال) لیتے ہیں اور اس کے بدل میں

دوسرے ملک کی کرنسی (روپے) وغیرہ دیتے ہیں تو کیا اس میں بھی اسی وقت دینا ضروری ہے یا نہیں اگر ہے تو جائز کی کیا صورت ہوگی؟

ج..... اس میں معاملہ نقد کرنا ضروری ہے۔

محصول چونگی نہ دینا شرعاً کیسا ہے

س..... محصول چنگی لینا یا دینا کیسا ہے؟ اگر کوئی شخص مال چھپا کر لے گیا تو اس کے لئے وہ مال کیسا ہے اور کیا چنگی ٹھیکیدار کو اس کی شکایت لگانا چاہئے؟

ج..... محصول چنگی شرعاً جائز نہیں۔ اگر مال و آبرو کا خطرہ نہ ہو تو نہ دی جائے۔

شاپ ایکٹ کی شرعی حیثیت اور جمعۃ المبارک کے دن دکان کھولنا

س..... عرض یہ ہے کہ اسلامی مسائل کے بارے میں آپ کے کالم میں برابر پڑھتا ہوں۔ اور آج مجھے بھی ایک مسئلہ درپیش ہے۔ میں نے کئی علماء سے سنا ہے کہ "جمعۃ المبارک کے دن مسلمانوں تم پاک صاف ہو کر مسجد میں جاؤ اور نماز ادا کرو اور نماز کے بعد تم زمین پر رزق کی تلاش میں پھیل جاؤ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجارت اچھا پیشہ ہے اور اپنے پیشے میں امانت اور دیانت سے محنت کرو اور رزق کماؤ۔"

اب مسئلہ یہ ہے کہ پاکستان میں ایک قانون ہے۔ جسے شاپ ایکٹ کا قانون کہتے ہیں۔ اس قانون کے تحت رات ۸ بجے کے بعد دکان کھولنا یا زیادہ محنت کرنا یا جمعۃ المبارک کے دن (نماز جمعہ سے پہلے یا نماز جمعہ کے بعد) دکان کھولنا جرم ہے۔ آپ یہ بتائیے کہ کیا اسلام میں رات ۸ بجے کے بعد دکان کھولنا یا زیادہ محنت کرنا یا جمعۃ المبارک کے دن (علاوہ نماز جمعہ کے) دکان کھولنا ناجائز ہے یا جرم ہے؟ شاپ ایکٹ کے ایک صاحب مجھے سال بھر سے اس سلسلے میں پریشان کر رہے ہیں اور میرے اوپر جرمانے کرتے ہیں۔ آپ کو اس مسئلے کو آسانی سے سمجھنے کے لئے میں یہ وضاحت کر دوں کہ ہماری دکان محلے میں ہے۔ ہم اسی پلاٹ میں رہتے بھی ہیں۔ ہماری دکان

میں کوئی ملازم نہیں ہے۔ ہم دو بھائی مل کر دکان کرتے ہیں۔ ساتھ ہی تعلیم بھی حاصل کرتے ہیں۔ میں "بی کام" کا طالب علم ہوں اور ہمارا ذریعہ معاش بھی یہی دکان ہے۔ والد صاحب اور والدہ صاحبہ فوت ہوچکی ہیں۔ ہم سب چھوٹے بھائی بہن ساتھ ہی رہتے ہیں ان حالات کی بنا پر کبھی دکان دیر تک کھلی رکھنی پڑتی ہے اور کبھی جمعتہ المبارک کو کھولنے کی نوبت آجاتی ہے۔ دوسرے محلے میں دکانداری بھی چھٹی کے دنوں یا رات ۹ یا ۱۰ بجے رات تک ہوتی ہے۔ ابھی ۲۱ دسمبر کو جمعہ کے دن محرم کا چاند ختم ہونے کی وجہ سے میں دکان کی صفائی کر رہا تھا کہ پھر شاپ ایکٹ والے صاحب آگئے اور دکان کھولنے پر میرا چالان کر دیا۔ جبکہ میں نے انہیں بتایا کہ میں صفائی کر رہا ہوں لیکن وہ نہیں مانے۔ لہٰذا میں مجبور ہوکر یہ خط آپ کو لکھ رہا ہوں کہ آپ اس مسئلہ کی وضاحت کریں کہ شاپ ایکٹ کا قانون اسلامی نظریہ سے صحیح ہے یا غلط؟

ج ...... نماز جمعہ کی اذان سے لے کر نماز سے فارغ ہونے تک خرید وفروخت جائز نہیں۔ اس کے علاوہ دکان کھولنے میں شرعاً کوئی پابندی نہیں۔ بلکہ قرآن کریم میں صاف ارشاد ہے کہ جب نماز ادا ہوچکے تو زمین پر پھیل جاؤ اور اللہ تعالیٰ کا رزق تلاش کرو۔ رہا وہ قانون جس کا آپ نے حوالہ دیا ہے تو ہمارے ملک میں جہاں اور بے شمار قوانین غیر اسلامی ہیں انہیں میں اس کو بھی شامل سمجھئے۔

رکشا ٹیکسی والے کا میٹر سے زائد پیسے لینا

س ...... کیا رکشا و ٹیکسی والوں کے لئے جائز ہے کہ میٹر جو کرایہ بتاتے ہیں مثلاً ۴/۲۰، ۸/۸۰ یا ۱۳/۴۰ روپے وغیرہ وغیرہ۔ مگر ان کو -/۵، -/۱۰ یا -/۱۵ روپے دے دو تو وہ سب جیب میں ڈال لیتے ہیں۔ اور بقایا واپس نہیں کرتے۔ کیا ان زائد پیسوں کو صدقہ، خیرات یا زکوٰۃ سمجھ کر چھوڑ دینا چاہئے؟ مہربانی فرما کر جواب شائع فرمائیں تاکہ وہ لوگ جو ناجائز لینا یا دینا گناہ سمجھتے ہیں ان کو معلوم ہوجائے کہ وہ گناہ کر رہے ہیں یا نہیں؟

ج ...... اصل اجرت تو اتنی ہی بنتی ہے جتنی میٹر بتائے۔ زائد پیسے کرایہ دار واپس لے سکتا ہے۔ لیکن اس معاملہ میں لوگ زیادہ کدو کاوش نہیں کرتے، اگر روپے سے اوپر کچھ پیسے ہوجائیں تو پورا روپیہ ہی دے دیتے ہیں۔ پس اگر کوئی خوشی سے چھوڑ دے تو رکشا

ٹیکسی والوں کیلئے حلال ہیں اور اگر کوئی مطالبہ کرے تو واپس کرنا ضروری ہے۔
س...... بعض اوقات یہ بھی ہوتا ہے کہ رکشا والا میٹر سے زیادہ پیسے مانگتا ہے، کیا میٹر سے زیادہ پیسے اس کے لئے حلال ہیں؟
ج...... اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ رکشا ٹیکسی والے نے سفر شروع کرنے سے پہلے ہی وضاحت کر دی ہو کہ وہ اتنے پیسے میٹر سے زیادہ لے گا، یہ تو اس کے لئے حلال ہیں۔ اور سواری کو اختیار ہے کہ ان زائد پیسوں کو قبول کرے، یا اس کے ساتھ نہ جائے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ منزل پر پہنچنے کے بعد زائد پیسے مانگے، یہ جائز نہیں۔ کیونکہ اس صورت میں گویا معاہدہ میٹر پر چلنے کا تھا۔ معاہدہ کے خلاف کرنا اس کے لئے جائز نہیں۔

اسمگلنگ کرنے والے کو کپڑا فروخت کرنا

س...... اگر کوئی اسمگلنگ کرنے کے لئے کپڑا خریدنا چاہے تو دکاندار کو وہ کپڑا فروخت کرنا چاہئے کہ نہیں؟ اگر فروخت کر دیا تو اس سے ملنے والی رقم حلال ہے یا حرام؟
ج...... اسمگلنگ قانوناً منع ہے۔ اگر دکاندار کو معلوم ہو کہ یہ اس کپڑے کی اسمگلنگ کرے گا تو اس کو نہیں دینا چاہئے۔ تاہم اگر دے دیا تو منافع شرعاً حلال ہے۔

انعام کی رقم کیسے دیں

س...... کارخانہ میں کاریگروں کو ہر نصف ماہ کے بعد کارخانہ کے مال کی پیداوار بطور انعام حصہ رسدی نقد رقم دی جاتی ہے۔ کچھ کاریگر صاحبان کام چھوڑ کر چلے گئے اور اپنے انعام کی رقم بہت عرصہ سے لینے نہیں آئے نہ ان کا کوئی پتا ہے۔ وہ نقد رقم امانتاً موجود ہے اس کو کیا کرنا چاہئے؟
ج...... انعام وہ کہلاتا ہے جس کے نہ ملنے پر شکایت نہ ہو۔ اور نہ وہ حق واجب کی حیثیت رکھتا ہو۔ کارکنوں کو جو انعام کی رقم دی جاتی ہے اگر اس کی یہی حیثیت ہے تو جن صاحبان کو رقم نہیں دی گئی ان کے حصہ کی رقم کارخانے والوں کی ہے۔ جو وہ چاہیں کریں اور اگر اس کا نام انعام بس یونہی رکھ دیا گیا ہے ورنہ وہ دراصل حق واجب کی

حیثیت رکھتا ہے تب بھی جو ملازم کارخانہ چھوڑ کر چلے گئے وہ اس کے مستحق نہیں۔ کیونکہ اس انعام کے لئے تاریخ مقرر کرنے کے معنی یہ ہیں کہ جو لوگ اس تاریخ کو ملازم ہوں گے وہ انعام کے مستحق ہوں گے۔ اس لئے جن کارکنوں نے اس مقررہ تاریخ سے پہلے کارخانہ چھوڑ دیا ان کا استحقاق ختم ہوگیا۔ البتہ اگر ملازم نے خود کارخانہ کو نہ چھوڑا ہو بلکہ کارخانہ دار نے اس کو نکال دیا ہو تو وہ اس انعام کا مستحق ہے۔ اور کارخانہ دار کا فرض ہے کہ ملازم کو سبکدوش کرتے ہوئے اس کے حصہ کا یہ انعام بھی دے۔

کسی مشتبہ شخص کو ہتھیار فروخت کرنا

س...... جو شخص گناہ کی نیت سے مال خریدنا چاہے مثلاً اسمگلنگ کے لئے کپڑا وغیرہ یا کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے کوئی ہتھیار خریدنا چاہے تو دکاندار کو ایسی اشیاٗ فروخت کرنے پر جو منافع ہوگا وہ جائز ہے یا نہیں؟

ج...... کسی ایسے شخص کو ہتھیار دینا جس کے بارے میں یقین ہو کہ یہ کسی کو ناحق قتل کرے گا، یہ تو جائز نہیں۔ بیچنے والا بھی گنہگار ہوگا۔ لیکن بیع صحیح ہے۔

دھمکیوں کے ذریعہ صنعت کاروں سے زیادہ مراعات لینا

س...... آج کل ٹریڈ یونینوں کا زمانہ ہے۔ اور ملازمین (بڑے اداروں کے) اپنے جائز اور ناجائز مطالبات بلیک میل کر کے منوا لیتے ہیں۔ اگر صنعتکار تاجر وغیرہ ان کے مطالبات نہ مانیں تو ان کا کاروبار بند ہوجاتا ہے۔ قرآن و سنت کے نقطہ نظر سے یہ بتائیں کہ بلیک میلنگ اور دھمکیوں سے بے شمار مراعات حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کیا وہ حرام کے زمرے میں نہیں آتیں؟

ج...... ناجائز خواہ مزدوروں کی طرف سے ہو یا مالکان کی طرف سے، وہ تو ناجائز ہے۔ اصل خرابی یہ ہے کہ ہم میں نہ تو محاسبہ آخرت کی فکر باقی رہی ہے، نہ حلال و حرام کا امتیاز۔ مزدور چاہتا ہے کہ اسے محنت نہ کرنی پڑے مگر اجرت اسے دوگنی چوگنی ملنی چاہئے۔ کارخانہ دار یہ چاہتا ہے کہ مزدور کام کرتا رہے مگر اسے اجرت نہ دینی پڑے۔ جس طرح کارخانہ دار کی طرف سے مزدور کی محنت کا معاوضہ ادا نہ کرنا حرام

ہے اسی طرح اگر مزدور ٹھیک کام نہیں کرتا یا زبردستی ناجائز مراعات حاصل کرتا ہے تو اس کی روزی بھی حرام ہے اور قیامت کے دن اس کا محاسبہ بھی ہوگا کہ تم نے فلاں شخص کا کتنا کام کیا اور اس سے کتنی اجرت وصول کی؟

کاروبار کے لئے ملک سے باہر جانا شرعاً کیسا ہے

س...... اگر کسی مسلمان کا ملک میں جائیداد یا گزر بسر کے لئے دو تین لاکھ روپے بنک بیلنس ہو اور وہ مزید پیسے کے لالچ میں اپنے ملک، خاندان اور بیوی بچوں سے دور رہ کر نوکری کرے تو معلوم کرنا ہے کہ شریعت میں اس بارے میں کیا حکم ہے؟ یہ بھی بتا دوں کہ ہم لوگ سال کے بعد ڈیڑھ مہینے کی چھٹی پر ملک آسکتے ہیں۔

ج...... آپ کی تحریر میں دو مسئلے غور طلب ہیں۔

اول: یہ کہ جس شخص کے پاس اپنی گزر بسر کے بقدر ذریعہ معاش موجود ہو کیا اس کو اسی پر قناعت کرنی چاہئے یا طلب مزید میں مشغول ہونا چاہئے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر حلال ذریعہ سے طلب مزید میں مشغول ہو تو جائز ہے۔ بشرطیکہ فرائض شرعیہ سے غفلت نہ ہو لیکن اگر قناعت کرے اور اپنے اوقات کو طلب مزید کے بجائے آخرت کے بنانے میں صرف کرے تو افضل ہے۔

دوم: یہ کہ کیا طلب مزید کے لئے اپنے عزیز و اقارب کو چھوڑ کر باہر ملک جانا درست ہے یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ یہ حقوق العباد کا مسئلہ ہے ماں باپ، بیوی بچوں کے حقوق ادا کرنا اس کے ذمہ ہے۔ اگر وہ اپنا حق معاف کرکے جانے کی اجازت دے دیں تو درست ہے ورنہ نہیں۔ اور اجازت و رضامندی بھی صرف زبان سے نہیں بلکہ واقعی اجازت ضروری ہے۔ میرے علم میں بہت سے ایسے واقعات ہیں کہ لوگ جوان نوبیاہتا بیویوں کو چھوڑ کر پردیس چلے گئے پیچھے بیویاں گناہ میں مبتلا ہوگئیں۔ خود ہی فرمایئے کہ اس ظلم و ستم کا ذمہ دار کون ہوگا؟ اگر نوعمر بیویوں کو چھوڑ کر انہیں باہر بھاگنا تھا تو اس غریب کو کیوں قید کیا تھا؟

اساتذہ کا زبردستی چیزیں فروخت کرنا

س...... "الف" ایک اسکول کا ہیڈ ماسٹر ہے۔ ہر سال شروع ہونے پر اپنے اسکول میں

طالب علموں کو ڈرائنگ اور خوشخطی کی کتابیں جبراً اور لازمی فروخت کرتا ہے جبکہ محکمہ تعلیم کی جانب سے وہ ایسا نہیں کر سکتا۔ اور اس کا کمیشن اپنے اساتذہ میں برابر برابر تقسیم کر دیتا ہے۔ اور اس پر دلیل یہ دیتا ہے کہ یہ تو کاروباری نفع ہے۔ کیا وہ صحیح کہتا ہے؟

ج...... اگر کوئی طالب علم اس سے اپنی خوشی سے خریدے تب تو ٹھیک ہے، مگر زبردستی ناجائز ہے۔

آیات قرآنی و اسماء مقدسہ والے لفافے میں سودا دینا

س...... آج کل دکاندار اپنا سودا سلف ایسے لفافوں اور کاغذوں میں ڈال کر دیتے ہیں جن پر آیات قرآنی اور اسماء مقدسہ درج ہوتے ہیں۔ ان کے لئے شریعت کی رو سے کیا حکم ہے؟ کیا ان کی روزی حلال ہے؟

ج...... اس سے روزی تو حرام نہیں ہوتی مگر ایسا کرنا گناہ ہے۔

کرفیو یا ہڑتال میں اسکول بند ہونے کے باوجود پوری تنخواہ لینا

س...... کراچی میں آئے دن کرفیو اور ہڑتال کی وجہ سے اسکول بند ہو جاتے ہیں۔ میں ایک پرائیویٹ اسکول کی معلّمہ ہوں۔ اسکول بند ہونے کے باوجود مجھے تنخواہ پوری مل جاتی ہے۔ آپ سے پوچھنا ہے کہ یہ پیسہ جائز ہے؟ جبکہ اس کے علاوہ میرا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے۔

ج...... اس میں کوتاہی آپ کی طرف سے نہیں، اس لئے آپ کی تنخواہ حلال ہے۔

کتابوں کے حقوق محفوظ کرنا

س...... آج کل عام طور پر کتابوں کے مصنفین اپنی کتابوں کے حقوق محفوظ کراتے ہیں۔ کیا اس طرح سے حقوق محفوظ کرانا شرعی طور پر صحیح ہے؟ جبکہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر بزرگان دین نے اپنی کتابوں کے

حقوق محفوظ نہیں کرائے۔

ج..... ہمارے اکابر حق طبع محفوظ کرانے کو جائز نہیں سمجھتے۔

سوزوکی والے کا چھٹیوں کے دنوں کا کرایہ لینا

س ..... ہمارے دوست کی سوزوکی وین ہے۔ بچوں کو اسکول لے جاتے ہیں اور لاتے ہیں۔ ہر مہینہ کرایہ لیتے ہیں۔ اب اسکول میں دو ماہ کی چھٹیاں ہو رہی ہیں۔ ان دو ماہ کا کرایہ لینا جائز ہے کہ نہیں؟

ج..... اگر اسکول والے بخوشی تعطیل کے زمانے کا کرایہ بھی دیں تو جائز ہے۔

مدرسہ کی وقف شدہ زمین کی پیداوار کھانا جائز نہیں

س ..... ہمارے شہر کرنال (انڈیا) میں ایک آدمی جو لاوارث تھا، اس نے اپنی زمین مدرسہ عربیہ میں دے دی تھی۔ اور وہ آدمی (انڈیا میں) فوت ہوگیا تھا۔ وہ مدرسہ پاکستان میں بھی ابھی تک چلتا آرہا ہے۔ اب جو آدمی جگہ دے گیا تھا اس کی اولاد میں سے تقریباً ۸ویں پشت سے ایک آدمی ہے وہ کہتا ہے کہ ہمارے دادا نے اس مدرسہ کے لئے جگہ دی تھی یہ مدرسہ ہمارا ہے اس کے اندر کسی کا حق نہیں۔ وہ آدمی جبراً اس مدرسہ کی آمدنی کھا رہا ہے۔ بہانہ یہ بنایا ہوا ہے کہ مدرسہ میں، میں پڑھاتا ہوں لیکن مدرسہ میں وہ ہفتہ میں ایک یا دو دن حاضر رہتا ہے۔ بچے ایک دوسرے کا سبق سنتے ہیں۔ ایک تو وہ شہر والوں کے ساتھ جھگڑتا ہے، دوسرے بچوں کی زندگی تباہ ہو رہی ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیں کہ آیا وہ آدمی یہ جو دعویٰ کرتا ہے کہ میرے دادا کا مدرسہ ہے اس میں کسی کا حق نہیں، کیا یہ درست ہے؟ کیونکہ ہمارے شہر کے قریب کوئی ایسا بڑا مدرسہ نہیں ہے کہ جہاں بچے جاکر تعلیم حاصل کریں اور جو رقبہ اس آدمی نے دیا تھا تقریباً ۵۰ ایکڑ رقبہ ہے۔ اگر شہر والے مل کر اس کو مدرسہ سے نکال دیں تو کیا شرعاً کوئی ممانعت تو نہیں؟

ج..... اس شخص کا مدرسہ پر کوئی حق نہیں۔ شہر والوں کو چاہئے کہ اس کو نکال دیں اور مدرسہ کا انتظام کسی معتبر آدمی کے ہاتھ میں دیں۔ اس شخص کا مدرسہ کی وقف زمین کی پیداوار کھانا بھی جائز نہیں۔

زبردستی مکان لکھوالینا شرعاً کیسا ہے

س ...... میرے دوست نے اپنی اہلیہ کو بعض غیر شرعی ناپسندیدہ حرکتوں پر مسلسل تنبیہ کی۔ لیکن اس کی اہلیہ نے ان حرکات کو ترک کرنے کے بجائے شوہر کے ساتھ نفرت و حقارت اور خصومت کا رویہ اختیار کیا اور ان حرکتوں پر اصرار کرتی رہی۔ بہت سوچ بچار کے بعد ہمارے دوست نے اپنی اہلیہ کو ایک طلاق دے دی۔ اس پر ان کی اہلیہ اور اہلیہ کے رشتہ دار بے حد خفا ہو گئے اور ان کی اہلیہ نے مزید دو طلاقیں مانگ لیں جو کہ ہمارے دوست نے دے دیں۔ پھر کسی بہانہ سے ہمارے دوست کے سسرال والوں نے اپنے گھر پر بلالیا اور وہاں ان کے سسر صاحب اور سالے صاحب نے نہایت بے رحمی سے پٹائی کی۔ شدید پٹائی کے سبب ہمارے دوست حواس باختہ ہو گئے پھر سالے صاحب نے اپنے ایک دوست کے پاس حبس بے جان میں ان کے گھر پر رکھوا دیا۔ پھر صبح کو کورٹ میں لے جاکر زبردستی ڈرا دھمکا کر اپنا مکان بچوں کے نام ہبہ کرنے کے کاغذات پر دستخط کروالئے۔ ہمارے دوست نے جو غیر متوقع شدید پٹائی کے سبب ذہنی طور پر ماؤف ہو چکے تھے کاغذات پر دستخط کر دیئے۔ (بسبب خوف کے)۔

۱۔ اگر شوہر شرعی طور پر مطمئن ہوکر بیوی کو طلاق دے دے تو سسر صاحب اور سالے صاحب کا بیدردی سے طلاق دینے پر مارنا پیٹنا شرعاً جائز ہے؟

ج...... شرعاً ناجائز اور ظلم ہے۔

۲۔ کیا ایسا ہبہ شرعاً جائز ہے یا کہ ہمارے دوست شرعاً اپنا مکان واپس لینے کے حقدار ہیں؟

ج...... اگر یہ شخص حواس باختہ تھا تو ہبہ صحیح نہیں ہوا۔ اور جو کچھ کیا گیا یہ ہبہ نہیں بلکہ غصب ہے۔

اپنی شادی کے کپڑے بعد میں فروخت کر دینا

س ...... میں نے تقریباً دو سال پہلے شادی کے لئے ہاتھ کے کام والے کپڑے بنوائے تھے۔ ان میں سے کافی کپڑے ابھی تک بند پڑے ہیں۔ اگر میں کچھ سالوں بعد ان کو مارکیٹ کی قیمت پر بیچ دوں تو یہ منافع میرے لئے جائز ہے؟ جبکہ ایسے کپڑوں کی قیمتیں

دن بدن بڑھتی رہتی ہیں اور کچھ سالوں بعد ان کو بیچنے سے یا اگر کسی باہر کے ملک بکواؤں جہاں ہاتھ کا کام بہت مہنگا ہے تو مجھے ان کپڑوں پر منافع ہو گا۔ یعنی جس قیمت پر میں نے ان کو بنوایا اس سے زیادہ قیمت مجھے مل سکے گی بیچنے میں۔ کیا ایسا کرنا جائز ہے؟ اسلام کی رو سے کیا اس منافع سے میں زکوٰۃ وغیرہ ادا کر سکتی ہوں؟

ج…… یہ منافع جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں۔

اسکول کی چیزوں کی فروخت سے استاد کا کمیشن

س…… ایک اسکول میں ایک ہیڈ ماسٹر صاحب اسکول میں فروخت ہونے والی اشیاء مثلاً ڈرائنگ، شرح کی کتابیں، اسکول بیج، رپورٹ کارڈ وغیرہ سے جو کمیشن حاصل ہوتا ہے، خود نہیں لیتے بلکہ یہ کہہ کر انکار کر دیتے ہیں کہ میرا کمیشن دیگر اساتذہ میں بانٹ دیا جائے۔ کیا موصوف کا یہ کہنا صحیح ہے؟

ج…… موصوف کا یہ طرز عمل لائق رشک اور لائق تقلید ہے۔

بچی ہوئی سرکاری دواؤں کا کیا کریں

س…… میرے خاوند ملازم پیشہ ہیں جن کو محکمہ کی طرف سے میڈیکل کی سہولت ہے اور جو دوائیں ہمیں ملتی ہیں، وہ پیکنگ ہوئی ہوتی ہیں۔ کچھ تو وقتی طور پر یعنی بیماری کے دوران کھائی جاتی ہیں باقی بچ جاتی ہیں جو کہ ہمارے پاس کافی جمع ہو جاتی ہیں۔ ان کا ہم کیا کریں؟ کیا کیمسٹ کو دے کر کوئی دوسری اشیاء فنس یا ٹوتھ پاؤڈر وغیرہ لے سکتے ہیں۔ کیا یہ شرعاً جائز ہو گا؟ کیونکہ میں صوم و صلوٰۃ کی بہت پابند ہوں۔ بہت مشکور ہوں گی۔

ج…… محکمہ کی طرف سے جو دوائیں ملتی ہیں ان کو آپ استعمال کر سکتی ہیں مگر ان کو فروخت کرنے یا ان سے دوسری اشیاء کا تبادلہ کرنے کی شرعاً اجازت نہیں۔ جو زائد ہوں وہ محکمے کو واپس کر دیا کیجئے۔ اور اگر ان کی واپسی ممکن نہ ہو تو ضرورت مند محتاجوں کو دے دیا کریں۔ یا کسی خیراتی شفا خانے میں بھجوا دیا کریں۔

فیکٹری لگانے کے لائسنس کی خرید و فروخت

س…… کپڑا بنانے کی فیکٹری لگانے کے لئے حکومت سے اجازت کی ضرورت ہوتی ہے،

حکومت ہر فیکٹری کو مشینوں کی تعداد کے لحاظ سے در آمدی لائسنس دیتی ہے، یہ لائسنس دھاگہ کی در آمد کے لئے ہوتا ہے چھوٹے فیکٹری مالکان کے پاس اتنا سرمایہ نہیں ہوتا کہ وہ خود دھاگہ در آمد کر سکیں۔ حکومت جو در آمدی لائسنس دیتی ہے ہم چھوٹے مالکان فیکٹری اس کو بازار میں فروخت کر دیتے ہیں۔ بڑے بڑے سرمایہ دار اس در آمدی پرمٹ پر دھاگہ در آمد کرتے ہیں۔ اور یہ دھاگہ بازار میں فروخت ہوتا ہے اور مختلف ہاتھوں میں ہوتا ہوا یہ دھاگہ ہماری فیکٹریوں میں آجاتا ہے۔ اور اس سے کپڑا تیار ہوتا ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ ان در آمدی لائسنس کو فروخت کرنے سے جو روپیہ ہم کو ملتا ہے وہ حرام ہے یا حلال؟

ج...... در آمدی لائسنس مال نہیں ہے بلکہ ایک حق ہے۔ اس لئے اس کی فروخت مشتبہ ہے۔ اس سے احتراز و اجتناب بہتر ہے۔

بنک کے تعاون سے ریڈیو پر دینی پروگرام پیش کرنا

س...... ریڈیو سے ایک پروگرام "روشنی" کے عنوان سے نشر ہوتا ہے جو زیادہ تر شاہ بلیغ الدین کی آواز میں ہوتا ہے۔ لیکن اس پروگرام کے بعد بتایا جاتا ہے کہ یہ پروگرام آپ کی خدمت میں فلاں بنک کے تعاون سے پیش کیا گیا ہے۔ آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں یہ بتائیں کہ کیا سود کا کاروبار کرنے والے ادارے کے ذریعہ ایسے پروگرام وغیرہ نشر کرنا ٹھیک ہیں کیونکہ سود حرام ہے؟

ج...... حرام کا مال کسی نیک کام میں خرچ کرنا درست نہیں، بلکہ دہرا گناہ ہے۔

امانت کی حفاظت پر معاوضہ لینا

س...... میرے پاس لوگ پیسے جمع کراتے ہیں اور میں جمع کرتا ہوں، لینے دینے میں بھول بھی ہوتی ہے اس کے علاوہ کافی بھاگ دوڑ کرنا پڑتی ہے۔ اس پر اگر دو روپیہ فی سیکڑہ لیا جائے تو یہ جائز ہوگا یا ناجائز؟ برائے مہربانی مطلع فرماویں۔

ج...... لوگ آپ کے پاس بطور امانت کے رقمیں جمع کراتے ہیں، جتنی رقم جمع کرائیں اتنی ہی رقم واپس کرنا ضروری ہے۔ بھول چوک اور ادائیگی میں نزاع نہ ہونے کے لئے

حساب کتاب رکھنا بھی ضروری ہے اور بصورت وفات ورثاء کو امانتیں ادا کرنے میں بھی سہولت رہے گی۔ البتہ اگر پہلے سے طے کرلیا جائے کہ فیصد اتنے روپے اتنی مدت تک بغرض حفاظت (سنبھالنے کی) اتنی اجرت ہوگی یہ اجرت لینا درست ہے لیکن اس صورت میں اگر رقم ضائع ہوگئی تو ضمان لازم آئے گا۔ الغرض امانت رکھی ہوئی رقم پر فی سیکڑہ دو روپے لینا جائز نہیں، سود ہے۔ اس سے پہلے جن جن سے اس طرح لے چکے ہیں، انہیں بھی ان کی رقم واپس کرنا ضروری ہے۔

ٹی وی کے پروگرام نیلام گھر میں شرکت

س ...... ٹی وی میں بعض پروگرام نیلام گھر قسم کے انعام دینے والے ہوتے ہیں ایسے پروگرام بہت مقبول ہوتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ اس پروگرام میں لوگ ٹکٹ خرید کر شامل ہوتے ہیں اور کچھ سوالات کے عوض ان کو ان کی خرچ کی ہوئی رقم سے کچھ زیادہ مل جاتا ہے۔ اور کچھ لوگوں کو کم اور کچھ لوگ بغیر کچھ لئے واپس چلے جاتے ہیں۔ کیا یہ درست ہے؟ اس میں جوا کا عنصر تو نہیں؟

ج ...... میں اس میں شمولیت ہی کو جائز نہیں سمجھتا، رقم لینے دینے کا کیا سوال۔

پرائی چیز مالک کو لوٹانا ضروری ہے

س ...... آج سے کئی سال قبل میرے ایک عزیز جو کہ اسلامی ملک سے تشریف لائے تھے لہٰذا وہ اپنے ساتھ سامان وغیرہ بھی لائے۔ اس سامان میں ایک چیز ایسی بھی تھی جس کو دکھانے کی غرض سے میں اپنے گھر لے گیا لیکن اتفاق کی بات ہے کہ فوراً ہی ہمارے درمیان اختلافات نے جنم لیا جو کہ جاری ہے۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ جن صاحب سے میں نے یہ چیز لی تھی انہوں نے مجھ پر الزام تراشی کی جبکہ میری نیت بالکل صاف تھی اور ہے۔ اور ان کی یہ چیز ابھی تک ویسے ہی پڑی ہے جیسا کہ آج سے تقریباً ۸، ۹ سال قبل میں نے ان سے لی تھی۔ محض ان کی الزام تراشی اور اپنے غصے کی حالت میں (جبکہ غصہ حرام ہے) میں انہیں ان کی چیز واپس نہیں کرسکا۔ (اللہ معاف کرے) نہ ہی اس چیز کے بارے میں میں نے کسی کو بتایا اور نہ کسی کو دکھایا۔ اب یہ بوجھ اٹھایا نہیں جاتا۔ میں

چاہتا ہوں کہ اسے کہیں صرف کر دوں جبکہ میری خواہش ہے کہ اس کی قیمت غریبوں میں ادا کر کے اپنے پاس رکھ لوں کیا ایسا ممکن ہے؟ یا پھر یہ چیز کسی کو دے دوں یا پھر کسی اسلامی جگہ پر رکھ دوں (لیکن میں اس عمل کو بہتر نہیں سمجھتا جبکہ میں جانتا ہوں کہ جس کا جو مال، حق ہو اسے ہی ملنا چاہئے) لیکن مجبوری یہ ہے کہ اب میں اس شخص کو یہ چیز واپس نہیں کر سکتا۔ وجہ یہ ہے کہ اب وہ ہم سے کہیں دور رہتا ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر میں انہیں ان کی چیز واپس کر دوں تو یہ میری بدنامی کا باعث بنتی ہے اور پھر نجانے مجھے کتنے الزامات کا سامنا کرنا پڑے گا۔ لہٰذا میں اس عمل سے بچنا چاہتا ہوں۔ اب آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ مجھے کوئی ایسا حل بتا دیں کہ میں شرمندگی سے بچ جاؤں، جبکہ اس کی چیز اب اس تک نہیں پہنچ سکتی۔

ج...... اس چیز کا نہ صدقہ کرنا جائز ہے نہ خود اس کا استعمال کرنا ہی جائز ہے۔ اس کو مالک کے پاس لوٹانا فرض ہے۔ اگر یہاں کی ذلت و بدنامی گوارا نہیں تو قیامت کے دن کی ذلت و بدنامی اور اس کے بدلے میں اپنی نیکیاں دینے کے لئے تیار رہئے۔

ہوٹل کی ٹپ لینا شرعاً کیسا ہے

س...... میں ایک ہوٹل میں بیرا ہوں۔ جہاں ہمیں تنخواہ کے علاوہ ہر روز ٹپ (بخشش) ملتی ہے۔ جو گاہک اپنی مرضی سے ہمیں خوش ہو کر دے دیتا ہے۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ کیا یہ ٹپ ہمارے لئے حلال ہے یا حرام؟ ذرا تفصیل سے جواب دیجئے گا تا کہ میں اپنے دوسرے ساتھیوں کو بھی بتا سکوں۔

ج...... جو لوگ اپنی خوشی سے دے دیں ان سے لینا حلال ہے۔ مگر اس کو حق سمجھنا، اس کا مطالبہ کرنا اور جو نہ دے اس کو حقیر سمجھنا جائز نہیں۔

آزاد عورتوں کی خرید و فروخت

س...... عرض یہ ہے کہ ہمارے یہاں اندرون سندھ و بلوچستان میں وہ بنگالی عورتیں جو دلالوں کے ذریعے مکر و فریب میں پھنس کر بنگلہ دیش سے پاکستان لائی جاتی ہیں، ان عورتوں میں کچھ بالغ و نابالغ کنواری عورتیں بھی ہوتی ہیں کچھ لاوارث (طلاق شدہ) اور شادی شدہ بھی ہوتی ہیں جن کو دلال جبراً یا مجبوراً دیہات میں لاوارث کی حالت میں

چھوڑ کر لوگوں کے یہاں نکاح میں دے جاتے ہیں، کیا شرعی لحاظ سے بنگالی یا غیر بنگالی اس قسم کی عورتوں سے نکاح جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو اس کاروبار کو حرام قرار دیں اور فتویٰ بھی شائع کریں تاکہ لوگ آئندہ یہ کاروبار ختم کر دیں اور خریدنے والوں کو بھی شرعی تنبیہ کریں تاکہ آنے والی نسلوں کے لئے ایک شرعی فرمان اور ہدایت ہو اور خصوصاً مولوی حضرات کو بھی گزارش کریں کہ وہ آئندہ اس قسم کے نکاحوں کے عمل سے گریز کریں۔

ج ...... آزاد عورتوں کی خرید و فروخت (جس کو عرف عام میں "بردہ فروشی" کہا جاتا ہے) شرعاً حرام ہے اور جو لوگ ان گندے کاروبار میں ملوث ہیں وہ انسانیت کے دشمن، شیطان کے ایجنٹ اور معاشرہ کے مجرم ہیں، ایسی عورتیں جوان ظالموں کے چنگل میں ہوں اگر کوئی شخص ان کو رہائی دلانے کے لئے ان سے شرعی طریقہ پر نکاح کر لیتا ہے تو نکاح صحیح ہے۔ شرط یہ ہے کہ عورت اگر عاقلہ و بالغہ ہو تو نکاح اس کی رضامندی سے ہوا ہو، اور اگر لڑکی نابالغ ہے تو اس کا نکاح اس کے اولیاء کی اجازت کے بغیر نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ جوان نہ ہو جائے۔ جوان ہونے کے بعد اس کی رضامندی سے نکاح کیا جائے تو نکاح ہو جائے گا۔

شرط پر گھوڑوں کا مقابلہ کرانے والے کی ملازمت کرنا

س ...... ریس میں دوڑنے والے گھوڑوں کی خدمت کرنا، ان کی دیکھ بھال کرنا یا کسی ایسے ادارے میں ملازمت کرنا جس کے زیر انتظام ریس کے گھوڑے دوڑتے ہوں شرعی لحاظ سے کیسا ہے؟

ج ...... شرط پر گھوڑوں کا مقابلہ حرام ہے اور اس کی ملازمت بھی ناجائز ہے۔

اسپانسر اسکیم کے ڈرافٹ کی خریداری

س ...... آج کل ریگولر اسکیم اور اسپانسر شپ اسکیم کے تحت حج درخواستیں جمع ہوتی ہیں۔ اسپانسر شپ میں جو حج کے لئے جانا چاہے تو باہر کسی ملک سے ۴۵ ہزار روپے کا ڈرافٹ منگا کر جمع کرائے۔ بعض حضرات یہ ڈرافٹ جو بھی حج پر جانا چاہے اس سے کچھ رقم زائد

لے کر اس کے نام سے منگا کر دیتے ہیں۔ آج کل یہ ڈرافٹ ۴۹۵۰۰ روپے کا مل رہا ہے۔ صورت یہ ہے کہ اسپانسر شپ اسکیم کے تحت جانے والے حاجیوں کی بڑی تعداد اسی طرح زائد رقم خرچ کر کے ڈرافٹ لے کر حج پر جاتی ہے۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طرح زائد رقم دے کر ڈرافٹ لینا جائز ہے؟ جو لوگ باہر سے ڈرافٹ منگا کر دیتے ہیں ان سے پوچھا جائے کہ یہ آپ زائد رقم کیوں لے رہے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ یہ کرنسی کا فرق ہے غیر ملک میں جب ڈرافٹ بنتا ہے تو کرنسی میں اتنا فرق آ جاتا ہے۔ اور کچھ نفع وہ بھی رکھتے ہوں گے۔ اگر یہ صورت ناجائز ہو تو اس کی اصلاح کی کیا صورت ہے؟ کیا یہ بہتر نہیں ہوگا کہ حکومت یہ ڈرافٹ پاکستانی روپے کے بجائے باہر کی کرنسی مثلاً ڈالر، پاؤنڈ، ریال وغیرہ میں لے لے؟ اس طرح اگر پاکستانی روپے دے کر باہر کی کرنسی کا ڈرافٹ لیا جائے گا تو وہ سود کے زمرے میں تو نہیں آئے گا؟ اس وقت جو ڈرافٹ ملتا ہے وہ پاکستانی روپے میں ہوتا ہے۔ جبکہ ادائیگی بھی پاکستانی روپے میں ہوتی ہے، اسپانسر شپ اسکیم کو لوگ یوں بھی ترجیح دیتے ہیں کہ اس میں ریگولر اسکیم کے برعکس مکہ مکرمہ، مدینہ منورہ میں حکومت کی طرف سے لازمی رہائش کی شرط نہیں ہوتی۔ جبکہ ریگولر اسکیم میں حج پر جانے والوں کے لئے لازمی رہائش کی شرط ہوتی ہے اور لازمی رہائش میں تکلیف زیادہ ہوتی ہے۔

ج ...... زیادہ پیسے دے کر کم پیسے کا ڈرافٹ لینا تو سود ہے۔ البتہ ایک ملک کی کرنسی کا تبادلہ دوسرے ملک کی کرنسی کے ساتھ ہر طرح جائز ہے خواہ کم ہو یا زیادہ۔ اس لئے بہتر شکل تو یہ ہے کہ حکومت ریالوں یا ڈالروں کا ڈرافٹ لیا کرے، یا پھر یہ شکل کی جائے کہ ڈرافٹ کے لئے تو اتنی ہی رقم لی جائے جتنے کا ڈرافٹ ہے اور زائد رقم ایجنٹ حضرات اپنے محنتانہ کے طور پر الگ لیا کریں۔

فیکٹری مالکان اور مزدوروں کو باہم افہام و تفہیم سے فیصلہ کر لینا چاہئے

س ...... ایک فیکٹری کے اوقات صبح آٹھ بجے تا شام ساڑھے چار بجے تھے۔ یونین اور مالکان کے درمیان طے پایا کہ اوقات بڑھا کر ۸ تا ۵ بجکر ۱۰ منٹ کر دیئے جائیں اور جمعہ

کے علاوہ ایک جمعرات چھوڑ کر دوسری جمعرات چھٹی ہوا کرے یعنی ماہ میں کل چھ چھٹیاں ہوں۔ پھر یہ بات بھی طے پائی کہ ہر ماہ کی پہلی اور تیسری جمعرات کو چھٹی ہوا کرے گی۔ یہ بات اس لئے طے کر لی کہ جھگڑا نہ ہو کہ کونسی جمعرات کو چھٹی ہوگی۔ اب سوال یہ ہے کہ اس بات کا اس وقت کسی کو خیال نہیں آیا کہ کسی ماہ میں پانچ جمعراتیں بھی آسکتی ہیں۔ کمپنی کہتی ہے کہ ہم تو صرف پہلی اور تیسری جمعرات کو چھٹی دیں گے۔ ہم پانچ جمعراتوں کے مسئلہ کے ذمہ دار نہیں۔ حالانکہ اس صورت میں اس ماہ کے اوقات کار دوسرے مہینوں سے زیادہ ہو جائیں گے۔ حساب سے تو یہی ہونا چاہئے کہ ایک جمعرات کو کام ہو اور ایک کو نہ ہو تب ہی اوقات کار صحیح رہتے ہیں۔ مگر کمپنی کے مالکان اس بات کو نظر انداز کرنا چاہتے ہیں۔ اتفاق سے اس سال ایک سے زیادہ مہینوں میں پانچ جمعراتیں آرہی ہیں، مثلاً اسی ماہ مئی میں پانچ جمعراتیں آرہی ہیں۔ اس سلسلے میں اسلامی عدل وانصاف کا فیصلہ تحریر فرمائیں تاکہ مالکان جو خود بھی بڑے مذہبی ہیں، عنداللہ گنہگار نہ ہوں اور مزدور بھی حق سے زیادہ نہ لیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اگر جمعرات کو سرکاری چھٹی آجائے تو اس کے عوض مزدوروں کو الگ چھٹی ملنی چاہئے یا نہیں؟ کیونکہ وہ چھٹی تو انہیں بہرحال ملتی۔ اور یہ جو جمعرات کی چھٹی ہے یہ تو وہ روزانہ چالیس منٹ فالتو کام کر کے کما رہے ہیں۔ یہ تو بہرحال فالتو گھنٹوں کی مناسبت سے ان کو ملنی ہی چاہئے۔ اس سلسلے میں عدل وانصاف کا فیصلہ تحریر فرمائیں۔

ج ...... طرفین کے درمیان جو معاہدہ ہوا ہے اس کی روح کو ملحوظ رکھتے ہوئے عدل و انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اگر کسی مہینے میں پانچویں جمعرات آئے تو اس دن کارکنوں کو آدھی چھٹی ملنی چاہئے اور اگر آدھی چھٹی فیکٹری کے حق میں نقصان دہ ہو تو اصول یہ طے کر لینا چاہئے کہ ایک جمعرات چھوڑ کر دوسری جمعرات چھٹی ہوگی اور کلینڈر دیکھ کر چھٹی کے دنوں کا چارٹ لگا دینا چاہئے تاکہ اختلاف و نزاع کی نوبت نہ آئے۔ دوسرے مسئلہ میں فریقین کے درمیان چونکہ کوئی بات طے نہیں ہوئی اس لئے اس میں عرف عام کو دیکھا جائے گا۔ اگر عام کمپنیوں کا دستور یہی ہے کہ ایسی صورت میں الگ دن کی چھٹی ملا کرتی ہے تو اسی کو طے شدہ سمجھنا چاہئے اور اگر نہیں ملا کرتی تو اس صورت میں بھی نہیں ملنی چاہئے۔ اور اگر اس سلسلے میں کوئی لگا بندھا دستور نہیں ہے تو یہ معاملہ کارکنوں اور

کمپنی والوں کو باہمی افہام و تفہیم سے طے کرلینا چاہئے۔ اور آپ نے چھٹی کے حق میں جو دلیل لکھی ہے وہ اپنی جگہ معقول اور وزنی ہے۔

جعل سازی سے گاڑی کا الاؤنس حاصل کرنا اور اس کا استعمال

س ...... ہم ایک سرکاری ادارے میں ملازم ہیں۔ ہمارا ادارہ اپنے ملازمین میں سے صرف افسران کو تنخواہ کے علاوہ کچھ خصوصی رقم جن کو الاؤنسز کہا جاتا ہے، دیتا ہے۔ ان الاؤنسز میں سے ایک "کار الاؤنس" کہلاتا ہے۔ اس کی شرط یہ ہے کہ جس افسر کو یہ الاؤنس دیا جارہا ہے اس کے پاس اپنی گاڑی ہو، جو خود اس کے استعمال میں ہو اور گاڑی کے کاغذات ادارے میں جمع کرائے گئے ہوں۔ جس افسر کے پاس گاڑی نہ ہو اس کو آنے جانے کا خرچ جس کو "کنوینس الاؤنس" کہا جاتا ہے ملتا ہے جو کار الاؤنس کے مقابلے میں بہت ہی کم ہوتا ہے۔ کچھ دھوکے باز ملازمین گاڑی خرید کر اس کے کچھ کاغذات جمع کرا دیتے ہیں اور بعد میں گاڑی بیچ دیتے ہیں جبکہ کار الاؤنس جاری رہتا ہے۔ اگر کسی وقت انکوائری کا خطرہ محسوس ہوا تو دوسری گاڑی خرید کر یا کسی عزیز کی گاڑی دکھا دی۔ اس قسم کے ناجائز کام وہ حضرات بھی انجام دینے میں شامل ہیں جو نیک اور نمازی کہلاتے ہیں۔ ہم آپ سے قرآن و سنت کی روشنی میں مؤدبانہ طور پر یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اس طریقہ سے حاصل کی گئی رقم حلال اور جائز ہے؟ اگر ناجائز ہے تو کیوں؟

ج ...... جعل سازی اور فراڈ سے جو رقم حاصل کی گئی وہ حلال کیسے ہوگی؟ ایسے افسران تو اس لائق ہیں کہ ان کو معطل کر دیا جائے۔

س ...... جو رقم ماضی میں حاصل ہو چکی وہ اداروں کو واپس کرنا ہوگی یا توبہ کر لینے سے گزارہ ہو جائے گا؟

ج ...... توبہ بھی کریں اور رقم بھی واپس کریں۔

س ...... ہم یہ سمجھ کر کہ یہ دنیاوی معاملہ ہے دین سے اس کا کیا واسطہ، ان میں سے کوئی نماز پڑھائے تو اس کے پیچھے نماز ادا کرتے رہیں؟

ج ...... اگر ناواقفی کی وجہ سے کیا تھا اور معلوم ہونے پر توبہ کرلی اور رقم بھی واپس کر دی تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے، ورنہ نہیں۔

ناجائز ذرائع سے کمائی ہوئی دولت کو کس طرح قابلِ استعمال بنایا جاسکتا ہے

س ...... ایک شخص نے ناجائز ذرائع سے دولت حاصل کی ہے۔ اس گھر میں جو کہ ناجائز ذرائع سے حاصل کی گئی دولت سے خریدا گیا ہو یا بنوایا گیا ہو اس شخص کا اور گھر کے دیگر افراد کا نماز پڑھنا، تلاوت کلام پاک اور دیگر عبادات و اذکار کرنا کیسا ہے۔ نیز گھر کے باہر کے افراد جن میں دوست احباب وغیرہ شامل ہیں ان کا ان اعمال کا ادا کرنا کیسا ہے جبکہ ان کو اس بارے میں علم ہو یا نہ ہو یا محض شک ہو؟

س ...... اگر بعد میں یہ شخص اپنی ان ناجائز حرکتوں پر نادم ہو کر توبہ کرے تو اس ناجائز دولت سے حاصل شدہ گھر، دیگر جائدادوں اور املاک و نقدی وغیرہ کا کیا کرے جبکہ اس کے پاس رہنے کا انتظام بھی نہیں ہے تو کیا وہ شخص بحالت مجبوری اس گھر میں رہ سکتا ہے؟

س ...... اسی طرح اس شخص سے جس کی کمائی ناجائز ذرائع سے حاصل کی گئی ہے، کوئی ضرورتمند شخص قرض لے سکتا ہے (۱) جبکہ قرض لینے والے کو اس بارے میں علم ہے یا علم نہ ہو یا محض شک ہو۔ واضح کریں کہ ناجائز آمدنی جن میں چوری، رشوت، ڈاکہ، فریب وغیرہ شامل ہیں، مندرجہ بالا مسائل میں سب کا حکم ایک ہی ہے یا مختلف ہے؟

ج ...... ان تمام سوالات کا ایک ہی جواب ہے کہ چوری، ڈاکہ، رشوت وغیرہ کے ذریعہ جو دولت کمائی گئی یہ شخص اس دولت کا مالک نہیں۔ جب تک اصل مالکوں کو اتنی رقم واپس نہ کر دے یا معاف نہ کرالے۔ جس "ناجائز آمدنی" کا تعلق حقوق العباد سے ہو، اس کی مثال مردار اور خنزیر کی سی ہے کہ کسی تدبیر سے بھی اس کو پاک نہیں کیا جاسکتا اور اس کے پاک کرنے کی بس دو ہی صورتیں ہیں یا وہ چیز مالک کو ادا کر دی جائے یا اس سے معاف کرالی جائے۔ تیسری کوئی صورت نہیں۔ ایسی ناجائز آمدنی کو نہ آدمی کھا سکتا ہے، نہ کسی کو کھلا سکتا ہے، نہ صدقہ دے سکتا ہے، نہ کسی کو ہدیہ دے سکتا ہے، نہ

قرض دے سکتا ہے۔

غلط اوور ٹائم لینے اور دلانے والے کا شرعی حکم

س ...... میں محکمہ دفاع میں ملازمت کرتا ہوں۔ ہمارے دفتری اوقات صبح ساڑھے سات بجے تا دوپہر دو بجے تک مقرر ہیں، حکومت کی طرف سے ڈیڑھ بجے سے آدھ گھنٹہ کا وقت نماز ظہر کے لئے وقف ہے۔ دو بجے کے بعد جو حضرات ڈیڑھ دو گھنٹے دفتر کا کام کرتے ہیں ان کو ازروئے قانون ۳ روپے یومیہ معاوضہ دیا جاتا ہے اور اس سلسلہ میں متعلقہ افسر صاحب کو تصدیق کرنا ہوتی ہے کہ فلاں فلاں صاحب نے فلاں فلاں دن ۲ بجے کے بعد دفتر کا کام کیا ہے۔ لہٰذا اس طرح کچھ حضرات جو افسر صاحب کے منظور نظر ہوتے ہیں پورے مہینے کا اوور ٹائم کا معاوضہ ستر پچھتر روپے ماہوار تک حاصل کر لیتے ہیں۔ اب غور اور حل طلب بات یہ ہے کہ ہمارے دفتر میں اتنا زیادہ کام نہیں ہوتا جس کے لئے لیٹ بیٹھنا پڑے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر دیانت داری سے کام کیا جائے تو روزانہ اوسط تین گھنٹے سے زیادہ کسی بھی صاحب کے پاس کام نہیں ہوتا، چہ جائیکہ اوور ٹائم کا سوال ــ لہٰذا یہ سراسر دروغ گوئی ہے۔ ماشاء اللہ تصدیق کنندہ افسر صاحب ظاہری طور پر بڑے ہی نیک ہیں، کبھی کبھی نماز ظہر کی امامت بھی کرواتے ہیں، اس پر طرّہ یہ کہ جھوٹا تصدیق نامہ کرنے کو بھی کار خیر سمجھتے ہیں۔ ہم سوچتے ہیں بقول ان کے کہ اگر واقعی یہ نیک کام ہے تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کس مصلحت کے تحت یہ نیکی صرف مخصوص حضرات کے ساتھ ہی کی جاتی ہے اور باقی کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور یہ ساری کاغذی کارروائی انتہائی خفیہ طور سے کی جاتی ہے تاکہ جن ملازمین کو پیسے نہیں ملتے ان کو خبر نہ ہونے پائے۔ اگر کبھی ہم ان سے کہتے ہیں کہ حضور آپ ایسا غلط کام کیوں کرتے ہیں تو بجائے اپنی اصلاح کرنے کے الٹا مزید ہمارے خلاف ہی انتقامی کارروائی کی جاتی ہے۔ اور ہمیں ناحق پریشان کیا جاتا ہے۔ اگر کوئی ایسے ہی دنیا دار قسم کے افسر ہوتے تو ہمیں ان سے کوئی گلہ شکوہ نہ ہوتا۔ اور پھر آپ کو بھی اس سلسلے میں تکلیف نہ دیتے۔ مگر متذکرہ اوصاف کے حامل انسان کے ایسے رویہ سے بڑا دکھ اور مایوسی ہوتی ہے۔

ج ...... الف ...... جو صاحبان اوور ٹائم لگائے بغیر اس کا معاوضہ وصول کر لیتے ہیں وہ حرام خور ہیں اور قیامت کے دن ان کو یہ سب کچھ اگلنا ہوگا۔ معلوم نہیں قیامت کے حساب و کتاب پر وہ یقین بھی رکھتے ہیں یا نہیں۔

ب ...... یہ نیک پارسا افسر صاحب لوگوں کو سرکاری رقم حرام کھلاتے ہیں، قیامت کے دن ان سے پوری رقم کا مطالبہ ہوگا۔ ایک بزرگ سے کسی نے پوچھا کہ دنیا کا سب سے بڑا احمق کون ہے؟ فرمایا۔ جو اپنے دین کو برباد کر کے دنیا بنائے۔ اور دنیا کی خاطر آخرت کو برباد کرے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر احمق وہ شخص ہے جو دوسروں کی دنیا کی خاطر اپنے دین کو برباد کرے۔

دفتری اوقات میں نیک کام کرنا

س ...... بعض سرکاری ملازمین مثلاً اساتذہ، کلرک وغیرہ ڈیوٹی کے اوقات کے دوران جبکہ کوئی وقفہ بھی نہیں (یعنی وقفہ کے علاوہ) رمضان المبارک میں قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہتے ہیں اور اس دوران کوئی کام نہیں کرتے جس کی وجہ سے اساتذہ کرام سے بچوں کا اور دیگر ملازمین سے دفتر اور متعلقہ افراد کا نقصان یا کام کا حرج ہوتا ہے۔ ان کا یہ فعل ثواب ہے یا نہیں؟

ج ...... سرکاری ملازمین ہوں یا نجی ملازم، ان کے اوقات کار ان کے اپنے نہیں بلکہ جس ادارے کے وہ ملازم ہیں اس نے تنخواہ کے عوض ان اوقات کو ان سے خرید لیا ہے۔ ان کے وہ اوقات اس ادارے کی اور قوم کی امانت ہیں، اگر وہ ان اوقات کو اس کام پر صرف کرتے ہیں جو ان کے سپرد کیا گیا ہے تو امانت کا حق ادا کرتے ہیں، اور ان کی تنخواہ ان کے لئے حلال ہے۔ اور اگر ان اوقات میں کوئی دوسرا کام کرتے ہیں (مثلاً تلاوت) یا کوئی کام نہیں کرتے، بلکہ گپ شپ میں گزار دیتے ہیں تو وہ امانت میں خیانت کرتے ہیں اور ان کی تنخواہ ان کے لئے حلال نہیں۔

البتہ اگر دفتر کا مطلوبہ کام نمٹا چکے ہیں، اور وہ کام نہ ہونے کی وجہ سے فارغ بیٹھے ہوں تو اس وقت تلاوت کرنا جائز ہے، اسی طرح کسی اور اچھے کام میں اس وقت کو صرف کرنا بھی صحیح ہے۔

ہمارا ملازم طبقہ اس معاملہ میں بہت کوتاہی کرتا ہے، دیانت و امانت کے ساتھ کام کے وقت کام کرنے کا تصور ہی جاتا رہا، یہ حضرات عوام کے نوکر ہیں، ملازم ہیں، سرکاری خزانے میں عوام کی کمائی سے جمع ہونے والی رقوم سے تنخواہ پاتے ہیں لیکن کام چوری کا یہ عالم ہے کہ عوام دفتروں کے بار بار چکر لگاتے ہیں اور ناکام واپس جاتے ہیں۔ اور اگر رشوت یا سفارش چل جائے تو کام فوراً ہو جاتا ہے۔ گویا یہی حضرات سرکار کے (اور سرکار کی وساطت سے عوام کے) ملازم نہیں بلکہ رشوت و سفارش کے ملازم ہیں، انصاف کیا جائے کہ ایسے ملازمین کی تنخواہ ان کے لئے کیسے حلال ہو سکتی ہے؟ اگر ان کو دل سے اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب دہی کا احساس ہو اور انہیں معلوم ہو کہ کل قیامت کے دن ان کو اپنے ایک ایک عمل کا حساب دینا ہے تو دفتری کام کو دیانت و امانت کے ساتھ انجام دیا کریں، اور عوام ان کے طرز عمل سے پریشان نہ ہوا کریں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں امانت و دیانت کی دولت سے بہرہ ور فرمائیں۔

پراویڈنٹ فنڈ کی رقم لینا

س ...... (۱) ہر سرکاری ملازم کی ایک رقم لازمی طور پر وضع کی جاتی ہے یہ رقم پراویڈنٹ فنڈ کے نام سے وضع ہوتی ہے۔ یہ رقم ملازم کی ریٹائر منٹ کے بعد اس کو ملتی ہے اور یہ رقم اس کی وضع کی ہوئی رقم کی دگنی ہوتی ہے۔ ظاہر ہے کہ گورنمنٹ یہ رقم بینک میں رکھتی ہے اور چونکہ فکسڈ ڈپازٹ پر زیادہ سود ہوتا ہے اس لئے سرکاری ملازم کی ۲۵ سال یا ۳۰ سال کی ملازمت میں دگنی ہو جاتی ہے۔ براہ کرم شرع کی روشنی میں بتائیے کہ یہ اضافی رقم لینا جائز ہے یا حرام ہے؟

س ...... (۲) پراویڈنٹ فنڈ کی رقم جو گورنمنٹ کے کھاتے میں جمع ہوتی ہے ملازم کو یہ تو ہر سال معلوم ہوتا رہتا ہے کہ اتنی رقم اس کے کھاتے میں جمع ہو گئی ہے کیا اس رقم پر زکوٰۃ ادا کی جائے گی یا نہیں؟ کیونکہ ملازم یہ رقم اپنی مرضی سے نہ تو نکال سکتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے خرچ کر سکتا ہے۔

ج ...... پراویڈنٹ فنڈ پر جو اضافی رقم محکمہ کی طرف سے دی جاتی ہے اس کا لینا جائز ہے اور جب تک وہ وصول نہ ہو جائے اور اس پر سال نہ گزر جائے اس پر زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی۔

رشتہ دار کے گھر سے فون کرنے کا بل کس کے ذمہ ہو گا

س..... ایک آدمی سفر پر جاتا ہے اور اپنی گھر والی کے کسی قریبی رشتہ دار کو گھر میں چھوڑ جاتا ہے کیونکہ اس کی بیوی اکیلی ہے اور بیمار بھی ہے تو وہ رشتہ دار اپنے کام سے اس شخص کے گھر سے فون کرتا ہے پھر جب بل آتا ہے تو وہ کہتا ہے میں نہیں دوں گا اور بل بھی زیادہ ہے اب یہ بل کس کے ذمہ ہے؟ جبکہ اس کی گھر والی اپنے عزیز سے کہتی ہے کہ آدھا بل آپ دیں آدھا میں دوں اور میرے خاوند کے اوپر ہم بوجھ نہ ڈالیں۔ اب وہ عزیز نہیں مانتا ہے مجھے صرف شرعی مسئلہ درکار ہے کہ یہ بل اب کس کے ذمہ ہے؟

ج..... بیوی کے عزیز کے لئے اس کے شوہر کی اجازت کے بغیر ٹیلیفون کا استعمال جائز نہیں تھا اور اس بل کا ادا کرنا شرعاً و اخلاقاً اسی عزیز کے ذمہ ہے جس نے امانت میں خیانت کا ارتکاب کیا۔

سود

سودی کام کا تلاوت سے آغاز کرنا بدترین گناہ ہے

س ..... میں یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ کراچی کی ایک مقامی برانچ میں ملازم ہوں۔ میری برانچ میں ہر روز صبح کام کا آغاز تلاوت کلام پاک اور پورے اسٹاف کی اجتماعی دعا سے ہوتا ہے اور ان کا نظریہ ہے کہ اس سے برکت ہوتی ہے، کام میں دل لگتا ہے اور کوئی ناخوشگوار واقعہ رونما نہیں ہوتا۔ میں اس قرآن پاک کی تلاوت اور دعا میں شامل نہیں ہوتا۔ لیکن جب تلاوت ہورہی ہوتی ہے تو خاموشی سے سنتا ہوں۔ کیونکہ قرآن پڑھنا سنت اور سننا واجب ہے۔ میرا مسئلہ یہ ہے کہ قرآن و حدیث کی رو سے سود، سودی کاروبار، اس کی ملازمت بھی منع ہے۔ قرآن میں ہے کہ سود حرام ہے اور سود نہ لو۔ تلاوت سے اس کا افتتاح کرنا کیسا عمل ہے؟ قرآن و سنت کی روشنی میں بتلائیں کہ کیا یہ جائز ہے؟ اگر نہیں تو اس کے گنہگار کون ہیں؟

ج ..... گناہ کے کام کو تلاوت سے شروع کرنا کس طرح جائز ہوسکتا ہے؟ یہ پوچھئے کہ اس سے شریعت مطہرہ کی روشنی میں کفر کا اندیشہ تو نہیں؟

نفع و نقصان کے موجودہ شراکتی کھاتے بھی سودی ہیں

س ..... چند سال قبل جب بلاسود بنکاری شروع کرنے اور نفع و نقصان میں شراکت کے کھاتے کھولنے کا حکومت کی طرف سے اعلان ہوا تو میں اپنے بنک منیجر کے پاس گیا اور ان سے دریافت کیا کہ جب بینکوں کا سارا کاروبار سود پر چلتا ہے تو یہ نفع و نقصان میں شراکت کے کھاتے سودی کاروبار سے کس طرح پاک ہوسکتے ہیں؟ انہوں نے جواب یا کہ حکومت بینکوں کے ذریعہ گندم، چاول، کپاس وغیرہ خریدتی ہے جس پر وہ بینکوں

کو کمیشن دیتی ہے، ہم یہ خریداری اس رقم سے کریں گے جو نفع و نقصان میں شرکت کے کھاتوں میں جمع ہوگی اور حکومت سے وصول ہونے والے کمیشن میں سے ہم اپنے کھاتے داروں میں منافع تقسیم کریں گے۔ البتہ ان کھاتوں سے ہر سال یکم رمضان کو زکوٰۃ کی رقم وضع کی جائے گی۔ مندرجہ بالا یقین دہانی پر میں نے اپنی رقم جاری کھاتے سے نفع و نقصان شراکت کے کھاتے میں منتقل کرادی۔ اس وقت سے اب تک آٹھ اور ساڑھے آٹھ فیصدی کے درمیان ہر سال منافع کا اعلان ہوتا رہا ہے۔ البتہ میری کل جمع رقم میں سے ڈھائی فیصد زکوٰۃ ہر سال وضع ہوجاتی ہے۔ میرے جیسے بہت سے بوڑھے افراد اور بیوہ عورتوں نے اپنی رقمیں نفع و نقصان میں شراکت کے کھاتے میں رکھی ہیں جن سے زکوٰۃ کی رقم وضع ہونے کے بعد کچھ سالانہ آمدنی ہوجاتی ہے جس سے ان کا خرچ چلتا ہے۔ اگر یہ ذریعہ بند ہوجائے تو ان کے لئے تنگی و ترشی کا باعث ہوگا یا یہ کہ وہ اپنے راس المال میں سے خرچ کرتے ہیں یہاں تک کہ وہ تھوڑے عرصے میں ختم ہوجائے اور پھر ان کو سخت تنگی کا سامنا ہوگا۔ بہت سے علماء کرام کی رائے ہے کہ نفع و نقصان میں شراکت کے کھاتے کی اسکیم سودی کاروبار ہے اور حرام ہے۔ ہم مسلمان ملک میں رہتے ہیں اور ہم سب کا یہ فریضہ بھی ہے کہ ہم اسلامی احکامات پر خود عمل کریں اور حکومت اس سلسلے میں کوئی اسلامی حکم نافذ کرے تو اس کے ساتھ تعاون کریں۔ اب اگر اس ملک کے مسلمان باشندے اپنے "اولی الامر" کے دعویٰ کو مان کر اپنی رقمیں نفع و نقصان شراکت کے کھاتے میں جمع کراتے اور حصول منافع اور وضع زکوٰۃ میں شریک ہوتے ہیں تو گناہ اور وبال حکومت پر ہوگا یا کھاتے داروں پر؟ عوام حکومت کی پالیسیوں پر اختیار نہیں رکھتے اور ایک حد تک بنک میں اپنی رقم رکھنے پر مجبور ہیں۔ ایسی صورت میں عام شہری کیا کریں؟ وضاحت فرمائیں۔

ج...... "غیر سودی کھاتوں" کے سلسلہ میں حکومت کا یا بنک والوں کا یہ اعلان ہی کافی نہیں، بلکہ ان کے طریقہ کار کو معلوم کرکے یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ آیا شرعی اصولوں کی روشنی میں وہ واقعی "غیر سودی" ہیں بھی یا نہیں؟ اگر سچ مچ "غیر سودی" ہوں تو زہے قسمت۔ ورنہ "سود" کے وبال سے کھاتے دار بھی محفوظ نہیں رہے گا۔ میں نے قابل اعتماد ماہرین سے سنا ہے کہ "غیر سودی" محض نام ہی نام ہے ورنہ

"غیر سودی بینکاری" کا جو خاکہ وضع کیا گیا تھا، اس پر اب تک عملدر آمد نہیں ہوا۔ آپ کا یہ ارشاد بجا ہے کہ حکومت کوئی اسلامی حکم نافذ کرے تو اس کے ساتھ تعاون کرنا چاہئے۔ مگر حکومت کوئی اسلامی حکم جاری بھی تو کرے؟ اب تک ہماری حکومت کا حال یہ ہے کہ حکومت کسی اسلامی حکم کو نافذ بھی کرتی ہے تو اس پر اپنی خواہشات کی پیوند کاری اور ملاوٹ کر کے اس کی روح ہی کو مسخ کر دیتی ہے۔

چنانچہ صریح وعدوں کے باوجود ابھی تک سودی نظام کو ختم نہیں کیا گیا اور جن کھاتوں کو غیر سودی ظاہر کیا گیا ہے ان میں بھی سودی نظام کی روح کار فرما ہے۔

(ولعل اللہ یحدث بعد ذالک امرہ)

۶۶ ماہ تک ۱۰۰ روپے جمع کروا کر ہر ماہ تاحیات ۱۰۰ روپے وصول کرنا

س ...... میں نے نیشنل بنک آف پاکستان کی ایک اسکیم میں حصہ لیا ہے۔ جس کا طریقہ کار یہ ہے کہ آپ ۶۶ ماہ تک ۱۰۰ روپے ہر ماہ جمع کرواتے رہیں، ۶۶ ماہ کے بعد آپ کی اصل رقم ۔/۶۶۰۰ روپے بھی بنک میں پڑی رہے گی اور وہ آپ کو ۱۰۰ روپے تاحیات (جب تک آپ ۔/۶۶۰۰ روپے نہ نکلوالیں) دیتے رہیں گے۔ ایک ملازم پیشہ آدمی کیا اپنے لئے اس طرح مستقل آمدنی کا بندوبست کر سکتا ہے؟ کیونکہ جہاں میں ملازم ہوں وہاں پنشن نہیں ملتی۔

ج ...... آپ کی اصل رقم تو بنک میں محفوظ ہے۔ ہر مہینے تاحیات جو سو روپیہ ملتا رہے گا وہ سود ہو گا۔

مسجد کے اکاؤنٹ پر سود کے پیسوں کا کیا کریں

س ...... میرے پاس مسجد کے چندے کے پیسے جمع ہوتے ہیں۔ یہ پیسے مسجد میں خرچ کرنے کے بعد جو پیسے بچتے ہیں وہ پیسے بنک میں جمع کر دیتا ہوں۔ آپ مہربانی فرما کر یہ بتائیں کہ ان پیسوں پر جو منافع ملتا ہے اس کو میں کیا کروں؟ اس کو مسجد میں استعمال کر دیں یا ان منافع والے پیسے کو کسی غریب یا کسی اور کو دیں؟

ج ...... آپ مسجد کے پیسے "کرنٹ اکاؤنٹ" میں رکھوائیں جس پر منافع نہیں ملتا۔ اور جو منافع وصول کر چکے ہیں وہ مسجد میں نہ لگائیں بلکہ کسی محتاج کو دے دیں۔

سود کی رقم کے کاروبار کے لئے برکت کی دعا

س ...... سود پر رقم لے کر کاروبار میں لگانا اور پھر اس میں اللہ تعالیٰ سے برکت کی دعا کرنا، کیا اس میں برکت ہوگی یا بربادی؟

ج ...... سود پر رقم لینا گناہ ہے۔ اس سے توبہ و استغفار کرنا چاہئے۔ نہ کہ اس میں برکت کی دعا کی جائے۔ تجربہ یہ ہے کہ جن لوگوں نے کاروبار کے لئے بنک سے سودی قرض لیا وہ اس قرض کے جال میں ایسے پھنسے کہ رہائی کی کوئی صورت نہیں رہی۔ اس لئے سود پر لی گئی رقم میں برکت نہیں ہوتی بلکہ اس کا انجام "ندامت" ہے۔

کیا وصول شدہ سود حلال ہوجائے گا جبکہ اصل رقم لے کر کمپنی بھاگ جائے

س ...... میں نے کچھ دوستوں کے کہنے پر اپنی ۲۰ ہزار روپے کی رقم ایک سرمایہ کار کمپنی میں جمع کرادی تھی جس نے ۸ مہینے تک باقاعدہ منافع دیا جو ۸ ہزار روپے ہے پھر اس کے بعد وہ کمپنی بھاگ گئی۔ اب آپ سے یہ عرض ہے کہ وہ ۸ ہزار روپے جو منافع یا سود کی شکل میں ملے تھے اور اب کمپنی کے بھاگ جانے کی وجہ سے مجھے جو ۱۲ ہزار روپے کا نقصان ہوگیا ہے اس کے بعد وہ ۸ ہزار روپے حلال ہوگئے یا نہیں؟ یعنی اگر اس رقم سے کوئی نیک کام خیرات یا زکوٰۃ دی جائے تو وہ قبول ہوگی یا نہیں؟

ج ...... اگر آپ کو سود ملتا تھا تو وہ حلال نہیں، مگر ۲۰ ہزار کی رقم آپ کی ان کے ذمہ تھی ان میں ۸ ہزار آپ نے گویا اپنا قرضہ واپس لیا ہے اس لئے یہ جائز ہے۔

پی ایل ایس اکاؤنٹ کا شرعی حکم

س ...... بنک میں جو رقم پی ایل ایس نفع و نقصان شراکتی کھاتہ میں جمع ہوتی ہے، بنک اس میں سے زکوٰۃ کاٹ لیتا ہے اور ۶ فیصد منافع بھی دیتا ہے۔ کیا یہ قرآن و سنت کی رو سے جائز ہے؟

ج ...... حکومت اس کو "غیر سودی" کہتی ہے، لیکن اس کی جو تفصیلات معلوم ہوئیں ان سے واضح ہوتا ہے کہ اس کو "غیر سودی" کہنا محض برائے نام ہے۔ ورنہ واقعتاً یہ کھاتا بھی سودی ہے۔

سود کی رقم دینی مدرسہ میں بغیر نیت صدقہ خرچ کرنا

س ...... سود کی رقم کسی دینی مدرسہ میں بغیر نیت صدقہ کے دے دے تو کیا جائز ہے؟ اور ان متبرک مقامات پر دینے سے اگر ثواب نہ ہوا تو گناہ تو نہیں ہوگا؟ وضاحت سے جواب عطا فرمائیں۔ بغیر کسی صدقہ کی نیت کے اگر کسی عالم دین کو کتابیں لے کر دے دیں تاکہ مناظرہ کے وقت اس کے کام آسکیں یا عوام کو ایسے مذاہب سے روشناس کروانے کیلئے تاکہ وہ گمراہی سے بچ جائیں، کیا یہ جائز ہے؟

ج ...... کیا علم اور علماء کیلئے حلال کمائی میں سے دینے کی کوئی گنجائش نہیں؟ صرف یہ نجاست ہی علماء کے لئے رہ گئی ہے؟

سود کو بنک میں رہنے دیں، یا نکال کر غریبوں کو دے دیں

س ...... ہم تاجر والدین کے بیٹے ہیں۔ ہمارے والدین زیادہ تر پیسے بنک میں جمع کرتے ہیں اور انہیں اسی کی جمع کردہ رقم میں سے سال کے بعد "سود" بھی ملتا تھا۔ ہم نے والدین سے کہا کہ آپ جانتے ہیں کہ سود لینا حرام ہے، پھر کیوں لیتے ہیں؟ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم "سود" کی رقم کو غریبوں میں بغیر ثواب کی نیت کے تقسیم کر دیتے ہیں۔ اور یہ رقم وہ حضرات اس لئے بنک سے اٹھاتے ہیں کہ اگر وہ رقم نہ اٹھائی جائے تو اس سے بنک والوں کا فائدہ ہوگا اور یوں کم از کم غریبوں کا فائدہ تو ہوگا۔ آپ سے سوال یہ ہے کہ آیا اس طرح کرنا صحیح ہے کہ افضل پر عمل کرتے ہوئے بالکل سود کی رقم کو ہاتھ ہی نہیں لگانا چاہئے اور پیسے کو بنک ہی میں رہنے دیا جائے؟

ج ...... بنک سے سود کی رقم لے کر کسی ضرورت مند کو دے دی جائے مگر صدقہ خیرات کی نیت نہ کی جائے بلکہ ایک نجس چیز کو اپنی ملک سے نکالنے کی نیت کی جائے۔

بیوہ بچوں کی پرورش کے لئے بنک سے سود کیسے لے

س...... میں چار بچیو ں کی ماں ہوں اور ابھی پانچ ماہ قبل میرے شوہر کا انتقال ہوگیا ہے اور میری عمر ابھی ۲۶ سال ہے۔ میرے شوہر کے مرنے کے بعد ان کے آفس کی طرف سے تقریباً ایک لاکھ سے زیادہ کی رقم فنڈز وغیرہ کی شکل میں مجھے ملی ہے۔ اب میرے گھر والوں اور تمام لوگوں کا یہی مشورہ ہے کہ میں یہ رقم بنک میں ڈال دوں اور ہر مہینے اس پر ملنے والی رقم لے لیا کروں اور اس سے اپنا اور بچوں کا خرچ پورا کروں۔ بات کسی حد تک معقول ہے مگر میرے نزدیک اول تو یہ رقم ہی حرام ہے پھر اس پر مزید حرام وصول کیا جائے اور اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالا جائے کیونکہ حرام حرام ہے۔ جبکہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ حرام نہیں ہے۔ مجبوری میں سب جائز ہے۔ جبکہ میرے علم میں ایسی کوئی بات نہیں۔ میں اس سلسلے میں بہت پریشان ہوں کہ کیا کروں؟

ج...... اللہ تعالیٰ آپ کی اور آپ کی بچیو ں کی کفالت فرمائے۔ آپ کے شوہر کو ان کے آفس سے جو واجبات ملے ہیں اگر ان کی ملازمت جائز تھی، تو یہ واجبات بھی حلال ہیں۔ البتہ ان کو بنک میں رکھ کر ان کا منافع لینا حلال نہیں بلکہ سود ہے۔ اگر آپ کو کوئی نیک رشتہ مل جائے جو آپ کی بچیو ں کی بھی کفالت کرے، تو آپ کے لئے عقد کرلینا مناسب ہے ورنہ اللہ تعالیٰ پرورش کرنے والے ہیں۔ اپنی محنت مزدوری کرکے بچیو ں کی پرورش کریں اور ان کے نیک نصیبے کے لئے دعا کرتی رہا کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کے لئے اور آپ کی بچیو ں کے لئے آسانی فرمائیں۔ (آمین)

خاص ڈپازٹ کی رقوم کو مسلمانوں کے تصرف میں کیسے لایا جائے

س...... سود اور سودی کاروبار حرام ہے۔ پاکستانی لوگ اربوں روپے خاص ڈپازٹ میں جمع کراتے ہیں۔ یہ مسلمانوں کی دولت ہے۔ ان لوگوں میں بہت سارے بوڑھے لوگ ہوتے ہیں۔ ان کے کندھوں پر ساری جوان اولاد بیٹے، بیٹیوں کا بار ہوتا ہے۔ بالخصوص پنشن پر جانے والے لوگ۔ ان کو بیٹیوں کو جہیز بھی دینا ہوتا ہے اور روزمرہ کا خرچ بھی کرنا ہوتا ہے۔ اگر یہی اربوں روپے تجارت، کرائے کے مکانوں، بسوں اور

دوسرے جائز کاروبار میں لگائے جائیں جس سے اربوں روپے منافع بھی ہوگا اس سے اگر اصل زر کو بھی سلامت رکھا جائے اور نفع مسلمانوں کو دیا جائے تو ایسے طریقے سے کاروباری نفع اصل زر کے مالکوں کو ملے گا، اس سے ملک کی ترقی بھی ہوگی اور ہر گھرانا خوشحال ہوگا۔ سودی کاروبار اس حالت میں ناجائز ہے اگر رقم کسی غریب کو بغرض ضرورت دی جائے اور اس سے اصل رقم لی جائے۔ بنک یا خاص ڈپازٹ والے ادارے غریب نہیں ہیں۔

دوسری بات یہ کہ گھر میں اصل زر رکھنے سے ڈاکو سب کچھ لوٹ کر لے جائیں گے۔ موٹروں اور دیگر جائیدادوں کو زبردستی چھین کے لے جاتے ہیں۔ ان حالات میں اصل زر بھی محفوظ نہیں رہتا۔ تنگ دستی سے ہر ایک مجبور ہوجاتا ہے۔ اسلامی قوانین کے مطابق کسی ڈاکو یا چور کو سزا نہیں ملتی۔ ان حالات میں اصل زر سے بھی ہاتھ دھونے پڑ جاتے ہیں۔ اربوں روپے کا جائز تصرف اور حلال کی کمائی کا ذریعہ بنا دیا جائے تو اس میں کیا قباحت ہے۔ شریعت میں ایسے اربوں روپے جن کی حفاظت بھی ہو اور کار آمد منافع بھی ہو تو اس پہلو پر شریعت کے مطابق حکومت کو یا ہمیں مشورہ سے نوازیں۔

ج...... یہ سوال اپنی جگہ نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ اس کیلئے حکومت کے ارباب حل و عقد کو غور کرنا چاہئے۔ اور ایسے لوگوں کے لئے ایسے کاروباری ادارے قائم کرنے چاہئیں جو شرعی مضاربت کے اصولوں پر کام کریں اور منافع حصہ داروں میں تقسیم کریں۔

نیشنل بنک سیونگ اسکیم کا شرعی حکم

س...... گورنمنٹ کی ایک نیشنل ڈیفنس سیونگ اسکیم چل رہی ہے۔ مجھے کسی نے بتایا ہے کہ اس میں رقم جمع کروانا اور پھر منافع لینا جائز ہے کیونکہ اس رقم سے ملک کے دفاع کے لئے اسلحہ خریدا جاتا ہے اور ملک کے کام آتا ہے۔ آج جو اسلحہ خریدیں گے اگر وہی اسلحہ چار پانچ سال بعد خریدیں گے تو دگنی تگنی قیمت حکومت کو ادا کرنا پڑتی ہے۔ لہٰذا گورنمنٹ اس اسکیم کے تحت اسلحہ خریدتی ہے اور ملک کا دفاع ہوتا ہے۔ آپ قرآن اور حدیث کی روشنی میں مطلع فرمائیں کہ کیا اس اسکیم میں رقم لگانا اور منافع کے ساتھ لینا

جائز ہے کہ نہیں؟

ج..... اگر حکومت اس رقم پر منافع دیتی ہے تو وہ "سود" ہے۔

ساٹھ ہزار روپے دے کر تین مہینے بعد اسی ہزار روپے لینا

س..... ایک شخص نے بازار میں کمیٹی ڈالی تھی۔ جب اس کی کمیٹی نکلی (جو ساٹھ ہزار روپے کی تھی) تو وہ اس نے ایک دوسرے دکاندار کو دے دی کہ مجھے تین مہینے بعد اسی ہزار روپے دو گے۔ تو کیا یہ بھی سود ہے یا نہیں؟

ج..... یہ بھی خالص سود ہے۔

فی صد کے حساب سے منافع وصول کرنا سود ہے

س..... کچھ لوگ سرمائے کا لین دین فی صد کے حساب سے کرتے ہیں (یعنی ۱۵ فیصد ماہانہ، ۱۰ فی صد ماہانہ)۔ بعض لوگ اسے سود کہتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ یہ سود نہیں ہے۔ اسی سلسلے میں ہم نے ایک مسجد کے پیش امام صاحب سے تصدیق چاہی تو انہوں نے اسے سراسر جائز قرار دیا ہے۔ اب ہم لوگ اس عجیب الجھن میں مبتلا ہیں کہ کیا کیا جائے؟ لہذا آپ اس مسئلے کو قرآن و سنت کی روشنی میں حل کریں اور ہمیں واضح طور پر بتائیں کہ ایسے سرمائے سے جو ماہانہ منافع ملتا ہے، وہ حرام ہے تو اسے حلال کرنے کے لئے ہمیں کیا کرنا چاہئے، جس سے ہمارا قلب صاف ہو جائے اور ہم عذاب الٰہی سے بچ سکیں۔

ج..... فی صد کے حساب سے روپے کا منافع وصول کرنا خالص سود ہے۔ جس امام صاحب نے اس کے جائز ہونے کا فتویٰ دیا وہ ناواقف ہے۔ اسے اپنے فتویٰ کی غلطی پر توبہ کرنی چاہئے۔ جو لوگ سود وصول کر چکے ہیں، انہیں چاہئے کہ اتنی رقم بغیر نیت صدقہ کے محتاجوں کو دے دیں۔

قرآن کی طباعت کے لئے سودی کاروبار

س..... ایک کمپنی کے اشتہارات اخبارات میں، کاروبار میں شرکت کے لئے آپ کی نظر سے بھی ضرور گزرتے ہوں گے۔ لوگوں کو میٹھا لالچ دیا جاتا ہے کہ "قرآن پاک کی

اشاعت میں روپیہ لگایئے اور گھر بیٹھے منافع حاصل کیجئے۔ " کیا یہ سود کی ذیل میں نہیں آتا؟ کیا یہ کمپنی اس طرح سادہ لوح مسلمانوں کو دھوکہ دے کر ان کی رقم کو حرام بنا دینے کا کام نہیں کر رہی؟ میں سمجھتا ہوں کہ اس طرح تو اس کمپنی کا سارے کا سارا کاروبار ہی حرام قرار پاتا ہے۔ براہ کرم شریعت کی روشنی میں رہنمائی فرمائیں۔

ج...... اس کمپنی کے فارم جو آپ نے ارسال کئے ہیں، ان کے مطابق یہ خالص سودی کاروبار ہے۔ کیونکہ اس نے علی الترتیب ۱۵ فیصد، ساڑھے سات فیصد اور ۲۰ فیصد بالقطع سود رکھا ہوا ہے۔ اس لئے اس کمپنی میں روپیہ لگانا جائز نہیں۔

کمپنی میں نفع و نقصان کی بنیاد پر رقم جمع کرواکر منافع لینا

س...... اگر کسی کمپنی میں حصے کے طور پر رقم جمع کروائی جائے اور وہ کمپنی نفع نقصان کی بنیاد پر ہو اور ہر ماہوار وہ رقم سے کاروبار کر کے ہمیں نفع دیں۔ کوئی مستقل مہینہ نہیں ہے کہ ۱۰۰ روپے پر ۴ روپے یا ۳ روپے جتنا نفع ہوگا یا نقصان ہوگا وہ اتنا ہی ہمیں ہر مہینے پر رقم دیں گے۔ اور جتنی رقم جمع کروائی ہے وہ اتنی ہی رہے گی۔ جب چاہیں اپنی رقم نکلوا سکتے ہیں یا نفع یا سود یا کتنے فیصد جائز ہے؟ اور کتنے فیصد ناجائز؟ تفصیل سے جواب دیجئے۔ شکریہ۔

ج...... اگر کمپنی کا کاروبار خلاف شریعت نہیں اور وہ مضاربت کے اصول پر نفع تقسیم کرتی ہے لگا بندھا منافع طے نہیں کیا جاتا تو یہ منافع جائز ہے۔

قرآن مجید کی طباعت کرنے والے ادارے میں جمع شدہ رقم کا منافع

س...... ایک تجارتی ادارہ جو کہ قرآن پاک کی طباعت و مکمل تیاری اور اس کو ہدیہ کرنے کا کاروبار کرتا ہے۔ مندرجہ ذیل شرائط پر دوسرے لوگوں کو حصہ دار بناتا ہے۔ صرف منافع کی مختلف شرح پر۔ کیا "الف" اس تجارتی ادارہ کے حصص خرید سکتا ہے؟ اسکا نفع حلال ہے؟ شرائط یہ ہیں۔

۱۔ رقم کم سے کم تین سال کے لئے جمع کی جائے گی۔

۲۔ نئے ڈپازیٹرز سے کم سے کم رقم دس ہزار قبول کی جائے گی۔ زیادہ جتنی چاہیں جمع کرا سکتے ہیں۔

۳۔ دس ہزار سے ۴۹ ہزار تک منافع پندرہ فیصد سالانہ ہو گا، ۵۰ ہزار سے ۹۹ ہزار تک ساڑھے سترہ فیصد ہو گا۔ ایک لاکھ روپے اور اس سے زائد پر ۲۰ فیصد سالانہ نفع ہو گا۔

۴۔ جمع شدہ رقم مقررہ وقت سے قبل کسی حالت میں واپس نہ کی جائے گی۔ رقم جس نام پر جمع ہوگی اس سے دوسرے کے نام پر تبدیل نہ ہوگی۔ جن کی معیاد ختم ہوجائے وہ آئندہ حسب مرضی تجدید کریں گے۔

ج ...... مقررہ شرح منافع کے ساتھ اور مقررہ میعاد کے لئے لوگوں سے رقم لینا ناجائز و حرام ہے۔ قرآن و سنت کی رو سے خالص سود ہے اور جائز یا ثواب سمجھ کر رقم جمع کرانا اس سے زیادہ گناہ ہے۔

لہٰذا ایسے تجارتی ادارہ میں رقم ہرگز جمع نہ کرائی جائے ہم نے ایسے اداروں کے متعلق کئی مرتبہ لکھا تھا کہ مذکورہ طریقہ سے رقم لینا اور دینا جائز نہیں ہے۔ اور یہ مسئلہ ایسا بھی نہیں کہ اس میں کسی کا اختلاف ہو بلکہ متفقہ طور پر سودی کاروبار ہے۔ لیکن اگر جہالت اور ناواقفیت کی بنا پر اس میں ملوث ہوئے ہیں یا ہو رہے ہیں تو بعض دیدہ و دانستہ شرعی حکم سے اغماض کر رہے ہیں۔

۱۰ ہزار روپے نقد دے کر ۱۵ ہزار روپے کرایہ کی رسیدیں لینا

س ...... ہمارے بازار میں ایک شخص کو رقم کی ضرورت تھی۔ اس کی اپنی مارکیٹ ہے جس میں چار دکانیں ہیں۔ اور ایک دکان کا کرایہ ۵۰۰ روپے ماہوار ہے۔ تو اس شخص کو بازار کے ایک دکاندار نے ۱۰ ہزار روپے دیئے اور اس سے ۱۵ ہزار روپے کے کرایہ کی رسیدیں لے لیں، یعنی ۳۰ رسیدیں پانچ پانچ سو روپے کے کرایہ کی، یعنی ۵ ہزار روپے زیادہ لئے۔ اب یہ شخص تقریباً سات مہینے ان دکانوں کا کرایہ وصول کرکے ۱۵ ہزار روپے وصول کرے گا۔ یہاں بازار میں تقریباً سارے دکاندار کہتے ہیں کہ یہ سود ہے

لیکن یہ شخص کہتا ہے کہ یہ سود نہیں ہے۔ اس شخص نے حج بھی کیا ہے اور پانچ وقتہ نمازی بھی ہے۔

ج...... جب اس شخص نے ۱۰ ہزار روپے کی جگہ ۱۵ ہزار روپے لیا ہے تو یہ سود نہیں تو اور کیا ہے؟

اے ٹی آئی اکاؤنٹ میں رقم جمع کروانا

س...... گزشتہ کئی برسوں سے بینکوں نے ایک اسکیم جاری کی ہے جس کا نام ٹی۔ آئی۔ اکاؤنٹ ہے۔ اس اسکیم کے تحت ایک مقررہ رقم جو پچاس روپے سے کم نہ ہو، ۶۶ مہینے تک جمع کرائی جائے اور اس کے بعد ہمیشہ کے لئے اس رقم کے برابر منافع ہر ماہ حاصل کیا جائے۔ یہ اسکیم ہمیشہ سے لوگوں میں مقبول رہی ہے۔ میں قرآن و سنت کی روشنی میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ اسکیم شرعی اعتبار سے جائز ہے؟ کیونکہ مجھے بھی اس اسکیم میں شامل ہونے کو کہا گیا تھا لیکن اب تک میں اس میں شامل نہیں ہوں۔

ج...... یہ اسکیم بھی سودی ہے، اس لئے جائز نہیں۔

تجارتی مال کے لئے بنک کو سود دینا

س...... تجارتی مال دوسرے ممالک سے بنک کے ذریعے منگوایا جاتا ہے اور بنک کی بنیاد سود پر ہے۔ مال بھیجنے والا جب کاغذات تیار کر کے اپنے بنک میں جمع کراتا ہے تو ان کو یہاں بنک پہنچنے میں تقریباً ۸۔ ۱۰ روز لگ جاتے ہیں۔ یہاں کے بنک والے اس عرصہ کا سود لیتے ہیں جو مجبوراً مال منگوانے والے کو دینا پڑتا ہے۔ آپ مہربانی فرما کر وضاحت فرمائیں کہ اگر بنک سے ہی کسی طریقے سے سود لے کر اسی کو یہ ۸۔ ۱۰ روز کا سود دے دیا جائے تو کیا ایسا کرنا جائز ہو گا؟

ج...... سود لینے اور دینے کا گناہ ہو گا۔ استغفار کیا جائے۔

کسی ادارے یا بنک میں رقم جمع کروانا کب جائز ہے

س...... اخبارات و اشتہارات میں مختلف کمپنیاں اور ادارے اشتہار دیتے ہیں کہ آپ

ہمارے ساتھ سرمایہ کاری کریں۔ کوئی ۴ فی صد اور کوئی ۵ فی صد منافع دینے کا اقرار کرتا ہے۔ آیا ایسا منافع جائز ہے؟ بنک میں نفع و نقصان شراکت کھاتے سے حاصل شدہ منافع، این ڈی ایف سی اور نیشنل سیونگ اسکیم سے حاصل شدہ منافع جائز ہے؟ جبکہ ہمارا صرف روپیہ ہی لگا ہے محنت نہیں۔

ج ...... ان دونوں سوالوں کا جواب سمجھنے کے لئے ایک اصول سمجھ لیجئے۔ وہ یہ کہ جو روپیہ آپ کسی فرد، کمپنی یا ادارے کو کاروبار کے لئے دیں، اس کا منافع آپ کے لئے دو شرطوں کے ساتھ حلال ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ کاروبار شرعاً جائز ہو۔ اگر کوئی ادارہ آپ کے روپے سے ناجائز کاروبار کرتا ہے تو اس کا منافع آپ کے لئے حلال نہیں۔ دوسری شرط یہ ہے کہ اس ادارے نے آپ کے ساتھ منافع فیصد تقسیم کا اصول طے کیا ہو۔ اگر منافع کی فیصد تقسیم کے بجائے آپ کو اصل رقم کا فیصد منافع دیتا ہے تو یہ حلال نہیں بلکہ شرعاً سود ہے۔ اس اصول کو آپ مذکورہ سوالوں پر منطبق کر لیجئے۔

پراویڈنٹ فنڈ پر اضافی رقم لینا

س ...... ایک ملازم کسی ادارے میں کام کرتا ہے۔ اس کی تنخواہ سے جو بھی رقم کٹتی ہے تو ریٹائر ہونے کے بعد اس ادارے کی طرف سے کچھ زائد کٹوتی پر شامل کر کے دیا جاتا ہے وہ سود ہے یا نہیں؟

ج ...... اگر ادارہ رقم تنخواہ سے زبردستی کاٹتا ہے اور اس پر منافع دیتا ہے تو یہ سود نہیں، اور اگر ملازم خود کٹواتا ہے تو اس پر منافع لینا جائز نہیں، سود ہے۔

متعین منافع کا کاروبار سودی ہے

س ...... میں ذاتی طور پر سود کے خلاف ہوں اور کسی ایسے کاروبار میں قدم نہیں رکھتا جس میں سود کی آلائش کا اندیشہ ہو۔ میں ایک دو کمپنیوں میں رقم لگا کر حصہ دار کے طور پر شامل ہونا چاہتا ہوں۔ مثلاً تاج کمپنی یا قرآن کمپنی۔ ایک تو یہ کمپنیاں قرآن شریف اور دینی کتب کی اشاعت جیسا نیک کام کر رہی ہیں اور منافع بھی اچھا دیتی ہیں۔ ان کی شرائط یہ ہیں کہ کم از کم تین سال کے لئے جتنی مرضی ہو رقم جمع کرائیں۔ رقم کے مطابق انہوں نے مختلف منافع کی شرحیں مقرر کر رکھی ہیں جو وہ باقاعدگی سے ماہانہ، سہ ماہی،

ششماہی یا سالانہ (جیسے مرضی ہو) کے حساب سے بھیجتے ہیں۔ اب میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ اگر ان کے کاروبار میں رقم جمع کرواکر شراکت کر کے میں کسی مقررہ شرح پر (جوکہ انہوں نے خود مقرر کی ہے) منافع لوں تو یہ کاروبار سودی ہوگا یا کہ شرعی حساب سے جائز منافع ہوگا؟ مجھے یقین ہے کہ آپ ان کمپنیوں سے واقف ہوں گے اور معاملہ میں مجھے صحیح راہ دکھائیں گے۔

ج..... جو کمپنیاں متعین منافع دیتی ہیں، یہ منافع سود ہے۔ تاج کمپنی کا طریقہ کار میں نے دیکھا ہے وہ خالص سودی کاروبار ہے۔

نوٹوں کا ہار پہنانے والے کو اس کے عوض زیادہ پیسے دینا

س..... ہمارے معاشرے میں شادی کی دوسری رسومات کے علاوہ ایک یہ بھی رسم ہے کہ سالے کی شادی میں بہنوئی اپنے سالے کو نوٹوں کا ہار پہناتا ہے۔ اور پھر شادی کے بعد دولہا کا باپ اس ہار کے عوض ڈبل پیسے ادا کرتا ہے۔ یعنی اگر بہنوئی ۵۰۰ روپے کا ہار ڈالتا ہے تو اسے ۱۰۰۰ روپے دیئے جاتے ہیں۔ اور لوگ ڈبل پیسے کے لالچ میں مہنگا ہار پہناتے ہیں۔ آپ سے گزارش ہے کہ اس سوال کا جواب حدیث و قرآن کی روشنی میں دیں کہ یہ ڈبل پیسے دینا جائز ہے یا ناجائز؟ اس میں گنہگار دینے والا ہوگا یا لینے والا یا دونوں ہوں گے؟

ج..... یہ تو اچھا خاصا سودی کاروبار ہے۔ جو بہت سے مفاسد کا مجموعہ بھی ہے۔

روپوں کا روپوں کے ساتھ تبادلہ کرنا

س..... کیا روپوں کا روپوں کے ساتھ تبادلہ جائز ہے یا ناجائز اور اگر جائز ہے تو کیا لینے والا اس کے بدلہ میں روپے ایک دن کے بعد دے سکتا ہے یا ضروری ہے کہ اسی وقت دینا چاہئے؟ اور اگر اس وقت دینا ضروری ہے تو کسی کے پاس اس وقت نہ ہوں تو کیا یہ حرام ہوگا یا حلال؟ براہ مہربانی قرآن و حدیث کی روشنی میں بتلائیے۔

ج..... روپوں کا تبادلہ روپوں کے ساتھ جائز ہے۔ مگر رقم دونوں طرف برابر ہو کمی جائز نہیں اور دونوں طرف سے نقد معاملہ ہو، اُدھار بھی جائز نہیں۔

س..... اگر کسی کے پاس اس وقت رقم نہ ہو تو کوئی ایسی صورت ہے جس کی وجہ سے وہ رقم

(روپے) ابھی لے لے اور اس کے بدلہ میں رقم (روپے) بعد میں دے۔
ج..... رقم قرض لے لے بعد میں قرض ادا کر دے۔

بنک میں رقم جمع کروانا جائز ہے

س..... بنک میں رقم جمع کروانا کیسا ہے؟ اگر ٹھیک ہے تو سود کی اعانت تو نہیں، جو زکوٰۃ حکومت کاٹتی ہے شرعی طور پر ادا ہو جاتی ہے یا کہ نہیں؟

ج..... بنک میں رقم جمع کرانا سود میں اعانت تو بلاشبہ ہے۔ مگر اس زمانے میں بڑی رقم کی حفاظت بنک کے بغیر دشوار ہے۔ اس لئے بامر مجبوری جمع کرانا جائز ہے۔ اور اگر لاکر میں رقم رکھوائی جائے تو بہت اچھا ہے۔

گاڑی بنک خرید کر منافع پر بیچ دے تو جائز ہے

س..... "الف" ۳۰ ہزار روپے قیمت کی گاڑی خریدنا چاہتا ہے۔ مبلغ ۳۰ ہزار اس کے پاس نہیں ہیں۔ گاڑی کی اصل قیمت کا بل بنوا کر "الف" بنک میں جاتا ہے۔ بنک ۳۰ ہزار کی گاڑی خرید کر ۵ ہزار روپے منافع پر یعنی ۳۵ ہزار روپے میں یہ گاڑی "الف" کو بیچ دیتا ہے۔ "الف" گاڑی کی قیمت ۳۵ ہزار روپے اقساط میں ادا کرتا ہے یعنی ۵ ہزار روپے۔ "الف" نے ایڈوانس دے کر گاڑی اپنے قبضہ میں لے لی ہے۔ بقیہ ۳۰ ہزار روپے دس قسطوں میں ۳ ہزار روپے ماہانہ ادا کرے گا۔ کیا اس صورت میں ۵ ہزار روپے بنک کے لئے سود ہو گا یا نہیں؟ ایسا کاروبار کرنا شرعی طور پر جائز ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی تفصیل سے بتایئے۔

ج..... اس معاملہ کی دو صورتیں ہیں۔

اول: یہ ہے کہ بنک ۳۰ ہزار روپے میں گاڑی خرید کر اس کو ۳۵ ہزار روپے میں فروخت کر دے یعنی کمپنی سے سودا بنک کرے اور گاڑی خریدنے کے بعد اس شخص کے پاس فروخت کرے۔ یہ صورت تو جائز ہے۔

دوم: یہ ہے کہ گاڑی تو "الف" نے خریدی اور اس گاڑی کا بل ادا کرنے کے لئے بنک سے قرض لیا۔ بنک نے ۳۰ ہزار روپے پر ۵ ہزار روپے سود لگا کر اس کو قرض دے دیا یہ صورت ناجائز ہے۔ آپ نے جو صورت لکھی ہے وہ دوسری صورت سے

ملتی جلتی ہے۔ اس لئے یہ جائز نہیں۔

بنک کے ذریعہ باہر سے مال منگوانا

س...... باہر سے مال منگوانے کی صورت میں بنک کے ذریعہ کام کرنا پڑتا ہے۔ جس میں یہاں بنک میں ایل۔ سی کھولنا پڑتی ہے۔ جس میں مال کی مالیت کا کچھ فیصد بنک میں فی الفور ادا کرنا پڑتا ہے۔ بقایا رقم بنک خود دیتا ہے۔ جو رقم بنک لگاتا ہے بنک اس پر سود لیتا ہے۔ شرعاً اس کا کیا جواز ہے؟

ج...... اس سوال کا جواب معلوم کرنے کے لئے یہ دیکھنا ضروری ہے کہ بنک کی حیثیت کیا ہے؟ کیا وہ مال منگوانے والوں کے وکیل کی حیثیت سے مال منگواتا ہے یا خود خریدار کی حیثیت سے مال منگوا کر ان کو دیتا ہے؟ سوال میں ذکر کیا گیا ہے کہ "بقایا رقم بنک خود دیتا ہے" اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بنک اس چیز کو خود خریدار کی حیثیت سے منگواتا ہے اور اس پر نفع لے کر اس شخص کے پاس فروخت کرتا ہے۔ اگر یہ صورت ہو تو شرعاً جائز ہے۔ دوسرے اہل علم سے بھی ان کی رائے معلوم کر لی جائے۔

بنک وغیرہ سے سود لینا دینا

سود کو حلال قرار دینے کی نام نہاد مجددانہ کوشش پر علمی بحث

س ...... "لندن میں ایک عیسائی دوست نے مشورہ دیا کہ میں ایک مسلم علاقے میں شراب کی دکان کھول لوں اور اس کا نام "مسلم وائن شاپ" رکھوں۔ میں کچھ وقفہ کے لئے حیرت زدہ رہ گیا، مگر جلد ہی اس سے مخاطب ہوا کہ بھائی! میرے لئے شراب کا کاروبار کرنا حرام ہے۔ مزید بر آں آپ اس دکان کا نام بھی "مسلم وائن شاپ" (شراب کی اسلامی دکان) رکھوا رہے ہیں! عیسائی دوست ایک طنز آمیز مسکراہٹ کے ساتھ گویا ہوا کہ اگر سود کا کاروبار کیا جاسکتا ہے اور وہ بھی "مسلم کمرشل بنک" کے نام سے، تو یہ بھی کیا جاسکتا ہے۔ اس دوست نے مجھے لاجواب کر دیا۔"

یہ ایک مسلمان کے خط کا اقتباس ہے جو "اخبار جہاں" کے ایک شمارے میں شائع ہوا تھا۔ اس عیسائی دوست نے طنز کا جو نشتر ایک مسلمان کے جگر میں پیوست کیا ہے اس کی چبھن ہر ذی حس مسلمان اپنے دل میں محسوس کرے گا، لیکن کیا کیجئے ہماری بدعملی نے عقل و فہم ہی کو نہیں، ملی غیرت و حمیت اور احساس کو بھی کچل کر رکھ دیا ہے۔ ڈوب مرنے کا مقام ہے کہ ایک عیسائی مسلمانوں پر یہ فقرہ چست کرتا ہے کہ "اسلامی بنک" کے نام سے سود کی دکان کھل سکتی ہے تو "اسلامی شراب خانہ" کے نام سے شراب خانہ خراب کی دکان کیوں نہیں کھل سکتی؟ لیکن ہمارے دور کے "پڑھے لکھے مجتہدین" اس پر شرمانے کے بجائے بڑی جسارت سے سود کے حلال ہونے کا فتویٰ صادر فرما دیتے ہیں۔ پاکستان میں وقتاً فوقتاً سود کے جواز پر موشگافیاں ہوتی رہتی ہیں۔ کبھی یونیورسٹیوں کے دانشور سود کے لئے راستہ نکالتے ہیں تو کبھی کوئی جسٹس صاحب ربوٰ کی

اقسام پر بحث فرماتے ہوئے ایک خاص نوعیت کے سود کو جائز گردانتے ہیں۔ جناب کا ان موشگافیوں کے متعلق ایک مفتی اور محدث کی حیثیت سے کیا ردعمل ہے؟

ج ...... قریباً ایک صدی سے جب سے غلام ہندوستان پر مغرب کی سرمایہ داری کا عفریت مسلط ہوا، ہمارے مجتہدین سود کو "اسلامی سود" میں تبدیل کرنے کے لئے بے چین نظر آتے ہیں۔ اور بعض اوقات وہ ایسے مضحکہ خیز دلائل پیش کرتے ہیں جنہیں پڑھ کر اقبال مرحوم کا مصرعہ

"تم تو وہ ہو جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود"

یاد آجاتا ہے۔ ہمارے قریبی دور میں ایوب خان کے زیر سایہ جناب ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب نے سود کو "اسلامیانے" کی مہم شروع فرمائی تھی۔ جس کی نحوست یہ ہوئی کہ ڈاکٹر فضل الرحمٰن صاحب اپنے فلسفہ تجدد کے ساتھ ایوب خان کے اقتدار کو بھی لے ڈوبے۔ اب نئی حکومت نے اسلام کے نظام معاشیات کی طرف پیش رفت کا ارادہ کیا۔ ابھی اس سمت قدم اٹھنے نہیں پائے تھے کہ ہمارے لکھے پڑھے مجتہدوں کی جانب سے "الامان والحفیظ" کی پکار شروع ہوگئی۔ ان حضرات کے نزدیک اگر انگریز کا نظام کفر مسلط رہے تو مضائقہ نہیں۔ مغرب کا سرمایہ داری نظام قوم کا خون چوس چوس کر ان کی زندگی کو سراپا عذاب بنادے تو کوئی پروا نہیں۔ کمیونسٹوں کا ملحدانہ نظام انسانوں کو بھیڑ بکریوں کی صف میں شامل کردے تو کوئی حرج نہیں۔ لیکن اسلام کے عادلانہ نظام کا اگر کوئی نام بھی بھولے سے لے ڈالے تو خطرات کا مہیب جنگل ان کے سامنے آکھڑا ہوتا ہے۔ گویا ان کے ذہن کا معدہ دور فساد کی ہر گلی سڑی غذا کو قبول کرسکتا ہے، نہیں قبول کرسکتا تو بس اسلام کو۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

اس موضوع پر چند دن پہلے عالی جناب جسٹس (ریٹائرڈ) قدیرالدین صاحب کا ایک مضمون دو قسطوں میں "ربٰو قطعی حرام ہے" کے زیر عنوان کراچی کے روزنامہ "جنگ" میں شائع ہوا۔ معلوم نہیں جناب جسٹس صاحب کا اسلامی مطالعہ کس حد تک وسیع ہے؟ وہ دور جدید کے کس اجتہادی مکتب فکر سے وابستہ ہیں؟ اور خود آں موصوف کو منصب اجتہاد پر سرفرازی کا شرف کب سے حاصل ہوا ہے؟ لیکن ہمارے

مجتہدین اپنے دعوے کو جس قسم کے دلائل سے آراستہ کرنے کے خوگر ہیں، افسوس ہے کہ موصوف کا معیار استدلال ان سے کچھ زیادہ بلند نہیں ہے۔ بلکہ اس مضمون میں علم و فہم کی وہ ساری بوالعجبیاں موجود ہیں جو ہمارے نومشق مجتہدین کا طرّۂ افتخار ہے۔

ان کی تحریر پڑھ کر قاری کو جو سب سے بڑی مشکل پیش آتی ہے وہ یہ کہ جسٹس صاحب "ربٰو قطعی حرام ہے" کا عنوان دے کر آخر کیا کہنا چاہتے ہیں؟ وہ کبھی یہ فرماتے ہیں کہ ہماری زبان میں جس چیز کو "سود" کہا جاتا ہے، وہ "ربٰو" نہیں۔ کبھی یہ بتاتے ہیں کہ بینکوں کے "سود" کو دور جدید کے بعض علماء نے حلال و مطہر قرار دیا ہے۔ کبھی یہ سمجھاتے ہیں کہ متقدمین بھی "سود" کی بعض صورتوں کو جائز قرار دیتے تھے۔ کبھی سود کی حرمت کو تسلیم فرما کر "نظریۂ ضرورت" ایجاد فرماتے ہیں۔ کبھی یہ وعظ فرماتے ہیں کہ اگر مسلمانوں نے "سود" چھوڑنے کی غلطی کی تو خدانخواستہ ہماری معیشت تلپٹ ہو جائے گی۔ وغیرہ وغیرہ۔

ایک جسٹس جو برسہابرس تک عدالت عالیہ کی کرسی پر رونق افروز رہا ہو، جس کی ساری عمر ماشاء اللہ انگریزی قانون کی موشگافیوں میں گزری ہو اور سچ جھوٹ کے درمیان امتیاز جس کی خوبی بن گئی ہو کیا اس سے ایسی ژولیدہ فکری کی توقع کی جاسکتی ہے؟

جسٹس صاحب کو پہلے دوٹوک بتانا چاہئے تھا کہ وہ بنک کے سود کو حرام سمجھتے ہیں یا حلال اور مطہر؟ اگر حرام سمجھتے ہیں تو ان کی یہ ساری کہانی غیر متعلق ہو جاتی ہے کہ سود کی فلاں فلاں قسمیں معاذ اللہ حلال بھی سمجھی گئی ہیں۔ اس صورت میں ان کا فرض یہ تھا کہ وہ ہمیں بتاتے کہ وہ کون کون سے اضطراری حالات ہیں جن کی بنا پر وہ بینکوں کو اس حرام خوری کی "رخصت" عطا فرما رہے ہیں۔ اور اگر وہ بنک کے سود کو "حلال و مطہر" سمجھتے ہیں تو ان کی نظریہ ضرورت و رخصت کی بحث قطعاً لغو اور غیر متعلق بن جاتی ہے۔ اس صورت میں انہیں یہ بتانا چاہئے تھا کہ قرآن و سنت کے وہ کون کون سے دلائل ہیں جن سے بنک کے "سود" کا تقدس ثابت ہوتا ہے۔ آخر دنیا کا کون عاقل ہے جو ایک پاک اور حلال چیز کا جواز ثابت کرنے کے لئے "اضطرار" کی بحث شروع

کر دے؟

خلاصہ : یہ کہ موصوف کے مضمون سے قاری کو یہ سمجھنا مشکل ہو جاتا ہے کہ ان کا دعویٰ کیا ہے اور وہ کس چیز کو ثابت کرنے کے درپے ہیں؟ اس طرح ان کا سارا مضمون ایک مبہم دعویٰ کے اثبات میں فکری انتشار کا شاہکار بن کر رہ جاتا ہے۔

دعویٰ کے بعد دلائل پر نظر ڈالئے تو اس میں بھی افسوسناک غلط فہمیاں نظر آتی ہیں۔ سب سے پہلے انہوں نے "مقصد کلام" کے عنوان سے "رخصت" کی بحث چھیڑی ہے۔ اور چلتے چلتے وہ یہ تک لکھ گئے ہیں:

> "بڑے بڑے علماء دین نے بھی اس حقیقت کو پہچانا ہے اور "ربٰو" (یا سود) کے معاملہ میں مجبوری بلکہ خاص حالات میں "رخصت" یا "اجازت" کو تسلیم کیا ہے۔"

جسٹس صاحب کا یہ فقرہ میرے لئے "جدید انکشاف" کی حیثیت رکھتا ہے۔ مجھے معلوم نہیں وہ کون کون "بڑے بڑے علماء" ہیں جنہوں نے "خاص حالت" میں سود لینے کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔ اگر جناب جسٹس صاحب اس موقع پر ان "بڑے بڑے علماء" کے ایک دو فتوے بھی نقل کر دیتے تو نہ صرف ہماری معلومات میں اضافہ ہوتا، بلکہ ان کا ہولناک دعویٰ "خالی دعویٰ" نہ رہتا۔

رخصت کی بحث

رخصت اور اضطرار کی بحث میں فاضل جج صاحب نے جو کچھ لکھا ہے اسے ایک نظر دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ موصوف نہ تو "اضطرار" اور "رخصت" کی حقیقت سے واقف ہیں نہ "رخصت" کے مدارج اور ان کے الگ الگ احکام ہی انہیں معلوم ہیں۔ نہ انہوں نے اس کے لئے فقہ و اصول کے ابتدائی رسالوں ہی کو دیکھنے کی زحمت فرمائی ہے۔ انہوں نے کہیں سے سن لیا کہ مجبوری کی حالت میں حرام کھانے کی بھی اجازت ہے۔ اس کے بعد سود کھانے کی مجبوری کا سارا افسانہ ان کے اجتہاد نے خود ہی تراش لیا۔

اسلام کی نظر میں سود خوری کس قدر گھناؤنا اخلاقی، معاشی اور معاشرتی جرم ہے، اس کا اندازہ اس حقیقت سے کیا جا سکتا ہے کہ زنا اور قتل ایسے افعال شنیعہ پر بھی وہ لرزہ

خیز سزا نہیں سنائی گئی جو سود خوری پر سنائی گئی ہے۔ قرآن کریم میں مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا اتَّقُوا اللهَ وَذَرُوْا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوْا فَأْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِنَ اللهِ وَرَسُوْلِهِ

(البقرہ ...... ۲۷۸۔ ۲۷۹)

"اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سود کا جو بقایا رہتا ہے اسے یک لخت چھوڑ دو، اگر تم مسلمان ہو۔ اور اگر تم ایسا نہیں کرتے تو خدا اور رسولؐ کی طرف سے اعلان جنگ سن لو!

تمام بد سے بدتر کبیرہ گناہوں کی فہرست سامنے رکھو اور دیکھو کہ کیا کسی گنہگار کے خلاف خدا اور رسولؐ کی طرف سے اعلان جنگ کیا گیا ہے؟ اور پھر یہ سوچو کہ جس بدبخت کے خلاف خدا اور رسولؐ میدان جنگ میں اتر آئیں اس کی شورہ بختی کا کیا حشر ہو گا؟ اس کو خدائی عذاب کے کوڑے سے کون بچا سکتا ہے؟ اور اس بدترین مجرم کو جو خدا اور رسولؐ کے ساتھ جنگ لڑ رہا ہے، کون عقلمند "اصول رخصت" کا پروانہ لا کر دے سکتا ہے؟

یہاں یہ نکتہ بھی یاد رہنا چاہئے کہ جو شخص انفرادی طور پر سود خوری کے جرم کا مرتکب ہے وہ انفرادی حیثیت سے خدا اور رسولؐ کے خلاف میدان جنگ میں ہے اور اگر یہ جرم انفرادی دائرے سے نکل کر اجتماعی جرم بن جائے اور مجموعی طور پر پورا معاشرہ اس سنگین جرم کا ارتکاب کرنے لگے تو خدائی عذاب کا کوڑا پورے معاشرے پر برسنے لگے گا۔ اور دنیا کا کوئی بہادر ایسا نہ ہو گا جو اس جرم کے ارتکاب کے باوجود اس معاشرے کو خدا کے عذاب سے نکال لائے۔

یہ بدنصیب ملک ابتداء ہی سے خدا اور رسولؐ کے خلاف بڑی ڈھٹائی سے مسلح جنگ لڑ رہا ہے اس پر چاروں طرف سے خدائی قہر و غضب کے کوڑے برس رہے ہیں۔ (فصب علیھم ربک سوط عذاب) کا منظر آج ہر شخص کو کھلی آنکھوں نظر آ رہا ہے۔ ملک ستر ارب روپے کا مقروض ہے، نوے ہزار جوان ذلیل بنیوں کے ہاتھ میں قیدی بنا چکا ہے، دنوں کا سکون چھن چکا ہے، راتوں کی نیند حرام ہو چکی ہے، سب کچھ ہوتے

ہوئے بھی "روٹی روٹی" کی پکار چاروں طرف سے سنائی دے رہی ہے۔ لیکن وائے حسرت اور بدبختی کہ اب بھی عبرت نہیں ہوتی، بلکہ ہمارے نو مجتہد صاحب پروانہ "رخصت" لئے پہنچ جاتے ہیں۔ اور حالات کی دہائی دے کر سود کو حلال کرنے کے لئے ذہانت طباعی کے جوہر دکھاتے ہیں۔ قرآن کریم خدا اور رسولؐ کے ساتھ "صلح" کو سود چھوڑ دینے کے ساتھ مشروط کرتا ہے اور جو لوگ سود چھوڑ دینے کا اعلان نہ کریں انہیں مسلمان ہی تسلیم نہیں کرتا۔ لیکن محترم جسٹس صاحب فرماتے ہیں کہ سود بھی کھاؤ اور مسلمان بھی رہو۔ سود کا لین دین خوب کرو اور میدان جنگ میں خدائی عذاب کے ایٹم بم سے حفاظت کے لئے اصول رخصت کی خانہ ساز ململ جسٹس صاحب سے لیتے جاؤ۔

جسٹس صاحب بتائیں کہ "سود خور" کے خلاف تو قرآن کریم اعلان جنگ کر چکا ہے، قرآن کریم کی وہ کون سی آیت ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ ان کی خود ساختہ مجبوری میں "سود خور" کی صلح خدا اور رسولؐ سے ہو سکتی ہے اور حالات کا بہانہ بنا کر خدا اور رسولؐ کو میدان جنگ سے واپس کیا جا سکتا ہے؟ انہیں "الف"، "ب"، "ج" کے بر خود غلط حوالے دینے کے بجائے قرآن کریم کے حوالے سے بتانا چاہئے تھا کہ اس اعلان جنگ سے فلاں فلاں صورتیں مستثنیٰ ہیں۔ جسٹس صاحب کو معلوم ہونا چاہئے کہ "سود خور" بہ نص قرآن، خدا اور رسولؐ سے جنگ لڑ رہا ہے۔ خواہ امریکہ کا باشندہ ہو یا پاکستان کا، اس کی صلح خدا اور رسولؐ سے نہیں ہو سکتی جب تک وہ اپنے اس بدترین جرم سے باز آنے کا عہد نہیں کرتا۔ نہ آپ کی نام نہاد "رخصت" کا "تار عنکبوت" اسے خدائی گرفت سے بچا سکتا ہے۔

قرآن کریم کے بعد حدیث نبویؐ کو لیجئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ صرف سود کھانے کھلانے والوں پر بلکہ اس کے کاتب و شاہد پر بھی لعنت کی بد دعا کی ہے۔ اور انہیں راندۂ بارگاہ خداوندی ٹھہرایا ہے۔

عن علی: «أنه سمع رسول الله ﷺ لعن آكل الربا أو موكله وكاتبه»

(مشکوٰۃ ...... صفحہ ۲۴۶)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ:

عن عبد الله بن حنظلة غسيل الملائكة قال: قال رسول الله ﷺ: «درهم ربا يأكله الرجل وهو يعلم أشد من ستة وثلاثين زنيةً» (مشكاة ص-٢٤٦)

"سود کا ایک درہم کھانا ۳۶ بار زنا کرنے سے بدتر ہے۔"

اور ایک حدیث میں ہے کہ:

عن أبي هريرة قال: قال رسول الله ﷺ: «الربا سبعون جزءً أيسرها أن ينكح الرجل أمه» (مشکوٰۃ ...... صفحہ ۲۴۶)

"سود کے ستر درجے ہیں۔ اور سب سے ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ماں سے منہ کالا کرے۔"

جسٹس صاحب فرمائیں کہ کیا دنیا کا کوئی عاقل مجبوری کے بہانے سے لعنت خریدنے، ۳۶ بار زنا کرنے اور اپنی ماں سے منہ کالا کرنے کی "رخصت" دے سکتا ہے؟

جسٹس صاحب کو معلوم ہی نہیں کہ مجبوری کسے کہتے ہیں۔ اور آیا جس مجبوری کی حالت میں مردار کھانے کی "رخصت" دی گئی ہے، وہ مجبوری پاکستان کے کسی ایک فرد کو بھی لاحق ہے؟

دینیات کا معمولی طالب علم بھی جانتا ہے کہ جس مجبوری میں مردار کھانے کی اجازت دی گئی ہے وہ یہ ہے کہ کوئی شخص کئی دن کے متواتر فاقے کی وجہ سے جاں بلب ہو، اور اسے خدا کی زمین پر کوئی پاک چیز ایسی نہ مل سکے جس سے وہ تن بدن کا رشتہ قائم رکھ سکے تو اس کے لئے سد رمق کی بقدر حرام چیز کھا کر اپنی جان بچانے کی اجازت ہے۔ اور اس میں قرآن کریم نے (غیر باغ ولا عاد) کی کڑی شرط لگا رکھی ہے۔

یہ ہے وہ "اصول ضرورت" جس کو جسٹس صاحب کا "آزاد اجتہاد" کروڑ پتی سیٹھ صاحبان پر چسپاں کر رہا ہے۔ جسٹس صاحب بتائیں کہ پاکستانی سود خوروں میں کون ایسا ہے جس پر "تین دن سے زیادہ فاقہ" گزر رہا ہو اور اسے جان بچانے کے لئے گھاس ترکاری بھی میسر نہ ہو؟

مضاربت کا کاروبار کرنے والے بنک میں رقم جمع کرانا

س ...... یہاں بنک میں ایک رقم ایسی بھی جمع کرتے ہیں جس کو بنک والے تجارت میں لگاتے ہیں۔ اور دکھاتے بھی ہیں کہ فلاں تجارت میں پیسہ لگا دیا گیا ہے اور پیسے جمع کرنے والے کو نفع اور نقصان دونوں میں شریک سمجھا جاتا ہے۔ اگر نقصان ہو تو پیسہ کاٹتے ہیں اور نفع ہو تو نفع دیتے ہیں۔ کیا یہ نفع لینا جائز ہے اور کیا یہ مضاربت کے حکم میں داخل ہے؟

ج ...... اگر اس رقم کو مضاربت کے صحیح اصولوں کے مطابق تجارت میں لگایا جاتا ہے تو جائز ہے۔ لیکن اگر محض نام ہی نام ہے تو نام کے بدلنے سے احکام نہیں بدلتے۔

سود کے بغیر بنک میں رکھا ہوا پیسہ حلال ہے

س ...... بنک میں ہمارے پیسے پر جو سود ملتا ہے اگر ہم اسے علیحدہ کر کے کسی ضرورت مند کو دے دیں، زکوٰۃ یا صدقے کی نیت سے نہیں بلکہ صرف سود کے پیسوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے، تو کیا باقی ماندہ ہمارا پیسہ جو کہ بنک میں ہے، حلال ہے یا نہیں؟ یعنی وہ پیسہ سود کی شرکت سے پاک ہو گیا یا نہیں؟

ج ...... یہ طریقہ صحیح ہے۔ باقی ماندہ پیسہ آپ کا حلال ہے۔

مقررہ رقم مقررہ وقت کے لئے کسی کمپنی کو دے کر مقررہ منافع لینا

س ...... اگر کوئی فرم یا ادارہ ایک مقررہ رقم مقررہ وقت پر بطور قرض لے اور ہر سال منافع کے طور پر ایک مقررہ منافع دے جب تک کہ وہ رقم واپس نہ لوٹا دے اب آپ قرآن و سنت کی روشنی میں یہ بتائیے کہ یہ منافع واقعی ایک منافع ہے یا سود ہے؟ بعض حضرات اس کو سود کہتے ہیں اور بعض حضرات اس کو منافع کہتے ہیں۔ برائے مہربانی اس کا حل بتا دیں۔

ج ...... شرعاً یہ سود ہے جس سے باز نہ آنے والوں کے خلاف اللہ تعالیٰ نے اعلان جنگ کیا ہے۔ مسلمانوں کو اس سے توبہ کرنی چاہئے اور جن لوگوں نے ایسی فرم میں رقم دے

رکھی ہو، انہیں یہ رقم واپس لے لینی چاہئے۔

منافع کی متعین شرح پر روپیہ دینا سود ہے

س...... میں عرصہ ۲ سال سے سعودی عرب میں ملازم ہوں۔ معقول آمدنی ہے اور اس سال چھٹی کے دوران ایک لاکھ روپیہ قومی بچت میں جمع کرا دیا ہے۔ جس کے منافع کی شرح سالانہ ۱۵ فیصد ہے۔ قرآن و سنت کی روشنی میں یہ بتائیں، کیا یہ کاروبار صحیح ہے؟ جبکہ سروس میں رہ کر میں کوئی اور کام نہیں کر سکتا۔

ج...... متعین شرح پر روپیہ دینا سود ہے۔ یہ کسی طرح بھی حلال نہیں۔ آپ اپنا سرمایہ کسی ایسے ادارے میں لگائیں جو جائز کاروبار کرتا ہو اور حاصل شدہ منافع تقسیم کرتا ہو۔

زرِ ضمانت پر سود لینا

س...... میری ملازمت کیش (رقم) پر کام کرنے سے متعلق ہے۔ اس لئے اس کی نقد ضمانت -/۲۰۰۰ روپے جمع کرانی پڑتی ہے۔ اس دو ہزار روپے پر ہم کو سالانہ -/۲۰۰ روپے منافع میں ملتے ہیں۔ یہ منافع جائز ہے یا ناجائز؟ یہ بھی واضح کر دوں کہ جب تک میری ملازمت ہے میری رقم بنک کے قبضہ میں رہے گی۔ دینے والا رقم دینے پر مجبور ہے جبکہ رقم لینے والا یعنی مقروض قرض لینے پر مجبور نہیں ہے۔ اگر یہی رقم میں کسی کاروبار میں لگا دوں تو مجھ کو اس سے کہیں زیادہ نفع حاصل ہو سکتا ہے۔ مگر میں ایسا کرنے سے قاصر ہوں۔ چونکہ میں رقم واپس لینے پر قادر نہیں ہوں۔

ج...... بصورتِ مسئولہ مذکورہ منافع سود ہے اور اس کا لینا حرام ہے۔ ہر وہ منافع جو کسی مال پر بلا عوض دیا جائے وہ سود ہے۔ فقہ کا مشہور اصول ہے "ہر وہ قرض جس سے کوئی نفع اٹھایا جائے، تو وہ نفع سود ہے۔" لہٰذا مذکورہ منافع سود ہے اور حرام ہے۔

واضح رہے کہ بنک میں جو رقم جمع کی جاتی ہے، چاہے اپنی مرضی سے یا مجبوراً جمع کرے، بنک کی طرف سے اس پر ایک متعین شرح دی جاتی ہے۔ چونکہ یہ شرح دینا معروف ہے اور "المعروف کالمشروط" کے تحت جو شرح وہ دیتے ہیں، وہ سود ہی ہے۔ لہٰذا اس کا لینا حرام ہے۔ کسی غریب آدمی کے لئے رقم قرض دے کر سود لینا

جائز نہیں۔ جیسا کہ امیر آدمی کے لئے جائز نہیں ہے۔

بینک کے سرٹیفکیٹ پر ملنے والی رقم کی شرعی حیثیت

س...... جس وقت میرے شوہر کا انتقال ہوا تو میرے دو چھوٹے بچے عمر ۳ سال لڑکا اور ۵ ماہ کی لڑکی تھی، میرے شوہر کے پاس دس ہزار کی رقم کا ایک سرٹیفکیٹ تھا، شوہر کے انتقال کے بعد یہ سرٹیفکیٹ اپنے جیٹھ کے ہاتھ میں دیتے ہوئے میں نے کہا کہ میرے نام منتقل کرا دیں تو بینک والوں نے کہا، اس رقم کے چار حصہ دار ہیں بیوہ، والدہ، لڑکی، لڑکا۔ اس لئے یہ بیوہ کے نام منتقل نہیں ہو گا۔ اگر بیوہ اور والدہ اپنا حصہ لینا چاہیں تو نابالغ کی رقم بینک میں جمع رہے گی۔ ان کے بالغ ہونے تک اور اگر بیوہ والدہ اپنا حصہ معاف کر دیں تو یہ سرٹیفکیٹ عدالت میں جمع ہو جائے گا۔ بچوں کے بالغ ہونے پر انہیں ملے گا۔ اس رقم پر چونکہ منافع دیا جاتا ہے اس لئے جب لڑکا ۱۸ برس کا ہو گا تو یہ رقم ایک لاکھ سے زیادہ ہو گی جب میری ساس نے یہ سنا تو انہوں نے اپنا حصہ معاف کر دیا لازماً مجھے بھی معاف کرنا پڑا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب مجھے دینی معلومات رتی برابر نہیں تھی۔ میں نے بھی سوچا جب لڑکا بڑا ہو گا لکھی پتی ہو جائے گا۔ مجھے سود اور منافع کا فرق معلوم نہ تھا۔ اب جبکہ مجھے اللہ نے دینی معلومات دیں اور میں سمجھنے لگی سود اور منافع کیا ہے۔ سود کھانے والوں کا انجام کیا ہو گا۔ میں اس سلسلے میں آپ سے چند سوالات کرتی ہوں۔

س...... دس ہزار کی رقم بشکل سرٹیفکیٹ میرے شوہر کے نام ہے، یہ رقم تقریباً مجھے سولہ سال کے بعد ملے گی بچوں کے بالغ ہونے پر اس سولہ سال کے عرصے میں یہ رقم بینک میں جمع رہی، کیا مجھے اس کی زکوٰۃ دینی ہو گی جبکہ یہ میرے شوہر کے نام ہے۔

ج...... جب یہ رقم آپ بچوں کے لئے چھوڑ چکی ہیں تو آپ کے ذمہ زکوٰۃ نہیں اور بالغ ہونے تک بچوں کے ذمہ بھی نہیں، بالغ ہونے کے بعد ان پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔

س...... میں صرف اصل رقم لینا چاہتی ہوں تو کیا بقایا رقم جو ایک لاکھ ہو گی مجھے یہ رقم کسی فلاحی ادارے کو دینا چاہئے۔

ج...... یہ سود کی رقم بغیر نیت صدقہ کے محتاجوں کو دیدی جائے۔

س ...... یہ رقم جو میرے شوہر نے اپنی زندگی میں اپنے ہاتھ سے بینک ڈپازٹ سرٹیفکیٹ کے طور پر خریدا اور اب تک ان کے نام ہے کیا اس رقم پر ملنے والے سود کا گناہ مرحوم کو نہ ہوگا۔

ج ...... اگر مرحوم نے اس رقم کا سرٹیفکیٹ سود لینے کی نیت سے خریدا تھا تو گناہ ان کے ذمہ بھی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

سود کی رقم کا مصرف

سود کی رقم سے ہدیہ دینا لینا جائز ہے یا ناجائز

س ...... "الف" اور "ب" دو بھائی ہیں۔ "الف" کا سودی کاروبار ہے۔ اور "الف"، "ج" کو ہدیہ دیتا ہے تو "ب" کے ملازم کو دے کر حکم دیتا ہے کہ "ج" کو دے آنا۔ آیا یہ جائز ہے یا نہیں؟ دوسری صورت میں اس کے ملازم کو حکم نہیں دیتا بلکہ وہ خود سمجھ لیتا ہے کہ "ج" کو ہدیہ دینا ہے تو اس کا کیا حکم ہے؟ "ج" کو ہدیہ سودی رقم سے لینا جائز ہے یا نہیں؟

ج ...... صورت مسئولہ میں سودی کاروبار کا مفہوم عام ہے اور اس کی کئی صورتیں ہیں۔

۱۔ جو شخص سود پر قرضہ لے کر کاروبار کرتا ہے اور کل سرمایہ قرض کا ہوتا ہے۔

۲۔ دوسرا جس کے پاس کچھ رقم ذاتی ہے اور کچھ رقم سود پر بنک سے یا کسی سے قرض لیتے ہیں اور کاروبار کرتے ہیں۔

۳۔ تیسرا یہ کہ لوگوں کو سود پر قرض دیتا ہے اور اس طرح رقم بڑھاتا ہے۔

۴۔ یہ کہ سودی طریقے سے اشیاء خریدتے ہیں اور فروخت کرتے ہیں اس کے علاوہ بے شمار صورتیں ہیں۔

ان سب صورتوں کو سودی کاروبار کہتے ہیں اور سب کا حکم برابر نہیں۔ اس لئے سودی کاروبار کرنے کی وضاحت کرنا تھی۔ بہرحال مجموعی طور پر اگر جائز پیسے زیادہ اور ناجائز رقم کم ہے تو ہدیہ قبول کرنا درست ہے۔ اسی طرح اگر جائز اور ناجائز پیسے ملے ہوئے ہیں اور ہر ایک کی مقدار برابر ہے پھر بھی اس کا ہدیہ قبول کرنا اور لے جانا درست ہے اور اگر حرام پیسے زیادہ ہیں تو ہدیہ قبول نہیں کرنا چاہئے۔

سود کی رقم سے بیٹی کا جہیز خریدنا جائز نہیں

س ...... اگر ایک غریب آدمی اپنے پیسے بنک میں رکھتا ہے تو اس سے سود کی رقم چھ یا سات سو تک بنتی ہے۔ تو کیا وہ آدمی اسے اپنے اوپر استعمال کر سکتا ہے؟ اگر نہیں کر سکتا تو کیا پھر اس سے اپنی بیٹی کے جہیز کے لئے کوئی چیز خرید سکتا ہے؟

ج ...... سود کا استعمال حرام اور گناہ ہے اس سے بیٹی کو جہیز دینا بھی جائز نہیں۔

شوہر اگر بیوی کو سود کی رقم خرچ کے لئے دے تو وبال کس پر ہوگا

س ...... کسی عورت کا شوہر زبردستی اس کو گھر کے اخراجات کے لئے سود کی رقم دے جبکہ عورت کا اور کوئی ذریعہ آمدنی نہ ہو تو اس کا وبال کس کی گردن پر ہوگا؟

ج ...... وبال تو شوہر کی گردن پر ہوگا۔ مگر عورت انکار کر دے کہ میں محنت کر کے کھا لوں گی مگر حرام نہیں کھاؤں گی۔

سود کی رقم کسی اجنبی غریب کو دے دیں

س ...... کسی مجبوری کی بنا پر میں نے سود کی کچھ رقم وصول کر لی ہے۔ اس کا مصرف بتا دیں۔ آیا میں وہ رقم اپنے غریب رشتہ داروں (مثلاً نانی) کو بھی دے سکتا ہوں؟

ج ...... اپنے عزیز و اقارب کے بجائے کسی اجنبی کو، جو غریب ہو، بغیر نیت صدقہ کے دے دی جائے۔

سود کی رقم استعمال کرنا حرام ہے تو غریب کو کیوں دی جائے

س ...... آج کل مختلف افراد کی طرف سے یہ سننے میں آتا رہتا ہے کہ جو لوگ بنک سے سود نہیں لینا چاہتے وہ کرنٹ اکاؤنٹ کھول لیں یا پھر اپنے سیونگ اکاؤنٹ کے لئے بنک کو ہدایت کر دیں کہ اس اکاؤنٹ میں جمع شدہ رقم پر سود نہ لگایا جائے۔ چلئے یہاں تک تو ٹھیک ہے لیکن بعض لوگ کہتے ہیں کہ اگر بنک والوں نے تمہاری رقم پر سود لگا ہی دیا ہے تو اس رقم (سود کی رقم) کو بنک میں بیکار مت پڑا رہنے دو، بلکہ نکال کر کسی غریب ضرورت مند کو صدقہ کر دو۔ مجھے اس سلسلے میں یہ دریافت کرنا ہے کہ کیا سود جیسی حرام کی رقم صدقہ کی جا سکتی ہے؟ اگر ایسا ممکن ہے تو پھر چوری ڈاکے رشوت وغیرہ سے حاصل کی گئی آمدنی بھی بطور صدقہ دیا جانا جائز سمجھا جائے۔ حکم تو یہ ہے کہ "دوسرے مسلمان بھائی کے لئے بھی تم ویسی ہی چیز پسند کرو جیسی اپنے لئے پسند کرتے ہو۔" لیکن ہم سے کہا یہ جا رہا ہے کہ جو حرام مال (سود) تم خود استعمال نہیں کر سکتے وہ دوسرے مسلمان کو دے دو۔ یہ بات کہاں تک درست ہے؟

ج ...... اگر خبیث مال آدمی کی ملک میں آجائے تو اس کو اپنی ملک سے نکالنا ضروری ہے۔ اب دو صورتیں ممکن ہیں۔ ایک یہ کہ مثلاً سمندر میں پھینک کر ضائع کر دے۔ دوسرے یہ کہ اپنی ملک سے خارج کرنے کے لئے کسی محتاج کو صدقہ کی نیت کے بغیر دے دے۔ ان دونوں صورتوں میں سے پہلی صورت کی شریعت نے اجازت نہیں دی۔ لہٰذا دوسری کی اجازت ہے۔

سود کی رقم کارِ خیر میں نہ لگائیں بلکہ بغیر نیت صدقہ کسی غریب کو دے دیں

س ...... میں ملازمت کرتا ہوں۔ خرچ سے جو پیسے بچت ہوتے ہیں وہ بنک میں جمع کراتا ہوں اور چند دوست لوگ بھی بطور امانت میرے پاس رکھتے ہیں۔ جو کہ وہ بھی بنک میں رکھتا ہوں۔ کیونکہ محفوظ رہنے کا دوسرا راستہ ہے نہیں مگر بنک میں رکھنے سے مجھے ایک

پریشانی بنی ہوئی ہے وہ یہ کہ بنک میں سود دیتے ہیں جو کہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ حرام نہیں ہے۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حرام ہے۔ اگر حرام ہے تو وہ منافع (سود) بنک کو ہی چھوڑ دوں یا بنک سے لے کر مسکینوں غریبوں یا کار خیر مثلاً مسجد، راستے بنانے میں لگا دوں؟

ج...... بنک کے سود کو جو لوگ حلال کہتے ہیں، غلط کہتے ہیں۔ مگر بنک میں سود کی رقم نہ چھوڑیئے، بلکہ نکلوا کر بغیر نیت صدقہ کے کسی ضرورت مند محتاج کو دے دیجئے۔ کسی کار خیر میں اس رقم کا لگانا جائز نہیں۔

سود کی رقم ملازمہ کو بطور تنخواہ دینا

س...... میں نے اپنے ۱۰۰۰۰ ہزار روپے کسی دکاندار کے پاس رکھوا دیئے تھے۔ وہ ہر ماہ مجھے اس کے اوپر تین سو روپیہ دیتا ہے۔ اب ہمیں آپ یہ بتائیں کہ یہ رقم جائز ہے یا نہیں؟ ہمارے مسجد کے پیش امام سے پوچھا گیا تو انہوں نے اس کو سود قرار دے دیا ہے۔ جب سے یہ پیسے میں اپنی کام والی کو دے دیتی ہوں۔ اس کو یہ بتا کر دیتی ہوں کہ یہ پیسے سود کے ہیں۔ یا ان پیسوں کے بدلے کوئی چیز کپڑا وغیرہ دے دیتی ہوں۔ وہ اپنی مرضی سے یہ تمام چیزیں اور پیسے لیتی ہے۔ جبکہ اسے پتا ہے کہ یہ سود ہے۔ اب آپ مجھے قرآن و سنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ یہ پیسے کام والی کو دینے سے میں گنہگار تو نہیں ہوتی ہوں؟

ج...... اگر دکاندار آپ کی رقم سے تجارت کرے اور اس پر جو منافع حاصل ہو اس منافع کا ایک حصہ مثلاً پچاس فیصد آپ کو دیا کرے یہ تو جائز ہے۔ اور اگر اس نے تین سو روپیہ آپ کے مقرر کر دیئے تو یہ سود ہے۔ سود کی رقم کا لینا بھی حرام ہے اور اس کا خرچ کرنا بھی حرام ہے۔ آپ جو اپنی ملازمہ کو سود کے پیسے دیتی ہیں، آپ کے لئے ان کو دینا بھی جائز نہیں۔ اور اس کے لئے لینا جائز نہیں۔ سود کی رقم کسی محتاج کو بغیر صدقہ کی نیت کے دے دینی چاہئے۔

سود کی رقم رشوت میں خرچ کرنا دہرا گناہ ہے

س...... سود حرام ہے اور رشوت بھی حرام ہے۔ حرام چیز کو حرام میں خرچ کرنا کیسا

ہے؟ مطلب یہ کہ سود کی رقم رشوت میں دی جا سکتی ہے کہ نہیں؟
ج...... دہرا گناہ ہوگا۔ سود لینے کا اور رشوت دینے کا۔

بنک کی ملازمت

سودی اداروں میں ملازمت کا وبال کس پر

س...... ایک مفتی اور حافظ صاحب سے کسی نے پوچھا کہ بینک کی ملازمت کرنا کیسا ہے اور وہاں سے ملنے والی تنخواہ جائز ہے یا نہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ بینک کی ملازمت جائز ہے۔ بینک کا ملازم اگر پوری دیانتداری اور محنت سے اپنے فرائض ادا کرے تو اس کی تنخواہ بالکل جائز ہوگی۔ البتہ حکومت اور عوام کو بینکوں کے سودی نظام کو ختم کرنے کی جدوجہد کرنی چاہئے اور یہ جو بعض علماء بینک ملازم کو غیر مسلم سے ادھار لے کر اور اپنی تنخواہ سے اس کا قرض ادا کرنے کا مشورہ دیتے ہیں یہ کسی طرح بھی صحیح نہیں بلکہ دین کے ساتھ مذاق ہے۔ جناب مولانا صاحب! میں ایک بینک میں ملازم ہوں اور اس پر خجل رہتا تھا خصوصاً "آپ کے مسائل اور ان کا حل" میں اس موضوع پر آپ کے جوابات پڑھ کر، لیکن اب مفتی صاحب کے مندرجہ بالا جواب سے ایک گونہ اطمینان ہے کہ میری ملازمت ٹھیک ٹھاک ہے، رہ گیا سودی کاروبار بینک کا وہ حکومت جانے اور عوام۔ آپ کی اس مسئلہ میں کیا رائے ہے۔ اور واضح ہو کہ اس مفتی صاحب کے فتویٰ کے بعد بہت سے لوگوں نے سودی قرضہ حلال جان کر لینا شروع کر دیا ہے۔

ج...... اس سلسلہ میں چند امور لائق گزارش ہیں۔

اول...... سود کا لین دین قرآن کریم کی نص قطعی سے حرام ہے۔ اس کو حلال سمجھنے والا مسلمان نہیں بلکہ مرتد ہے اور سودی کاروبار نہ چھوڑنے والوں کے خلاف قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اعلان جنگ کیا گیا ہے۔ (سورہ بقرہ۔ ۲۷۹)

دوم ...... صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے سود لینے والے پر، سود دینے والے پر، سود کے لکھنے والے پر اور سود کی گواہی دینے والوں پر اور فرمایا کہ یہ سب گناہ میں برابر کے شریک ہیں۔ (مشکوۃ ص ۲۴۴)

سوم ...... علمائے امت نے جنرل ضیاء الحق مرحوم کے دور میں "غیر سودی بینکاری" کا مکمل خاکہ بنا کر دیا۔ لیکن جن دماغوں میں یہودیوں کا "ساہوکاری نظام" گھر کئے ہوئے ہے انہوں نے اس پر عملدر آمد ہی نہیں کیا۔ نہ شاید وہ اس کا ارادہ ہی رکھتے ہیں۔ اس سے زیادہ "عوام" کیا جدوجہد کر سکتے ہیں؟

چہارم ...... جس شخص کے پاس حرام کا پیسہ ہو اس کو نہ اس کا کھانا جائز ہے نہ اس سے صدقہ کر سکتا ہے۔ نہ حج کر سکتا ہے کیونکہ حرام سے کیا ہوا صدقہ اور حج بارگاہ الٰہی میں قبول نہیں۔ فقہائے امت نے اس کے لئے یہ تدبیر لکھی ہے کہ وہ کسی غیر مسلم سے قرض لے کر خرچ کر لے کیونکہ یہ قرض اس کے لئے حلال ہے پھر حرام مال قرضہ میں ادا کر دے۔ اس کے دینے کا گناہ ضرور ہو گا مگر حرام کھانے سے بچ جائے گا۔

پنجم ...... ہر شخص کا فتویٰ لائق اعتماد نہیں ہوتا اور جس شخص کا فتویٰ لائق اعتماد نہ ہو اس سے مسئلہ پوچھنا بھی گناہ ہے، ورنہ حدیث نبویؐ کے مطابق "ایسے مفتی خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔" (مشکوۃ ص ۳۳)

ششم ...... غیر معتبر فتویٰ پر مطمئن ہو جانا عدم تدین کی دلیل ہے۔ ورنہ جب آدمی کو کسی چیز کے جواز اور عدم جواز میں تردد ہو جائے تو دینداری اور احتیاط کی علامت یہ ہے کہ آدمی ایسی چیز سے پرہیز کرے۔ مثلاً اگر آپ کو تردد ہو جائے کہ یہ گوشت حلال ہے یا مردار؟ ایک لائق اعتماد شخص کہتا ہے کہ یہ مردار ہے اور دوسرا شخص (جس کا لائق اعتماد ہونا بھی معلوم نہیں) کہتا ہے کہ یہ حلال ہے تو کیا آپ اس کو بغیر کھٹک کے اطمینان سے کھالیں گے؟ یا کسی برتن میں تردد ہو جائے کہ اس میں پانی ہے یا پیشاب؟ ایک قابل اعتماد ثقہ آدمی آپ کو بتاتا ہے کہ اس میں میرے سامنے پیشاب رکھا گیا ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ میاں! ایسی باتوں پر کان نہیں دھرا کرتے، اطمینان سے پانی سمجھ کر اس کو پی لو، تو کیا آپ کو اس شخص کی بات پر اطمینان ہو جائے گا؟ الغرض شرع و عقل کا مسلمہ اصول یہ ہے کہ جس چیز میں تردد ہو اس کو چھوڑ دو۔ امید ہے کہ ان امور کی وضاحت سے آپ کے سوال کا جواب مل گیا ہو گا۔

بنک کے سود کو منافع قرار دینے کے دلائل کے جوابات

س...... میں ایک بنک میں ملازم ہوں۔ تمام عالموں کی طرح آپ کا یہ خیال ہے کہ بنک میں جمع شدہ رقم پر منافع سود ہے اور اسلام میں سود حرام ہے۔ سود میرے نزدیک بھی حرام ہے۔ لیکن سود کے بارے میں میں اپنی رائے تحریر کر رہا ہوں۔ معاف کیجئے گا کہ میری رائے غلط بھی ہو سکتی ہے، آپ کی رائے میرے لئے مقدم ہوگی۔ میرے نزدیک سود وہ ہے جو کسی ضرورت مند شخص کو دے کر اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی دی ہوئی رقم سے زائد رقم لوٹانے کا وعدہ لیا جائے اور وہ ضرورت کے تحت زائد رقم دینے پر مجبور ہو۔

کسی کی مجبوریوں سے ناجائز فائدہ اٹھا کر زیادہ رقم وصول کرنا میرے نزدیک سود ہے اور اس کو ہمارے مذہب میں سود قرار دیا گیا ہے۔ میرے پاس اپنے اخراجات کے علاوہ کچھ رقم پس انداز تھی جس کو میں اپنے جاننے والے ضرورت مند کو دے دیا کرتا تھا۔ لیکن ایک دو صاحبان نے میری رقم واپس نہیں کی جبکہ میں ان سے اپنی رقم سے زیادہ وصول نہیں کرتا تھا اور نہ ہی واپسی کی کوئی مدت مقرر ہوئی تھی۔ جب ان کے پاس ہو جاتے تھے وہ مجھے اصل رقم لوٹا دیا کرتے تھے۔ لیکن چند صاحبان کی غلط حرکت نے مجھے رقم کسی کو بھی نہ دینے پر مجبور کر دیا۔

میرے پاس جو رقم گھر میں موجود تھی، اس کے چوری ہو جانے کا بھی خوف تھا اور دوسرے یہ کہ اگر اسی رقم سے میں کچھ آسائش کی اشیاء خریدتا ہوں تو میرے اخراجات میں اضافہ ہو جائے گا جبکہ تنخواہ اس کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتی۔ اس لئے میں نے بہتر یہ ہی سمجھا کہ کیوں نہ اس کو بنک میں ڈپازٹ کر دیا جائے، لیکن سود کا لفظ میرے ذہن میں تھا۔ پھر میں نے کافی سوچا اور بالآخر یہ سوچتے ہوئے بنک میں جمع کروا دیا کہ اس رقم سے ملکی معیشت میں اضافہ ہوگا جس سے غریب عوام خوش ہوں گے اور دوسرے میری معاشی مشکلات میں کمی ہو جائے گی۔ میں بنک کے منافع کو سود اس لئے بھی نہیں سمجھتا کہ اس طرح سے کسی کی مجبوریوں سے فائدہ نہیں اٹھا رہا، کسی کو نقصان نہیں پہنچا رہا اور پھر بنک میں جمع شدہ رقم سے ملکی معیشت میں اضافہ کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح سے بیروزگار افراد کو روزگار ملتا ہے اور پھر یہ کہ بنک اپنے منافع میں سے کچھ منافع

ہمیں بھی دیتا ہے۔ میرے نزدیک یہ منافع سود اس لئے نہیں ہے کہ اس طرح سے کسی کی ضروریات سے فائدہ نہیں اٹھایا گیا کیونکہ بعض دفعہ کسی کو ادھار دی ہوئی رقم بڑھتے بڑھتے اتنی ہوجاتی ہے کہ اصل رقم لوٹانے کے باوجود بھی اصل رقم سے زائد قرض رہ جاتی ہے۔ میرے نزدیک صرف اور صرف یہ سود ہے، بنک کا منافع نہیں۔

دوسری بات میری بنک ملازمت ہے۔ بنک ملازمت کو آپ عالم حضرات ناجائز کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں جو روزی کما رہا ہوں، وہ بھی ناجائز ہے۔ تو کیا میں ملازمت چھوڑ دوں اور ماں باپ اور بچوں کو اور خود کو بھوکا رکھوں؟ کیونکہ ملازمت حاصل کرنا بہت مشکل ہے اور پھر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر گورنمنٹ ملازم کو جو تنخواہ ملتی ہے اس میں بنک کے منافع کا حصہ بھی شامل ہوتا ہے۔ اس طرح سے تو ہر گورنمنٹ ملازم ناجائز روزی کما رہا ہے اور آپ یہ کہیں کہ وہ شخص محنت کر کے روزی کما رہا ہے تو ہمیں بھی بنک بغیر محنت کے تنخواہ نہیں دیتا۔ ہم جو تنخواہ بنک سے لیتے ہیں وہ ہماری محنت کی ہوتی ہے نہ کہ بنک اپنے منافع سے دیتا ہے۔ اور آپ روزی کے اس ذریعہ کو کیا کہیں گے جو کوئی شخص کسی بنک ملازم کے ہاں، رشوت خور، منشیات فروش، مشرک، طوائف اور ڈاکو کے ہاں کام کر کے روزی کماتا ہے؟ ان مندرجہ بالا باتوں سے میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہر وہ شخص جو کہیں پر بھی کوئی بھی ملازمت کرتا ہے اس کی تنخواہ میں ناجائز پیسہ ضرور شامل ہوجاتا ہے۔ لہٰذا میرے ان سوالوں کا تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔

ج …… روپیہ قرض دے کر اس پر زائد روپیہ وصول کرنا سود ہے۔ خواہ لینے والا مجبوری کی بنا پر قرض لے رہا ہو یا اپنا کاروبار چمکانے کے لئے۔ اور وہ جو زائد روپیہ دیتا ہے، خواہ مجبوری کے تحت دیتا ہو یا خوشی سے۔ اس لئے آپ کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کہ سود محض مجبوری کی صورت میں ہوتا ہے۔

۱۔ یہ بنک کا سود جو آپ کو بے ضرر نظر آرہا ہے، اس کے نتائج آج عفریت کی شکل میں ہمارے سامنے ہیں۔ امیروں کا امیر تر ہونا اور غریبوں کا غریب تر ہونا، ملک میں طبقاتی کشمکش کا پیدا ہوجانا اور ملک کا کھربوں روپے کا بیرونی قرضوں کے سود میں جکڑا جانا اسی سودی نظام کے شاخسانے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے سودی نظام کو اللہ و رسولؐ

کے خلاف اعلان جنگ قرار دیا ہے۔ اسلامی معاشرہ خدا اور رسولؐ سے جنگ کر کے جس طرح چور چور ہوچکا ہے وہ سب کی آنکھوں کے سامنے ہے۔ میرے علم میں ایسی بہت سی مثالیں موجود ہیں کہ کچھ لوگوں نے بنک سے سودی قرضہ لیا اور پھر اس لعنت میں ایسے جکڑے گئے کہ نہ جیتے ہیں نہ مرتے ہیں۔ ہمارے معاشی ماہرین کا فرض یہ تھا کہ وہ بینکاری نظام کی تشکیل غیر سودی خطوط پر استوار کرتے لیکن افسوس کہ آج تک سود کی شکلیں بدل کر ان کو حلال اور جائز کہنے کے سوا کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔

۲۔ بنک کے ملازمین کو سودی کام (حساب و کتاب) بھی کرنا پڑتا ہے۔ اور سود ہی سے ان کو تنخواہ بھی ملتی ہے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

عن علي: «أنه سمع رسول الله ﷺ لعن آكل الربا أو موكله وكاتبه» (مشكاة ص-٢٤٦)

"اللہ کی لعنت! سود لینے والے پر، دینے والے پر، اس کی گواہی دینے والے پر اور اس کے لکھنے والے پر۔"

جو کام بذات خود حرام ہو، ملعون ہو اور اس کی اجرت بھی حرام مال ہی سے ملتی ہو، اس کو اگر ناجائز نہ کہا جائے تو کیا کہا جائے؟ فرض کریں کہ ایک شخص نے زنا کا اڈہ قائم کر رکھا ہے اور زنا کی آمدنی سے وہ قحبہ خانہ کے ملازمین کو تنخواہ دیتا ہے تو کیا اس تنخواہ کو حلال کہا جائے گا؟ اور کیا قحبہ خانہ کی ملازمت حلال ہوگی؟

آپ کا یہ شبہ کہ تمام سرکاری ملازمین کو جو تنخواہ ملتی ہے، اس میں بنک کا منافع شامل ہوتا ہے۔ اس لئے کوئی ملازمت بھی صحیح نہیں ہوئی۔ یہ شبہ اس لئے صحیح نہیں کہ دوسرے سرکاری ملازمین کو سود کی لکھت پڑھت کیلئے ملازم نہیں رکھا جاتا، بلکہ حلال اور جائز کاموں کے لئے ملازم رکھا جاتا ہے۔ اس لئے ان کی ملازمت جائز ہے۔ اور گورنمنٹ جو تنخواہ ان کو دیتی ہے وہ سود میں سے نہیں دیتی بلکہ سرکاری خزانے میں جو رقوم جمع ہوتی ہیں، ان میں سے دیتی ہے اور بنک ملازمین کو ان پر قیاس کرنا غلط ہے۔

آپ کا یہ کہنا کہ ملازمت چھوڑ کر والدین کو اور خود کو اور بچوں کو بھوکا رکھوں؟ اس کے بارے میں یہی عرض کر سکتا ہوں کہ جب قیامت کے دن آپ سے سوال کیا

جائے گا کہ "جب ہم نے حلال روزی کے ہزاروں وسائل پیدا کئے تھے، تم نے کیوں حرام کمایا اور کھلایا؟" تو اس سوال کا کیا جواب دیجئے گا؟ اور میں کہتا ہوں کہ اگر آپ بھوک کے خوف سے بنک کی ملازمت پر مجبور ہیں اور ملازمت نہیں چھوڑ سکتے تو کم سے کم اپنے گناہ کا اقرار تو اللہ کی بارگاہ میں کر سکتے ہیں کہ "یا اللہ! میں اپنی ایمانی کمزوری کی وجہ سے حرام کما اور کھلا رہا ہوں میں مجرم ہوں، مجھے معاف فرما دیجئے۔" اقرار جرم کرنے میں تو کسی بھوک، پیاس کا اندیشہ نہیں۔

کوئی محکمہ سود کی آمیزش سے پاک نہیں تو بنک کی ملازمت حرام کیوں

س ...... بنک کی نوکری کا ایک مسئلہ پوچھنا چاہتا ہوں۔ امید ہے کہ آپ اس کا جواب دے کر میرے اور دوسرے لوگوں کے شکوک و شبہات کو دور کر دیں گے۔

میں ایک بنک میں ملازم ہوں اور اس ملازمت کو ایک سودی کاروبار تصور کرتا ہوں۔ اور یہ بھی سمجھتا ہوں کہ جو زمین سود کی دولت سے خریدی گئی ہو اس پر نماز بھی نہیں ہو سکتی، یعنی بنک کی زمین پر۔ میرے کچھ دوست اس بات سے اختلاف کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سود میں اور جو سود حرام ہو چکا ہے، بہت فرق ہے۔ بنیے لوگوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھا کر سود اٹھا لیتے اور بڑھاتے جاتے ہیں اگر مقررہ وقت تک قرض نہیں ملتا تو سود مرکب لگا دیا جاتا ہے۔ جبکہ بنک ایک معاہدے کے تحت دیتے ہیں اور قرض دار کو قرض واپس کرنے میں چھوٹ بھی دے دی جاتی ہے۔ بعض حالات میں سود کو معاف بھی کر دیا جاتا ہے۔ بنک لوگوں کی جو رقم اپنے پاس رکھتے ہیں اسے کاروبار میں لگا کر کافی رقم کما لیتے ہیں اور پھر انہی لوگوں کو ایک منافع کے ساتھ وہ رقم واپس کر دیتے ہیں۔ اگر بنک کی جائیداد سودی جائیداد ہے تو حکومت کی ہر ایک جائیداد بھی سودی ہے۔ کیونکہ حکومت بینکوں کو مجبور کرتی ہے کہ وہ سود لے اور دے۔ حکومت اسی رقم سے معیشت کو چلاتی ہے۔ مثلاً کوئی اسپتال، اسکول یا جو بھی جائیداد حکومت خریدتی اور بناتی ہے اس میں سود کی رقم بھی شامل ہوتی ہے۔

ج ... آپ کے دوستوں نے "حرام سود" کے درمیان اور بنک کے سود کے

درمیان جو فرق بتایا ہے وہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ یہ تو ظاہر ہے کہ سود کا لین دین جب بھی ہوگا کسی معاہدہ کے تحت ہی ہوگا۔ یہی بنک بھی کرتے ہیں۔ بہرحال بنک کی آمدنی سود کی مد میں شامل ہے اس لئے اس پر سودی رقم کے تمام احکام لگائے جائیں گے۔

غیر سودی بنک کی ملازمت جائز ہے

س ...... "بنک میں ملازمت جائز ہے یا ناجائز ہے" اس سلسلے میں آپ سے صرف یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بہت سے دوست بنک میں کام کرتے ہیں اور مجھے بھی بنک میں کام کرنے کو کہتے ہیں۔ لیکن میں نے ان سے یہ کہا ہے کہ بنک میں سود کا لین دین ہوتا ہے، اس لئے بنک کی سروس ٹھیک نہیں ہے۔ کیونکہ دنیا کی زندگی بہت تھوڑی سی ہے۔ آخرت کی زندگی بہت لمبی ہے جو کبھی بھی ختم نہیں ہوگی۔ اس لئے ہر انسان کو دنیا میں خدا کے احکامات اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر زندگی گزارنی چاہئے۔

لہٰذا میں بنک کی ملازمت کے بارے میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ اس وقت بنک میں سود ہی پر سارا کاروبار ہوتا ہے اس لئے اگر بنک کی ملازمت اس وقت کرنا جائز ہے تو جیسا کہ ہمارے ملک میں ابھی اسلامی نظام نافذ ہونے والا ہے اور اس میں سود کو بالکل ختم کر دیا جائے گا۔ اس کی جگہ اسلامی نظام کے تحت کام ہوگا۔ تو اس صورت میں اس وقت بنک میں سود کا نظام اگر ختم ہو جاتا ہے تو بنک کی ملازمت جائز ہے یا ناجائز؟ براہ مہربانی جواب عنایت فرمائیں۔

ج ..... جب بنک میں سودی کاروبار نہیں ہوگا تو اس کی ملازمت بلاشک و شبہ جائز ہوگی۔

زرعی ترقیاتی بنک میں نوکری کرنا

س ...... کیا میں زرعی ترقیاتی بنک میں نوکری کر سکتا ہوں؟

ج ...... زرعی ترقیاتی بنک اور دوسرے بنک کے درمیان کوئی فرق نہیں۔

بنک کی تنخواہ کیسی ہے

س ..... میں ایک بنک میں ملازم ہوں جس کے بارے میں شاید آپ کو علم ہو گا کہ یہ ادارہ کیسے چلتا ہے۔ ہم بے شک محنت تھوڑی بہت کرتے ہیں لیکن میرا اپنا خیال ہے کہ ہماری تنخواہ حلال نہیں۔ بعض دوستوں کا خیال ہے کہ حلال ہے۔ اس لئے کہ ہم محنت کرتے ہیں۔ بہرحال گورنمنٹ نے سودی کاروبار ختم کرنے کا اعلان بھی کیا ہے اور کچھ کھاتے ختم بھی ہو رہے ہیں لیکن ابھی مکمل نجات نہیں ملی۔ آیا ہمارا رزق حلال ہے یا حرام؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

ج ..... بنک اپنے ملازمین کو سود میں سے تنخواہ دیتا ہے اس لئے یہ تنخواہ حلال نہیں۔ اس کی مثال ایسی سمجھ لیجئے کہ کسی زانیہ نے اپنے ملازم رکھے ہوئے ہوں اور وہ ان کو اپنے کسب میں سے تنخواہ دیتی ہو تو ان ملازمین کے لئے وہ تنخواہ حلال نہیں ہوگی۔ بالکل یہی مثال بنک ملازمین کی ہے۔ علاوہ ازیں جس طرح سود لینے اور دینے والے پر لعنت آئی ہے اسی طرح اس کے کاتب و شاہد پر لعنت آئی ہے۔ اس لئے سود کی دستاویزیں لکھنا بھی حرام ہے اور اس کی اجرت بھی حرام ہے۔ حرام کو اگر آدمی چھوڑ نہ سکے تو کم از کم درجہ میں حرام کو حرام تو سمجھے۔

بنک میں سودی کاروبار کی وجہ سے ملازمت حرام ہے

س ..... آیا پاکستان میں بنک کی نوکری حلال ہے یا حرام؟ (دوٹوک الفاظ میں) کیونکہ کچھ حضرات جو صوم و صلوٰۃ کے پابند بھی ہیں اور پندرہ بیس سال سے بنک کی نوکری کرتے چلے آرہے ہیں اور اپنی اولاد کو بھی اس میں لگا دیا ہے اور کہتے ہیں کہ ہم مانتے ہیں کہ سودی کاروبار مکمل طور پر حرام ہے مگر بنک کی نوکری (گو بنک میں سودی نظام ہے) ایک مزدوری ہے جس کی ہم اجرت لیتے ہیں۔ اصل سود خور تو اعلیٰ حکام ہیں جن کے ہاتھ میں سارا نظام ہے۔ ہم تو صرف ان کے نوکر ہیں اور ہم تو سود نہیں لیتے۔ وغیرہ وغیرہ۔

ج ..... بنک کا نظام جب تک سود پر چلتا ہے اس کی نوکری حرام ہے۔ ان حضرات کا یہ استدلال کہ ہم تو نوکر ہیں، خود تو سود نہیں لیتے، جواز کی دلیل نہیں۔ کیونکہ حدیث میں ہے:

”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سود کھانے والے پر، کھلانے والے پر اور اس کے لکھنے والے پر اور اس کی گواہی دینے والے پر لعنت فرمائی اور فرمایا کہ یہ سب برابر ہیں۔“

پس جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سب کو ملعون اور گناہ میں برابر قرار دیا ہے تو کسی شخص کا یہ کہنا کس طرح صحیح ہو سکتا ہے کہ میں خود تو سود نہیں لیتا، میں تو سودی ادارے میں نوکری کرتا ہوں۔

علاوہ ازیں بنک ملازمین کو جو تنخواہیں دی جاتی ہیں، وہ سود میں سے دی جاتی ہیں، تو مال حرام میں سے تنخواہ لینا کیسے حلال ہوگا؟ اگر کسی نے بدکاری کا اڈہ قائم کیا ہو اور اس نے چند ملازمین بھی اپنے اس ادارے میں کام کرنے کے لئے رکھے ہوئے ہوں، جن کو اس گندی آمدنی میں سے تنخواہ دیتا ہو، کیا ان ملازمین کی یہ نوکری حلال اور ان کی تنخواہ پاک ہوگی؟

جو لوگ بنک میں ملازم ہیں ان کو چاہئے کہ جب تک بنک میں سودی نظام نافذ ہے، اپنے پیشہ کو گناہ اور اپنی تنخواہ کو ناپاک سمجھ کر اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتے رہیں اور کسی جائز ذریعہ معاش کی تلاش میں رہیں۔ جب جائز ذریعہ معاش مل جائے تو فوراً بنک کی نوکری چھوڑ کر اس کو اختیار کر لیں۔

بنک کی ملازمت کرنے والا گناہ کی شدت کو کم کرنے کیلئے کیا کرے

س...... میں عرصہ ۸ سال سے بنک میں ملازمت بطور اسٹینو کر رہا ہوں۔ جو کہ اسلامی نقطہ نگاہ سے حرام ہے۔ میں اس دلدل سے نکلنا چاہتا ہوں لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ کس طرح جان چھڑاؤں؟ گھر کی ذمہ داریاں بہت زیادہ ہیں اور کوئی دوسرا روزگار بظاہر نظر نہیں آتا۔ امید ہے کوئی بہتر تجویز یا مشورہ عنایت فرمائیں گے۔

ج...... آپ تین باتوں کا التزام کریں:

اول: اپنے آپ کو گنہگار سمجھتے ہوئے استغفار کرتے رہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے رہیں کہ کوئی حلال ذریعہ معاش عطا فرمائیں۔

دوم: حلال ذریعہ معاش کی تلاش اور کوشش جاری رکھیں خواہ اس میں آمدنی کچھ

کم ہو مگر ضرورت گزارے کے مطابق ہو۔

سوم : آپ بنک کی تنخواہ گھر میں استعمال نہ کیا کریں بلکہ ہر مہینے کسی غیر مسلم سے قرض لے کر گھر کا خرچ چلایا کریں اور بنک کی تنخواہ قرض میں دے دیا کریں۔ بشرطیکہ ایسا کرنا ممکن ہو۔

بنک کی تنخواہ کے ضرر کو کم کرنے کی تدبیر

س...... میں ایک بنک میں ملازم ہوں۔ اس سلسلے میں آپ سے التماس ہے کہ آپ مجھے مندرجہ ذیل سوالات کا حل بتائیں۔

۱۔ یہ پیشہ حلال ہے یا نہیں؟ کیونکہ ہم لوگ محنت کرتے ہیں، اس کا معاوضہ ملتا ہے۔

۲۔ آپ نے فرمایا تھا کہ تنخواہ کسی غیر مسلم سے قرض لے کر اس کو ادا کر دی جائے۔ اگر کوئی غیر مسلم جاننے والا نہ ہو تو اس کا دوسرا طریقہ کیا ہے؟

۳۔ حلال روزی کے لئے میں کوشش کر رہا ہوں۔ مگر کامیابی نہیں ہوتی۔ کیا اس رقم کو کھانے والے کی دعا قبول نہیں ہوتی، کیونکہ میں دعا کرتا ہوں۔ اگر دعا قبول نہیں ہوتی تو پھر کس طرح میں دوسرا وسیلہ بنا سکوں گا؟

۴۔ میں نے اس پیسے سے دوسرا کاروبار کیا تھا۔ مگر مجھے سات ہزار روپے کا نقصان ہوا۔ اب میں کوئی دوسرا کام کرنے سے ڈرتا ہوں۔ کیونکہ یہ رقم جہاں بھی لگاتا ہوں، اس سے نقصان ہوتا ہے۔ برائے مہربانی اس کا حل بتائیں کہ کوئی کاروبار کرنا ہو تو پھر کیا کیا جائے؟

۵۔ کہتے ہیں کہ اس رقم کا صدقہ، خیرات قبول نہیں ہوتا۔ اس کا کیا طریقہ ہے؟

۶۔ برائے مہربانی کوئی ایسا طریقہ بتائیں کہ میری دعا، نماز، صدقہ، خیرات قبول ہو۔

ج...... بنک کا سارا نظام سود پر چل رہا ہے اور سود ہی میں سے ملازمین کو تنخواہ دی جاتی ہے۔ اس لئے یہ تو جائز نہیں۔ میں نے یہ تدبیر بتائی تھی کہ ہر مہینے کسی غیر مسلم سے قرض

لے کر گھر کا خرچ چلایا جائے اور بنک کی تنخواہ قرض میں دے دی جائے۔ اب اگر آپ اس تدبیر پر عمل نہیں کرسکتے تو سوائے توبہ و استغفار کے اور کیا ہوسکتا ہے۔ حرام مال کا صدقہ نہیں ہوتا۔ اس کی تدبیر بھی وہی ہے جس پر آپ عمل نہیں کرسکتے۔

بینک کی ملازمت کی تنخواہ کا کیا کریں

س..... میں جب سے بینک میں ملازم ہوا ہوں (مجھے تقریباً ۵ سال ہوگئے ہیں) زیادہ تر بیمار رہتا ہوں۔ اب بھی مجھے حلق میں اور سینے میں صبح فجر سے لے کر رات سونے تک تکلیف رہتی ہے۔ میں بینک کی ملازمت چھوڑنا چاہتا ہوں لیکن جب تک یہ تکلیف رہے گی میرے لئے اور ملازمت تلاش کرنا بہت مشکل ہے۔ اخبار جنگ میں (آپ کے مسائل اور ان کا حل) میں بھی ایک دفعہ اس سلسلے میں ایک جواب آیا تھا کہ کسی غیر مسلم سے قرض لے کر تنخواہ اس قرض کی ادائیگی میں دے دی جائے جب تک کہ دوسری ملازمت نہ ملے اور دعا و استغفار کیا جائے۔ لیکن میرے کسی غیر مسلم سے تعلقات نہیں ہیں اس لئے میرے لئے اس سے قرض لینا اور پھر تنخواہ اس کی ادائیگی میں دینا بھی ممکن نہیں ہے۔ آپ ہی اس سلسلے میں رہنمائی فرمائیں۔ میں نے اپنی اس تکلیف کا علاج بھی مختلف حکیموں، ڈاکٹروں اور روحانی علاج بھی کروایا ہے لیکن ابھی تک افاقہ نہیں ہوا ہے۔

ج..... اپنے کو گناہگار سمجھ کر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے رہیں اور یہ دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے رزق حلال کا راستہ کھول دیں اور اس حرام سے بچالیں۔

جس کی نوے فیصد رقم سود کی ہو وہ اب توبہ کس طرح کرے

س..... ایک صاحب تمام عمر بنک کی ملازمت کرتے رہے اور جو آمدنی ان کو ہوتی تھی اس میں سود کی ملاوٹ ہوتی تھی اور وہ آمدنی خود اور اسے اہل و عیال پر خرچ کرتے رہے۔ اب ریٹائر ہوگئے ہیں اور انہوں نے سود خوری اپنا پیشہ بنالیا ہے۔ اب صرف سود پر ان کا گزارہ ہے اگر خدا کرے اس سود خوری سے وہ توبہ کرلیں تو اس وقت جو

ان کے پاس سرمایہ ہے، اس کا کیا کریں؟ کیا توبہ کے بعد وہ سرمایہ حلال ہو سکتا ہے؟ ۹۰ فی صد ان کا سرمایہ لطور سود کے بینکوں سے کمایا ہوا ہے۔

ج ...... توبہ سے حرام روپیہ تو حلال نہیں ہوتا۔ حرام روپے کا حکم یہ ہے کہ اگر اس کا مالک موجود ہو تو اس کو واپس کر دے۔ اور اگر ناجائز طریقے سے کمایا ہو تو بغیر نیت صدقہ کے کسی محتاج کو دے دے۔ اور اگر اس کے پاس ناپاک روپے کے سوا کوئی چیز اس کے اور اس کے اہل و عیال کے خرچ کے لئے نہ ہو تو اس کی یہ تدبیر کرے کہ کسی غیر مسلم سے قرضہ لے کر اس کو استعمال کرے اور یہ ناجائز روپیہ قرضہ میں ادا کرے۔ قرضہ میں لی ہوئی رقم اس کے لئے حلال ہوگی۔ اگرچہ ناجائز رقم سے قرض ادا کرنے کا گناہ ہوگا۔

نہیں؟

ج ...... بنک کی تنخواہ حلال نہیں۔ ان کے گھر کھانے سے پرہیز کیا جائے۔ اور جو کھالیا ہو اس پر استغفار کیا جائے۔ وہ کوئی تحفہ وغیرہ دیں تو کسی محتاج کو دے دیا جائے۔

بنک میں ملازم عزیز کے گھر کھانے سے بچنے کی کوشش کریں

س ...... میرے عزیز بنک میں ملازم ہیں۔ ان کے گھر جب جانا ہوتا ہے تو ان کے ہاں چائے وغیرہ پینا کیسا ہے؟ اگرچہ میں دل سے اچھا نہیں سمجھتا مگر قریبی سسرالی رشتہ دار ہونے کے ناتے جا کر نہ کھانا شاید عجیب لگے۔

ج ...... کوشش بچنے کی کی جائے اور اگر آدمی مبتلا ہو جائے تو استغفار سے تدارک کیا جائے۔ اگر ممکن ہو تو اس عزیز کو بھی سمجھایا جائے کہ وہ بنک کی تنخواہ گھر میں نہ لایا کریں

بلکہ ہر مہینے کسی غیر مسلم سے قرض لے کر گھر میں خرچ دے دیا کریں اور بنک کی تنخواہ سے قرض ادا کر دیا کریں۔

بیمہ کمپنی، انشورنس وغیرہ

بیمہ اور انشورنس کا شرعی حکم

س...... بیمہ اور انشورنس اسلامی اصول کے لحاظ سے کیسا ہے؟ بعض دفعہ در آمدات کیلئے بیمہ ضروری ہوتا ہے۔ کیونکہ جہاز کے ڈوبنے اور آگ لگنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ اور ایسی صورت میں وہ شخص بیمہ، انشورنس کمپنی پر کلیم (دعویٰ) کر کے کل مالیت وصول کر سکتا ہے۔ ایسی صورتوں میں شریعت کیا کہتی ہے؟

ج...... بیمہ کی جو موجودہ صورتیں رائج ہیں، وہ شرعی نقطہ نظر سے صحیح نہیں۔ بلکہ قمار اور جوا کی ترقی یافتہ شکلیں ہیں۔ اس لئے اپنے اختیار سے بیمہ کرانا تو جائز نہیں اور اگر قانونی مجبوری کی وجہ سے بیمہ کرانا پڑے تو اپنی ادا کردہ رقم سے زیادہ وصول کرنا درست نہیں۔ چونکہ بیمہ کا کاروبار درست نہیں، اس لئے بیمہ کمپنی میں ملازمت بھی صحیح نہیں۔

انشورنس کمپنی کی ملازمت کرنا

س...... میں ایک انشورنس کمپنی میں کام کرتا ہوں اور یہاں آنے سے پہلے مجھے یہ نہیں معلوم تھا کہ انشورنس میں کام کرنا درست نہیں ہے اور میں اس وقت صرف لائف انشورنس ہی کو غلط سمجھتا رہا۔ میں اس نوکری میں ۱۹۸۵ء سے لگا ہوں۔ ہماری انشورنس کمپنی براہ راست لائف پالیسی جاری نہیں کرتی بلکہ اس کا تعلق اسٹیٹ لائف سے ہے۔ یہ کمپنی لائف کے علاوہ اور تمام رسک لیتی ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ میں اس کو چاہتا ہوں

کہ آج ہی چھوڑ دوں لیکن پیچھے گھر کو بھی دیکھتا ہوں کہ میرے والد صاحب خود سرکاری آفیسر تھے ریٹائر ہو چکے ہیں اور والد صاحب کی پنشن آتی ہے۔

ج ...... آپ فوری طور پر تو ملازمت نہ چھوڑیں البتہ کسی جائز ذریعہ معاش کی تلاش میں رہیں اور اللہ تعالیٰ سے دعا بھی کرتے رہیں کہ اس سود کی لعنت سے نجات عطاء فرمائیں۔ جب کوئی جائز ذریعہ معاش میسر آجائے تو چھوڑ دیں۔ اس وقت تک اپنے آپ کو گنہگار سمجھتے ہوئے استغفار کرتے رہیں اور اگر کوئی صورت ہو سکے کہ آپ کسی غیر مسلم سے قرض لے کر گھر کے خرچ کے لئے دے دیا کریں اور تنخواہ کی رقم سے اس کا قرض ادا کر دیا کریں تو یہ صورت اختیار کرنی چاہئے۔

س ...... ضروری بات یہ ہے کہ کمپنی سے دو وقت چائے ملتی ہے وہ پینا کیسا ہے؟

ج ...... نہ پیا کریں۔

کیا انشورنس کا کاروبار جائز ہے

س ...... ہمارے ہاں جو انشورنس کا کاروبار ہوتا ہے، کیا شرعی لحاظ سے یہ جائز ہے؟ میری نظر میں اس لئے درست ہے کہ اگر آپ ایک مکان کی انشورنس کرائیں، اگر مکان کو آگ لگ جائے تو رقم مل جاتی ہے۔ اگر آگ نہ لگے تو ادا شدہ رقم ضائع ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس میں چونکہ نفع و نقصان دونوں شامل ہیں، اس لئے جائز معلوم ہوتی ہے۔ البتہ زندگی کی پالیسی سے اگر انسان کی موت یا حادثہ واقع نہ ہو جائے تو کسی وقت وہ رقم ڈبل ہو جاتی ہے۔ کیا آپ کے خیال میں یہ اسکیم عمدہ نہیں کہ انسان کو تحفظ مل سکتا ہے؟ اگر کوئی مرد یا عورت بے سہارا ہے اور آخری عمر کی وجہ سے انشورنس کرواتا ہے تو کیا یہ اچھا نہ ہو گا؟ بس ایک تحفظ سا مل جاتا ہے۔ بہرحال آپ کے فتویٰ کا انتظار ہو گا۔ اہمیت جناب کے فتویٰ کی ہو گی۔

ج ...... انشورنس کی جو صورتیں آپ نے لکھی ہیں وہ صحیح نہیں۔ یہ معاملہ قمار اور سود دونوں سے مرکب ہے۔ رہا آپ کا یہ ارشاد کہ اس سے انسانوں کو تحفظ مل جاتا ہے، اس کا جواب قرآن کریم میں دیا جا چکا ہے:

قل فیهما اثم کبیر ومنافع للناس واثمهما اکبر من نفعهما

ترجمہ...... "آپ فرما دیجئے کہ ان دونوں (کے استعمال) میں گناہ کی بڑی بڑی باتیں بھی ہیں، اور لوگوں کو (بعضے) فائدے بھی ہیں اور (وہ) گناہ کی باتیں ان فائدوں سے بڑھی ہوئی ہیں۔"

(ترجمہ حضرت تھانویؒ)

میڈیکل انشورنس کی ایک جائز صورت

س...... میڈیکل انشورنس یہاں پر کچھ اس طرح سے شروع ہوئی کہ کسی آفس کے چند لوگ باری باری بیمار ہوئے جس کی وجہ سے بہت سے لوگوں کی مالی حالت بدتر ہوگئی۔ اس کے بعد ایک شخص اتنا بیمار ہوا کہ اس کے پاس علاج کے پیسے بھی نہ تھے۔ اس پر اس کے قریبی دوست واحباب نے کچھ رقم جمع کی جس کی وجہ سے اس کا علاج ہو سکا۔ اس طرح سے اس کے دوست واحباب نے جو کہ ساتھ ملازم تھے، باقاعدہ ایک فنڈ قائم کیا کہ ہر شخص ہر تنخواہ پر چند روپے فنڈ میں جمع کروائے اور پھر بوقت ضرورت ہر ممبر کے علاج کے موقع پر اسے مالی امداد مہیا کرے۔ اس سے ممبر لوگوں کو بیماری کے وقت علاج کے لئے فنڈ سے پیسے مل جاتے تھے۔ اسی طرح رفتہ رفتہ باہر کے لوگ بھی اس فنڈ میں پیسے جمع کروانے لگے۔ اور بہت سے لوگ اس سے فائدہ اٹھانے لگے اور آج پورے امریکہ میں یہ رواج یا انشورنس عام ہے اور بڑے بڑے لوگ بغیر تنخواہ کے اس کاروبار کو چلا رہے ہیں۔ یہ ہے میڈیکل انشورنس، تجارتی طور پر کوئی اس سے فائدہ حاصل نہیں کرتا۔

اگر فنڈ میں سے زیادہ بیمار ممبروں پر صرف ہوتا ہے تو تمام ممبروں کے لئے فیس بڑھا دیتے ہیں اور اگر کم ہوتا ہے تو فیس کم کر دیتے ہیں۔ اگر یہ صورت ناجائز ہے تو اس کا بدل کیا ہو سکتا ہے؟

ج...... میڈیکل انشورنس کی جو تفصیل سوال میں بیان کی گئی ہے چونکہ اس کے کسی مرحلہ میں سود یا قمار نہیں اور بھی کوئی چیز خلاف شریعت نہیں اس لئے امداد باہمی کی یہ صورت بلاکراہت جائز بلکہ مستحب ہے۔ علماء کرام کی طرف سے انشورنس اور امداد باہمی کی جو جائز صورتیں مختلف مواقع پر تجویز کی گئی ہیں، ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ مگر افسوس کہ مسلمان ملکوں میں اس طرف توجہ نہ دی گئی۔ کاش! ان کو بھی توفیق ہو کہ وہ

انشورنس کی رائج الوقت حرام صورتوں کو چھوڑ کر جائز صورتیں اختیار کرلیں۔ واللہ اعلم۔

بیمہ کمپنی میں بطور ایجنٹ کمیشن لینا

س...... ایک بیمہ کمپنی نے اعلان کیا ہے کہ کوئی بھی شخص اگر اس کے ایجنٹ کے طور پر کام کرے گا تو اسے مناسب کمیشن دیا جائے گا۔ آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ کیا یہ کمیشن لینا جائز ہوگا؟ نیز یہ بھی بتائیں کہ آج کل تین قسطوں پر مشتمل ایک بیمہ پالیسی چل رہی ہے جس میں پالیسی ہولڈرز بیمہ کی مدت کے اختتام پر اپنی ادا شدہ رقم کی دگنی رقم وصول کرسکتا ہے۔ آپ وضاحت فرمائیں کہ کیا یہ رقم جائز ہوگی؟

ج...... بیمہ کمپنیوں کا موجودہ نظام سود پر چلتا ہے۔ اور سود میں سے کمیشن لینا کیسا ہوگا؟ اس کو بیان کرنے کی ضرورت نہیں۔ اسی طرح دگنی رقم میں بھی برابر کا سود شامل ہے۔

۱۰ ہزار روپے والی بیمہ اسکیم کا شرعی حکم

س...... حکومت نے حال ہی میں ۱۰ ہزار روپے کی جس بیمہ اسکیم کا اعلان کیا ہے اس کے جائز یا ناجائز ہونے کے متعلق ارشاد فرمائیں۔ یہ امر ملحوظ خاطر رہے کہ اس اسکیم کے تحت مرحوم نے اسٹیٹ لائف سے کسی قسم کا معاہدہ نہیں کیا ہوتا ہے اور اسی لئے وہ قسطیں بھی نہیں ادا کرتا۔ یعنی اس نے اپنی زندگی کا سودا پہلے سے نہیں کیا ہوتا۔ مرحوم کے لواحقین اگر یہ رقم لینا چاہیں تو لے سکتے ہیں۔ اگر نہ لینا چاہیں تو ان کی مرضی۔

ج...... یہ تو حکومت کی طرف سے امدادی اسکیم ہے، اس کے جائز ہونے میں کیا شبہ ہے۔

اگر بیمہ گورنمنٹ کی مجبوری سے کروائے تو کیا حکم ہے

س...... اگر بیمہ حکومت کی طرف سے لازمی قرار دیا جائے تو کیا ردعمل اختیار کیا جائے؟

ج...... بیمہ سود و قمار کی ایک شکل ہے۔ اختیاری حالت میں کرانا ناجائز ہے۔ لازمی

ہونے کی صورت میں قانونی طور سے جس قدر کم سے کم مقدار بیمہ کرانے کی گنجائش ہو، اسی پر اکتفا کیا جائے۔

بیمہ کیوں حرام ہے، جبکہ متوفی کی اولاد کی پرورش کا ذریعہ ہے

س...... بیمہ کروانا جائز ہے یا نہیں؟ جبکہ ایک غریب آدمی یا کوئی اور اپنا بیمہ کرواتا ہے تو اگر اس کی موت واقع ہوجائے اور اس کی اولاد کی پرورش کے لئے کوئی نہ ہو تو اسے بیمہ کی رقم مل جائے جس سے وہ اپنے گھرانے کی پرورش کر سکے۔

ج...... بیمہ کا موجودہ نظام سود پر مبنی ہے اس لئے یہ جائز نہیں۔ اور اس کے پسماندگان کو جو رقم ملے گی وہ بھی حلال نہیں۔

جوا

تاش کھیلنا اور اس کی شرط کا پیسہ کھانا

س...... مسلمان کے لئے تاش کھیلنا کیسا ہے؟ نیز یہ کہ اگر تاش میں جیتی ہوئی رقم استعمال کی جاتی ہے تو اس گھر میں کھانا پینا جائز ہے کہ نہیں؟

ج...... تاش کھیلنا حرام ہے اور اس پر شرط لگانا جوا ہے۔ اس سے جیتی ہوئی رقم مردار کھانے کے حکم میں ہے۔

شرط رکھ کر کھیلنا جوا ہے

س...... یہاں کراچی میں خاص طور پر اکثر ہوٹلوں وغیرہ میں کیرم کلب چل رہے ہیں۔ وہاں پر کھیلنے والے حضرات بوتل کی شرط یا چائے کی شرط رکھ کر گیم کھیلتے ہیں۔ تو کیا یہ کیرم کھیلنا جائز ہے یا ناجائز ہے؟

ج...... شرط رکھ کر کھیلنا جوا ہے۔ اور جوا حرام ہے۔

مرغوں کو لڑانا اور اس پر شرط لگانا

س...... اکثر لوگوں نے زمانہ جاہلیت کی بہت سی فرسودہ رسمیں اب تک اپنائی ہوئی ہیں۔ انہی میں سے ایک یہ بھی ہے کہ مرغوں کو آپس میں لڑایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ مرغے ایک دوسرے کو لہولہان کر کے ہار جیت کا فیصلہ کر دیتے ہیں۔ اس کے علاوہ رکشوں اور دوسری گاڑیوں کی ریس لگائی جاتی ہے صرف یہی نہیں بلکہ مرغے لڑانے والے بازیگر اور رکشوں کی ریس دوڑانے والے شعبدہ باز ہزاروں روپے کی شرطین بھی لگاتے ہیں۔ جس کا مرغا لڑائی میں یا رکشا ریس میں ہار جائے اسے اور بھی بہت کچھ ہارنا پڑتا ہے۔ کیا اسلامی معاشرے میں ان حرکتوں کو برقرار رکھنا جائز ہے؟

ج...... شرعاً ایسا مقابلہ ناجائز ہے اور اس سے ملنے والی رقم جوئے کی رقم ہے اور حرام ہے۔

ذہنی یا علمی مقابلہ کی اسکیموں کی شرعی حیثیت

س...... کسی قسم کے ذہنی یا علمی یا تعلیمی مقابلہ کے ضمن میں بنیادی طور پر مقابلہ کے حل کے ساتھ بلاواسطہ رقم (بصورت منی آرڈر یا پوسٹل آرڈر) وصول کی جاتی ہے۔ جیسے جنگ پزل، مشرق انعامی پزل، نوائے وقت انعامی پزل وغیرہ۔ یعنی ہر امیدوار اولاً اس مقابلہ کے حل کے ساتھ رقم خرچ کرتا ہے، بعدازاں مقابلہ کے حل میں قرعہ اندازی کی جاتی ہے اور عمرہ کا ٹکٹ یا دیگر نقد انعامات وغیرہ دئے جاتے ہیں۔ لہٰذا مفصل جواب دیں کہ اس صورتحال کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج...... یہ صورت غائبانہ جوا کی ایک قسم ہے اور سود بھی ہے۔ جو رقم فیس داخلہ وغیرہ ساتھ دی جاتی ہے وہ زیادہ کی خواہش اور زیادہ لینے کے لئے دی جاتی ہے اس لئے سود ہوا اور ملنا نہ ملنا غیر یقینی، اس لئے جوا ہوا۔ سود اور جوا دونوں حرام ہیں۔ زیادہ ملنے کی صورت نقد کی ہو یا ٹکٹ کی شکل میں، دونوں حرام ہیں۔ ان اسکیموں کا اصل مقصد زائد رقم کا لالچ ہوتا ہے ذہنی و علمی اضافہ مقصد نہیں ہوتا۔ اس طرح جوئے کی عادت اور حوصلہ پیدا ہوتا ہے یہ ایک شریفانہ جوا ہے۔ واللہ اعلم۔

جوئے کے بارے میں ایک حدیث کی تحقیق

س...... ایک عرصہ ہوا میں نے ایک حدیث ان الفاظ میں سنی تھی کہ "فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے جوا کھیلا گویا اس نے میرے خون میں ہاتھ رنگے۔"

میں اس حدیث کو ضرورت کے وقت اکثر لوگوں سے کہتا رہا، اب تقریباً چالیس سال بعد کسی کے توجہ دلانے سے یہ احساس ہوا کہ آیا یہ حدیث ان الفاظ کے ساتھ ہے بھی یا نہیں؟ میں نے اس کی جستجو کی لیکن ابھی تک میری نظر سے یہ حدیث نہیں گزری۔ اس سے مجھے تشویش ہے کہ کہیں میں نے یہ حدیث غلط تو بیان نہیں کی۔ لہٰذا یہ فرمائیے کہ

یہ حدیث صحیح ہے یا غلط؟ اگر ہے تو کن الفاظ میں اور کس کتاب میں ہے؟ تاکہ ذہنی تردد دور ہو۔ اللہ آپ کو جزائے خیر دے گا۔

ج...... آپ نے حدیث جن الفاظ میں نقل کی ہے وہ تو کہیں نظر سے نہیں گزری۔ البتہ صحیح مسلم میں حضرت بریدہ بن حصیب اسلمی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عن بريدة أن النبی ﷺ قال: «من لعب بالنردشير فكأنما صبغ يده فی لحم خنزير ودمه»، رواه مسلم. (مشکوٰۃ...... صفحہ۳۸۶)

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے نردشیر کا کھیل کھیلا تو یہ ایسا ہے گویا اس نے خنزیر کے گوشت اور خون میں ہاتھ رنگے۔"

اور مسند احمد کی ایک حدیث میں ہے کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نرد کھیلے اور پھر اٹھ کر نماز پڑھنے لگے تو اس کی مثال ایسی ہے کہ کوئی شخص پیپ اور خنزیر کے خون سے وضو کرے، پھر اٹھ کر نماز پڑھنے لگے۔"

(تفسیر ابن کثیر...... صفحہ۹۲، جلد۲)

عن علی أنه كان يقول: "الشطرنج هو ميسر الأعاجم".

(مشكاة ص۳۸۷)

"حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ شطرنج عجمیوں کا جوا ہے۔"

عن ابن شهاب أن أبا موسى الأشعری قال: "لا يلعب بالشطرنج إلا خاطئ". (مشکوٰۃ...... صفحہ۳۸۷)

"حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ شطرنج کا کھیل صرف نافرمان خطاکار ہی کھیل سکتا ہے۔"

قرعہ اندازی کے ذریعہ دوسرے سے کھانا پینا

س...... ہم پانچ چھ دوست ہیں جو کہ رات کو روزانہ ایک ہوٹل میں جمع ہوتے ہیں اور پھر

آپس میں قرعہ اندازی کرتے ہیں۔ جس کا نام نکلتا ہے وہی کھلاتا پلاتا ہے۔ اس میں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی صاحب کا نام ہفتہ میں چار مرتبہ بھی آتا ہے، کسی کا دو مرتبہ اور کسی کا آتا ہی نہیں۔ تو اس بارے میں شرعی احکام کیا ہیں؟

ج ...... یہ قرعہ اندازی جائز نہیں۔ البتہ اگر یہ صورت ہو کہ جس کا نام ایک بار نکل آئے آئندہ اس کا نام قرعہ اندازی میں شامل نہ کیا جائے یہاں تک کہ تمام رفقاء کی باری پوری ہو جائے تو جائز ہے۔

قرعہ ڈال کر ایک دوسرے سے کھانا پینا

س ...... چند آدمی مل کر یہ طے کرتے ہیں کہ ہم پرچی ڈالیں گے، جس کا نام نکلے گا وہ دوسرے سارے آدمیوں کو چائے یا مٹھائی کھلائے۔ بھلے اس کا نام روزانہ نکلے اسے ضرور کھلانی پڑے گی۔ ہم نے اس بات سے ان کو منع کیا، یہ جائز نہیں کہ ایک آدمی پر روزانہ بوجھ پڑے۔ جس آدمی کا نام ایک دن نکل آئے دوسرے دن اس کا نام پرچیوں میں نہ رکھا جائے۔

ج ...... یہ جو طے کیا ہے کہ جس کا نام نکلا کرے، وہ چائے پلائے یہ تو صریح جوا ہے یہ جائز نہیں۔ اور آپ نے جو صورت تجویز کی ہے وہ درست ہے۔

پرائز بانڈ، بیسی اور انعامی اسکیمیں

پراویڈنٹ فنڈ کی شرعی حیثیت

س...... پراویڈنٹ فنڈ کی شریعت میں کیا حیثیت ہے؟
ج...... مفتی محمد شفیعؒ کا فتویٰ ہے کہ پراویڈنٹ فنڈ لینا جائز ہے۔

بیوہ کو شوہر کی میراث قومی بچت کی اسکیم میں جمع کروانا جائز نہیں

س...... ایک شخص اپنے پیچھے ایک بیوہ اور دو بچے چھوڑ کر اس دارفانی سے رخصت ہوگیا۔ اب اس کی بیوی دوسری شادی کرنا نہیں چاہتی اور شوہر کی چھوڑی ہوئی رقم کو قومی بچت یا کسی اور منافع بخش اسکیم میں لگانا چاہتی ہے اور اس کے منافع سے (جو دوسرے معنوں میں سود کہلاتا ہے) اپنی اور اپنے بچوں کی گزر اوقات کرنا چاہتی ہے۔ کیا اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟ جبکہ اسلام میں سود حرام ہے۔ یہاں تک کہ وہ بدن جنت میں داخل نہ ہوگا جو حرام روزی سے پرورش کیا گیا ہو۔
ج...... بیوہ کا اس کے شوہر کے ترکہ میں آٹھواں حصہ ہے۔ باقی سات حصے اس کے بچوں کے ہیں۔ سود کی آمدنی حرام ہے۔ اس روپے کو کسی جائز تجارت میں لگانا چاہئے۔

انٹرپرائز اداروں کی اسکیموں کی شرعی حیثیت

س...... انٹرپرائز اداروں کی اسکیموں کے متعلق یہ طریقہ ہے کہ وہ اپنے تمام ممبروں

سے قسط وار رقم وصول کرتے ہیں اور ہر مہینہ قرعہ اندازی ہوتی ہے جس کا نام نکلتا ہے اسے موٹر سائیکل کار وغیرہ دے دیتے ہیں۔ اور باقی رقم نہیں لیتے۔ کیا یہ طریقہ جائز ہے؟ اور وہ چیز اس کے لئے حلال ہے یا نہیں؟ اور باقی ممبر ہر مہینے قسط جمع کراتے رہتے ہیں۔ ایک آدمی کو تو ایک قسط پر موٹر سائیکل یا کار مل جاتی ہے اور باقیوں کو آخر تک قسط دینی پڑتی ہے۔ اس کا جواب عنایت فرمائیں کیا یہ اسکیم جائز ہے یا نہیں؟

ج...... یہ صورت ناجائز اور لاٹری قسم کی ہے۔

ہلال احمر کی لاٹری اسکیم جوئے کی ایک شکل ہے

س...... دوسرے ملکوں کی طرح پاکستان میں بھی ایک ادارہ کام کر رہا ہے، ہلال احمر کے نام سے۔ جو دکھی انسانیت کے نام پر تین روپے فی ٹکٹ کے حساب سے انعامی ٹکٹ فروخت کرتا ہے۔ ان ٹکٹوں کی قرعہ اندازی کا وہی سسٹم ہے جو کہ انعامی بانڈز کا ہوتا ہے۔ اس ادارہ کی جانب سے ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعے انعامات تقسیم کئے جاتے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ آپ یہ بتائیں کہ اس ادارے کی جانب سے دکھی انسانیت کی جو خدمت کی جاتی ہے کیا وہ جائز ہے؟ کیونکہ جس رقم سے وہ یہ نیک کام انجام دیتے ہیں، وہ رقم ان ٹکٹوں سے حاصل کی جاتی ہے۔ جو لوگوں کو انعام کا لالچ دے کر فروخت کئے جاتے ہیں۔ نیز اگر اس ٹکٹ کے خریدنے کے بعد کسی شخص کا انعام نکل آئے تو کیا وہ حلال اور جائز ہوگا یا حرام؟ اکثر ریڈیو پر اس ادارے کی جانب سے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ ہلال احمر کے تین روپے والے انعامی ٹکٹ خرید کر دکھی انسانیت کی خدمت میں حصہ لیں اور لاکھوں روپے کے انعامات حاصل کریں۔

یہ بتائیں کہ آیا اس طرح سے دکھی انسانیت کی خدمت کی جاسکتی ہے؟ اور اگر ہم یہ ٹکٹ خرید لیں تو کیا ہم کو ثواب ملے گا، جبکہ یہ ٹکٹ صرف انعام کے لالچ میں خریدے جاتے ہیں۔ پھر اسی ٹکٹ کے خریدنے سے ثواب کا کیا تعلق؟ اور اگر یہ فرض کرلیا جائے کہ ہمارے دل میں انعام کا بالکل لالچ نہیں ہے تو کیا اس ٹکٹ کے خریدنے سے ثواب ملے گا؟ میرے خیال میں تو دکھی انسانیت کی خدمت اس طرح بھی کی جاسکتی ہے کہ جو لوگ یہ ٹکٹ خریدتے ہیں وہ بجائے ٹکٹ خریدنے کے ہلال احمر کے فنڈ میں یہی رقم دے کر ثواب حاصل کرسکتے ہیں۔ اور یہ ادارہ لاکھوں روپے کے انعامات ہر ماہ

تقسیم کرتا ہے یہ لاکھوں روپے کی رقم بھی دکھی انسانیت کی خدمت میں صرف کی جاسکتی ہے۔ برائے مہربانی اس مسئلہ کا حل بتا کر میری الجھن دور فرمائیں۔

ج ...... ہلال احمر کا ادارہ تو بہت ضروری ہے۔ اور خدمت خلق بھی کار ثواب ہے۔ مگر روپیہ جمع کرنے کا جو طریقہ آپ نے لکھا ہے، یہ جوئے کی ایک شکل ہے جو شرعاً جائز نہیں۔

ہر ماہ سو روپے جمع کر کے پانچ ہزار لینے کی پتی اسکیم جائز نہیں

س ...... ایک شخص تقریباً بیس سال سے حیدر آباد کے ایک علاقہ میں رہائش پذیر ہے۔ نہایت ہی شریف اور با اخلاق آدمی ہے۔ لوگوں میں انہیں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ دینی مسائل سے بخوبی واقف ہیں، تعلیم یافتہ ہیں، حسب و نسب میں اچھے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، لباس اور شکل و صورت میں باشرع ہیں، روزے نماز کے پابند ہیں، اپنے محلے کی جامع مسجد میں اکثر و بیشتر دینی جلسوں سے بھی خطاب کرتے رہتے ہیں اور کبھی کبھی امام صاحب کی عدم موجودگی میں پنج وقتہ نماز اور جمعہ کے دن تقریر یا امامت کے فرائض بھی انجام دیتے ہیں۔ بعض مرتبہ دوسرے محلے اور علاقہ کی جامع مسجدوں میں بھی ان کے اماموں کی عدم موجودگی میں نماز جمعہ پڑھانے اور تقاریر کرنے کے لئے انہیں مدعو کیا جاتا ہے۔

انہوں نے اپنی مدد آپ کے جذبہ کے تحت ایک گھریلو پتی اسکیم جاری کی ہے جس کے وہ خود نگران اعلیٰ اور رقم کے ضامن ہیں۔ اس اسکیم میں ڈھائی سو ممبران ہیں، یہ اسکیم ۱۰۰ روپے اور ۲۰۰ روپے ماہوار کی ہے۔ اور اس کی مدت پچاس ماہ ہے۔ ۱۰۰ روپے ماہوار والے ممبر کو ۵۰۰۰ روپے اور ۲۰۰ روپے ماہوار والے ممبر کو ۱۰۰۰۰ روپے ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعے دیئے جاتے ہیں۔ پچاس ماہ کی مدت کے بعد قرعہ اندازی سے باقی رہنے والے ممبران کو ان کی جمع شدہ تمام رقم یعنی ۱۰۰ روپے والوں کو ۵۰۰۰ ہزار روپے اور ۲۰۰ روپے والے کو ۱۰۰۰۰ روپے یکمشت ادا کر دیئے جائیں گے۔ کیونکہ پچاس ماہ میں ان کی یہی رقم جمع ہوگی۔ البتہ ہر ماہ قرعہ اندازی کے ذریعہ جو نام نکالا جاتا ہے اس ممبر کو یکمشت ۵۰۰۰ روپے یا ۱۰۰۰۰ روپے کی رقم بطور امداد ادا

کر دی جاتی ہے اور اس کے ذمہ جو باقی اقساط رہ جاتی ہیں، وہ وصول نہیں کی جاتیں۔ اس کی بقایا اقساط کی ادائیگی کی ذمہ داری پتی کے نگران اعلیٰ پر ہوتی ہے۔ کیونکہ ہر ماہ ممبر کو رقم ادا کرنے کے بعد جو رقم باقی بچتی ہے، اس کے لئے ممبران نے ان کو یہ حق دیا ہے کہ ان کی اس رقم سے نگران اعلیٰ پچاس ماہ تک جو چاہیں کاروبار کریں، لیکن پچاس ماہ کی مدت کے بعد باقی تمام ممبران کو مقررہ وقت پر ان کی تمام جمع شدہ رقم بغیر کسی نفع یا نقصان پر واپس کرنا ہوگی۔ لہٰذا نگران اعلیٰ شرعی طریقہ پر کاروبار کرتے ہیں۔ اور اس کاروبار کے نفع و نقصان کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ نگران اعلیٰ نہ تو اس جمع شدہ رقم کو بنک میں رکھ کر کوئی سود حاصل کرتے ہیں اور نہ ہی کسی سودی کاروبار میں یہ رقم لگاتے ہیں۔ یہ بات انہوں نے خدا کو حاضر ناظر سمجھ کر اور گواہ بناتے ہوئے قسم کھا کر ہم سے کہی ہے۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ یہ صرف اپنی مدد آپ کے تحت ایک اسکیم ہے اس میں کوئی سودی لین دین نہیں ہے۔ بلکہ اکثر وہ اس رقم سے بعض ضرورت مندوں کو قرض حسنہ بھی دیتے رہتے ہیں۔ مذکورہ شخص نے یہ گھریلو پتی اسکیم اپنی مدد آپ کا جذبہ پیدا کرنے اور ان میں بچت کی عادت ڈالنے کے لئے شروع کی ہے۔ اس سے ان کا مقصد کسی قسم کی ناجائز دولت کا حصول نہیں ہے۔

لہٰذا ایسی صورت میں کیا اس نیک اور دیندار شخص کو امام صاحب کی عدم موجودگی میں پنج وقتہ نماز یا جمعہ کی نماز یا خطبہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اور ہماری نمازیں اس شخص کے پیچھے ہوں گی یا نہیں؟

ج...... گھریلو پتی اسکیم کا جو طریقہ کار سوال میں لکھا گیا ہے یہ شرعاً جوا ہے۔ اس اسکیم میں شرکت حرام ہے اور جس شخص کو ۱۰۰ روپے کے بدلے ۵۰۰۰ روپے اور ۲۰۰ روپے کے بدلے ۱۰۰۰۰ روپے ملیں گے، وہ زائد رقم اس کے لئے حرام ہے۔

نوٹ...... جس نیک شخص نے یہ اسکیم جاری کی ہے ان کو اس سے توبہ کرنی چاہئے۔ ورنہ ان صاحب کے پیچھے نماز جائز نہیں۔

پری پیمنٹ اسکیم کی شرعی حیثیت

س...... ان دو اسکیموں کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے؟

پہلی اسکیم جو تقریباً ۲۵۰ سے ۳۰۰ ممبران پر مشتمل ہوتی ہے، ہر ممبر ۳۰۰ روپے

ماہوار دیتا ہے، ہر مہینہ قرعہ اندازی ہوتی ہے۔ قرعہ میں جس کا نام نکل آتا ہے اس کو مبلغ ۱۵۰۰۰ روپے یا اس کی مالیت کے برابر دوسری چیز دی جاتی ہے۔ اور اس سے باقی قسطیں بھی نہیں لی جاتیں۔

دوسری اسکیم ۱۰۰ ممبران پر مشتمل ہے اور ہر ماہ ایک ممبر ۱۰۰ روپے دیتا ہے، ہر مہینے قرعہ میں نام نکل آنے کی صورت میں تین ہزار روپے کے زیورات اس کو دیئے جاتے ہیں اور اس سے باقی قسطیں نہیں لی جاتیں۔ اس کے علاوہ ہر مہینے چند اشخاص کو اضافی انعام بھی قرعہ اندازی کے ذریعہ دیئے جاتے ہیں۔ پہلی اسکیم کی مدت تکمیل ۵۰ ماہ اور دوسری اسکیم کی مدت تکمیل ۳۰ ماہ ہے۔ اسکیم نمبر ا اور اسکیم نمبر ۲ کے قواعد و ضوابط اور شرائط کے دونوں پرچے منسلک ہیں۔

ج...... دونوں اسکیمیں سود کی ایک شکل ہیں اس لئے کہ ہر دو اسکیموں میں سب سے اہم شرط یہ ہے کہ جس ممبر کا بھی نام نکل آیا اس سے بقیہ اقساط نہیں لی جائیں گی اور نام نکلنے پر اسے ایک مقررہ رقم یا اس کے مساوی چیز دی جائے گی۔ دوسری جانب یہ کہ رقم جمع کرانے کا مقصد اور ارادہ زیادہ رقم حاصل کرنا ہوتا ہے اور اسکیم نکالنے والے کی تحریک بھی یہی ہوتی ہے کہ ہر ممبر قرعہ اندازی میں حصہ لے کر نام نکلنے پر زائد رقم حاصل کرے۔ اس وجہ سے اس میں جوا اور سود دونوں چیزیں پائی جاتی ہیں جو کہ حرام ہیں، ناجائز ہیں اور اس میں تعاون بھی گناہ ہے۔

نیز اسکیم نمبر ا کی آٹھویں شرط کے مطابق جو ممبر اسکیم جاری نہ رکھ سکے اس کی جمع شدہ رقم سے ۱۰ فیصد کاٹ لینا یہ بھی ناجائز ہے جبکہ اس کی پوری کی پوری جمع شدہ رقم واپس ہونی چاہئے۔

نیز اسکیم نمبر ۲ میں ۳۰۰ روپے ماہوار کے مقابلہ میں قرعہ اندازی میں نام نکل آنے والے ممبر کو جہاں ۱۵۰۰۰ روپے لینے کا اختیار ہے وہاں اس کو ۷ تولہ سونا لینے کا بھی اختیار ہے۔ اگر وہ سونا لے تو یہ اس اعتبار سے ناجائز ہے کہ جب سونا یا چاندی روپے پیسے کے مقابلہ میں فروخت کئے جائیں تو اس میں قبضہ ایک ہی مجلس میں فوری طور پر ہونا چاہئے، یعنی ادھر پیسے لئے اور ادھر سونا دیا۔ جبکہ اس صورت میں ممبر نے رقم ایک ماہ قبل دی تھی اور اس کو ۷ تولہ سونا اب دیا جا رہا ہے۔ چنانچہ یہ بیع ادھار پر ہوئی اور

سونا چاندی میں ادھار کی بیع ناجائز ہے۔

مندرجہ بالا امور کے پیش نظر صورت مسئولہ میں مذکورہ دونوں اسکیمیں شریعت کی رو سے ناجائز ہیں۔ لہٰذا ان اسکیموں میں رقم لگانا بھی ناجائز ہے۔

بچت سرٹیفکیٹ اور یونٹ وغیرہ کی شرعی حیثیت

س...... حکومت کی طرف سے مختلف قسم کے بچت سرٹیفکیٹ اور یونٹ وغیرہ جاری کردہ ہیں۔ جو کہ ۶ سال کے بعد دگنے اور ۱۰ سال کے بعد تین گنا قیمت کے ہوجاتے ہیں۔ اس کی یہ رقم سود شمار ہوگی یا منافع؟

ج...... رقم پر مقرر شدہ منافع شرعاً سود ہے اور حکومت بھی اس کو سود ہی سمجھتی ہے۔

انجمن کے ممبر کو قرض حسنہ دے کر اس سے ۲۵ روپے فی ہزار منافع وصول کرنا

س...... ہم نے فلاحی کاموں کے لئے ایک انجمن تشکیل دی ہے اور حسب ضرورت ایک ممبر کو ہم کچھ رقم قرض حسنہ دیتے ہیں۔ لیکن ہم فی ہزار روپیہ پر ۲۵ روپے منافع انجمن ہذا کے لئے ماہانہ وصول کرتے ہیں۔ اب مشترکہ انجمن میں جس آدمی کو یہ رقم دی جاتی ہے، وہ آدمی اس انجمن کا ممبر ہے۔ آپ یہ وضاحت کیجئے کہ فی ہزار ۲۵ روپے ماہانہ جو وصول کرتے ہیں آیا یہ سود ہے؟ یا جائز منافع؟

ج...... خالص سود ہے۔

ممبروں کا اقساط جمع کروا کر قرعہ اندازی سے انعام وصول کرنا

س...... ایک کمپنی اپنے مقرر کردہ ممبروں سے ہر ماہ اقساط وصول کرکے قرعہ اندازی کے ذریعہ ایک مقرر کردہ چیز دیتی ہے جس ممبر کا نام نکل جاتا ہے، وہ اپنی چیز وصول کرنے کے بعد قسط جمع کرانے سے بری ہوجاتا ہے۔ مقررہ مدت تک کچھ ممبر باقی رہ جاتے ہیں تو کمپنی انہیں مع انعامات ان کی جمع شدہ رقم واپس کردیتی ہے۔ اس صورت

میں شراکت جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو کوئی ممبر وہ شراکت درمیان میں ختم کرنا چاہے تو کمپنی اس ممبر کی جمع شدہ رقم سے آدھی رقم اپنے پاس رکھتی ہے اور آدھی ممبر کو واپس کرتی ہے۔ اس صورت میں ممبر کو کیا کرنا چاہئے، جبکہ اس کی آدھی رقم غبن ہو رہی ہے؟

ج...... یہ معاملہ بھی جوئے اور سود کی ایک شکل ہے، اس لئے جائز نہیں۔ اور مطالبے پر کمپنی کا آدھی رقم خود رکھ لینا بھی ناجائز ہے۔ افسوس ہے کہ بہت سے لوگوں نے ایسے دھندے شروع کر رکھے ہیں مگر نہ حکومت ان پر پابندی لگاتی ہے نہ عوام یہ دیکھتے ہیں کہ یہ صحیح ہے یا غلط۔

یہ کمیٹی ڈالنا جائز ہے

س...... جو لوگ کمیٹی کے نام پر دس آدمی ۳۲ روپیہ فی کس جمع کرتے ہیں، مہینے کے بعد قرعہ اندازی کر کے ممبران میں سے جس کا نام نکل آئے تو مبلغ ۶۰۰۰ ہزار روپے دے دیتے ہیں، جبکہ اس کی جمع شدہ رقم ۹۶۰ روپے ہوتی ہے، کیا یہ جائز ہے یا ناجائز؟ جس ممبر کی کمیٹی نکل آئے وہ ۳۲ روپے یومیہ بھی دیتا رہتا ہے اس وقت تک جب تک ۶۰۰۰ روپے پورے نہیں ہوتے۔

ج...... یہ کمیٹی کا طریقہ قرض کے لین دین کا معاملہ ہے میں تو اس کو جائز سمجھتا ہوں۔

کمیٹی (بیسی) ڈالنا جائز ہے

س...... میں نے ایک کمیٹی ڈال رکھی ہے۔ پچھلے ہفتہ ایک صاحب سے سنا ہے یہ کمیٹی جو آج کل ایک عام رواج بن چکی ہے، سراسر سود ہے۔ لہٰذا مہربانی فرما کر آپ یہ بتائیں کہ کیا شرعی لحاظ سے ایسا کرنا جائز ہے؟

ج...... کمیٹی ڈالنے کی جو عام شکل ہے کہ چند آدمی رقم جمع کرتے ہیں اور پھر قرعہ اندازی کے ذریعہ وہ رقم کسی ایک کو دے دی جاتی ہے۔ اس میں شرعاً کوئی قباحت نہیں، جبکہ باری باری سب کو ان کی رقم واپس مل جاتی ہے۔

کمیٹی ڈالنے کا مسئلہ

س...... آج کل رواج ہے کہ بارہ یا چوبیس آدمی آپس میں رقم ایک کے پاس جمع کرتے ہیں۔ مثلاً فی آدمی ۶۰ روپے۔ اور ماہ کی آخری تاریخ میں اس پر قرعہ ڈالتے ہیں جس کو آج کل کی اصطلاح میں کمیٹی بولتے ہیں۔ ہمارے شہر کے علماء کہتے ہیں کہ یہ سود ہے۔ مگر اچھے خاصے لوگ اس میں مبتلا ہیں اور کوئی پروا بھی نہیں کرتے بلکہ کہتے ہیں کہ یہ تو ایک دوسرے کے ساتھ احسان ہے، سود کیسے بنتا ہے؟ تو مہربانی فرما کر شریعت مطہرہ کی رو سے بیان فرمائیں۔

ج...... کمیٹی کے نام سے بہت سی شکلیں رائج ہیں۔ بعض تو صریح سود اور جوئے کے حکم میں آتی ہیں، وہ تو قطعاً جائز نہیں۔ اور جو صورت سوال میں ذکر کی گئی ہے اس کے جواز میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ بعض ناجائز کہتے ہیں اور بعض جائز۔ اس لئے خود تو پرہیز کیا جائے لیکن دوسروں پر زیادہ شدت بھی نہ کی جائے۔

ناجائز کمیٹی کی ایک اور صورت

س...... آج کل لوگوں نے ایک نئی کمیٹی ڈالنے کا سلسلہ شروع کیا ہے۔ مثلاً ۱۰۰ روپے روز کی کمیٹی ڈالتے ہیں، اس کمیٹی کے ممبران کل ۱۰۰ بنتے ہیں، پندرہ ماہ تک کی کمیٹی ہوتی ہے وہ ہر ماہ ایک کمیٹی کھولتے ہیں۔ پندرہ ماہ کے اندر اندر جس ممبر کی کمیٹی کھلتی ہے چاہے پہلی ہی کھلے وہ کمیٹی لے لے گا اور کمیٹی لینے کے بعد وہ کوئی رقم کمیٹی والوں کو ادا نہیں کرے گا۔ یعنی پہلی کمیٹی صرف ۳۰۰۰ روپے دے کر ۴۵ ہزار روپے حاصل کرے گا۔ پندہ ماہ تک وہ پندرہ ممبران کی کمیٹی کھولیں گے اور انہیں اسی طرح ۴۵ ہزار روپے ادا کرتے رہیں گے۔ پندرہ ماہ پورے ہونے کے بعد بقایا ۸۵ ممبران کو بھی وہ ۴۵ ہزار روپے فی ممبر ادا کر دیں گے۔ اب صورتحال کچھ اس طرح بنتی ہے کہ ۱۰۰ ممبران کی ایک ماہ میں انہیں ۲۵۵۰۰ روپے، ۴۵ ہزار روپے ادا کرنے کے بعد رقم بچتی ہے۔ پندرہ ماہ تک ان کے پاس کل رقم ۳۸۲۵۰۰ روپے جمع ہوتی ہے۔ پندرہ ماہ پورے ہونے پر ۱۰۰ ممبران جس میں پندرہ ممبران ہر ماہ نکلنے والی کمیٹی کے بھی شامل ہیں، انہیں کل رقم ادا کرنی ہے۔ ۴۵ ہزار روپے اس طرح پندرہ ماہ بعد انہیں ۶۷۵۰۰

روپے کا نقصان ہوگا۔ اس نقصان کو پورا کرنے کے لئے وہ سیونگ بنک میں منافع حاصل کرنے کے لئے ہرروز رقم جمع کرتے رہتے ہیں یا پھر وہ ممبران کی رقم سے بزنس کرتے ہیں۔ وہ اس طرح کہ جب جو چیز مارکیٹ میں سستی ملتی ہے، اس کا ذخیرہ کر لیتے ہیں اور جب مارکیٹ میں مال ختم یا مہنگا ہو جاتا ہے تو اسے فروخت کر دیتے ہیں یا پھر انعامی بانڈز زیادہ تعداد میں خرید لیتے ہیں ان میں بھی کوئی نہ کوئی انعام نکل آتا ہے۔ ان طریقوں سے وہ نقصان کی رقم پوری کرتے ہیں۔

اب شرعی نقطہ نظر سے اس طرح کمیٹی ڈالنا جائز ہے یا ناجائز؟ اور جو پندرہ ممبران تھوڑی تھوڑی رقم دے کر زیادہ رقم حاصل کرتے ہیں، ان کی وہ رقم کون سی کمائی کہلائے گی؟ اور کمیٹی ڈالنے والے نقصان پورا کرنے کے لئے اس طرح منافع بخش کاروبار کرتے ہیں تو ان کا کاروبار اور منافع جائز و حلال ہے یا ناجائز و حرام؟

ج ...... ایسی کمیٹی سود اور قمار (جوا) کا مجموعہ ہے۔ اس لئے اس کے حرام اور باطل ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔

نیلامی بیسی (کمیٹی) جائز نہیں

س ...... ہماری تقریباً چالیس آدمیوں کی ایک کمیٹی ہے جس کو "بی سی" کہتے ہیں۔ یہ نیلامی کمیٹی ہے جس میں ہر ممبر ماہانہ ۱۵۰۰ روپے جمع کرتا ہے جس سے مجموعی رقم ۶۰ ہزار روپے بن جاتی ہے۔ یہ نیلامی کمیٹی ہے جب سب ممبر اکٹھے ہوتے ہیں تو اس پر بولی لگتی ہے۔ یہ ۶۰ ہزار روپے ایک ممبر اپنی مرضی سے ۱۶ ہزار روپے میں لے لیتا ہے یعنی اس پر کوئی دباؤ یا جبر نہیں ہوتا۔ اس سے ہم کو آگاہ کریں کہ اس میں گناہ ہے یا نہیں؟ اور یہ ۱۶ ہزار روپے فی ممبر ۴۰۰ روپے سود آتا ہے وہاں کمیٹی کے رجسٹر میں پورا ۱۵۰۰ روپے لکھ دیتا ہے، یعنی ۴۰۰ منافع ہوا۔

ج ...... یہ جائز نہیں، بلکہ سود ہے۔

انعامی بانڈز کی رقم کا شرعی حکم

س ...... میں نے ایک دوست کے مشورہ سے ۵۰ روپے کا بانڈ خریدا۔ فیصلہ یہ ہوا کہ بانڈ کھلنے کی صورت میں آدھا انعام میرا اور آدھا انعام اس کا ہوگا۔ اتفاق سے ایک دن

بعد وہ بانڈ ۵۰ ہزار روپے کا کھل گیا۔ چونکہ میں نے اس سے وعدہ کرلیا تھا اس لئے میں نے اس کو ۲۵ ہزار روپے ادا کر دیئے۔ لیکن مجھے بعد میں پتا چلا کہ انعامی بانڈ کا انعام سود سے بھی بدتر ہے تو مجھے بہت دکھ ہوا اور میں نے اس کو استعمال بھی نہیں کیا اور نہ میں اب استعمال کرنا چاہتا ہوں۔ لیکن افسوس میرے والدین یہ کہتے ہیں کہ اگر تم یہ پیسہ استعمال نہیں کرتے تو ہمیں دے دو، ہماری مرضی ہم کچھ بھی کریں۔ حالانکہ ہم گھر والے اچھے خاصے کھاتے پیتے گھرانے کے ہیں۔ بتلایئے اس رقم کے بارے میں کیا حکم ہے؟ اس سلسلہ میں خاص اور اہم بات یہ بتائی جائے کہ میں اس پیسے کو کہاں صرف کروں؟

ج...... انعامی بانڈز کے نام سے جو انعام دیا جاتا ہے، حقیقتاً یہ سود کی ایک شکل ہے۔ انعامی بانڈز کے انعام میں ملنے والی رقم حرام ہے اور اس کا استعمال کرنا جائز نہیں۔ بنک جب انعامی بانڈز کی کوئی سیریز نکالتا ہے اور اس سیریز کے ذریعہ سے جو رقم وہ عوام سے کھینچ لیتا ہے اس رقم کو عموماً بنک کسی کو سودی قرضہ پر دے دیتا ہے۔ جس شخص کو قرضہ دیتا ہے اس سے بنک سود وصول کر کے اس سودی رقم میں سے کچھ اپنے پاس رکھتا ہے اور کچھ رقم قرعہ اندازی (لاٹری) کے ذریعہ ان لوگوں میں تقسیم کر دیتا ہے کہ جنہوں نے انعامی بانڈز خریدے تھے۔ چنانچہ قرعہ اندازی کے بعد جو رقم لوگوں کو ملتی ہے وہ اصل میں سود ہی کی رقم ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اگر یہ فرض کر لیا جائے کہ بنک اس رقم کو سودی قرضہ پر نہیں دیتا بلکہ اس کو کسی کاروبار میں لگاتا ہے اور اس کاروبار سے جو نفع ہوتا ہے وہ نفع قرعہ اندازی کے ذریعہ بانڈز خریدنے والوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے پھر بھی انعامی بانڈز پر ملنے والی رقم جائز نہیں ہے۔ اس لئے کہ اول تو پارٹنرشپ کے بزنس میں نفع و نقصان دونوں کا احتمال ہوتا ہے۔ جبکہ یہاں بنک کی طرف سے نقصان کا کوئی ذکر ہی نہیں۔

دوسری بات یہ کہ تجارتی اور شرعی اصول کے مطابق پارٹنرشپ کے کاروبار میں جب نفع ہوتا ہے تو اس نفع میں سے ہر پارٹنر (شریک) کو اتنے فی صد ہی حصہ ملتا ہے کہ جتنے فی صد اس نے روپیہ لگایا ہے۔ نفع کی تقسیم قرعہ اندازی (لاٹری) کے ذریعہ کرنا اس میں بہت سوں کے ساتھ نا انصافی ہونا یقینی بات ہے۔ لہٰذا پرائز بانڈز کا انعام ہر اعتبار سے ناجائز اور حرام ہے۔ اور یہ درحقیقت سود اور جوئے دونوں کا مرکب ہے، اگرچہ

بنک اسے انعام ہی کہتا رہے۔ زہر کو اگر کوئی تریاق کہے تو وہ تریاق نہیں بنتا بلکہ زہر اپنی جگہ زہر ہی رہتا ہے۔ یہ وہی پرانی شراب ہے جو نئی بوتلوں میں بند کر کے نئے لیبل کے ساتھ لوگوں کے سامنے پیش کی جارہی ہے۔

آپ کے والدین اگر یہ کہتے ہیں کہ رقم ہمارے حوالہ کر دو تو شرعی اعتبار سے اس امر میں والدین کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ جس طرح آپ خود حرام کمائی سے بچنا چاہتے ہیں اسی طرح اپنے والدین اور دیگر گھر والوں کو بھی اس حرام ذریعہ آمدنی سے محفوظ رکھیں اور یہ رقم ان کے حوالہ نہ کریں۔

باقی یہ کہ رقم پھر آپ کہاں استعمال کریں تو اس میں ایک تو یہ ہے کہ اگر آپ نے بنک سے اپنے انعام کی رقم نہیں لی ہے تو اب مت لیجئے۔ اور اگر آپ انعام کی رقم لے چکے ہیں تو اس کو ان لوگوں میں بغیر نیت ثواب کے صدقہ کر دیں کہ جو لوگ زکوٰۃ اور صدقہ خیرات کے مستحق ہیں۔

پرائز بانڈز بیچ کر اس کی رقم استعمال کرنا درست ہے

س ...... پرائز بانڈز کی انعامی رقم حرام ہے۔ اگر حرام ہے تو ہم نے جو بانڈز خرید رکھے ہیں وہ کسی آدمی کو بیچ دیں تو آنے والی رقم کیا ناجائز ہوگی؟

ج ...... انعامی بانڈز کی رقم لینا جائز نہیں، جتنے میں خریدا ہے، اتنی ہی رقم میں اسے بیچنا یا بنک کو واپس کر دینا درست ہے۔

پرائز بانڈز کا حکم

س ...... پچھلے ہفتہ پاکستان ٹیلیویژن کے ایک پروگرام میں پروفیسر علی رضا شاہ نقوی نے ایک سوال "کیا پرائز بانڈز کی صورت میں کسی بھی بانڈز ہولڈر کی رقم ضائع نہیں ہوتی۔ جبکہ جوا اور لاٹری میں صرف ایک آدمی کو رقم ملتی ہے اور دوسروں کی رقوم ضائع ہو جاتی ہیں۔ لہٰذا انعامی بانڈز پر موصولہ رقم کے انعام سے حاصل شدہ رقم سے حج کیا جاسکتا ہے؟" کے جواب میں ارشاد فرمایا تھا کہ "پرائز بانڈز کرنسی کی ایک دوسری شکل ہے جسے ملک میں کہیں بھی کیش کروایا جاسکتا ہے۔ انعام نکلے تو جائز اور حلال ہے اور اس سے حج کیا جاسکتا ہے۔" کیا شریعت کی رو سے واقعی یہ جواب درست ہے؟

ج ...... یہ جواب بالکل غلط ہے۔ سوال یہ ہے کہ جس شخص کو انعامی بانڈز کی رقم ملی وہ کس مد میں ملی؟ اور شریعت کے کس قاعدے سے اس کے لئے حلال ہوگئی؟

بنک اور پرائز بانڈز سے ملنے والا نفع سود ہے

س ...... میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو بینکوں میں رقم رکھوانے سے اور پرائز بانڈز اور سرٹیفکیٹس پر جو نفع ملتا ہے، کیا یہ سود ہے؟ میرے علم میں تو یہ ہے کہ یہ سود ہے۔ لیکن ایک صاحب فرماتے ہیں کہ اس کو سود ماننے کو ہماری عقل نہیں مانتی کیونکہ یہ تو تجارت ہے۔ اور جو نفع ملتا ہے وہ سود نہیں بلکہ خالص منافع ہے۔ اور ملاؤں نے خواہ مخواہ ہی اسے سود قرار دیا ہے اس کی کوئی عقلی دلیل نہیں ہے۔ پس اب آپ سے گزارش ہے کہ قرآن وحدیث اور عقلی دلائل کی روشنی میں اس کی وضاحت کر دیجئے تاکہ یہ غلط فہمی دور ہوجائے۔

ج ...... یہ بھی سود ہے۔ اگر کسی کی عقل نہ مانتی ہو تو اسے اللہ تعالیٰ کے کسی نیک بندے کی صحبت میں بیٹھ کر اپنی اصلاح کرانی چاہئے۔ یا فردائے قیامت کا انتظار کرنا چاہئے۔ اس دن پتا چل جائے گا کہ ملا ٹھیک کہتا تھا یا مسٹر صاحب کی عقل ٹھیک سوچتی تھی۔

انعامی اسکیموں کے ساتھ چیزیں فروخت کرنا

س ...... اب سے کچھ عرصہ پہلے تک مملکت پاکستان میں بچوں کے لئے ٹافیاں وغیرہ بنانے والے کاروباری منافع خوروں نے یہ طریقہ اختیار کر رکھا تھا کہ اپنے ناقص مال کو زیادہ سے زیادہ فروخت کرنے کیلئے مختلف لاٹریوں اور انعامی کوپن کے چکر چلا کر معصوم بچوں کو بیوقوف بنایا جارہا تھا۔ مثلاً اگر بچے کوئی مخصوص سپاری یا چیونگم خریدیں تو ہر پیکٹ میں ایک سے پانچ یا سات تک کوئی ایک نمبر ہوگا، بچوں سے کہا جاتا ہے اگر وہ یہ نمبر پورے جمع کرلیں تو انہیں ایک عدد گھڑی، گانوں کا کوئی کیسٹ یا کوئی اور قیمتی چیز بطور انعام دی جائے گی۔ معصوم بچے انعام حاصل کرنے کے لالچ میں دھڑا دھڑ ناقص اور صحت کیلئے نقصان دہ چیزیں خرید کر کثرت سے کھاتے ہیں۔ اس طرح ایک طرف تو یہ بچے اپنے والدین کا پیسہ برباد کرتے ہیں، اور دوسری طرف ملک و قوم کی امانت یعنی اپنی صحت کو بھی نقصان پہنچاتے ہیں۔ بچے کتنی بھی خریداری کرلیں مگر وہ نمبر پورے جمع نہیں ہوتے

ہیں۔ اب تک یہ سلسلہ بچوں تک محدود تھا، مگر زمانے کی ترقی کے ساتھ ساتھ انعامی اسکیم کی یہ کاروباری حکمت عملی بھی کسی وبائی بیماری کی طرح چاروں طرف پھیلتی چلی گئی اور آج ہمارے وطن عزیز کی بڑی بڑی کمپنیاں ایک دوسرے پر بازی لے جانے کے لئے چاروں طرف انعامی اسکیموں کا جال پھیلا رہی ہیں۔ یہ انعامی اسکیمیں اس غریب ملک کے عوام کے ساتھ ایک بڑا ظلم ہے۔ کیونکہ یہ اسکیمیں انہیں فضول خرچی اور غیر ضروری خریداری کی طرف صرف اور صرف انعام کے لالچ کی وجہ سے راغب کر رہی ہیں جس کے نتیجے میں ایک عام آدمی کے محدود مالی وسائل نہ صرف بری طرح متاثر ہوتے ہیں بلکہ اس کے لئے مالی مشکلات اور ذہنی پریشانیوں کا باعث بھی بنتے ہیں۔ کیونکہ ان انعامی اسکیموں کے جاری کرنے والے مفاد پرست عناصر نے کمال ہوشیاری کے ساتھ ایسے حربے اپنائے ہوئے ہیں کہ اول تو انعام نکلتا ہی نہیں اور اگر نکلتا ہے تو لاکھوں خریداروں میں صرف ایک آدھ کا۔ نتیجہ ظاہر ہے مایوسی کے سوا کچھ نہیں۔

یہ صورتحال نہ صرف مایوس کن بلکہ باعث ندامت بھی ہے کہ ایک اسلامی مملکت میں جہاں کی حکومت ملک کے معاشرے کو اسلامی قانون اور شریعت میں ڈھالنے کی سخت جدوجہد کر رہی ہے وہاں چند مفاد پرست اور خود غرض عناصر اپنے مالی فائدے کے لئے ملک کے سادہ لوح غریب عوام اور معصوم بچوں و نوجوانوں کے اخلاق کو تباہ کر رہے ہیں۔ کیونکہ ان لاٹری اسکیموں کا شکار سب سے زیادہ بچے اور نوجوان ہو رہے ہیں۔ جن میں انعام کی لالچ میں جوئے اور قماربازی کا عنصر جنم لے رہا ہے جو آگے چل کر ان کی اخلاقی اور معاشرتی تباہی کا پیش خیمہ بن سکتا ہے۔ ظلم کی انتہا تو یہ ہے کہ ملکی ذرائع ابلاغ جو ہمارے اندر قومی تشخص اور اسلامی معاشرے کے قیام کے لئے صحیح فضا بنانے کے ذمہ دار ہیں، انہیں بھی اس وبا اور غیر اخلاقی مہم کو گھر گھر پہنچانے کے لئے بے دریغ استعمال کیا جا رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پاکستان ٹیلیویژن جو کہ حکومت پاکستان کا ایک قومی ادارہ ہے، اس پر آج کل اسکیموں کے اشتہارات کی بھرمار ہے۔

محترمی! خود میرے ساتھ بھی یہ واقعہ ہو چکا ہے۔ ریڈیو پاکستان کراچی سے ایک مشہور چائے کمپنی کے کمرشل ریڈیو پروگرام میں بہترین شعر روانہ کرنے پر مجھے چائے کے پورے کارٹن کا حقدار قرار دیا گیا اور ریڈیو پر اس کا باقاعدہ اعلان بھی کیا گیا۔ کافی

عرصہ انتظار کے بعد جب انعام مجھے موصول نہ ہوا تو میں مذکورہ کمپنی کے دفتر گیا وہاں انہوں نے یہ جواب دیا کہ "ہمیں کچھ معلوم نہیں، آپ ریڈیو والوں سے جاکر معلوم کریں۔" اس طرح کے انعامی چکر آج کل چاروں طرف چل رہے ہیں۔ مہربانی فرما کر آپ فقہ حنفیہ کی روشنی میں یہ بتایئے کہ کیا یہ انعامی اسکیمیں دین اسلام میں جائز اور حلال ہیں؟ اگر نہیں تو حکومت چاروں طرف پھیلے ہوئے اس غیر اخلاقی طوفان کا کوئی نوٹس کیوں نہیں لیتی؟

ج ...... کسی چیز کے انفرادی جواز و عدم جواز سے قطع نظر اس کے معاشرتی فوائد و نقصانات پر غور کرنا چاہئے۔ آپ نے انعامی لاٹریوں کا جو نقشہ پیش کیا ہے، یہ ملک و ملت کے لئے کسی طرح بھی مفید نہیں۔ اس لئے حکومت کو اس فریب دہی کا سدباب کرنا چاہئے۔

جہاں تک انفرادی جواز کا تعلق ہے بظاہر کمپنی کی طرف سے انعامی کوپن کا اعلان بڑا دلکش اور معصوم معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر ذرا گہری نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ کمپنی انعام کی شرط پر اپنی چیزیں فروخت کرتی ہے اور خریداروں میں سے ہر خریدار گویا اس شرط پر چیز خریدتا ہے کہ اسے یہ انعام ملے گا۔ گویا اس کاروبار کا خلاصہ "خریدوفروخت بشرط انعام" ہے۔ اور شرعاً ایسی خریدوفروخت ناجائز ہے۔ جس میں کوئی ایسی خارجی شرط لگائی جائے جس میں فریقین معاملہ میں سے کسی ایک کا نفع ہو۔ حدیث شریف میں ہے کہ "حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خریدوفروخت سے منع فرمایا، جس میں شرط لگائی جائے۔" اس لئے یہ انعامی کاروبار شرعاً ناجائز بھی ہے اور معاشرے کے لئے مہلک بھی۔ حکومت کو چاہئے کہ اس پر پابندی عائد کرے۔

انعامی پروگراموں میں حصہ لینا کیسا ہے

س ...... میں اکثر انعامی پروگراموں میں حصہ لیتا ہوں اور مختلف کہانیاں اور دیگر معلومات انعامی پروگراموں کے لئے بھیجتا ہوں۔ جن میں کافی محنت خرچ ہوتی ہے۔ اگر میرا انعام نکل آئے تو وہ انعام میرے لئے صحیح ہے یا غلط؟

ج ...... یہ انعامی پروگرام بھی مہذب جوا ہے۔

کمیشن

پیشگی رقم دینے والے کے کمیشن کی شرعی حیثیت

س...... میں کمیشن ایجنٹ ہوں۔ فروٹ مارکیٹ میں میری آڑھت کی دکان ہے۔ کوئی زمیندار یاٹھیکیدار مال لے آتا ہے تو فروخت کرنے کے بعد دس فیصد کمیشن کی صورت میں لے کر کے بقایا رقم ادا کر دیتا ہوں۔ اب اس میں پریشانی والا مسئلہ یہ ہے کہ زمیندار یاٹھیکیدار کو مال لانے سے قبل بیس پچیس ہزار روپے دیتا ہوں تاکہ مجھے مال دے اور عام دستور بھی یہی ہے کہ زمیندار اور ٹھیکیدار کو مال لانے سے قبل اسی لالچ پر پیسے دیئے جاتے ہیں تاکہ وہ مال بھیجے اور اس مال کے فروخت پر کمیشن لیا جاسکے۔ اب اس طریقہ کار پر مختلف باتیں سنتے ہیں کچھ سود کا کہتے ہیں اور بعضے لوگ حرام کا کہتے ہیں اور زیادہ تر لوگ جو اس کام سے تعلق رکھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ حلال ہے۔

ج...... چونکہ زمیندار ان کو یہ رقم پیشگی کے طور پر دیتے ہیں۔ یعنی ان کا مال آتا رہے گا اور اس میں سے ان کی رقم وضع ہوتی رہے گی اس لئے یہ ٹھیک ہے اس پر کوئی قباحت نہیں اس کی مثال ایسی ہوگی کہ دکاندار کے پاس کچھ روپیہ پیشگی جمع کرا دیا جائے۔ اور پھر اس سے سودا سلف خریدتے رہیں۔ اور آخر میں حساب کر لیا جائے۔

زمیندار کو پیشگی رقم دے کر آڑھت پر مال کا کمیشن کاٹنا

س...... اکثر و بیشتر چھوٹے بڑے زمیندار زرعی ضرورتوں کے پیش نظر آڑھتیوں سے بوقت ضرورت بطور ادھار کچھ رقم لیتے رہتے ہیں۔ زرعی فصل کی آمد پر اجناس فصل آڑھتیوں کے حوالے کر دی جاتی ہے بوقت ادائیگی رقم مذکورہ آڑھتی واجب الادا رقم میں سے ۲۰ فیصد رقم منہا کر کے بقایا رقم مذکورہ زمیندار کے حوالے کرتا ہے۔ حل طلب

مسئلہ یہ ہے کہ آیا ایسی رقم جس کو کمیشن کا نام دیا جاتا ہے ازروئے قرآن و سنت کسی سے لینا جائز ہے؟ اگر ناجائز ہے تو ایسی ناجائز رقم لینے اور دینے والے دونوں کے لئے کیا وعید آئی ہے؟

ج ...... یہاں دو مسئلے ہیں الگ الگ ہیں۔ ایک مسئلہ ہے کاشت کاروں کا آڑھتیوں سے رقم لیتے رہنا اور فصل کی برآمد پر اس رقم کا ادا کرنا۔ اس کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ آڑھتی ان کاشت کاروں سے قبل از وقت سستے داموں غلہ خرید لیں مثلاً گندم کا نرخ اسی روپے ہے۔ آڑھتی کاشت کار سے فصل آنے سے دو مہینے پہلے ساٹھ روپے کے حساب سے خرید لیں اور فصل وصول کرنے کی تاریخ جگہ جنس کی نوعیت وغیرہ طے کر لیں یہ صورت جائز ہے۔ دوسری صورت یہ ہے کہ علی الحساب رقم دیتے جائیں اور فصل آنے پر اپنا قرض مع زائد پیسوں کے وصول کریں۔ یہ سود ہے اور قطعی حرام ہے۔

دوسرا مسئلہ آڑھتی کے کمیشن کا ہے۔ یعنی اس نے جو کاشت کار کا غلہ یا جنس فروخت کی ہے اس پر وہ اپنا محنتانہ فیصد کمیشن کی شکل میں وصول کرے (عام طور پر "آڑھت" اسی کو کہا جاتا ہے) یہ صورت حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول کے مطابق تو جائز نہیں بلکہ ان کو اپنی محنت کے دام الگ طے کرنے چاہئیں کمیشن کی شکل میں نہیں مگر صاحبینؒ اور دوسرے ائمہ کے قول کے مطابق جائز ہے۔

ایجنٹ کے کمیشن سے کاٹی ہوئی رقم ملازمین کو نہ دینا

س ...... ہمارے ہاں کپڑا مارکیٹ میں ایک تسلیم شدہ رسم ہے کہ مالک دوکان جب کسی ایجنٹ کی معرفت کپڑا فروخت کرتا ہے تو اس کو کمیشن دیتے وقت دس پیسہ فی روپیہ کے حساب سے رقم کاٹتا ہے جس کو ہمارے ہاں سگھڑی کہتے ہیں۔ یہ تسلیم شدہ بات ہے کہ سگھڑی دکان کے نوکروں کے لئے ہوتی ہے اور پورے مہینہ کی جمع شدہ سگھڑی ہر ماہ کے آخر میں تمام نوکروں کو مساوی تقسیم کر دی جاتی ہے۔ کچھ مالکان دوکان یہ رقم ایجنٹ کے کمیشن سے تو کاٹتے ہیں مگر خود کھا جاتے ہیں استفسار پر وہ کہتے ہیں کہ یہ رقم ہمارے رشتہ کی بیواؤں کو اور یتیموں کو دی جاتی ہے جو بہت غریب ہیں۔ کیا غریب کارکنان کا

حق مار کر بیواؤں کو دینا شرعاً جائز ہے؟

ج...... دس پیسے کاٹ کر جو رقم دی گئی ہے دلال کی اجرت اتنی ہی ہوئی اور دس پیسے جو باقی رہ گئے وہ مالک کی ملکیت میں رہے۔ خواہ کسی کو دے دے، یا خود رکھ لے۔

چندہ جمع کرنے والے کو چندہ میں سے فیصد کے حساب سے کمیشن دینا

س...... کسی دینی مدرسے کے لئے کوئی سفیر مقرر کیا جائے اور وہ سفیر کہے کہ میں ۳۳ فی صد یا ۳۰ فی صد لوں گا جب کہ خلفاء راشدین کے دور میں زکوٰۃ صدقات اکٹھا کرنے والے حضرات کو بیت المال سے مقررہ ماہانہ دیا جاتا تھا اور آج ایک سفیر دینی ادارے کے لئے کام کرنے کا ۳۰ فی صد یا ۳۳ فی صد لینا چاہتا ہے جب کہ ایک مفتی صاحب یہ فتویٰ دے چکے ہیں کہ یہ کمیشن لینا یعنی فی صد لینا نا جائز ہے اور میرا مؤقف ہے کہ یہ جائز ہے یا اسے تنخواہ دی جائے یا فی صد۔

اب آپ سے استدعا ہے کہ کتاب اللہ اور سنت رسولؐ سے مکمل واضح اور مدلل جواب عنایت فرما کر امت مسلمہ پر احسان عظیم فرمائیں۔

ج...... سفیر کا فیصد کمیشن مقرر کرنا دو وجہ سے نا جائز ہے۔ ایک تو یہ اجرت مجہول ہوئی۔ کیونکہ کچھ معلوم نہیں کہ وہ مہینے میں کتنا چندہ کر کے لائے گا۔ دوسری وجہ یہ کہ کام کرنے والے نے جو کام کیا ہو اسی میں سے اجرت دینا نا جائز ہے۔ اس لئے سفیر کی تنخواہ مقرر کرنی چاہئے۔

قیمت سے زائد بل بنوانا نیز دلالی کی اجرت لینا

س...... ہماری ایک دکان ہے۔ ہمارے پاس کوئی گاہک آتا ہے اور جو مال پچاس روپے کا ہوتا ہے ہم سے کہتا ہے اس کا بل پچپن روپے سے بنا دو لیکن ہم ایسا نہیں کرتے تو گاہک چلا جاتا ہے۔ دوسری دوکان سے بل بڑھا کر مال لے لیتا ہے ایسا کرنا جائز ہے یا نا جائز ہے؟

ج...... یہ تو جھوٹ ہے۔ البتہ اگر ۵۵ روپے کی چیز فروخت کر کے پانچ روپے چھوڑ

دیئے جائیں تو جائز ہے۔ مگر یہ رعایت اس ادارے کے لئے ہے جس کا نمائندہ بن کر یہ شخص مال خریدنے کے لئے آیا ہے۔ زائد رقم کا بل لے کر زائد رقم کو اپنی جیب میں ڈال لینا اس کے لئے حرام ہے۔

س...... ایک آدمی ہمارے پاس آتا ہے ہم سے ریٹ پوچھتا ہے۔ ہم ریٹ بتا دیتے ہیں اور وہ کہتا ہے میں گاہک لے کر آتا ہوں۔ ہر چیز پر پانچ روپے کمیشن دینا۔ یہ جائز ہے یا ناجائز ہے؟

ج...... یہ شخص دکاندار کی طرف سے دلال ہے اور اپنی دلالی کی اجرت وصول کرتا ہے اور دلالی کی اجرت جائز ہے۔

دلالی کی اجرت لینا

س...... اگر میں کسی شخص کو مشینری، اس کے پارٹس وغیرہ اپنی معرفت خرید کر دوں اور دکاندار سے کمیشن حاصل کروں تو کیا یہ کمائی اکل حلال ہے۔ مثلاً کسی کارخانہ دار یا کاروباری شخص کو اپنے ہمراہ لے جاکر کسی بڑی دکان سے دس بیس ہزار کا مال خرید کر اسے کسی رقم سے دلوایا اور بعد میں دکاندار سے مال بکوانے کا کمیشن کسی ریٹ پر حاصل کیا تو کیا یہ جائز ہو گا؟

ج...... یہ دلالی کی صورت ہے اور دلالی کی اجرت جائز ہے۔

کمپنی کا کمیشن لینا جائز ہے

س...... بڑی بڑی کمپنیوں والے حضرات ان کی کسی چیز کی فروختگی کے بعد کمیشن ادا کرتے ہیں۔ مجھے کبھی دو ایک مرتبہ واسطہ ہوا ہے کہ میں نے ایک کمپنی کی ایک چیز فروخت کرائی تھی جس کے صلے میں مالکان نے مجھے کمیشن عنایت کیا تھا۔ آپ اس سوال کا جواب بمطابق شرعی قوانین دیجئے کہ یہ کمیشن جائز ہے یا ناجائز ہے۔

ج...... جائز ہے۔

ادارے کے سربراہ کا سامان کی خرید پر کمیشن لینا

س...... "آپ کے مسائل اور ان کا حل" کے عنوان میں کمپنی کے کمیشن کے متعلق

ایک سوال چھپا جس میں یہ تحریر تھا کہ بڑی بڑی کمپنیوں والے اپنی کسی چیز کی فروخت کے لئے کمیشن ادا کرتے ہیں۔ اس کے جواب میں آپ نے فرمایا کہ جائز ہے۔ آپ کا جواب واقعی اس لحاظ سے توضرور درست ہے کہ اگر کوئی کمپنی اپنے قواعد و ضوابط میں یہ شرط رکھے یا اس کمیشن پر ہی اپنا اسٹور کھولے جس طرح آٹے وغیرہ کے ڈپو ہیں یا جوتوں کے سروس، باٹا وغیرہ کے اسٹور ہیں۔ لیکن جواب مختصر ہونے کی وجہ سے لوگوں کو غلط فہمیوں میں مبتلا کر دے گا کیونکہ اگر آپ سوال پر غور فرمائیں تو وہ بے حد پیچیدہ ہے اور ساتھ ہی ذرا وضاحت طلب ہے۔ یہ سوال ایسے کمیشن کا بھی احاطہ کرتا ہے جو مثلاً دوائی کی کمپنیاں اپنے ایجنٹ کے ذریعے ڈاکٹروں کو بعض اوقات قیمتی SAMPLE یعنی نمونے کے تحفے دیتی ہیں اور معاملہ یہاں تک بھی اس کی لپیٹ میں آجاتا ہے کہ گزشتہ دنوں امریکہ کی جہاز ساز کمپنی نے پاکستان کے بااختیار لوگوں کو چار طیاروں کی فروخت کے لئے ۱۶ لاکھ ڈالر کمیشن دیا تھا۔ یہ عام دستور ہے کہ سرکاری دفاتر، کالج، یونیورسٹیاں اور اسکولوں کے لئے جو سامان خریدا جاتا ہے اس میں خرید کرنے والوں کے لئے باقاعدہ کمیشن ہوتا ہے۔ اصولاً یہ کمیشن حکومت یا اس مد کے کھاتے میں جمع ہونا چاہئے جس مد سے پیسہ لگتا ہے لیکن عموماً یہ اس بااختیار شخص یا اس کے ایجنٹ کی جیب میں چلا جاتا ہے۔ چونکہ دینی لحاظ سے آپ کے جوابات بہت اہم ہوتے ہیں اور آپ کا مقام بھی بہت اونچا ہے۔ اس لئے ڈر ہے کہ کہیں مجرم ذہن رکھنے والے آپ کے اس فتوے کا ناجائز استعمال نہ کریں۔ لہٰذا میرے ناقص خیال میں اس کی وضاحت ضروری ہے تاکہ عوام الناس کو صحیح صورت حال کا علم ہو جائے۔

ج..... اپنے سوال کا جواب سمجھنے کے لئے پہلے ایک اصول سمجھ لیجئے۔ وہ یہ کہ ایک کمپنی مال تیار کرتی ہے۔ اور وہ کچھ لوگوں کو اپنے مال کی نکاسی کے لئے وکیل اور ایجنٹ مقرر کرتی ہے۔ جو شخص کمپنی کے مال کی نکاسی کے لئے اس کمپنی کا وکیل اور نمائندہ ہو اس کو کمپنی کی طے کردہ شرائط کے مطابق کمپنی سے کمیشن اور معاوضہ وصول کرنے کا حق ہے۔

اس کے برعکس ایک اور شخص ہے جو کسی ادارے کا ملازم ہے۔ اور وہ اپنے ادارے کے لئے اس کمپنی سے مال خریدنا چاہتا ہے، وہ چونکہ فروخت کرنے والی کمپنی کا

نمائندہ نہیں۔ بلکہ خریدنے والے ادارے کا وکیل اور نمائندہ ہے اس کے لئے اس کمپنی سے کمیشن وصول کرنا جائز نہیں ہے۔ بلکہ کمپنی کی طرف سے اس کو جتنی رعایت (کمیشن کی شکل میں) دی جائے گی وہ اس ادارے کا حق ہے جس کا یہ وکیل اور نمائندہ بن کر مال خریدنے کے لئے آیا ہے۔

جب یہ اصول اچھی طرح ذہن نشین ہو گیا تو اب سمجھئے کہ میں نے جو مسئلہ لکھا تھا کہ فروخت کنندہ کمپنی سے کمیشن لینا جائز ہے یہ ان لوگوں کے بارے میں ہے جو کمپنی کی طرف سے وکیل اور نمائندے بن کر مال فروخت کرتے ہیں، وہ گویا اس کمپنی کے ملازم ہیں۔ اور ان کا اس کمپنی سے اجرت وصول کرنا جائز ہے۔

بخلاف اس کے سرکاری ملازم اور وزراء اور افسران سرکاری اداروں کے لئے جو مال خریدتے ہیں اس پر فروخت کرنے والی کمپنی کے وکیل اور نمائندے نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ سرکار کے وکیل اور نمائندے ہوا کرتے ہیں، اس لئے سرکاری ملازمین، سرکاری اداروں کے لئے جو سامان خریدتے ہیں وہ کمپنی سے جتنی قیمت پر ملا ہو اتنی ہی قیمت پر متعلقہ سرکاری محکمے کو پہنچانا ضروری ہے۔ اور کمپنی کی جانب سے جو رعایت یا کمیشن دیا جاتا ہے اس کو سرکاری ملازمین اور افسران کا یا وزیران بے تدبیر کا خود ہضم کر جانا شرعاً غبن اور خیانت ہے۔ اس لئے ان کا اپنے ادارے کے لئے خریدی ہوئی چیز میں سے کمیشن وصول کر کے اسے خود ہضم کرنا کسی طرح جائز نہیں، بلکہ قومی خزانے میں خیانت اور حرام ہے۔

کمیشن کے لئے جھوٹ بولنا جائز نہیں

س…… کمیشن کا کاروبار مثلاً کپڑے اور مکان کی دلالی کرنا کیسا ہے؟ واضح رہے کہ اس میں تھوڑا بہت جھوٹ بولنا پڑتا ہے کیونکہ اس میں نقص کو چھپایا جاتا ہے اور خوبیاں بڑھ چڑھ کر بیان کی جاتی ہیں۔

ج…… دلالی جائز ہے۔ باقی فریب اور جھوٹ تو کسی چیز میں بھی جائز نہیں۔ اور کسی عیب دار چیز کو یہ کہہ کر فروخت کرنا بھی جائز نہیں کہ اس میں کوئی عیب نہیں۔

ملک سے باہر بھیجنے کے پیسوں سے کمیشن لینا

س...... اگر کسی آدمی کو باہر بھیجنے کے لئے اس سے سولہ ہزار روپے لئے جائیں۔ لینے والا آگے ایجنٹ کو چودہ ہزار روپے دے۔ اور آدمی چلا جائے اب دو ہزار کام کرانے والے کے لئے جو درمیان میں ہے حلال ہے یا نہیں؟

ج...... یہ دو ہزار اگر اس نے اپنی دوڑ دھوپ کا محنتانہ لیا ہے تو جائز ہے۔

اسٹور کیپر کو مال کا کمیشن لینا جائز نہیں

س...... میں ایک فیکٹری میں اسٹور کیپر کی حیثیت سے ملازم ہوں۔ ہمارے پاس جو مال ہوتا ہے۔ یعنی جو چیز فیکٹری کے لئے آتی ہے اس کی خرید و فروخت وغیرہ ہمارے سیٹھ یعنی فیکٹری کے مالک کرتے ہیں، ریٹ وغیرہ مال سپلائی کرنے والے سے خود طے کرتے ہیں، میرا صرف یہ کام ہوتا ہے کہ جب فیکٹری میں مال آئے اس کو چیک کروں کہ مال صحیح ہے خراب تو نہیں؟ یا وزن کم تو نہیں؟ وہ میں چیک کر کے وصول کرتا ہوں۔ مال بھی صحیح ہوتا ہے، اور وزن میں ٹھیک ہوتا ہے، مگر مال سپلائی کرنے والے مجھے فی تگ ۵ روپے کمیشن دیتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم سب کو دیتے ہیں جن جن کے پاس ہمارا مال جاتا ہے یہ کمیشن وہ مجھے خود دیتے ہیں۔ میں ان سے نہیں مانگتا۔ اور میں نے ان کو اس بات سے آگاہ کیا ہوا ہے اگر مال کا وزن کم ہوا یا مال خراب ہوا تو میں واپس کر دوں گا۔ اور اگر سیٹھوں نے کہا کہ ان سے مال منگواؤ تو آپ کو آرڈر دوں گا ورنہ نہیں، ریٹ میں اگر فرق آئے تو میں مالکان فیکٹری کو آگاہ کر دیتا ہوں، اگر وہ کہیں کہ مال کا آرڈر دو تو دیتا ہوں۔ ورنہ مال دوسرے سے منگوا لیتے ہیں لیکن مالکان فیکٹری کو یہ معلوم نہیں کہ ہمارا اسٹور کیپر ان سے کمیشن لیتا ہے۔ عرض یہ ہے کہ آپ بتائیں کہ یہ میرے لئے جائز ہے یا کہ حرام؟

ج...... ان لوگوں کی آپ سے رشتہ داری تو نہیں ہے کہ آپ کو تحفہ دیں۔ نہ آپ ان کے پیر زادہ ہیں کہ آپ کی خدمت میں ہدیہ پیش کریں، اب سوائے رشوت کے اس کی اور کیا مد ہو سکتی ہے؟ اس لئے آپ کے لئے اس کمیشن کا لینا جائز نہیں۔

کام کروانے کا کمیشن لینا

س...... میری ایک سہیلی جو کہ لوگوں کو کڑھائی کرا کر دیتی ہے۔ کڑھائی سستی بنواتی ہے اور پیسے زیادہ لیتی ہے جن سے کڑھائی کرواتی ہے اس کے پورے پیسے دیتی ہے اور باقی پیسے خود لیتی ہے دکاندار بھی یوں کرتے ہیں یہ پیسے اس کے لئے جائز ہیں یا ناجائز؟

ج...... اگر دونوں طرف کے پیسے طے کر لئے جاتے ہیں تو جائز ہے۔

وراثت

ورثہ کی تقسیم کا ضابطہ اور عام مسائل

وارث کو وراثت سے محروم کرنا

س...... رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو اپنے وارث کو میراث سے محروم کر دے گا تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو جنت کی میراث سے محروم کر دے گا۔
(ابن ماجہ)

مندرجہ بالا حدیث مبارکہ میں خدا نے جو قوانین بنا دیئے وہ اٹل ہیں اور انہیں توڑنے والا کفر کا کام کرتا ہے ہم نے اکثر ایسی مثالیں دیکھی ہیں کہ باپ اپنی اولاد میں سے کسی سے ناراض ہو جاتا ہے تو اسے وراثت سے محروم کر دیتا ہے۔ اب ہمارے ذہن میں مندرجہ بالا حدیث کا مفہوم بھی ہے اور یہ بات بھی ہے کہ میرے پاس جو کچھ ہے وہ میری مرضی ہے کہ جسے بھی دوں اب خدا کے اس اٹل فیصلے سے کیا مفہوم اخذ کیا جاسکتا ہے اس ناقص عقل کو تشریح کے ساتھ جواب جلد مرحمت فرمایئے۔

ج...... کسی شرعی وارث کو محروم کرنا یہ ہے کہ یہ وصیت کر دی جائے کہ میرے مرنے کے بعد فلاں شخص وارث نہیں ہو گا جس کو عرف عام میں "عاق نامہ" کہا جاتا ہے۔ ایسی وصیت حرام اور ناجائز ہے اور شرعاً لائق اعتبار بھی نہیں. اس لئے جس شخص کو عاق کیا گیا ہو وہ بدستور وارث ہو گا۔

نافرمان اولاد کو جائداد سے محروم کرنا یا کم حصہ دینا

س...... ایک ماں باپ کے تین لڑکے ہیں۔ تینوں میں سے ایک لڑکے نے اپنی زندگی میں

ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیا اور ماں باپ اس سے خوش ہیں اور باقی دونوں میں سے ایک تعلیم حاصل کر رہا ہے اور جو بڑا ہے اس نے آج تک بھی ماں کو ماں اور باپ کو باپ نہیں سمجھا۔ رہتے وہ سب ایک ہی گھر میں ہیں۔ اب باپ جائداد کو تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ مولانا صاحب! آپ قرآن و حدیث کی روشنی میں فیصلہ کریں کہ کیا باپ اس لڑکے کو جائداد کا زیادہ حصہ دے سکتا ہے جس نے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کیا۔ کیا وہ ایسا کر سکتا ہے یا وہ تینوں میں برابر تقسیم کر دے؟ آپ اس سلسلے میں فیصلہ فرمادیں تاکہ میں کوئی فیصلہ کر سکوں۔

ج...... جن لڑکوں نے ماں باپ کو ماں باپ نہیں سمجھا انہوں نے اپنی عاقبت خراب کی اور اس کی سزا دنیا میں بھی ان کو ملے گی مگر ماں باپ کو یہ اجازت نہیں کہ اپنی اولاد میں سے کسی کو جائداد سے محروم کر جائیں۔ سب کو برابر رکھنا چاہئے ورنہ ماں باپ بھی اپنی عاقبت خراب کریں گے۔

ناخلف بیٹے کے ساتھ باپ اپنی جائیداد کا کیا کرے

س...... محمود اپنے باپ کا اکلوتا فرزند ہے جو مع اہل و عیال بلا کسی معاوضہ کے مدت دراز سے باپ کے گھر رہتا ہے۔ محمود پابندی کے ساتھ صوم و صلوۃ کا عادی نہیں۔ رمضان شریف کے روزے بلا کسی عذر شرعی کے نہیں رکھتا۔ معقول تنخواہ پر ملازم ہے۔ باپ کی کبھی کوئی خدمت نہیں کی۔ باپ بیٹے کا ناشتہ پانی الگ، بلکہ عملاً باپ سے الگ تھلگ ایک حد تک معاندانہ طرز عمل کا حامی رہا۔ گھر میں بیشتر وقت ٹیلیویژن ریڈیو وغیرہ کی رنگینیوں اور لہو و لعب میں گزرتا ہے ضعیف العمر باپ اپنے ہی گھر میں گانے بجانے اور خرافات و ناجائز مشغلہ کا متحمل نہیں بلکہ اس کے لئے سوہان روح بنا ہوا ہے۔ باپ تین چار دیگر مکانات کا مالک ہے۔ اس کو یہ فکر دامنگیر ہے کہ باپ کے بعد لڑکا وارث ہوا کرتا ہے۔ پچھلے اور موجودہ حالات اور طرز معاشرت کا جائزہ لینے سے یہ خدشہ بعید از قیاس نہیں کہ باپ کا ترکہ ملنے پر محمود کی بے دینی، بے راہ روی اور حرام افعال و مشاغل میں انہماک کی وجہ سے ان تمام ناجائز امور و افعال میں اضافہ ناگزیر ہوگا۔ شرعی نکتہ خیال سے باپ کیا لائحہ عمل اختیار کرے کہ حشر میں کوئی باز پرس نہ ہو اور اپنی عاقبت بھی درست ہو جائے۔

ج ...... جس قدر ہو سکتا ہے اپنی زندگی میں صدقہ و خیرات کرے۔ باقی لڑکا اگر بے راہ روی اختیار کرے گا تو باپ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ اس کا وبال اسی کی گردن پر ہوگا۔

والدین کا کسی وارث کو زیادہ دینا

س ۱ ...... جیسا کہ قانون شریعت سے وراثت میں لڑکا دو حصے اور لڑکی ایک حصے کی حقدار ہیں اس کے علاوہ کیا والدین اپنی اسی جائداد میں سے آدھا یا ایک تہائی حصہ ایک یا دو اولادوں کو ہبہ یا وصیت کر سکتے ہیں؟

س ۲ ...... کیا باقی ماندہ وارث و حقدار اولاد سے شہادت لینی ہوگی تاکہ رحلت کے بعد آپس میں کسی قسم کی گڑبڑ نہ ہونے پائے؟ کیونکہ ہبہ یا وصیت کا اطلاق رحلت کے بعد ہی ہوگا۔

س ۳ ...... کیا کسی اولاد کو امتیازی حیثیت دے کر ہبہ یا وصیت کے ذریعہ اس کو زیادہ کا حق دینا جائز ہے؟ بصورت دیگر عاق کرنے کی اجازت تو ہے؟

ج ۱ ...... وارث کے لئے وصیت نہیں ہوتی پس اگر کسی نے یہ وصیت کی کہ میری اولاد میں فلاں کو اتنا حصہ زیادہ دیا جائے تو یہ وصیت باطل ہے، البتہ اگر تمام وارث عاقل و بالغ ہوں اور وہ اپنی خوشی سے اس کو اتنا حصہ زیادہ دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں۔

ج ۲ ...... ہبہ زندگی میں ہوتا ہے ہبہ کے مکمل ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ جو چیز ہبہ کی گئی ہے وہ موہوب لہ (جس کو ہبہ کیا گیا ہے) کے حوالے کر دے اور اس کا مالکانہ قبضہ دے دے، جب تک قبضہ نہ دیا جائے وہ چیز ہبہ کرنے والے کی ملکیت میں رہتی ہے اور اگر وہ اس دوران مرجائے تو یہ چیز بھی ترکہ میں شامل ہوگی، موہوب لہ کو نہیں ملے گی۔

ج ۳ ...... کسی اولاد کو امتیازی حیثیت دے کر ہبہ کرنا اگر کسی خاص ضرورت کی بنا پر ہو مثلاً وہ معذور ہے یا زیادہ ضرورت مند اور محتاج ہے تب تو جائز ہے ورنہ جائز نہیں کیونکہ اس سے دوسری اولاد کی حق تلفی ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں اس کو ظلم اور جور سے تعبیر فرمایا ہے۔ اولاد میں سے کسی کو عاق کرنا اور وراثت سے محروم کرنا شرعاً جائز

نہیں بڑا سخت گناہ ہے اور عاق کرنے سے وہ شرعاً عاق نہیں ہو گا بلکہ اسے اس کا شرعی حصہ ملے گا۔

کسی ایک وارث کو حیات میں ہی ساری جائداد دے دی تو عدالت کو تصرف کا اختیار ہے

س ...... ایک صاحب جائداد مسلم اپنے آخری سال میں اپنے دس بچوں کے بجائے ایک ہی بچے کو جائداد غیر منقولہ بیچ کر رقم دے گیا کہ خود کھالو تاکہ بعد میں تقسیم نہ ہو۔ اس اولاد میں بیوہ بچیاں بھی ہیں کیا اسلامی عدالت میں قانونی نکتہ نگاہ سے، اخلاقاً نہیں، یہ جائداد کی رقم واپس تقسیم کروائی جاسکتی ہے؟

ج ...... اگر اس نے یہ تصرف اپنی زندگی میں کیا تھا تو قانوناً نافذ ہے۔ تاہم عدالت اس تصرف کو توڑنے کی مجاز ہے۔

مرنے کے بعد اضافہ شدہ مال بھی تقسیم ہو گا

س ...... کیا مرحوم کے صرف انہیں جانوروں میں میراث ہوگی جو بوقت وفات موجود تھے یا جو بعد میں اضافہ ہوا اور تقسیم کے وقت کثرت سے موجود ہیں ان سب میں حصے ہوں گے؟

ج ...... مرحوم کے مال میں اس کی وفات کے بعد جو اضافہ ہوا ہے وہ بھی حسب دستور سابق تقسیم ہو گا۔

باپ کی وراثت میں بیٹیوں کا بھی حصہ ہے

س ...... والدین اپنی وراثت میں جو کچھ ترکہ میں چھوڑ کر جاتے ہیں اس پر بہن بھائیوں کا کیا قانونی حق بنتا ہے۔ جبکہ ایک بھائی باپ کے مکان میں رہائش پذیر ہے۔ جبکہ بھائیوں کا کہنا ہے کہ باپ کی وراثت میں بہنوں کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ احکام قرآنی اور احادیث کے حوالے سے جواب صادر فرمائیں کہ بہن بھائیوں کے خلاف قانونی کارروائی کا حق رکھتی ہے؟

ج ...... قرآن کریم میں تو بھائیوں کے ساتھ بہنوں کا بھی حصہ (بھائی سے آدھا) رکھا

ہے۔ وہ کون لوگ ہیں جو قرآن کریم کے اس قطعی اور دو ٹوک حکم کے خلاف یہ کہتے ہیں کہ باپ کی وراثت میں بہنوں کا (یعنی باپ کی لڑکیوں کا) کوئی حصہ نہیں؟

دوسرے ملک میں رہنے والی بیٹی کا بھی باپ کی وراثت میں حصہ ہے

س...... میرے سسر کا انتقال ہو گیا ہے۔ انہوں نے وارثوں میں بیوہ، تین لڑکے جن میں سے ایک کا انتقال ہو چکا ہے اور چھ لڑکیاں چھوڑی ہیں جس میں ایک لڑکی ہندوستان کی شہری ہے۔ مرحوم کی جائداد کس طرح سے تقسیم ہو گی کیا ہندوستانی شہریت رکھنے والی لڑکی بھی پاکستانی وراثت کی حق دار ہے اگر نہیں تو اس کا حصہ کاٹنے کے بعد کتنا کتنا حصہ بنے گا۔ یعنی بیوہ، لڑکوں اور لڑکیوں کا الگ الگ۔

ج...... آپ نے یہ نہیں لکھا کہ مرحوم کے جس لڑکے کا انتقال ہو چکا ہے اس کا انتقال باپ سے پہلے ہوا ہے یا بعد میں۔ بہر حال اگر پہلے ہوا تو مرحوم کا ترکہ (ادائے قرض اور نفاذ وصیت کے بعد) اسی (۸۰) حصوں پر تقسیم ہو گا ان میں سے دس حصے بیوہ کے چودہ چودہ دونوں لڑکوں کے اور سات سات لڑکیوں کے۔ جو لڑکی ہندوستان میں ہے وہ بھی وارث ہو گی اور جس لڑکے کا انتقال اس کے باپ کی زندگی میں ہو چکا ہے وہ وارث نہیں ہو گا۔ اور اگر اس لڑکے کا انتقال باپ کے بعد ہوا ہے تو ترکہ چھیانوے حصوں پر تقسیم ہو گا۔ بارہ حصے بیوہ کے چودہ چودہ تینوں لڑکوں کے اور سات سات لڑکیوں کے۔ مرحوم لڑکے کا حصہ اس کے وارثوں میں تقسیم ہو گا۔

بہنوں سے ان کی جائداد کا حصہ معاف کروانا

س...... ہمارے معاشرے میں وراثت سے متعلق یہ روایت چل رہی ہے کہ کہ باپ کے انتقال کے بعد اس کی اولاد میں سے بھائی اپنی بہنوں اور ماں سے یہ لکھوا لیتے ہیں کہ انہیں جائداد میں سے کوئی حصہ نہیں چاہئے۔ بہنیں بھائیوں کی محبت کے جذبے میں سرشار ہو کر اپنے حصے سے دستبردار ہو جاتی ہیں۔ اسی طرح باپ کی تمام جائداد بیٹوں کو منتقل ہو جاتی ہے۔ کیا شرعی لحاظ سے اس طرح معاملہ کرنا درست ہے؟ کیا اس طرح بہنیں اپنی اولاد

کا حق غصب کرنے کی مرتکب نہیں ہوتیں؟ اگر بہنیں اپنے حصے سے دستبردار ہو جائیں تو کیا ان کی اولاد کو مذکورہ حصہ طلب کرنے کا حق ہے؟

ج ۱...... اللہ تعالیٰ نے باپ کی جائداد میں جس طرح بیٹوں کا حق رکھا ہے اسی طرح بیٹیوں کا بھی حق رکھا ہے۔ لیکن ہندوستانی معاشرے میں لڑکیوں کو ان کے حق سے محروم رکھا جاتا رہا۔ اس لئے رفتہ رفتہ یہ ذہن بن گیا کہ لڑکیوں کا وراثت میں حصہ لینا گویا ایک عیب یا جرم ہے۔ لہٰذا جب تک انگریزی قانون رائج رہا کسی کو بہنوں سے حصہ معاف کرانے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی اور جب سے پاکستان میں شرعی قانون وراثت نافذ ہوا۔ بھائی لوگ بہنوں سے لکھوا لیتے ہیں کہ انہیں حصہ نہیں چاہئے۔ یہ طریقہ نہایت غلط اور قانون الٰہی سے سرتابی کے مطابق ہے۔ آخر ایک بھائی دوسرے کے حق میں کیوں دستبردار نہیں ہو جاتا؟ اس لئے بہنوں کے نام ان کا حصہ کر دینا چاہئے۔ سال دو سال کے بعد اگر وہ اپنے بھائی کو دینا چاہیں تو ان کی خوشی ہے ورنہ موجودہ صورت حال میں وہ خوشی سے نہیں چھوڑتیں بلکہ رواج کے تحت مجبوراً چھوڑتی ہیں۔

ج ۲...... اگر کسی بہن نے اپنا حصہ واقعتاً خوشی سے چھوڑ دیا ہو تو اس کی اولاد کو مطالبہ کرنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ اولاد کا حق ماں کی وفات کے بعد ثابت ہوتا ہے۔ ماں کی زندگی میں ان کا ماں کی جائداد پر کوئی حق نہیں۔ اس لئے اگر وہ کسی کے حق میں دستبردار ہو جائیں تو اولاد اس کو نہیں روک سکتی۔

کیا جہیز وراثت کے حصے کے قائم مقام ہو سکتا ہے

س...... ہمارے والد مرحوم ترکہ میں ایک بڑا مکان، مین بازار میں پانچ دکانیں اور ایک تقریباً چار سو گز کا پلاٹ جو کمرشل استعمال میں ہے چھوڑ کر فوت ہوئے۔ اس تمام پراپرٹی کی مارکیٹ ویلیو تقریباً چالیس لاکھ ہے۔ ہمارے تمام بھائی ماشاء اللہ اچھی اچھی جگہوں پر برسر روزگار ہیں۔ گھر میں کسی چیز کی کمی نہیں مگر ہم شادی شدہ بہنوں کے گھریلو حالات صحیح نہیں، مشکل سے گزارہ ہوتا ہے مگر ہماری والدہ ہم بہنوں کا حصہ دینے کو تیار نہیں وہ کہتی ہیں بہنوں کو جہیز دے دیا گیا باقی تمام ترکہ لڑکوں کا ہے جبکہ شادی میں ہم لوگوں کو بمشکل چالیس پچاس ہزار کا جہیز دیا گیا وہ بھی زیادہ تر خاندان والوں کے

تحفے تحائف تھے براہ مہربانی فرمایئے کہ آیا ہماری والدہ کا فرمانا صحیح ہے یا ہم اپنا حصہ لینے میں حق بجانب ہوں گے اور اس سلسلے میں والدہ پر دباؤ ڈالنا گستاخی تو نہ ہوگی؟ یا یہ کہ ہماری والدہ کو بحیثیت سرپرست اس وقت کیا دینی ذمہ داری ادا کرنا چاہئے؟

ج ...... آپ کے مرحوم والد کے ترکہ میں لڑکیوں اور لڑکوں کا یکساں حق ہے، دو لڑکیوں کا حصہ ایک لڑکے کے برابر ہوگا۔ آپ کی والدہ محترمہ کا یہ کہنا کہ لڑکیوں کو جہیز مل چکا ہے۔ لہٰذا اب ان کو جائداد میں حصہ نہیں ملے گا چند وجوہ سے غلط ہے۔

اول ...... اگر لڑکیوں کو جہیز مل چکا ہے تو لڑکوں کی شادی پر اس سے دوگنا خرچ ہو چکا ہے۔ اب ازروئے انصاف یا تو لڑکوں کو بھی جائداد سے محروم رکھا جائے یا لڑکیوں کو بھی شرعی حصہ دیا جائے۔

دوم ...... لڑکیوں کو جہیز تو والد کی زندگی میں دیا گیا اور وراثت کے حصہ کا تعلق والد مرحوم کی وفات سے ہے تو جو چیز والد کی وفات سے حاصل ہوئی اس کی کٹوتی والد کی زندگی میں کیسے ہو سکتی ہے۔

سوم ...... ترکہ کا حصہ تو متعین ہوتا ہے کہ کل جائداد اتنی مالیت کی ہے اور اس میں فلاں وارث کا اتنا حصہ ہے لیکن جہیز کی مالیت تو متعین نہیں ہوتی بلکہ والدین حسب توفیق دیا کرتے ہیں۔ پس جہیز ترکہ کے قائم مقام کیسے ہو سکتا ہے۔

چہارم ...... پھر ایک چیز کے بدلے دوسری چیز دینا ایک معاملہ، ایک سودا اور ایک لین دین ہے اور کوئی معاملہ اور سودا دو فریقوں کے بغیر نہیں ہوا کرتا، تو کیا والدین اور لڑکیوں کے درمیان یہ سودا طے ہوا تھا کہ یہ جہیز تمہیں تمہارے حصہ وراثت کے بدلے میں دیا جاتا ہے۔

الغرض آپ کی والدہ کا موقف قطعاً غلط اور مبنی بر ظلم ہے وہ لڑکیوں کو حصہ نہ دے کر اپنے لئے دوزخ خرید رہی ہیں، انہیں اس سے توبہ کرنی چاہئے۔

رہا سوال یہ کہ والدہ پر دباؤ ڈالنے سے ان کی گستاخی تو نہیں ہوگی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ صرف مانگنا گستاخی نہیں۔ دیکھئے! بندے اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں، بچے اپنے والدین سے مانگتے ہیں اس کو کوئی گستاخی نہیں کہتا، ہاں! لہجہ گستاخانہ ہو تو یقیناً گستاخی ہوگی۔ پس اگر آپ ملتجیانہ لہجہ میں والدہ پر دباؤ ڈالیں تو یہ گستاخی نہیں اور اگر تحکمانہ لہجہ میں بات کریں تو گستاخی ہے۔

وراثت کی جگہ لڑکی کو جہیز دینا

س...... جہیز کی لعنت اور وباء سے کوئی محفوظ نہیں ہے۔ بعض لوگوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ ہم جہیز کی شکل میں اپنی بیٹی کو "ورثہ" کی رقم دے دیتے ہیں۔ کیا یہ ممکن ہے کہ باپ اپنی زندگی میں ہی ورثہ بیٹی کو دے دے۔ جہیز کے نام پر اور اس کے بعد اس سے سبکدوش ہو جائے؟

ج...... ورثہ تو والدین کے مرنے کے بعد ہوتا ہے زندگی میں نہیں۔ البتہ اگر لڑکی اس جہیز کے بدلے اپنا حصہ چھوڑ دے تو ایسا کر سکتی ہے۔

ماں کی وراثت میں بھی بیٹیوں کا حصہ ہے

س...... ہماری والدہ کا انتقال ہوئے تقریباً ساڑھے آٹھ سال ہو چکے ہیں۔ ہم چار بہنیں اور دو بھائی ہیں، ہماری والدہ کے ورثہ پر ہمارے والد صاحب اور بھائیوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔ تمام جائداد اور کاروبار سے والد اور بھائی مالی فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ہم بہنیں جب والد صاحب سے اپنا حصہ مانگتی ہیں تو کہتے ہیں کہ بیٹیوں کا ماں کے ورثہ میں کوئی حصہ نہیں ہوتا اور یہ سب میرا ہے۔

ج...... آپ کے والد کا یہ کہنا غلط ہے کہ ماں کی وراثت میں بیٹیوں کا کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ بیٹیوں کا حصہ جس طرح باپ کی میراث میں ہوتا ہے اسی طرح ماں کی میراث میں بھی ہوتا ہے۔ آپ نے جو صورت لکھی ہے اس پر آپ کی والدہ کا ترکہ ۳۲ حصوں پر تقسیم ہوگا، آٹھ حصے آپ کے والد کے ہیں ۶/۶ دونوں بھائیوں کے اور ۳/۳ چاروں بہنوں کے۔

مرحوم کے بعد پیدا ہونے والے بچے کا وراثت میں حصہ

س...... ایک شخص کا انتقال ہو گیا۔ اس نے اپنے پیچھے بیوہ دو لڑکے اور ایک لڑکی چھوڑی۔ انتقال کے بعد ہی اس کا ترکہ شرع کے مطابق دونوں لڑکوں، لڑکی اور بیوہ میں تقسیم کر دیا گیا مگر اس کے انتقال کے وقت بیوہ چار ماہ کی حاملہ تھی اور پانچ مہینہ بعد ایک اور لڑکی پیدا ہوئی۔ پوچھنا یہ ہے کہ آیا وہ لڑکی باپ کے ترکہ کی حقدار ہے یا نہیں اور اگر ہے تو اس کا حق کس طرح ملے گا کیونکہ تقسیم تو پہلے ہی ہو چکی ہے اور ہر حقدار اس کو مکمل طور پر استعمال کر چکا ہے۔

ج ...... یہ لڑکی اپنے مرحوم باپ کی وارث ہے اور اس کی پیدائش سے پہلے ترکہ کی تقسیم جائز ہی نہیں تھی کیونکہ یہ معلوم نہیں تھا کہ بچے کی پیدائش ہوگی یا بچی کی؟ بہرحال پہلی تقسیم غلط ہوئی لہٰذا نئے سرے سے تقسیم کی جائے اور اس بچی کا حصہ بھی رکھا جائے۔ مرحوم کا کل ترکہ ۴۸ حصوں میں تقسیم کیا جائے گا ان میں سے ٦ حصے بیوہ کے ۱۴، ۱۴ دونوں لڑکوں کے اور ۷، ۷ دونوں لڑکیوں کے ہوں گے۔

لڑکے اور لڑکی کے درمیان وراثت کی تقسیم

س ...... اگر مسلمان متوفی نے ایک لاکھ روپے ترکہ میں چھوڑے اور وارثوں میں ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہوں تو ازروئے شریعت ایک لاکھ روپے کی تقسیم کس طرح ہوگی؟ کیا ہماری عدالتیں بھی اسلامی قانون وراثت کے مطابق فیصلے کرتی ہیں؟

ج ...... اگر اور کوئی وارث نہیں تو مرحوم کی تجہیز و تکفین ادائے قرضہ جات اور باقی ماندہ تہائی مال میں وصیت نافذ کرنے کے بعد (اگر اس نے کوئی وصیت کی ہو) مرحوم کا ترکہ چار حصوں میں تقسیم ہوگا۔ دو حصے لڑکے کے اور ایک ایک حصہ دونوں لڑکیوں کا ہماری عدالتیں بھی اسی کے مطابق فیصلہ کرتی ہیں۔

والدین کی جائداد میں بہن بھائی کا حصہ

س ...... تقسیم ہند سے قبل ہمارے والدین فوت ہو گئے اور ایک مکان چھوڑ گئے تھے۔ جس کے ہم دونوں بلا شرکت غیرے مالک تھے یعنی میں اور میری غیر شادی شدہ بہن۔ ہمارے حصہ کا تناسب اس جائداد میں شرع و سنت کی رو سے کیا ہوگا؟

ج ...... والدین کی متروکہ جائداد میں آپ بہن بھائی دو ایک کی نسبت سے شریک ہیں یعنی دو حصے آپ کے لئے، ایک بہن کا۔

بھائی بہنوں کا وراثت کا مسئلہ

س ...... ہم تین بہنیں اور ایک بھائی ہیں۔ ہماری والدہ اور والد انتقال کر چکے ہیں۔ ایک مکان ہمارے ورثہ میں چھوڑا ہے جس کو ہم ۱,۵۰,۰۰۰ روپے میں فروخت کر رہے ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ بہنوں کے حصے میں کیا آئے گا اور بھائی کے حصے میں کیا رقم آئے گی۔ ہم مسلمان ہیں اور سنی عقیدے سے تعلق ہے۔

ج ...... آپ کے والد مرحوم کے ذمہ کوئی قرض ہو تو اس کو ادا کرنے اور کوئی جائز وصیت کی ہو تو تہائی مال کے اندر اسے پورا کرنے کے بعد اس کی ملکیت میں چھوٹی، بڑی، منقولہ، غیر منقولہ جتنی چیزیں تھیں وہ پانچ حصوں پر تقسیم ہوں گی۔ دو حصے بھائی کے اور ایک ایک حصہ تینوں بہنوں کا۔

والد یا لڑکوں کی موجودگی میں بہن بھائی وارث نہیں ہوتے

س ...... زید کے پاس اپنی تنخواہ سے خرید کردہ دو پلاٹ ہیں اور ایک مکان جس میں وہ اپنے بیوی بچوں کے ہمراہ رہائش پذیر ہے۔ جس ادارہ میں زید ملازم ہے اس کی طرف سے زید کی وفات کی صورت میں تقریباً آٹھ لاکھ روپیہ اس کے بیوی بچوں کو ملے گا اس رقم میں پراویڈنٹ فنڈ ۲ لاکھ اور گروپ انشورنس ۶ لاکھ روپے ہے جو ملازمین کے ورثاء کی مالی مدد کے لئے ادارے کا مستقل طریقہ کار ہے اور ملازمین کی تنخواہ سے ہرماہ معمولی رقم گروپ انشورنس کی مد سے کٹوتی ہوتی ہے۔ زید کے تین بھائی دو بہنیں اور والدین زندہ ہیں، زید کے چار بیٹے اور چار بیٹیاں جو تمام غیر شادی شدہ ہیں۔ اوپر دیئے گئے ترکہ میں سے ہر ایک کا شرعی حصہ بتا کر مشکور فرمائیں۔

ج ...... زید کی وفات کے وقت اگر یہ تمام وارث زندہ ہوں تو آٹھواں حصہ اس کی بیوہ کا اور چھٹا چھٹا حصہ والدین کا باقی اس کی اولاد کا۔ لڑکے کا حصہ لڑکی سے دوگنا ہوگا ترکہ کے کل ۲۸۸ حصے ہوں گے ۳۶ بیوہ کے ۴۸، ۴۸ ماں اور باپ کے۔ ۲۶، ۲۶ لڑکوں کے ۱۳، ۱۳ لڑکیوں کے۔ والد یا لڑکوں کی موجودگی میں بہن بھائی وارث نہیں ہوتے۔

مرحوم کی اولاد کے ہوتے ہوئے بہنوں کو کچھ نہیں ملے گا

س ...... ہمارے والد صاحب چار ماہ قبل وفات پاگئے ہیں۔ ہم چار بھائی تین بہنیں اور والدہ صاحبہ ہیں۔ والد مرحوم کی دو بہنیں بھی ہیں۔ والد صاحب کے والدین نہیں ہیں۔ والد صاحب کی جائداد ایک مکان جس میں سب رہ رہے ہیں اور دکان جو کہ کرایہ پر ہے اس کی تقسیم کیسے کریں گے؟

ج...... تقسیم اس طرح ہوگی۔

بیوہ	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹا	بیٹی	بیٹی	بیٹی
۱۱	۱۴	۱۴	۱۴	۱۴	۷	۷	۷

یعنی کل جائداد کے ۸۸ حصے بنا کر بیوہ کو ۱۱ حصے بقیہ ہر بیٹے کو ۱۴، ۱۴ ہر بیٹی کو ۷، ۷ حصے ملیں گے۔ مرحوم کی بہنوں کو کچھ نہیں ملے گا۔

مرحوم کے انتقال پر مکان اور مویشی کی تقسیم

س...... ہمارے بہنوئی کا انتقال ہو گیا جس کی جائداد میں ایک مکان اور چند مویشی ہیں۔ قرضہ وغیرہ نہیں ہے اور ورثاء میں ایک بیوہ، ایک بچی، والد اور دو بھائی چھوڑے ہیں میراث کیسے تقسیم کی جائے؟

ج...... مرحوم کی ملکیت بوقت وفات جو چیزیں تھیں ان میں آٹھواں حصہ بیوہ کا۔ نصف بچی کا اور باقی اس کے والد کا ہے۔ کل ترکہ ۲۴ حصوں پر تقسیم ہوگا ان میں بیوہ کے تین بچی کے بارہ اور والد کے نو حصے ہیں جس کا نقشہ یہ ہے۔

بیوہ	بچی	والد
۳	۱۲	۹

بیوہ، تین بیٹوں اور دو بیٹیوں کے درمیان جائداد کی تقسیم

س...... ہمارے نانا مرحوم نے ایک حویلی اور کچھ زمین ترکہ میں چھوڑی اور پس ماندگان میں ایک بیوہ تین بیٹے اور دو بیٹیاں بھی۔ ازراہ کرم قرآن و سنت کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات ارشاد فرمائیں۔

۱۔ ورثہ کی تقسیم (حنفی طریقہ سے) کے حصے۔

۲۔ نانا مرحوم کی وہ اولاد جو ان کے دوران حیات وفات پا گئی تھی یا ان کے لواحقین (بیوی بچے) جو کہ اب خود صاحب حیثیت ہوں کسی طرح سے بھی مندرجہ بالا جائداد میں وارثت کے حقدار ہو سکتے ہیں؟

۱۔ نیز یہ کہ کنبہ کا جو شخص اس وراثت کی تقسیم پر مامور ہے اگر اپنی من مانی سے خلاف شرع تقسیم کرنا چاہے تو دینی اور دنیاوی طور پر اس کے مواخذہ کے لئے کیا احکام

ہیں؟

ج..... مرحوم کا ترکہ بعد ادائے قرض و تہائی مال میں نفاذ وصیت کے بعد چونسٹھ حصوں پر تقسیم ہوگا۔ ان میں سے آٹھ بیوہ کے ہوں گے چودہ، چودہ لڑکوں کے اور سات، سات لڑکیوں کے۔

۲۔ مرحوم کی زندگی میں جو فوت ہوگئے ان کا یا ان کی اولاد کا مرحوم کی جائداد میں کوئی حصہ نہیں۔

۳۔ دنیا میں اس کا خلاف شرع فیصلہ نافذ نہیں ہوگا۔ آخرت میں وہ عذاب کا مستحق ہوگا۔

بیوہ، چار لڑکوں اور چار لڑکیوں کے درمیان جائداد کی تقسیم

س..... میرے بہنوئی کا دل کا دورہ پڑنے سے انتقال ہوگیا۔ مرحوم نے پسماندگان میں بیوہ، دو شادی شدہ لڑکیاں، دو غیر شادی شدہ لڑکیاں اور چار لڑکے چھوڑے ہیں۔ ان میں مبلغ دو لاکھ روپیہ نقد کس طرح سے تقسیم کیا جائے گا؟

ج..... مرحوم کا ترکہ ادائے قرض اور نفاذ وصیت از تہائی مال کے بعد ۲۸۸ حصوں پر تقسیم ہوگا۔

بیوہ کے ـــ ۳۶، ۴۲ چاروں لڑکوں کے ـــ ۲۱، ۲۱ چاروں لڑکیوں کے۔ نقشہ حسب ذیل ہے۔

بیوہ	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی
۳۶	۴۲	۴۲	۴۲	۴۲	۲۱	۲۱	۲۱	۲۱

بیوہ، بیٹا اور تین بیٹیوں کا مرحوم کی وراثت میں حصہ

س..... میرے رشتہ کے ایک ماموں ہیں ان کے والد چند ماہ قبل انتقال کر گئے اور ترکہ میں کچھ نقدی چھوڑی۔ میرے ماموں اکیلے بھائی ہیں اور ان کی تین بہنیں اور والدہ ہے۔ ترکہ کی تقسیم کس طرح ہوگی؟

ج..... اس ترکہ کے چالیس حصے ہوں گے۔ پانچ حصے آپ کے ماموں کی والدہ کے، چودہ حصے خود ان کے اور سات سات حصے تینوں بہنوں کے۔

بیوہ، ایک بیٹی، دو بیٹوں کے درمیان وراثت کی تقسیم

س ...... میرے والد صاحب کی وفات کے بعد ہم چار حصے دار ہیں (۱) میری والدہ محترمہ، (۲) میرے بڑے بھائی، (۳) میری ہمشیرہ (۴) میں ان کا چھوٹا بیٹا یعنی دو بیٹے، ایک بیٹی اور بیوہ، اب آپ سے درخواست ہے کہ ہم لوگوں کا کتنا حصہ ہو گا؟

ج ...... تجہیز و تکفین ادائے قرضہ جات اور نفاذ وصیت کے بعد مرحوم کا ترکہ چالیس حصوں پر تقسیم ہو گا۔ ان میں سے پانچ حصے بیوہ کے ۱۴، ۱۴ لڑکوں کے اور سات لڑکی کے۔

والد، بیوی، لڑکا اور دو لڑکیوں میں جائداد کی تقسیم

س ...... زید کے انتقال کے وقت زید کے والد، بیوی ایک بیٹا اور دو بیٹیاں حیات تھیں۔ یہ معلوم کرنا مقصود ہے کہ ازروئے شریعت زید مرحوم کی جائداد منقولہ و غیر منقولہ میں زید مرحوم کے والد کا حصہ ہے کہ نہیں اور اگر ہے تو کتنا ہے اور ہر وارث کا کتنا حصہ ہے؟

ج ...... صورت مسئولہ میں (ادائے قرضہ جات اور نفاذ وصیت کے بعد) زید کے والد کا چھٹا حصہ ہے اگر زید کی جائداد چھیانوے حصوں پر تقسیم کی جائے تو بیوہ کو بارہ، والد کو سولہ ہر لڑکی کو سترہ اور لڑکے کو چونتیس حصے ملیں گے۔

بیوہ، گیارہ بیٹے، پانچ بیٹیوں اور دو بھائیوں کے درمیان وراثت کی تقسیم

س ...... ایک آدمی وفات پا گیا اس کی اولاد میں گیارہ بیٹے اور پانچ بیٹیاں اور ایک بیوی اور دو بھائی رہ گئے، ازروئے شریعت میراث کیسے تقسیم ہوگی؟

ج ...... آٹھواں حصہ بیوی کو دے دیا جائے باقی سات حصے لڑکوں اور لڑکیوں پر تقسیم کر دیئے جائیں اس طرح کہ لڑکے کا حصہ لڑکی سے دوگنا ہو۔ بھائیوں کو کچھ نہیں ملے گا۔

مرحوم کا قرضہ بیٹوں نے ادا کیا تو وارث کا حصہ

س...... میرے والد کا انتقال ہو گیا والد نے اپنے وارثوں میں ایک بیوہ، سات بیٹیاں اور

چار بیٹے چھوڑے ہیں۔ والد صاحب اپنے انتقال کے وقت ٢٥٠ گز زمین پر آدھا حصہ بنا ہوا چھوڑ گئے تھے اور ایک عدد ٣٣٠ گز کا پلاٹ تھا اور ایک کارخانہ تھا جس میں لکڑی کے فریم اور دوسرا سامان تھا جس کی مالیت اس وقت ١٥٠٠٠ روپے تھی اور بینک میں ٥٠٠٠ روپے تھے۔ والد صاحب کے انتقال کے وقت انہوں نے ٣٠٠٠٠ ہزار روپے دوسروں کے دینے تھے۔ والد صاحب نے جو کارخانہ چھوڑا تھا اسے ہم نے کچھ روپیہ قرض لے کر چلانا شروع کر دیا اور ایک سال کے اندر اندر ہم بھائیوں نے محنت کر کے سب سے پہلے اپنے والد کا قرضہ چکا دیا اور جو ہم نے قرض لیا تھا وہ بھی ہم بھائیوں نے ادا کر دیا اور مزید رقم بھی ہم نے کمائی۔ اب معلوم یہ کرنا ہے کہ جو ہمارے والد نے اثاثہ چھوڑا ہے اس میں سارے وارثوں کا حصہ بنتا ہے یا جو کچھ ہم نے کمایا ہے یعنی بھائیوں نے اس میں بھی سارے وارثوں کا حصہ بنتا ہے اگر سارے وارثوں کا حصہ بنتا ہے تو کس جائداد میں کس کا کتنا حصہ بنتا ہے۔ قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دے کر شکریہ کا موقع دیں۔

ج ...... مرحوم کی تجہیز و تکفین اور ادائے قرضہ جات کے بعد ان کے ترکہ کی جتنی مالیت تھی اس کے ١٢٠ حصے کئے جائیں گے ان میں سے پندرہ حصے بیوہ کے چودہ حصے ہر لڑکے کے اور سات حصے ہر لڑکی کے ہوں گے۔

بیوہ بیٹا بیٹا بیٹا بیٹی بیٹی بیٹی بیٹی بیٹی بیٹی بیٹی

١٥ ١٤ ١٤ ١٤ ١٤ ٧ ٧ ٧ ٧ ٧ ٧ ٧

والدہ، بیوہ لڑکوں اور لڑکی کے درمیان وراثت کی تقسیم

س ...... زید اس دنیائے فانی سے رحلت فرما گئے ہیں۔ معلوم کرنا ہے کہ از روئے اسلامی حنفی سنی شریعت زید مرحوم کی جائداد منقولہ اور غیر منقولہ میں زید مرحوم کی والدہ، بیوہ اور لڑکی کا کوئی حصہ ہے یا نہیں کیونکہ زید مرحوم نے کوئی تحریری وصیت نامہ وغیرہ نہیں چھوڑا اگر کوئی حصہ ہے تو ہر وارث کا مع (تینوں لڑکوں کے) ہر ایک کا کتنا کتنا حصہ ہے؟

ج ...... زید کا کل ترکہ ١٦٨ حصوں پر تقسیم ہوگا۔ ان میں سے ٢١ حصے بیوہ کے، ٢٨ ماں کے ٣٤ ہر لڑکے کے اور ١٧ حصے لڑکی کے ہیں۔

بیوہ، تین لڑکوں ایک لڑکی کا مرحوم کی وراثت میں حصہ

س ...... ہمارے والد صاحب مرحوم نے اپنے ترکے میں ایک دوکان چھوڑی جس کی مالیت ڈیڑھ لاکھ روپے ہے۔ اس دوکان کے مندرجہ ذیل حصہ دار ہیں۔ والدہ، تین بیٹے اور ایک بیٹی

براہ مہربانی یہ بتائیے کہ ۱۵۰۰۰۰ کی رقم ہماری والدہ، ہم تین بھائیوں اور ایک بہن میں کتنی کتنی مقدار میں تقسیم ہوگی۔

ج ...... آپ کے والد مرحوم کا ترکہ ادائے قرض و وصیت کے بعد آٹھ حصوں پر تقسیم ہوگا۔ ان میں ایک حصہ آپ کی والدہ کا، ایک بہن کا اور دو دو حصے بھائیوں کے۔ ڈیڑھ لاکھ روپے کی رقم اس طرح تقسیم ہوگی۔

والدہ	ہر بھائی	بہن
۱۸۷۵۰	۳۷۵۰۰	۱۸۷۵۰

بیوہ، دو بیٹوں اور چار بیٹیوں میں ترکہ کی تقسیم

س ...... میرے والد مرحوم نے ترکے میں ایک مکان (جس کی مالیت تقریباً ایک لاکھ روپے ہے۔) چھوڑا ہے ہم دو بھائی، چار بہنیں اور والدہ صاحبہ ہیں۔ دو بہنیں اور ایک بھائی شادی شدہ ہیں۔ اگر ہم یہ مکان بیچ کر شریعت کی رو سے تمام رقم ورثاء میں تقسیم کرنا چاہیں تو یہ تقسیم کس طرح ہوگی؟

ج ...... آپ کے والد مرحوم کا ترکہ ۶۴ حصوں پر تقسیم ہوگا آٹھ حصے آپ کی والدہ کے ۱۴ــ ۱۴ حصے دونوں بھائیوں کے اور ۷ــ ۷ حصے چاروں بہنوں کے۔

بیوہ، والد اور دو بیٹوں میں وراثت کی تقسیم

س ...... میرے والد صاحب کا انتقال ہوگیا ان کے والد صاحب حیات ہیں اور انہوں نے خاندانی جائداد بھی بانٹ دی ہے۔ میرے والد صاحب کے ورثاء مندرجہ ذیل ہیں۔ بیوہ۔ والد۔ دو بیٹے۔ تقسیم جائداد کی صورت بتلائیں؟

ج ...... مرحوم کا کل ترکہ تجہیز و تکفین کے مصارف ادا کرنے، قرضہ کی ادائیگی اور نفاذ

وصیت کے بعد (اگر کوئی وصیت کی ہو) ۴۸ حصوں میں تقسیم ہوگا۔ ۶ حصے بیوہ کے ۸ حصے ان کے والد کے ۱۷۔ ۱۷ حصے دونوں لڑکوں کے۔

مرحوم کی جائداد کی تین لڑکوں، تین لڑکیوں اور بیوہ کے درمیان تقسیم

س...... ایک شخص کا انتقال ہوگیا اس نے اپنے پیچھے دولاکھ بیس ہزار روپے کی جائداد چھوڑی ہے۔ ورثاء مندرجہ ذیل ہیں۔ بیوی، ۳ لڑکے، ۳ لڑکیاں براہ کرم ورثاء کے حصے تحریر فرمائیں۔

ج...... بیوہ کا حصہ ستائیس ہزار چار سو ننانوے روپے ننانوے پیسے، ہر لڑکے کا حصہ بیالیس ہزار سات سو ستتر روپے، ستتر پیسے ہر لڑکی کا حصہ اکیس ہزار تین سو اٹھاسی روپے اٹھاسی پیسے۔

بیوہ، والدہ، والد، لڑکی، لڑکوں کے درمیان ترکہ کی تقسیم

س...... کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ ایک شخص کا انتقال ہوا۔ متوفی نے ایک بیوی تین لڑکے ایک لڑکی ایک ماں اور باپ، ایک بھائی اور تین بہنیں چھوڑی ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ متوفی کا ترکہ وارثوں میں کس طرح تقسیم ہوگا۔

ج...... مرحوم کا کل ترکہ بعد ادائے قرض و نفاذ وصیت ۱۶۸ حصوں پر تقسیم ہوگا۔ بیوہ کے ۲۱ والدین کے ۲۸ — ۲۸، ہر لڑکے کے ۲۶ اور لڑکی کے ۱۳ حصے ہیں اور باقی رشتہ دار محروم ہیں۔

بیوہ	والدہ	والد	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکی
۲۱	۲۸	۲۸	۲۶	۲۶	۲۶	۱۳

مرحومہ کے مال میراث کی تقسیم کس طرح ہوگی جبکہ ورثاء شوہر، ۴ لڑکے ۳ لڑکیاں ہوں

س...... ایک عورت کا انتقال ہوگیا۔ متوفیہ نے حسب ذیل ورثاء چھوڑے ہیں۔ شوہر، لڑکے ۴ — لڑکیاں ۳۔ ہر ایک کا حصہ شرعی متعین فرمائیں۔

ج ...... متوفیہ کا ترکہ تجہیز و تکفین کرنے قرضہ ادا کرنے اور وصیت کو پورا کرنے کے بعد درج ذیل طریقہ سے تقسیم ہوگا۔

شوہر	لڑکا	لڑکا	لڑکا	لڑکی	لڑکی	لڑکی
۱۱/۱	۶	۶	۶	۳	۳	۳

یعنی متوفیہ کے مال کے چوالیس حصے کر کے ۱۱ حصے شوہر کو ملیں گے اور ہر لڑکے کو ۶ حصے اور ہر لڑکی کو ۳ حصے ملیں گے۔

باپ کی موجودگی میں بہن بھائی وارث نہیں ہوتے

س ...... ماں، باپ، چار بھائی (دو شادی شدہ)، پانچ بہنیں (ایک شادی شدہ) کے حصہ میں جائداد کا کتنا حصہ آئے گا۔ ایک بھائی کے چار بچے اور ایک بہن کے دو بچے ہیں یعنی کل افراد ۱۷ ہیں۔

ج ...... کل مال کا چھٹا حصہ ماں کا ہے اور باقی باپ کا، باپ کی موجودگی میں بہن بھائی وارث نہیں ہوتے۔

لڑکیوں کو وراثت سے محروم کرنا

وراثت میں لڑکیوں کا حصہ کیوں نہیں دیا جاتا

س ...... آپ کے صفحہ میں وراثت سے متعلق ایک سوال پڑھا تھا؟ آپ سے پوچھنا یہ ہے جس طرح لڑکوں کو ورثہ دیا جارہا ہے اِس طرح لڑکی کا حصہ کیوں نہیں دیا جاتا؟ عموماً عورتیں بھائیوں سے شرما حضوری میں براہ راست حصہ نہیں مانگتیں جبکہ وہ حقیقتاً ضرورت مند ہیں۔

ج ...... شریعت نے بہن کا حصہ بھائی سے آدھا اور بیٹی کا حصہ بیٹے سے آدھا رکھا ہے اور جو چیز شریعت نے مقرر کی ہے اس میں شرما شرمی کی کوئی بات نہیں۔ بہنوں اور بیٹیوں کا شرعی حصہ ان کو ضرور ملنا چاہئے جو لوگ اس حکم خداوندی کے خلاف کریں گے وہ سزائے آخرت کے مستحق ہوں گے اور ان کو اس کا معاوضہ قیامت کے دن ادا کرنا پڑے گا۔

وراثت میں لڑکیوں کو محروم کرنا بدترین گناہ کبیرہ ہے

س ...... تقسیم سے پہلے ہمارے نانا کپڑے کا کاروبار کرتے تھے۔ یہاں درمیان میں کچھ بھی کیا ہو لیکن مرنے سے کچھ عرصے پہلے انہوں نے برنس روڈ میں ایک چائے خانہ کھولا ہوا تھا جس کو بعد میں مٹھائی کی دکان میں تبدیل کر لیا۔ دکان پگڑی کی تھی اور بڑے بیٹے کے نام تھی، بعد میں دکان چل پڑی اور بہت مشہور ہوگئی۔ بڑے بیٹے نے اپنے بھائیوں میں وہ دکانیں بانٹ لیں اس طرح نانا کے مرنے پر بچوں نے صرف بھائیوں میں جائیداد تقسیم کر دی، لڑکیوں کو کچھ نہیں دیا، کچھ عرصے بعد نانی کا انتقال ہوا انہوں نے جو رقم نقد چھوڑی تھی لڑکوں میں تقسیم ہوگئی لڑکیوں کو کچھ نہیں ملا۔

اب مولانا صاحب! آپ سے عرض ہے کہ آپ صحیح صورت حال کا اندازہ لگا

کر جواب دیجئے کہ کیا ان لوگوں کا یہ طرز عمل ٹھیک ہے؟ کیا اس سے مرنے والوں کی روحیں بے چین نہ ہوں گی ویسے بھی ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ حقداروں کا حق کھانے والا کبھی پھلتا پھولتا نہیں۔

ج ...... بیٹیوں اور بہنوں کو وراثت سے محروم کرنا بدترین گناہ کبیرہ ہے، آپ کے نانا، نانی تو اس کی سزا بھگت ہی رہے ہوں گے۔ جو لوگ اس جائیداد پر اب ناجائز طور پر قابض ہیں وہ بھی اس سزا سے بچ نہیں سکیں گے۔ لڑکوں کو چاہئے کہ بہنوں کا حصہ نکال کر ان کو دے دیں۔

کیا بچیوں کا بھی وراثت میں حصہ ہے

س ...... ہم پانچ بہن بھائی ہیں دو بھائی اور تین بہنیں۔ سب شادی شدہ ہیں۔ ماں باپ حیات ہیں۔ ہم بھائی جس مکان میں رہ رہے ہیں وہ ہماری اپنی ملکیت ہے چونکہ ہم بھائیوں کی بیویاں ایک جگہ رہنا پسند نہیں کرتیں اس لئے ہم نے یہ مکان فروخت کرنے کا فیصلہ کیا ہے مکان کا سودا بھی ہو گیا ہے۔ اب صورتحال یہ ہے کہ جب بہنوں کو یہ معلوم ہوا کہ ہم مکان فروخت کر رہے ہیں انہوں نے بھی مکان میں اپنے حصہ کا مطالبہ کر دیا ہے۔ میں نے ان سے کہا کہ باپ کی جائیداد میں بیٹیوں کا حصہ نہیں ہوتا جبکہ بہنیں اپنا حصہ لینے پر اصرار کر رہی ہیں۔ مولانا صاحب اب آپ ہی ہماری بہنوں کو سمجھائیں کہ باپ کی جائیداد میں لڑکیوں کا حق نہیں ہوتا اور مولانا صاحب اگر میں ہی غلطی پر ہوں تو براہ کرم کتاب و سنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ کیا ہماری بہنیں بھی اس جائیداد میں سے حصہ کی حقدار ہیں اور اگر ہیں تو بہنوں کے حصے میں کتنی رقم آئے گی؟ آپ کا احسان مند رہوں گا۔

ج ...... یہ تو آپ نے غلط لکھا ہے کہ باپ کی جائیداد میں بیٹیوں کا حصہ نہیں ہوتا۔ قرآن کریم نے بیٹی کا حصہ بیٹے سے آدھا بتایا ہے۔ اس لئے یہ کہنا تو جہالت کی بات ہے کہ باپ کی جائیداد میں بیٹیوں کا حصہ نہیں ہوتا۔ البتہ جائیداد کے حصے والد کی وفات کے بعد لگا کرتے ہیں اس کی زندگی میں نہیں۔ اپنی زندگی میں اگر والد دینا چاہے تو بہتر یہ ہے کہ سب کو برابر دے لیکن اگر کسی کی ضرورت و احتیاج کی بناء پر زیادہ دے دے تو گنجائش

ہے۔ بہر حال آپ کو چاہئے کہ آپنی بہنوں کو بھی دیں۔ بھائیوں کا دوگنا حصہ اور بہنوں کا اکہرا۔

لڑکیوں کو وراثت سے محروم کرنا

س ...... آپ نے "وراثت میں لڑکیوں کو محروم کرنا" کے جواب میں یہ فرمایا کہ "آپ کے نانا، نانی تو اس کی سزا بھگت ہی رہے ہوں گے۔" میری سمجھ میں نہ آسکا کہ غلطی کا ارتکاب تو لڑکوں نے کیا ہے پھر مرحوم والدین کو کس بات کی سزا مل سکتی ہے؟ کیا نانا اور نانی کو اپنی زندگی ہی میں جائیداد شرعی طور پر تقسیم کر دینی چاہئے تھی؟

ج ...... چونکہ نانا، نانی سوال کے مطابق قصور وار نظر آرہے تھے اس بنا پر وہ بھی سزا کے مستحق ہوں گے لیکن اگر اس معاملے میں ان کی مرضی شامل نہیں تھی بلکہ بعد کے ورثاء نے لڑکیوں کو محروم کیا تو وہ اس حدیث کی وعید کے مستحق نہیں ہوں گے۔

س ...... ایک صاحب جائیداد جن کی تین لڑکیاں اور ایک لڑکا ہے، لڑکیاں اپنے اپنے گھر خوش و خرم ہیں اور مال و زر جہیز کی صورت میں ہیں دے دیا گیا ہے لڑکا ڈاکٹری کی تعلیم حاصل کر رہا ہے۔ والدین کی خواہش ہے کہ اب تمام جائیداد کا مالک ڈاکٹر بیٹا ہی رہے اور تقسیم نہ ہونے پائے کیونکہ تقسیم کر دینے سے چاروں کو معمولی رقم میسر آئے گی۔ کیا اسلام اس کی اجازت دیتا ہے؟

س ...... اسلام میں جہیز کی کوئی قید یا اجازت نہیں ہے اور آج کل معاشرہ والدین کی بساط سے زیادہ کا خواہاں ہوتا ہے کیا جہیز کو والدین کی جانب سے وراثت تصور نہیں کیا جاسکتا؟

س ...... کیا والدین کو شرعی رو سے اپنی زندگی میں یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ اپنی اولاد میں کسی ایک یا دو کو ساری جائیداد بخش دیں؟

س ...... کیا والدین وصیت نامہ لکھ کر چار اولادوں میں سے کسی ایک کو حقدار مقرر کر سکتے ہیں؟

س ...... اگر تینوں اولادیں بخوشی اپنا حصہ چھوٹے بھائی کو دینے کے لئے تیار ہوں۔ یہ تینوں بالغ ہیں اور والدین کی بھی خوشی ہے۔ کیا لڑکیوں کو اپنے اپنے شوہر سے اجازت طلب کرنی ہوگی۔ کیا والدین اس طرح تقسیم کر سکتے ہیں؟

س ...... میرا اہم سوال یہ ہے کہ جہیز کو وراثت مان لیا جائے ہم اسلام و قرآن کے احکام کے پابند ہیں۔ جہیز کی پابندی معاشرہ کراتا ہے۔ لہٰذا جہیز کو وراثت کیوں نہ سمجھ لیا جائے یا نیت کر لی جائے۔ بعض اوقات تو ایسا ہوتا ہے کہ لڑکیوں کو جہیز میں اتنا دیا جاتا ہے کہ باقی اولاد کے لئے کچھ بھی باقی نہیں رہتا۔

ج ...... وراثت مرنے کے بعد تقسیم ہوتی ہے زندگی میں والدین اپنی اولاد کو جو کچھ دیتے ہیں وہ ان کی طرف سے عطیہ ہے اس کو وراثت سمجھنا صحیح نہیں، اور وارثوں میں کسی وارث کو محروم کرنے کی وصیت کرنا بھی جائز نہیں۔ البتہ اگر وارث سب عاقل و بالغ ہوں تو اپنی خوشی سے ساری وراثت ایک وارث کو دے سکتے ہیں والدین اپنی اولاد کو جو عطیہ دیں اس میں حتی الوسع برابری کا لحاظ رکھنا ضروری ہے تاکہ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ پس اگر لڑکیوں کو کافی مقدار میں جہیز دیا جاچکا ہو تو لڑکی کے جہیز سے دوگنا مالیت کا سامان والدین اپنے لڑکے کو عطا کر سکتے ہیں۔ امید ہے آپ کے سارے سوالوں کا جواب ہو گیا ہو گا۔

وراثت سے محروم لڑکی کو طلاق دے کر دوسرا ظلم نہ کرو

س ...... زید کے انتقال کے بعد ان کی جائیداد زید کی بیوی نے فروخت کر کے لڑکوں کی رضامندی سے اپنے مصرف میں لے لی۔ جبکہ زید کی اولاد میں لڑکی بھی ہے اس طرح انہوں نے حکومت اور شرعی دونوں قانون کی رو سے لڑکی کو وراثت کے حق سے محروم کیا جو شرعی اور قانونی جرم ہے۔ اس حق تلفی کے سلسلہ میں لڑکی کے شوہر کو کیا اقدام کرنا چاہئے؟ آیا لڑکی کو طلاق دے کر لڑکی والوں کو سبق سکھانا جائز عمل ہو گا؟ جبکہ لڑکی والے ہٹ دھرمی پر آمادہ ہیں اور اپنی غلطی تسلیم نہیں کرتے اور نہ ہی وہ اس فعل پر نادم ہیں۔

ج ...... لڑکی کو محروم کر کے انہوں نے ظلم کیا۔ اور اگر عقلمند شوہر اس کو طلاق دے گا تو اس مظلومہ پر دوسرا ظلم کرے گا جو عقل و انصاف کے خلاف ہے۔

نابالغ، یتیم، معذور، رضاعی اور منہ بولی اولاد کا ورثہ میں حصہ

نابالغ بھائیوں کی جائیداد اپنے نام کروانا

س ...... کیا بڑے بھائی یا بڑی بہن کو اس بات کا حق ہے کہ وہ نابالغ بھائیوں یا نابالغ بہنوں کا حق ملکیت اپنے نام منتقل کر لے یا بہن اپنے نابالغ بہن یا بھائیوں کی طرف سے ان کا حق بھائیوں کو منتقل کر دے؟

ج ...... نابالغ بھائیوں کی جائیداد اپنے نام منتقل کروانا جائز نہیں۔ یتیموں کا مال کھانے کا وبال ہوگا۔

یتیم بچی کو وراثت سے محروم کرنا

س ...... ایک بھائی فوت ہو گیا جائیداد میں بہت کچھ چھوڑا۔ ایک بچی کو یتیم چھوڑ کر مرا لیکن چچا نے اس کا حصہ نہیں دیا تمام جائیداد اپنے اکلوتے بیٹے کے نام کر کے مر گیا۔ بیٹا اچھا خاصا پڑھا لکھا اور مسئلے مسائل سے واقف ہے کیا وہ بھی گناہ گار ہے؟ کیا اس کو اس یتیم کا حصہ دینا چاہئے؟ اسلام اس بارے میں کیا کہتا ہے؟

ج ...... اس یتیم بچی کا حق ادا کرنا اس لڑکے کے ذمہ ضروری ہے۔ ورنہ یہ بھی اپنے باپ کے ساتھ دوزخ میں پہنچے گا۔

رضاعی بیٹے کا وراثت میں حصہ نہیں

س ...... میرے نانا کے دو لڑکے ہیں اور دودھ پینے کے رشتے سے میں ان کا تیسرا بیٹا ہو گیا ہوں کیا میرے نانا کے مرنے کے بعد ان کی جائیداد میں میرا بھی کوئی حصہ ہوگا یا نہیں؟

ج ...... نانا کی جائیداد میں آپ کا کوئی حصہ نہیں۔

کیا لے پالک کو جائیداد سے حصہ ملے گا

س ...... کیا بے اولاد شخص اپنے برادران سے ناراض ہو کر غیر کفو خاندان سے بچہ لے کر لے پالک بنا سکتا ہے؟ جبکہ اس کے برادران اور دیگر قریبی رشتہ دار سب ہی اس کی دلجوئی کی خاطر (جس بچہ کو وہ خود چاہے) دینے کو تیار ہیں جو اس پر بار بھی نہ ہو بلکہ خدمت کرے اور اپنے اخراجات کا خود کفیل بھی ہو۔ بالفرض وہ شخص اپنے اقارب سے کوئی بچہ نہ لے تو کیا غیر کفو لے پالک اس شخص کے ترکہ کا کلی وارث ہو جائے گا اور اعزہ محروم۔ اگر وہ شخص اس طرح تحریر بھی کر دے کہ متبنّیٰ کلی وارث ہے؟

ج ...... شرعاً لے پالک وارث نہیں ہوتا خواہ اپنے خاندان کا ہو یا غیر خاندان کا۔ اس لاوارث کے مرنے کے بعد اس کی وراثت شرعی وراثوں کو پہنچے گی لے پالک کو نہیں۔

منہ بولی اولاد کی وراثت کا حکم

س ...... ہم لوگ آٹھ بہن بھائی ہیں اور میرے سوا سب صاحب اولاد ہیں میری شادی خالہ زاد سے ہوئی ہے اور تقریباً ۱۶ سال سے کوئی اولاد نہیں ہے۔ میں نے اور میرے شوہر نے اپنی مرضی اور اتفاق سے میری سگی بھانجی اور میرا چھوٹا بھائی بطور اولاد کے لے کر پالے ہیں اور یہ دونوں اب جوان ہو رہے ہیں اور میرے شوہر کا کوئی بھائی نہیں ایک بہن ہے جس کے تین بچے ہیں۔ جو ہم سے الگ رہتے ہیں۔

پوچھنا یہ ہے کہ ہمارے ان دونوں بچوں یعنی میرے بھائی اور میری بھانجی کی ہمارے ساتھ شرعی حیثیت کیا ہے اور ان دونوں کی آپس میں کیا حیثیت ہوگی کیا یہ دونوں آپس میں بہن بھائی کہلا سکتے ہیں اور کیا میرے شوہر ان کے ساتھ اپنی ولدیت لگا سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہماری جائیداد میں ان کا کیا حصہ ہو گا۔ جب کہ ہمارا ان کے سوا کوئی نہیں ہے۔

ج ...... ان دونوں کا حکم آپ کی اولاد کا نہیں نہ ان کی ولدیت تبدیل کرنا جائز ہے۔ آپ لوگ اپنی زندگی میں اپنی جائیداد کا مالک ان کو بنا دیں یہ دونوں آپس میں ناموں بھانجی ہیں۔ بہن بھائی نہیں۔

کیا ذہنی معذور بچے کو بھی وراثت دینا ضروری ہے

س ...... میرے تین بچے ہیں۔ دو لڑکے ایک لڑکی اور ان کے درمیان وراثت کا معاملہ یوں تو صاف ہے یعنی پانچ حصوں میں دو دو لڑکوں کے ایک لڑکی کا۔ مگر اس میں غیر معمولی بات جو حل طلب ہے وہ یہ کہ میرا بڑا لڑکا پیدائشی کمزور دماغ کا غیر معمولی حالت کا ہے یعنی نہ وہ بول سکتا ہے نہ اس کو عقل و شعور ہے۔ اس غیر معمولی حالت کی وجہ سے میں نے اس کو انگلستان میں ایک بچوں کے اسکول یا ہسپتال میں داخل کر دیا تھا۔ جس کی دیکھ بھال اور کل اخراجات حکومت انگلستان اٹھاتی ہے۔ گویا ایک طرح میرا خون کے رشتہ کے علاوہ کوئی تعلق نہیں ہے۔ اب ایسی حالت میں وہ حق دار تو ضرور ہے مگر وراثت کا استعمال نہ وہ کر سکتا ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے اور نہ وہ طالب ہو سکتا ہے۔ ایسی حالت میں کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ جائیداد صرف ان دونوں بچوں کو ہی دے دی جائے۔ تین حصہ کر کے ایک لڑکی کا اور دو لڑکے کے۔

ج ...... معذور اولاد تو زیادہ ہمدردی کی مستحق ہوتی ہے۔ نہ کہ اس کو وراثت سے محروم کر دیا جائے۔ آپ اپنی زندگی میں اس کو محروم کر کے دنیا میں اپنے لئے جہنم کا سودا نہ کریں۔ اس کا حصہ محفوظ رہنا چاہئے۔ خواہ اس کی ضرورت ہو یا نہ ہو۔ اور امکانی وسائل کے ساتھ اس کا حصہ پہنچانے کی کوشش کرنی چاہئے۔ بہرحال وراثت سے محروم کرنا جائز نہیں۔

معذور بچے کا وراثت میں حق

س ...... دماغی یا جسمانی معذور بچے کا اپنے باپ کی وراثت میں اتنا ہی حق ہے جتنا کہ صحت مند بہن بھائیوں کا یا کہ کم زیادہ ہے؟

۲۔ یہ بھی بتائیں کہ اگر کوئی بھائی اس معذور کی دیکھ بھال کا ذمہ دار بنے تو اس پر یہ خرچ معذور کے حصے میں سے کرے گا یا اپنے مصارف میں سے کرے گا؟

ج ...... معذور بچے کا حق بھی اتنا ہی ہے جتنا دوسرے کا حق ہے۔ البتہ اگر اس کی معذوری کے مدنظر اپنی زندگی میں اس کو دوسروں سے زیادہ دے دے تو جائز ہے۔

۲۔ جو بھائی معذور کی کفالت کر رہا ہے وہ معذور پر اسی کے مال میں سے خرچ کرے گا بشرطیکہ معذور کے پاس مال موجود ہو۔ اور اگر اس کے پاس اپنا مال نہ ہو تو اس کا خرچ تمام بھائی بہن وراثت کے حصہ کے مطابق برداشت کریں گے۔ جس کی تشریح یہ ہے کہ اگر یہ معذور کچھ مال چھوڑ کر مرے تو اس کے بھائی بہنوں کو جتنا جتنا حصہ وراثت کا ملتا ہے اتنا اتنا حصہ اس کے ضروری اخراجات کا ادا کریں۔

مدت تک مفقود الخبر رہنے والے لڑکے کا باپ کی وراثت میں حصہ

س ...... زید نے رانی سے شادی کی پھر دوران حمل زید اور رانی میں طلاق ہو گئی، رانی نے طلاق نامہ میں لکھوایا کہ موجود حمل سے لڑکا یا لڑکی تولد ہو تو اس کے نان و نفقہ یا پرورش کا ذمہ دار زید نہ ہو گا نہ ہی زید اس اولاد کا مالک ہو گا۔ چنانچہ زید مرتے دم تک اس اولاد (لڑکے) سے لاتعلق رہا۔ اب یہ لڑکا زید کے ورثے میں شرعاً حقدار ہے یا نہیں اگر ہے تو کس قدر؟

ج ...... یہ لڑکا زید کا شرعاً وارث ہے اور زید کے دوسرے لڑکوں کے برابر کا حقدار ہے۔ طلاق نامے میں یہ لکھ دینا کہ اس حمل سے پیدا ہونے والے بچے کا زید سے کوئی تعلق نہ ہو گا، شرعاً غلط اور باطل ہے۔ باپ بیٹے کے نسبی تعلق کی نفی کا نہ باپ کو حق ہے نہ ماں کو۔

س ...... سوال نمبرا سے پیوستہ ہے۔ زید کی پہلی بیوی سے ایک لڑکی اور ایک لڑکا ہے۔ لڑکی زید کی زندگی میں ہی فوت ہو گئی اور اپنے پیچھے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا چھوڑا۔ زید کی دوسری بیوی سے ایک لڑکا ہوا جبکہ زید اور اس کی بیوی رانی میں دوران حمل طلاق ہو چکی تھی جیسا کہ سوال نمبر مندرجہ بالا میں ذکر ہو چکا ہے، اب وہ لڑکا تقریباً ۴۹ سال تک مفقود الخبر رہنے کے بعد زید کے ترکے میں سے حصہ مانگتا ہے۔ اگر شرعاً وہ حقدار ہے تو کس قدر؟ فرض کریں کہ زید کی املاک کی مالیت دس لاکھ روپے ہو تو اس کی تقسیم کا شرع محمدی (صلی اللہ علیہ وسلم) میں کیا کلیہ و قاعدہ ہے؟

(۱) اگر زید کی دوسری بیوی سے لڑکا شامل ہو۔

(ب) اگر زید کی مرحومہ بیٹی کی اولاد (۲ لڑکیاں اور ایک لڑکا) بھی شامل ہوں۔
ج ...... زید کی پہلی بیوی کا لڑکا وارث ہے جیسا کہ اوپر لکھا جاچکا اور عرصۂ دراز تک مفقود الخبر رہنے سے اس کا حق وراثت باطل نہیں ہوا۔

زید کی لڑکی چونکہ اپنے والد کی زندگی میں فوت ہو گئی اس لئے لڑکی کی اولاد زید کی وارث نہیں ہوگی۔ صورت مسئولہ میں زید کے صرف دو وارث ہیں پہلی بیوی رانی کا لڑکا جو عرصہ تک مفقود الخبر رہا اور دوسری بیوی کا لڑکا یہ دونوں برابر کے وارث ہیں اس لئے زید کا ترکہ اگر دس لاکھ ہے تو دونوں کو پانچ پانچ لاکھ دیا جائے۔
نوٹ ...... اگر زید کی وفات کے وقت اس کی دوسری بیوی زندہ تھی تو دس لاکھ میں سے ایک لاکھ پچیّس ہزار اس کا حصہ ہے باقی ماندہ آٹھ لاکھ پچھتر ہزار دونوں بھائیوں پر برابر تقسیم ہوگا اور بیوہ کے انتقال کے بعد بیوہ کا حصہ صرف اس کے لڑکے کو ملے گا۔

سوتیلے اعزہ میں تقسیم وراثت کے مسائل

متوفیہ کی جائداد بیٹے، شوہر ثانی، اولاد، والد، بھائی کے درمیان کیسے تقسیم ہوگی

س ...... کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ مہر النساء بنت قاری احمد علی خان صاحب کی دوسری شادی قریب ایک سال ہوا ریاض احمد سے ہوئی تھی، مہر النساء کا مرا ہوا بچہ پیدا ہوا اور اس کے ایک ماہ بعد مہر النساء کا انتقال ہو گیا۔ مرحومہ کے وارثین و ملکیت درج ذیل ہیں لہٰذا علماء سے درخواست ہے کہ وہ حصہ رسدی کی شرح سے مطلع فرمائیں۔

۱۔ ریاض احمد خان	شوہر ثانی
۲۔ ظاہر علی خان	بیٹا پہلے شوہر سے
۳۔ حامد علی خاں	حقیقی بھائی
۴۔ قاری احمد علی	والد حقیقی

منقولہ وغیرہ منقولہ جائیداد۔ نقد رقم، زیورات، فرنیچر، مرحومہ کے کپڑے، ایک اسکوٹر جو مرحومہ نے خرید کر شوہر کو بطور ہبہ دیا تھا، سلائی کی مشین، وقف جائیداد یہ جائیداد کلکتہ میں اولاد کے لئے وقف ہے اور مرحومہ کو اور اس کے بھائی حامد علی خاں کو (ننھیال کی طرف سے ملی ہے۔) مہر۔ دوسرے شوہر ریاض کے ساتھ جب عقد ہوا تو گیارہ ہزار روپیہ سکہ رائج الوقت مہر بندھا تھا جو کہ سب کا سب باقی ہے۔ کیا یہ ایک کو یا سب کو ملے گا۔ نیز پہلے شوہر سے بھی متوفیہ کا مہر مرحومہ کی ملکیت میں آتا ہے، وہ بھی

اس میں شامل ہوگا یا نہیں؟

ج...... اس صورت میں مسماۃ مہرالنساء کا مال متروکہ جس میں اس کے دونوں نکاحوں کا مہر بھی شامل ہے، تجہیز و تکفین کرنے اور قرضہ ادا کرنے اور وصیت پوری کرنے کے بعد ورثاء پر بطریق ذیل تقسیم ہوگا۔

شوہر ریاض احمد کو۔ ۳۔ والد قاری احمد علی کو۔ ۲ بیٹا۔ ظاہر علی خان کو۔ بھائی حامد علی خان، محروم۔ یعنی متوفیہ کے کل مال کے بارہ حصے کئے جائیں گے۔ ان میں سے ایک چوتھائی یعنی ۳ حصے شوہر کو ملیں گے اور چھٹا حصہ یعنی بارہ میں سے ۲ حصے والد کو اور باقی سات حصے بیٹے کو ملیں گے اور بھائی محروم ہوگا۔ اولاد کے لئے وقف شدہ جائیداد میں صرف متوفیہ کے بیٹے ظاہر علی خان کا حق ہوگا شوہر اور والد کا کوئی حصہ نہیں ہے۔ اسکوٹر جو متوفیہ نے اپنے دوسرے شوہر کو خرید کر بطور ہبہ دیدی تھی وہ بھی ترکہ میں شامل نہیں ہوگی۔

دو بیویوں کی اولاد میں مرحوم کی وراثت کیسے تقسیم ہوگی

س...... ہمارا گھرانہ مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں سے گھرانے کے سربراہ کا انتقال ۱۹۵۹ء میں ہوگیا ہے۔ گھرانے کے سربراہ کی دو بیویاں تھیں، ان میں سے پہلی بیوی کا انتقال شوہر سے پہلے ہوا ہے۔ اس سے ایک بیٹی تھی اور ایک بیٹا ہے۔ بیٹی کا انتقال باپ کے بعد ۱۹۶۱ء میں ہوچکا ہے۔ اور اس میں سے ایک بیٹا ہے۔ اس طرح دوسری بیوی زندہ ہے اور اس سے دو بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ ان افراد میں سے ہر ایک کا جائیداد میں کیا حصہ ہوگا اور جائیداد تیں لاکھ روپے میں فروخت ہو رہی ہے تو ہر ایک کے حصے میں کتنی رقم آئے گی۔ ؟

ج...... تجہیز و تکفین، ادائے قرضہ جات اور تہائی مال سے نفاذ وصیت کے بعد مرحوم کا کل ترکہ ۸۸ حصوں پر تقسیم ہوگا۔ ان میں سے بیوہ کے ۱۱ ہر لڑکے کے ۱۴ اور ہر لڑکی کے ۷ حصے ہوں گے۔ تیں لاکھ روپے کو جب ان حصوں پر تقسیم کیا جائے تو وارثوں کے حصہ میں مندرجہ ذیل رقم آئے گی۔

بیوہ۔ سینتیس ہزار پانچ سو (۳۷۵۰۰)

ہر لڑکا۔ سینتالیس ہزار سات سو ستائیس روپے ستائیس پیسے (۴۷۷۲۷/۲۷)

ہر لڑکی۔ تیئس ہزار آٹھ سو تریسٹھ روپے تریسٹھ پیسے (۶۳/ ۲۳۸۶۳)
نوٹ۔ جس لڑکی کا انتقال ہو چکا اس کا حصہ اس کے لڑکے کو دیا جائے۔ اور اگر لڑکے کا باپ زندہ ہے تو اس کا ایک چوتھائی اس کو دیا جائے اور تین حصے لڑکے کو۔

بیوہ، سوتیلی والدہ، والد، اور بھائیوں، بیٹے کے درمیان وراثت کی تقسیم

س...... میرے والد صاحب کا انتقال ہو گیا آبائی جائیداد زمین اور سرکاری طور پر سروس سے کاٹا ہوا پیسہ چھوڑ گئے ہیں اس میں تقسیم میراث کا طریقہ بتلائیں ورثاء کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے سوتیلی والدہ۔ والد۔ چھ بھائی، دو بیٹے اور ایک بیوہ۔

ج...... مرحوم کی کل جائیداد۔ (ان کے قرضہ جات ادا کرنے کے بعد اگر ان کے ذمہ کچھ ہوں) اور تہائی مال میں وصیت نافذ کرنے کے بعد (اگر وصیت کی ہو) ۴۸ حصوں پر تقسیم ہوگی ان میں سے چھ حصے ان کی بیوہ کے، آٹھ حصے ان کی والد کے اور ۱۷۔ ۱۷ حصے ان کے دونوں لڑکوں کے۔ صورت مسئلہ:

بیوہ ۶	والد ۸	لڑکا ۱۷	لڑکا ۱۷	بھائی محروم

دوسری جگہ شادی کرنے والی والدہ، بیوی، اور تین بہنوں کے درمیان وراثت کی تقسیم

س...... ایک شخص فوت ہو گیا ہے اور اس کی تین بہنیں ہیں اور ایک بیوی ہے۔ (اولاد کوئی نہیں ہے)۔ اور والدہ نے دوسری شادی کی ہے تو تقسیم ترکہ فقہ حنفی کے حساب سے کس طرح ہوگی۔ جبکہ ایک تایا بھی ہے اور وہ بھی کچھ آس لگائے بیٹھا ہے؟

ج...... صورت مسئولہ میں مرحوم کا ترکہ (ادائے قرض و نفاذ وصیت کے بعد) انتالیس حصوں میں تقسیم ہو گا۔ چھ والدہ کے، نو بیوی کے، اور، آٹھ آٹھ تینوں بہنوں کے۔ تایا کو کچھ نہیں ملے گا۔ نقشہ حسب ذیل ہے۔

بیوہ ۹	والدہ ۶	بہن ۸	بہن ۸	بہن ۸

ہبہ میں وراثت کا اطلاق نہیں ہوتا

س...... میرے شوہر کا انتقال ہو گیا، اس نے اپنی زندگی میں ایک مکان بنوا کر مجھے دے

دیا تھا۔ یعنی مجھے مالک بنا دیا تھا۔ اور اس کے ایک حصے کو کرایہ کے طور پر دیا تھا اور ہم دونوں اس مکان کے دوسرے حصے میں رہتے تھے۔ اور ایک حصہ کا کرایہ میں وصول کرتی تھی کیونکہ اس نے اپنی زندگی اور صحت میں وہ مکان میرے قبضہ میں دیدیا تھا۔ اور اس کرایہ کی رقم کو بلا شرکت غیرے میں تصرف میں لاتی رہی۔ مکان مجھے دینے کا بہت سے لوگوں کے سامنے مرحوم نے ذکر کیا تھا۔ جن میں باشرع کئی لوگ گواہ ہیں تو کیا اس مکان میں وراثت جاری ہوگی؟

۲۔ میرے شوہر اپنے سوتیلے بھائی کے ساتھ کاروبار میں شریک تھے اور میرے شوہر کی کوئی اولاد نہیں (نہ لڑکے اور نہ لڑکیاں) دیگر ورثاء درج ذیل ہیں۔ ۱۔ مرحوم کی بیوہ یعنی میں خود ۲۔ مرحوم کا ایک سگا بھائی۔ ۳۔ مرحوم کے دو سوتیلے بھائی۔ ۴۔ اور مرحوم کی ایک سوتیلی بہن۔ (باپ شریک) ان کے علاوہ کوئی اور وارث نہیں ہے۔ ازروئے شرع وراثت کیسے تقسیم کی جائے گی؟

ج...... جبکہ زید نے اپنا مکان بیوی کے نام ہبہ کر کے بیوی کو مکان کا مالک بنا دیا اور قبضہ بھی بیوی کا ہے اور اس پر متعدد لوگ گواہ بھی موجود ہیں۔ تو یہ ہبہ شرعاً پورا اور لازم ہوگیا۔ اب اس مکان میں وراثت جاری نہیں ہوگی۔ مکان کے علاوہ متوفی زید کا اثاثہ بیوی اور حقیقی بھائی پر اس طرح تقسیم ہوگا کہ کل ترکہ کا ربع یعنی چوتھا (حصہ) اولاد نہ ہونے کی وجہ سے بیوی کو ملے گا اور باقی ترکہ حقیقی بھائی کو دیدیا جائے گا۔ باپ شریک بھائی بہن محروم ہیں ان کو کچھ نہیں ملے گا تقسیم کی صورت یہ ہوگی:

بیوی ۱ حقیقی بھائی ۳ باپ شریک بہن بھائی محروم

سوتیلے بیٹے کا باپ کی جائیداد میں حصہ

س...... کیا سوتیلے بیٹے کو باپ کی جائیداد سے حصہ مل سکتا ہے جبکہ شادی کے وقت وہ بچہ اپنی ماں کے ساتھ آیا ہو۔ اور اب اپنے بچوں کے ساتھ الگ اپنے گھر میں رہتا ہے۔

ج...... اس بچے کا سوتیلے باپ کی وراثت میں کوئی حصہ نہیں ہے۔

سوتیلی ماں اور بیٹے کا وراثت کا مسئلہ

س...... میرے والد صاحب جو پاکستانی شہری تھے انڈیا میں انتقال کر گئے اور وہیں دفن کر

دیئے گئے۔ عدت کی میعاد بڑھ جانے کے باوجود سوتیلی والدہ ۱۵ دن بعد کراچی آگئیں۔ یہاں آکر عدت میں انڈیا سے لایا ہوا مال فروخت کیا۔ میں اکلوتی اولاد ہوں، سوتیلی ماں کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ یہ واضح رہے کہ سوتیلی والدہ سے کسی قسم کا خونی یا خاندانی رشتہ نہیں ہے۔ آنے کے بعد انہوں نے والد صاحب کی چھوڑی ہوئی نقدی اور قیمتی سامان ادھر ادھر کرنا شروع کر دیا۔ والد صاحب نے ایک پلاٹ ایک فلیٹ۔ نقدی۔ زیور۔ قیمتی سامان۔ پیپر کٹنگ مشین وغیرہ تقریباً ۵ لاکھ کی مالیت کا سامان چھوڑا، سب سے پہلے مالک مکان نے میرے دادا کے نام کی رسید (والد صاحب کے نام، میرے نام نہیں) ڈائرکٹ سوتیلی ماں کے نام پرانی تاریخوں میں تبدیل کر دی۔ اسے مکان سے دلچسپی تھی، وہ بیوہ کو اکیلا سمجھ کر رسید بدلنے کے بدلے میں مکان اونے پونے میں لینا چاہتا ہے۔ رسید بدلنے سے میرے رشتہ داروں کی دلچسپی کا مرکز میری سوتیلی والدہ بن گئیں۔ میں نوکری پیشہ غیر ہنر مند ہوں۔ محدود تنخواہ میں مشکل سے گزارہ کرتا ہوں۔ الگ مکان میں رہتا ہوں۔ (تقریباً ۱۰ سال سے)۔ والد صاحب سے صرف سوتیلی والدہ ہی اختلاف کا باعث تھی۔ وہ مصلّے پر بیٹھ کر کہتی تھیں، میں اس گھر میں رہوں گی یا تیرا بیٹا رہے گا۔ روز کے جھگڑوں سے تنگ آکر آخر باپ کی خاطر میں نے قربانی دی، بیمار باپ صدمے سے بچ جائے گا اور روز کا جھگڑا ختم ہو جائے گا۔ باپ سے تعلقات اچھے تھے۔ ۱۹۸۰ء میں حج پر گئے تو مجھے تسلی دی کہ تو کب تک نوکریاں کرے گا۔ واپس آکر مکان بڑا لے کر دو حصے کر لیں گے اور دوکان (کاروبار) چھوٹی موٹی کھول لیں گے تو سنبھالنا میں نگہداشت کرتا رہوں گا۔ آخر تو بھی بیمار رہتا ہے۔ لیکن والدہ نے مجھے ذلیل کر کے گھر سے نکال دیا۔ کہنے لگیں میں تیری شکل دیکھنا نہیں چاہتی۔ مالک مکان نے موقع سے فائدہ اٹھا کر بلڈنگ میں داخلے پر پابندی لگا دی۔ اور مجھ سے بہانہ یہ کیا کہ میں تمہارا حصہ دلوا دوں گا۔ تمہارا چودہ آنہ حصہ بنتا ہے۔ میں نے والدہ کے ساتھ ہر تعاون کی پیش کش کی لیکن وہ میرے ساتھ رہ کر دولت کھونا نہیں چاہتی تھی۔ کوئی رشتے دار میری حمایت میں نہیں بولتا۔ ۱۹۸۰ء میں والد صاحب نے حج کے فارم میں وارث کے کالم میں میرا ہی نام لکھوایا تھا۔ کئی دفعہ مطلع کرنے کے بعد کوئی میری حمایت کو راضی نہیں ہوا۔

چہلم پر سوتیلی والدہ نے تکبر سے لوگوں کو کہا جس نے کھانا کھانا ہو، کھالے ورنہ سب یتیم خانے میں دیدوں گی اور کہتی ہیں کہ میں ایک پیسہ کا حصہ نہیں دوں گی۔ پلاٹ مسجد میں دیدوں گی۔ کیا مجھے اس جائیداد میں وراثت کا حق نہیں، جو رکاوٹ ڈال رہے ہیں ان کے لئے شریعت کیا کہتی ہے؟ شوہر کے پیچھے اسے یہ سب کچھ ملا اور بیٹے کے حق کو مار رہی ہے؟ کیا یہ صحیح ہو رہا ہے؟ کیا میں غلطی پر ہوں۔ وہ سب حق پر ہیں اس پورے مسئلہ پر تبصرہ کریں۔

ج ..... آپ کے والد کی جائیداد میں آپ کی سوتیلی والدہ کا آٹھواں حصہ ہے۔ اور باقی سات حصوں کے وارث آپ ہیں۔ اگر وہ اس میں کوئی ناجائز تصرف کریں گی تو اپنی عاقبت برباد کریں گی۔ آپ کو بہرحال مطمئن ہونا چاہئے۔ آپ اگر عدالت سے رجوع کر سکتے ہیں تو کریں اور اگر اتنی ہمت نہیں تب بھی آپ کی چیز آپ ہی کی ہے۔ یہاں نہ ملی تو آخرت میں ملے گی جبکہ آپ وہاں یہاں سے زیادہ ضرورت مند اور محتاج ہوں گے۔ آپ نہ تو اپنی سوتیلی والدہ کی بے ادبی کریں اور نہ کسی دوسرے کی شکایت کریں جتنے لوگ آپ کو والد کی وراثت سے محروم کرنے کی کوشش میں حصہ لے رہے ہیں وہ سب اپنے لئے جہنم خرید رہے ہیں۔ کسی بزرگ کا ارشاد ہے کہ سب سے بڑا احمق وہ ہے جو دنیا کی خاطر اپنے دین کو برباد کرتا ہے اور اس سے بڑھ کر احمق وہ ہے جو دوسروں کی دنیا کے لئے اپنے دین کو تباہ و برباد کرتا ہے۔

مرحوم کے ترکہ میں دونوں بیویوں کا حصہ ہے

س ..... ہمارے والد کی دو شادیاں تھیں۔ پہلی بیوی سے ہم دو بھائی اور دوسری بیوی سے ایک لڑکی ہے۔ ہمارے والد کو فوت ہوئے تقریباً دس سال گزر چکے ہیں اور اس عرصہ میں ہماری دوسری والدہ نے دوسرا عقد کر لیا ہے جس سے ان کے تین بچے ہیں۔ اب ہم اپنے والد کی وراثت منقولہ وغیر منقولہ کو تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ اب آپ بتائیں کہ ہم میں سے ہر ایک کو کتنا حصہ ملتا ہے اور ہماری دوسری والدہ کو کتنا حصہ؟ اگر شرعاً ان کا حق ہو، ذرا تفصیل سے بتائیں مہربانی ہوگی۔

ج ..... آپ کے والد مرحوم کا ترکہ اس کی دونوں بیویوں اور اولاد میں اس طرح تقسیم ہو گا۔

پہلی بیوی ۵ دوسری بیوی ۵ لڑکا ۲۸ لڑکا ۲۸ لڑکی ۱۴

یعنی کل ترکہ کے ۸۰ حصے بنا کر آٹھویں حصہ کی رو سے دونوں بیویوں کو ۱۰ حصے (ہر ایک کو ۵۔۵ حصے کر کے ملیں گے اور بقیہ ۷۰ حصے اس کی اولاد میں اکہرا دہرا کے حساب سے تقسیم ہوں گے) دونوں لڑکوں کو ۲۸۔ ۲۸ کر کے اور لڑکی کو ۱۴ حصے ملیں گے۔ الغرض مرحوم کے ترکہ میں دوسری بیوی کا حصہ بھی ہے۔

دو بیویوں اور ان کی اولاد میں جائداد کی تقسیم

س ...... ایک شخص کی دو بیویاں ہیں۔ ایک سے ایک لڑکا اور دوسری سے تین لڑکے ہیں، وہ اپنی جائداد ان پر تقسیم کرنا چاہتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جائداد دونوں بیویوں میں تقسیم ہوگی اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ نہیں چاروں لڑکوں میں تقسیم کرنا ہوگی۔ شریعت کی رو سے اس جائداد کو کس طرح تقسیم کیا جائے؟

ج ...... شرعاً اس کی جائداد کا آٹھواں حصہ دونوں بیویوں کے درمیان اور باقی سات حصے چاروں لڑکوں کے درمیان مساوی تقسیم ہوں گے گویا اس کی جائداد کے اگر ۳۲ حصے کر لئے جائیں تو ان میں سے دو دو حصے دونوں بیویوں کو ملیں گے اور باقی ۲۸ حصے چار لڑکوں پر سات حصے فی لڑکا کے حساب سے برابر تقسیم ہوں گے۔

والدہ مرحومہ کی جائداد میں سوتیلے بہن بھائیوں کا حصہ نہیں

س ...... ہماری والدہ صاحبہ فوت ہو چکی ہیں اور ہم دو بھائی ہیں اور تین بھائی سوتیلے ہیں۔ آپ بتائیں کہ جائداد کا وارث کون ہو گا؟

ج ...... جو چیزیں آپ کی والدہ کی ملکیت تھیں۔ ان کی وراثت تو صرف ان کی اولاد ہی کو پہنچے گی۔ سوتیلے بھائی بہنوں کو نہیں۔ البتہ آپ کے والد کی جائداد میں سوتیلے بھائیوں کا بھی برابر کا حصہ ہے۔ واللہ اعلم

مرحوم کی میراث سوتیلے باپ کو نہیں ملے گی

س ...... میرا ایک پیارا دوست جو کہ ایک بینک میں ملازم تھا، عین عالم جوانی میں بجلی کے

شاٹ کے بہانے مالک حقیقی سے جاملا اس کو بینک کی طرف سے کچھ معاوضہ ملنے والا ہے اور بینک کے قرضے سے اس نے ایک مکان بنوایا تھا مکان بند پڑا ہے خود اور والدین کی رہائش دوسرے اپنے ذاتی مکان میں ہے۔ مرحوم شادی شدہ تھا اور اس کے تین بچے بھی ہیں۔ دو لڑکے ایک لڑکی۔ اب آیئے مسئلہ کی طرف وہ یہ ہے کہ اس کا جو والد ہے جس کے پاس وہ رہتا تھا وہ اس کا سگا باپ نہیں ہے۔ سوتیلا باپ ہے۔ اس کی ماں نے اس کے ساتھ نکاح کیا تھا جس کی قومیت بھی دوسری ہے۔ ماں زندہ ہے جب تک مرحوم زندہ تھا اس پر یہ باپ بڑا ظلم کرتا تھا۔ اب کہتا ہے اس کا وارث میں ہوں جو کچھ ہے اور مکان میرا ہے میرے نام ہونا چاہئے جب کہ اس کی بیوی کہتی ہے کہ میں اس کی بیوی ہوں اور اس کے تین بچے صغیر ہیں جو کچھ ملے مجھے اور میرے بچوں کو ملے، تم اس کے سگے باپ بھی نہیں ہو، باپ کہتا ہے یہ تمام کی ملکیت ہے جس کے گھر میں جتنے بھی آدمی ہیں دس بارہ حصہ دار ہیں۔ بیوی کہتی ہے میں اور میرے بچے در بدر ہو جائیں گے۔

ج ...... مرحوم کے ترکہ سے پہلے اس کا قرض ادا کیا جائے اور جو کچھ باقی بچے اس میں چھٹا حصہ مرحوم کی والدہ کا ہے۔ آٹھواں حصہ اس کی بیوی کا ہے۔ سوتیلے والد کا اس میں کوئی حصہ نہیں، نہ مکان میں اور نہ روپے پیسے میں۔ باقی اکہرا دہرا کے حساب سے بچوں کا ہے۔

تفصیل یہ کہ کل ترکہ کو ۱۲۰ حصوں پر تقسیم کر کے بیوہ کو ۱۵، ماں کو ۲۰، ہر لڑکے کو ۳۴، ۳۴ اور لڑکی کو ۱۷ حصے دیئے جائیں گے۔

والد مرحوم کا ترکہ دو بیویوں کی اولاد میں تقسیم کرنا

س ...... ہمارے والد صاحب کا انتقال ہو گیا، والد صاحب کی دو بیویاں تھیں۔ ایک سے ۳ اور دوسری سے ۵ بچے ہیں، پہلی بیوی کا انتقال ہو گیا۔ ورثاء کی تفصیل یہ ہے پانچ لڑکے اور تین لڑکیاں اور ایک بیوہ ہے۔ جبکہ کل جائداد، زیورات بیوہ کے قبضہ میں ہے اور وہ عدت میں ہے۔

ج ...... مرحوم کا کل ترکہ بعد از ادائے قرض و نفاذ وصیت ۳۱۲ حصوں پر تقسیم ہو کر وارثوں کو حسب ذیل حصے ملیں گے۔

بیوہ ۳۹ لڑکا ۴۲ لڑکا ۴۲ لڑکا ۴۲ لڑکا ۴۲

لڑکا ۴۲ لڑکی ۲۱ لڑکی ۲۱ لڑکی ۲۱

مرحوم کی بیوہ کا اس کی جائداد پر اپنے حصہ سے زیادہ قابض ہونا ناجائز ہے۔

مرحوم کا ترکہ کیسے تقسیم ہوگا جبکہ والد، بیٹی اور بیوی حیات ہوں

س ..... میرا نام غزالہ شفیق احمد ہے میں اپنے والد کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ میری پیدائش کے دو سال بعد میرے والدین میں علیحدگی ہوگئی تھی۔ اس کے پانچ سال بعد میرے والد نے دوسری شادی کر لی تھی لیکن ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ اب مسئلہ یہ ہے کہ میرے والد کا انتقال ہوگیا ہے اور ان کا ایک مکان اور دکان جو ۸۰ گز پر ہے جو کہ پہلے میرے دادا نے (جو ماشاء اللہ حیات ہیں) خریدا اور بنوایا تھا اور اپنے بیٹے شفیق کے نام گفٹ کر دیا تھا اور اس کے تین سال بعد میرے والد کا انتقال ہوگیا۔ اب جبکہ میں ان کی اکلوتی بیٹی، ان کی دوسری بیوی اور ان کے والد حیات ہیں مہربانی کر کے آپ یہ بتائیں کہ والد کے انتقال کے بعد ہم سب کا کتنا حصہ بنتا ہے؟

ج ..... آپ کے مرحوم والد کا کل ترکہ (ادائے ماوجب کے بعد) آٹھ حصوں میں تقسیم ہوگا۔ آٹھواں حصہ آپ کی سوتیلی والدہ کا، چار حصے (یعنی کل ترکہ کا آدھا) آپ کا، اور باقی ماندہ ۳ حصے آپ کے دادا کے ہیں

اور ہاں! آپ نے یہ نہیں لکھا کہ آپ کی دادی صاحبہ بھی زندہ ہیں یا نہیں؟ اگر دادی صاحبہ نہ ہوں تب تو مسئلہ وہی ہے جو میں نے اوپر لکھ دیا اور اگر دادی صاحبہ بھی موجود ہوں تو کل ترکہ کا چھٹا حصہ ان کو دیا جائے گا۔ اس صورت میں ترکہ کے ۲۴ حصے ہوں گے ان میں ۳ مرحوم کی بیوہ کے، ۴ والدہ کے، ۱۲ بیٹی کے اور ۵ والد کے۔

تین شادیوں والے والد کا ترکہ کیسے تقسیم ہوگا

س ..... ہم تین بھائی اور تین بہنیں ہیں صرف میں پاکستان میں ہوں، باقی سب ہندوستان

میں ہیں۔ والد صاحب کا ہندوستان میں انتقال ہو چکا ہے۔ والد صاحب نے تین شادیاں کی تھیں، پہلی والدہ سے ایک بھائی اور ایک بہن، دوسری والدہ سے میں تنہا اور تیسری والدہ سے ایک بھائی اور دو بہنیں ہیں۔ صرف تیسری والدہ بقید حیات ہیں۔ والد صاحب کے ترکہ کی تقسیم جو ایک مکان اور زمین کی شکل میں ہیں اس کی فروخت کس طور پر ہوگی؟ وضاحت سے جواب دیجئے گا۔

ج...... آپ کے والد مرحوم کا ترکہ (ادائے قرض و نفاذ وصیت از ثلث مال کے بعد) ۷۲ حصوں پر تقسیم ہوگا ان میں سے ۹ حصے بیوہ کے ہیں ۱۴۔ ۱۴ لڑکوں کے اور ۷۔ ۷ لڑکیوں کے نقشہ حسب ذیل ہے۔

بیوہ ۹، لڑکا ۱۴، لڑکا ۱۴، لڑکی ۷، لڑکی ۷۔

ترکہ میں بھائی، بہن، بھتیجے، چچا، پھوپھی وغیرہ کا حصہ

مرحوم کے تین بھائیوں، تین بہنوں اور دو لڑکیوں میں ترکہ کی تقسیم کیسے ہوگی

س...... ایک شخص کا انتقال ہو گیا ہے۔ اس کے ۳ بھائی اور ۳ بہنیں ہیں اور اس کی صرف دو لڑکیاں ہیں، جائیداد کس طرح تقسیم ہوگی۔

ج...... مرحوم کے ترکہ کے ۲۷ حصے ہوں گے، نو، نو دونوں لڑکیوں کے، دو دو تینوں بھائیوں کے اور ایک ایک تینوں بہنوں کا۔

بے اولاد پھوپھی مرحومہ کی جائیداد میں بھتیجی کی اولاد کا حصہ

س...... چند مہینے پہلے میری امی مرحومہ کی پھوپھی صاحبہ کا انتقال ہو گیا، مرحومہ بے اولاد تھیں اور انہوں نے کافی جائیداد اپنے پیچھے چھوڑی ہے۔ ان کے وارثوں میں ان کے

بھتیجے اور بھتیجیاں ہیں۔ یہ وارث تین بھائیوں کی اولادیں ہیں ان تینوں بھائیوں کا بھی انتقال ہو چکا ہے۔ پہلے بھائی کی اولاد میں ۲ لڑکے اور ۴ لڑکیاں ہیں جن میں سے ایک لڑکی (یعنی میری امی) کا انتقال ہو چکا ہے۔ دوسرے بھائی کی اولاد میں ۳ لڑکے ہیں۔

تیسرے بھائی کی اولاد میں ۲ لڑکیاں اور ۴ لڑکے ہیں جن میں سے ایک لڑکے کا انتقال ہو چکا ہے۔ ان دونوں بھتیجا اور بھتیجی کا انتقال پھوپھی صاحبہ کی زندگی میں ہی ہو گیا تھا۔ آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ کیا وراثت میں اس بھتیجا اور بھتیجی کا بھی حق ہے جن کا انتقال پھوپھی صاحبہ کی زندگی میں ہو چکا ہے۔ کیونکہ وہ دونوں صاحب اولاد تھے اور کیا ان کا حق ان کے بچوں کو ملنا چاہئے یا نہیں۔ کیونکہ میں نے سنا ہے کہ سگے نواسہ یا نواسی، پوتا، پوتی کے والدین اگر اپنے والدین کی زندگی میں ہی وفات پا چکے ہوں تو انہیں وراثت میں حق نہیں ملتا۔ لیکن جو رشتے کے نواسہ یا نواسی یا پوتے، پوتی ہوتے ہیں انہیں ان کا حق ملتا ہے۔

اس کے علاوہ مرحومہ پھوپھی صاحبہ کی ایک سوتیلی بہن بھی تھی یعنی باپ تو ایک لیکن ماں دو۔ ان کا بھی انتقال ہو چکا ہے۔ ان کی اولاد کا وراثت میں حق ہے یا نہیں۔

نیز یہ کہ جائیداد میں سے کیا ان بچوں کو بھی حصہ ملے گا جن کے والدین اپنی پھوپھی کی زندگی میں ہی وفات پا چکے تھے۔؟

ج ...... آپ کی امی مرحومہ کی پھوپھی کی جائیداد میں آدھا حصہ تو پھوپھی کی سوتیلی بہن کا ہے۔ (اس کے انتقال کے بعد اس کے لڑکے، لڑکیوں اور شوہر کو ملے گا) باقی نصف حصہ پھوپھی کے ان بھتیجوں کا ہے جو پھوپھی کی وفات کے وقت موجود تھے ان سب بھتیجوں کو برابر ملے گا۔ بھتیجیوں کو (جن میں آپ کی والدہ بھی شامل ہیں) کچھ نہیں ملے گا۔ جو بھتیجے، پھوپھی سے پہلے انتقال کر گئے ان کو بھی کچھ نہیں ملے گا۔

نانا کے ترکے کا حکم

س ...... عرض یہ ہے کہ میرے نانا جان اب سے دو مہینے قبل وفات پا چکے ہیں۔ انہوں نے ترکے میں کچھ رقم اور ایک مکان چھوڑا ہے۔ رقم کو ان کی تجہیز و تکفین وغیرہ میں خرچ کر دیا ہے۔ اب صرف مکان رہ گیا ہے۔ میرے نانا کی اولاد میں سے ایک میری والدہ

ہیں جو میرے ساتھ مقیم ہیں اور ایک میری خالہ تھیں جن کا انڈیا (بھارت) میں ہی ۱۹۶۵ء میں انتقال ہو گیا اور ان کے بچے وغیرہ انڈیا ہی میں رہ رہے ہیں۔ ان کا ہم سے کوئی رابطہ نہیں۔ یہاں یہ بھی وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم لوگوں کے خالہ سے اختلافات بھی نہیں تھے۔ بس ہم دونوں خاندان کسی ایک جگہ مستقل قیام نہ کرنے کی وجہ سے کسی سے کوئی خط و کتابت یا رابطے نہیں رکھ سکے اور نہ ہمارے پاس ایک دوسرے کا پتہ ہے۔

عرض یہ ہے کہ میری والدہ کے علاوہ نانا کی کوئی اولاد نہیں ہے اور والدہ کی طرف سے ہم پانچ بھائی اور تین بہنیں ہیں۔ معلوم یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ان کے ترکے کی رقم کا ہم میں کون کون حقدار ہے اور کس تناسب سے۔ اس کے علاوہ میری والدہ کی خواہش ہے کہ تمام رقوم کو ہم سب بھائی بہن خود میں برابر برابر تقسیم کرلیں تو کیا شرعی طور پر ایسا کرنے پر کوئی ممانعت تو نہیں ہے؟ اس کے علاوہ اگر میں اپنے حصے کی رقم نہ لینا چاہوں یا کسی کے حق میں دستبردار ہونا چاہوں تو کیا ایسا کر سکتا ہوں کہ نہیں؟ جواب سے مطلع فرماکر میری پریشانی دور فرمادیں، عین نوازش ہوگی۔

ج ...... اگر آپ کے نانا مرحوم کے بھائی بھتیجے ہوں یا ان کی اولاد ہو تو ان کو تلاش کیا جائے۔ اگر بھائی یا بھائی کی اولاد نہ ہو تو ان کے (نانا کے) چچا کی اولاد، وہ نہ ہو تو باپ کے چچا کی اولاد، دادا کے چچا کی اولاد، علیٰ ہذا۔ اوپر تک ان کے جدی خاندان میں کوئی موجود ہو تو ان کو تلاش کیا جائے۔ اگر (اوپر کی ذکر کردہ ترتیب کے مطابق) مل جائیں تو نصف آپ کی والدہ کا ہے اور باقی نصف جدی وارثوں کا۔ اور اگر جدی وارثوں میں سے کوئی بھی زندہ نہیں تو پورا مکان آپ کی والدہ کا ہے۔ وہ جس طرح چاہیں تقسیم کر سکتی ہیں۔

مرحوم کی وراثت کے مالک بھتیجے ہونگے نہ کہ بھتیجیاں

س...... الف۔ ب، ج۔ تینوں بھائی فوت ہو گئے "د" جو لاولد ہے، زندہ رہا۔ اس کی زندگی میں اس کی اہلیہ بھی فوت ہو گئی۔ اب "د" بھی فوت ہو گیا ہے۔ "د" نے انتقال کے وقت اپنے پیچھے ایک مکان اور کچھ نقد رقم چھوڑی ہے۔ جس کی قیمت رائج الوقت سکہ کے مطابق تقریباً ایک لاکھ روپیہ بنتی ہے۔ "د" کا ماسوائے تینوں بھائیوں کی

اولاد کے اور کوئی وارث نہیں ہے۔ اب یہ ترکہ کس کو ملے گا۔
ج ...... شرعاً اس کے وارث اس کے بھتیجے ہوں گے بھتیجیاں وارث نہیں ہوں گی۔

مرحومہ کی جائیداد کی تقسیم کیسے ہوگی جبکہ قریبی رشتہ دار نہ ہوں

س ...... ہمارے خاندان میں ایسی عورت کا انتقال ہوا جس کا کوئی حقیقی وارث نہیں ہے۔ شوہر ماں باپ بہن بھائی سب مرحومہ کی زندگی میں انتقال کر گئے۔ اب اس کے ایک سگے مرحوم بھائی اور ایک سگی مرحومہ بہن کی حقیقی اولاد موجود ہے۔ مرحوم بھائی کی اولاد میں ایک بیٹا اور ایک بیٹی حیات ہیں جبکہ اس بھائی کی ایک صاحب اولاد بیٹی کا مرحومہ کی زندگی میں انتقال ہو چکا لیکن اس کا شوہر و اولاد موجود ہے اسی طرح مرحومہ بہن کی اولاد میں دو بیٹے اور تین بیٹیاں حیات ہیں جبکہ اس کا ایک صاحب اولاد بیٹا مرحومہ کی زندگی میں انتقال کر چکا۔ لیکن اس کی اولاد موجود ہے اس عورت کی جائیداد کی تقسیم شرعاً کس طرح ہو سکتی ہے؟
ج :۔ مرحومہ کا وارث صرف اس کا بھتیجا ہے اس کے علاوہ سوال میں ذکر کئے گئے لوگوں میں سے کوئی وارث نہیں۔

بھتیجے وراثت میں حقدار ہیں

س ...... زید انتقال کے وقت کنوارا تھا، اس نے ترکہ میں ایک پلاٹ چھوڑا تھا۔ انتقال کے وقت زید کے دو بھائی اور تین بہنیں تھیں۔ جو کہ اس پلاٹ کے قانونی ورثاء بنے۔ اسی عرصہ میں ایک بھائی کا اور انتقال ہو گیا۔ کیا دوسرے بھائی کے بچے بھی جس کا بعد میں انتقال ہوا پلاٹ کے قانونی ورثاء سمجھے جائیں گے۔ زید کے والدین بہت پہلے انتقال کر چکے ہیں۔
ج ...... جی ہاں مرحوم بھائی کے انتقال کے بعد اس کی اولاد اس کے حصہ کی وارث ہوگی، کیونکہ اس بھائی کا انتقال زید کے بعد ہوا ہے۔

غیر شادی شدہ مرحوم کی وراثت چچا، پھوپھی اور ماں کے درمیان کیسے تقسیم ہوگی

س...... ایک شخص غیر شادی شدہ (کنوارا) وفات پاگیا۔ اس کے ورثاء میں سے ایک والدہ ہے، ایک حقیقی چچا ہے اور ایک حقیقی پھوپھی ہے۔ ازروئے فقہ حنفیہ ان ورثاء کے حصوں کا تعین فرمایا جائے۔

ج...... ترکہ کے تین حصے ہوں گے، ایک تہائی ماں کا اور دو تہائی چچا کا۔

بہن، بھتیجوں، اور بھانجوں کے درمیان وراثت کی تقسیم

س...... محمد اسمٰعیل کا انتقال ہوگیا۔ مرحوم کی ایک حقیقی بہن، چار بھتیجے، ایک بھتیجی، دو بھانجے اور ایک بھانجی ہے۔ والدین اور اولاد کوئی نہیں۔ نہ بیٹا، بیٹی ہیں نہ پوتا، پوتی، صرف مذکورہ بالا وارث ہیں لہٰذا صورت مسئولہ میں مرحوم کی وراثت کا شرعی تقسیم کا طریقہ کیا ہوگا؟ ایک مکان تھا اس کو فروخت کر دیا گیا۔ دفتر سے کاغذات بنوانے میں تین ہزار روپیہ خرچ ہوا۔ تقریباً بارہ ہزار روپیہ کا قرضہ تھا وہ بھی ادا کر دیا گیا۔ مکان فروخت ہوا تیس ہزار میں سے پندرہ خرچ ہو گئے۔ اب صرف پندرہ ہزار روپیہ باقی ہے لہٰذا آنجناب سے گزارش ہے کہ مرحوم کی وراثت کی تقسیم کا شرعی طریقہ کیا ہوگا اور کس کس وارث کو کتنا کتنا حصہ ملے گا؟

ج...... مرحوم کا ترکہ ادائے قرض اور نفاذ وصیت کے بعد آٹھ حصوں پر تقسیم ہوگا۔ چار حصے بہن کے اور ایک ایک حصہ چاروں بھتیجوں کا۔ بھتیجی، بھانجے اور بھانجی کو کچھ نہیں ملے گا۔ نقشہ یہ ہے۔

بہن	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجا	بھتیجی	بھانجے	بھانجی	محروم
۴	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱	۱

بیوی، لڑکوں، اور لڑکیوں کے درمیان وراثت کی تقسیم

س...... میری عمر تقریباً ۶۵ سال ہے۔ میری بیوی حیات ہے۔ میری دو بیٹیاں ہیں۔ دونوں شادی شدہ ہیں اپنے شوہروں اور اولاد کے ساتھ خوش و خرم ہیں۔ ان کے

شوہر اللہ کے فضل سے کھاتے پیتے اور تسلی بخش حیثیت کے مالک ہیں۔ میرے دو بھائی ہیں وہ بھی صاحب اولاد ہیں اور تسلی بخش مالی حیثیت کے مالک ہیں۔ میری بہن نہیں ہے، والدین دونوں فوت ہو چکے ہیں، مکان یا زمین کی صورت میں میری کوئی غیر منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ صرف کچھ نقد ہے کچھ حصص اور بینک میں پی ایل ایس میں محفوظ رقم ہے۔

(۱) اگر میں مندرجہ بالا صورت میں فوت ہو جاؤں تو میرے اثاثہ کی تقسیم میرے ورثاء میں کیسے ہوگی؟

ج۔ آپ کو کیا معلوم ہے کہ آپ کے مرنے کے وقت آپ کے کون کون وارث موجود ہوں گے اور جب تک یہ معلوم نہ ہو، میں وراثت کے حصے کیسے بتاؤں، البتہ یہ کہہ سکتا ہوں کہ اگر آپ کی موت کے وقت یہی وارث ہوئے تو آٹھواں حصہ آپ کی بیوی کو ملے گا دو تہائی دونوں لڑکیوں کو، اور جو باقی بچے گا وہ دونوں بھائیوں کو ملے گا۔ فرض کیجئے تیس ہزار کی رقم ہے دس دس ہزار دونوں بیٹیوں کو ملے گا۔ /۳۷۵۰ (پونے چار ہزار) بیوی کو اور ۶۲۵۰ (چھ ہزار دو سو پچاس) آپ کے دونوں بھائیوں کا ہو گا۔

(۲) اگر میری بیوی مجھ سے پہلے سدھارے تو اس صورت میں میرے ورثاء کے حقوق میں کیا تبدیلی ہوگی؟

ج۔ اس صورت میں دو تہائی دو لڑکیوں کا اور ایک تہائی دونوں بھائیوں کا ہو گا۔

(۳) کیا میری بیوی اور بیٹیوں کی موجودگی میں میرے بھائی یا ان کی اولاد بھی میرے وارث ٹھہرتے ہیں؟

ج۔ جی ہاں لڑکیوں کا دو تہائی اور بیوی کا آٹھواں حصہ دینے کے بعد جو باقی رہتا ہے بھائی اس کے وارث ہیں اور اگر بھائی نہ ہوں تو بھتیجے وارث ہیں۔

بیوہ، بھائی، تین بہنوں کے درمیان جائیداد کیسے تقسیم ہوگی

س...... میرا دوست تھا۔ اس کا انتقال ہو گیا اس کی کوئی اولاد نہیں ہے۔ آپ سے یہ مسئلہ معلوم کرنا ہے کہ اسلام کے مطابق اس کی جائیداد و مال کی کس طرح تقسیم ہوگی اس

کی ایک بیوی ہے ایک سگا بھائی، تین سگی بہنیں اور ایک سگا چچا بھی ہے۔ اس میں کس کس کا کتنا حق ہے اور کس کا بالکل حق نہیں ہے۔ جو اس نے زیور سونا چھوڑا ہے اس پر صرف بیوی کا حق ہے یا اس کو بھی جائیداد و مال میں شامل کر کے تقسیم کیا جائے؟

ج...... ادائے قرض و نفاذ وصیت کے بعد مرحوم کی جائیداد بیس حصوں میں تقسیم ہوگی۔ ان میں پانچ حصے بیوہ کے ہیں چھ بھائی کے اور تین، تین بہنوں کے۔ چچا کو کچھ نہیں ملے گا۔ زیور اگر بیوی کے مہر میں دیدیا تھا تو اس کا ہے ورنہ ترکہ میں شامل ہوگا۔

بیوہ، والدہ، اور بہن، بھائیوں کے درمیان وارثت کی تقسیم

س...... ہمارے بڑے بھائی کا انتقال ہو گیا ہے۔ مرحوم نے لواحقین میں والدہ ۶ بھائی ۶ بہنیں شادی شدہ، بیوہ اور ایک سوتیلی بیٹی شادی شدہ خوش حال چھوڑی ہے۔ جناب سے عرض ہے کہ مرحوم کا ترکہ وارثین میں شریعت اور قانون کے مطابق کس طرح تقسیم کیا جائیگا۔ تحریر فرمادیں جبکہ مرحوم پر قرضہ بھی ہے اور جائیداد کا کچھ حصہ شراکت میں شامل ہے۔

ج...... سب سے پہلے مرحوم کا قرضہ ادا کیا جائے (اگر بیوی کا مہر ادا نہ کیا ہو تو وہ بھی قرضہ میں شامل ہے۔ اور وراثت کی تقسیم سے پہلے اس کا ادا کرنا لازم ہے) اس کے بعد مرحوم نے کوئی وصیت کی ہو تو تہائی مال میں اس کو پورا کیا جائے۔ ادائے قرض اور نفاذ و حیت کے بعد مرحوم کا ترکہ ۱۴۴ حصوں پر تقسیم ہوگا۔ ان میں ۳۶ بیوہ کے، ۲۴ والدہ کے۔ ۱۴۔ ۱۴ چاروں بھائیوں کے اور ۷۔ ۷ چاروں بہنوں کے۔

بیوہ، والدہ، چار بہنوں، اور تین بھائیوں کے درمیان مرحوم کا ورثہ کیسے تقسیم ہوگا؟

س...... زید کا انتقال ہو گیا ہے۔ ورثاء میں ایک بیوہ، ایک والدہ، چار بہنیں، تین بھائی ہیں۔ ان میں ورثہ کس طرح تقسیم ہوگا؟

ج...... تجہیز و تکفین کے مصارف ادائے قرضہ جات اور نفاذ وصیت کے بعد مرحوم کا مکمل ترکہ دو سو چالیس حصوں میں تقسیم ہوگا۔ ان میں چالیس والدہ کے۔ تیں بیوہ کے، چونتیس، چونتیس بھائیوں کے اور سترہ، سترہ بہنوں کے۔

مرحوم کی جائیداد بیوہ، ماں، اور ایک ہمشیرہ، ایک چچا کے درمیان کیسے تقسیم ہوگی

س ...... گلشن ولد خیر محمد کا انتقال ہو چکا ہے اور اس کے مندرجہ ذیل لواحقین ہیں اور وہ زرعی زمین چھوڑ کر مرا ہے۔ ایک بیوہ، ایک ماں، ایک ہمشیرہ اور ایک چچا۔ لہٰذا التماس ہے کہ کس کس کو زمین کا حصہ کتنا ملے گا اور کس کو نہیں ملے گا؟

ج۔ گلشن مرحوم کا ترکہ (ادائے قرضہ جات اور اگر کوئی وصیت کی ہو تو تہائی مال میں وصیت نافذ کرنے کے بعد) بارہ حصوں پر تقسیم ہوگا۔ ان میں تین بیوہ کے، دو والدہ کے، چھ ہمشیرہ کے اور ایک چچا کا۔ نقشہ حسب ذیل ہے۔

بیوہ	والدہ	ہمشیرہ	چچا
۳	۲	۶	۱

مرحوم کی وراثت میں بیوہ اور بھائی کا حصہ

س ...... میرے سگے تایازاد بھائی کا ہمارے مشترکہ مکان میں حصہ تھا۔ مرحوم نے زندگی میں لاتعلقی کر لی تھی۔ وفات کے بعد حساب کیا گیا سب کو حصے تقسیم کئے گئے اس میں تین سال ان کی حیات کے باقی ماندہ وفات کے بعد کرایہ کا پیسہ میرے پاس جمع ہے۔ مرحوم لاولد فوت ہوئے۔ ایک بیوہ ہے اور ایک بھائی۔ مرحوم کے تین سال حیات کی کل رقم بیوہ کو دی جائے، اور چوتھے کی رقم کا ۱/۴ دیا جائے یا کل رقم کا ۱/۴ لاولد بیوہ کو دیا جائے اور باقی ماندہ بھائی کو؟ کیونکہ حسابات ان کی وفات کے بعد ہوئے ہیں۔

ج...... مکان کا حصہ اور اس مکان کے کرایہ کی رقم اور دیگر مال متروکہ کے حقدار مرحوم کی بیوہ اور بھائی ہیں، حقوق متقدمہ کی ادائیگی کے بعد کرایہ کی جملہ رقم وغیرہ میں ۱/۴ بیوہ کا ہے اور بقیہ ۳/۴ بھائی کو ملے گا۔

بہن، بھتیجوں اور بھتیجیوں کے درمیان وراثت کی تقسیم

س ...... ایک شخص انتقال کر گیا اور اپنے پیچھے کافی منقولہ اور غیر منقولہ جائیداد چھوڑ گیا۔ اس کے حسب ذیل سگے رشتہ دار موجود ہیں۔ ایک بہن سگی، بھتیجے آٹھ سگے،

بھتیجیاں پانچ سگی، دو سگے بھائی اس کی وفات سے پہلے فوت ہوگئے ہیں۔ اب شرعی لحاظ سے اس کا منقولہ اور غیر منقولہ مال کس طرح ان کے سگے رشتہ داروں میں تقسیم کیا جائے تاکہ متنازعہ مسئلہ حل ہو جائے۔ ؟

ج ...... اس شخص کا آدھا ترکہ (ادائے قرض اور نفاذ وصیت کے بعد) بہن کو ملے گا اور باقی آدھا آٹھوں بھتیجوں کے درمیان برابر تقسیم ہوگا بھتیجیوں کو کچھ نہیں ملے گا۔ گویا ترکہ کے سولہ حصے کئے جائیں۔ آٹھ حصے بہن کے ہوں گے اور ایک ایک حصہ آٹھوں بھتیجوں کا۔

بے اولاد مرحوم ماموں کی وراثت میں بھانجوں کا حصہ

س ...... میرے ماموں اور ممانی کا انتقال ہوگیا۔ ان کے نام ایک جائیداد تھی لیکن وہ خود صاحب اولاد نہ تھے اور نہ ہی ان کے والدین زندہ تھے۔ میرے ماموں مرحوم کی ایک ہمشیرہ اور ان کے ایک بھائی زندہ تھے۔ بعد میں ان دونوں کا بھی انتقال ہوگیا۔ صاحب جائیداد مرنے والے ماموں صاحب کے حصہ میں بعد میں مرنے والے بھائی اور بہن کی اولاد از روئے شریعت جائیداد میں وارث ہے یا نہیں اور اگر ہے تو کتنی ہے؟

ج ...... آپ کے مرحوم ماموں کے ترکہ کے دو حصے ان کے بھائی کو ملے اور ایک بہن کو۔ ان کے بعد ان کی اولاد اسی تناسب سے وارث ہوگی۔

بھائی کے ترکے کی تقسیم

س ...... ایک شادی شدہ بھائی، کنواری بہن اور بیوہ ماں ہم تین افراد ہیں۔ بیوہ ماں کا ایک لڑکا بغیر شادی اور وصیت کے انتقال کر جاتا ہے اور اپنے پیچھے ایک خطیر رقم چھوڑ جاتا ہے۔ تب کیا آدھی رقم کی وارث ماں ہے یا بھائی؟ اس تمام رقم کا حق دار کون قرار پائے گا۔ براہ کرم اس کی تقسیم سے آگاہ فرمایئے۔

ج ...... مرحوم کے ترکہ میں ایک تہائی ماں کا ہے اور باقی بھائی اور بہن کا۔ اس لئے کل ترکہ ۹ حصوں پر تقسیم ہوگا۔ ان میں سے تین حصے ماں کے، چار بھائی کے اور دو بہن کے ہوں گے۔ جس کا نقشہ حسب ذیل ہے۔

ماں ۳ ...... بھائی ۴ ...... بہن ۲

غیر شادی شدہ شخص کی تقسیم وراثت

س ...... ایک غیر شادی شدہ شخص ایک مکان چھوڑ کر مرجاتا ہے۔ اس وقت اس شخص کے والد اور والدہ زندہ ہوتے ہیں۔ ان کے علاوہ اس کے دو بھائی اور چار شادی شدہ بہنیں بھی ہوتی ہیں۔ مگر والدہ کا کچھ دنوں پہلے انتقال ہو چکا ہے وہ مکان تا حال مرحوم کے نام پر ہے اور اس کی منتقلی کسی بھی وارث کے نام پر نہیں ہوئی ہے۔ مرحوم کی اس جائیداد پر کس کس کا کتنا کتنا حق ہے اور اس کا بٹوارہ کس طرح کیا جائے۔ ؟

ج ...... اس مرحوم کا ترکہ چھ حصوں میں تقسیم ہوگا، ایک حصہ اس کی والدہ کا اور باقی پانچ حصے والد کے۔ پھر والدہ کا حصہ ۳۲ حصوں میں تقسیم ہوگا ان میں سے آٹھ حصے اس کے شوہر کے۔ چھ، چھ دونوں لڑکوں کے اور تین، تین چاروں لڑکیوں کے۔ گویا پورے مکان کے (۱۹۲) حصے کئے جائیں۔ تو اس میں (۱٦۸) لڑکے کے والد کے ہیں چھ ہر لڑکے کے، اور تین ہر لڑکی کے۔

والدین کی زندگی میں فوت شدہ اولاد کا حصہ

قانونِ وراثت میں ایک شبہ کا ازالہ

س ...... شریعت مطہرہ نے جو قوانین بنی نوع انسان کے لئے بنائے ہیں، وہ سب کے سب ہمارے لئے سراسر خیر ہیں، چاہے ہماری سمجھ میں آئیں چاہے نہ آئیں۔ اسلام کے وراثت کے قوانین لاجواب ہیں، کسی بھی دین یا معاشرت میں ایسے حق و انصاف پر مبنی وراثت کے قوانین نظر سے نہیں گزرے لیکن اسلامی قانون وراثت میں ایک شق ایسی ہے کہ شک ہوتا ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ وہ شق یہ ہے کہ باپ کی زندگی میں اگر بیٹا فوت ہو جائے تو پوتے، پوتی کو وراثت میں کوئی حق نہیں ہے، خیال فرمائیں کہ یہ پوتے، پوتی یتیم ہیں ان کو تو مرحوم باپ کے ترکہ کے حق میں اگر زیادہ نہیں تو کم از کم اتنا تو ملنا چاہئے جو مرحوم باپ کو اگر زندہ ہوتے تو ملتا۔

ایک اور سوال ہے کہ دوسرے پوتے، پوتی جو بیٹے کے زندہ ہوتے ہوئے موجود ہیں ان کو ترکہ ملتا ہے کہ نہیں؟

ج ...... یہاں دو اصول ذہن میں رکھئے۔ ایک یہ کہ تقسیم وراثت قرابت کے اصول پر مبنی ہے، کسی وارث کے مال دار یا نادار ہونے اور قابل رحم ہونے یا نہ ہونے پر اس کا مدار نہیں۔ دوم یہ کہ عقلاً و شرعاً وراثت میں الاقرب فالاقرب کا اصول جاری ہوتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص میت کے ساتھ قریب تر رشتہ رکھتا ہو اس کے موجود ہوتے ہوئے دور کی قرابت والا وراثت کا حقدار نہیں ہوتا۔

ان دونوں اصولوں کو سامنے رکھ کر غور کیجئے کہ ایک شخص کے اگر چار بیٹے ہیں اور ہر بیٹے کے چار چار لڑکے ہوں تو اس کی جائداد لڑکوں پر تقسیم ہوتی ہے۔ پوتوں کو

نہیں دی جاتی اس مسئلے میں شاید کسی کو بھی اختلاف نہیں ہو گا۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ بیٹوں کی موجودگی میں پوتے وارث نہیں ہوتے۔

اب فرض کیجئے ان چار لڑکوں میں سے ایک کا انتقال والد کی زندگی میں ہو جاتا ہے، پیچھے اس کی اولاد رہ جاتی ہے۔ اس کی اولاد دادا کے لئے وہی حیثیت رکھتی ہے جو دوسرے تین بیٹوں کی اولاد کی ہے۔ جب دوسرے بیٹوں کی اولاد اپنے دادا کی وارث نہیں۔ کیونکہ ان سے قریب تر وارث (یعنی لڑکے) موجود ہیں تو مرحوم بیٹے کی اولاد بھی وارث نہیں ہوگی۔

اگر یہ کہا جائے کہ اگر چوتھا لڑکا اپنے باپ کی وفات کے وقت زندہ رہتا تھا، تو اس کو چوتھائی حصہ ملتا۔ اب وہی حصہ اس کے بیٹوں کو دلایا جائے۔ تو یہ اس لئے غلط ہے کہ اس صورت میں اس لڑکے کو جو باپ کی زندگی میں فوت ہوا، باپ کے مرنے سے پہلے وارث بنا دیا گیا۔ حالانکہ عقل و شرع کے کسی قانون میں مورث کے مرنے سے پہلے وراثت جاری نہیں ہوتی۔

الغرض اگر ان پوتوں کو جن کا باپ فوت ہو چکا ہے، پوتا ہونے کی وجہ سے دادا کی وراثت دلائی جاتی ہے تو یہ اس وجہ سے غلط ہے کہ پوتا اس وقت وارث ہوتا ہے جبکہ میت کا بیٹا موجود نہ ہو۔ ورنہ تمام پوتوں کو وراثت ملنی چاہئے اور اگر ان کو ان کے مرحوم باپ کا حصہ دلایا جاتا ہے تو یہ اس وجہ سے غلط ہے کہ ان کے مرحوم باپ کو مرنے سے پہلے تو حصہ ملا ہی نہیں جو اس کے بچوں کو دلایا جائے......

اگر یہ کہا جائے کہ بے چارے یتیم پوتے، پوتیاں رحم کے مستحق ہیں۔ ان کو دادا کی جائداد سے ضرور حصہ ملنا چاہئے تو یہ جذباتی دلیل اول تو اس لئے غلط ہے کہ تقسیم وراثت میں یہ دیکھا ہی نہیں جاتا کہ کون قابل رحم ہے کون نہیں؟ بلکہ قرابت کو دیکھا جاتا ہے۔ ورنہ کسی امیر کبیر آدمی کی موت پر اس کے کھاتے پیتے بیٹے وارث نہ ہوتے بلکہ اس کے مفلوک اور تنگ دست پڑوسی کے یتیم بچوں کو وراثت ملا کرتی کہ وہ ہی قابل رحم ہیں۔

علاوہ ازیں اگر کسی کے یتیم پوتے قابل رحم ہیں تو شریعت نے اس کو اجازت دی ہے کہ وہ تہائی مال کی وصیت ان کے حق میں کر سکتا ہے، اس طرح وہ ان کی قابل

رحم حالت کی تلافی کر سکتا ہے...... مذکورہ بالا صورت میں ان کے باپ سے ان کو چوتھائی وراثت ملتی۔ مگر دادا وصیت کے ذریعہ ان کو تہائی وراثت کا مالک بنا سکتا ہے۔ اور اگر دادا نے وصیت نہیں کی تو ان بچوں کے چچاؤں کو چاہئے کہ حسن سلوک کے طور پر اپنے مرحوم بھائی کی اولاد کو بھی برابر کے شریک کر لیں لیکن اگر سنگدل دادا کو وصیت کا خیال نہیں آتا اور ہوس پرست چچاؤں کو رحم نہیں آتا تو بتایئے اس میں شریعت کا کیا قصور ہے کہ محض جذباتی دلائل سے شریعت کے قانون کو بدل دیا جائے اگر شریعت کے ان احکام کے بعد بھی کچھ لوگوں کو یتیم پوتوں پر رحم آتا ہے اور وہ ان بچوں کو بے سہارا نہیں دیکھنا چاہتے تو انہیں چاہئے کہ اپنی جائداد ان بچوں کے نام کر دیں کیونکہ شریعت کی طرف سے بے سہارا لوگوں کے ساتھ حسن سلوک کا بھی حکم ہے اور اس سے یہ بھی اندازہ ہو جائے گا کہ ان بے سہارا بچوں پر لوگوں کو کتنا ترس آتا ہے۔

شریعت نے پوتے کو جائداد سے کیوں محروم رکھا ہے جبکہ وہ شفقت کا زیادہ مستحق ہے

س...... ۶ جنوری کے اخبار جنگ اسلامی صفحہ پر "آپ کے مسائل اور ان کا حل" میں ایک مسئلہ تھا وراثت کے متعلق اور آپ نے اس کا جواب لکھا تھا جس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی شخص کا انتقال اپنے والد سے پہلے ہو جاتا ہے تو اس کے والد کے انتقال کے بعد والد کی جائداد میں اس کی اولاد کا کوئی حصہ نہیں۔

یہ تو بے شک شریعت اسلامی کا فیصلہ ہے اور مذہب اسلام وہ واحد مذہب ہے جس میں انسانی زندگی کے تمام مسائل کا حل موجود ہے اور جس حسن و خوبی سے اسلام نے تمام مسائل کا حل پیش کیا ہے دنیا کا کوئی دوسرا نظام ایسی مثال پیش نہیں کر سکتا۔ تمام احکام اسلامی اپنے اندر کوئی نہ کوئی مصلحت پوشیدہ کئے ہوئے ہیں جو کہ بعض اوقات ایک عام انسان کی عقل سے بالاتر بھی ہو سکتے ہیں اور صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے انسان کو خلاف عقل معلوم ہوتے ہیں۔ مذکورہ مسئلہ بھی کچھ اسی طرح کا ہے کہ ہم جیسے انسانوں کو خلاف عقل معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ بات بظاہر انصاف کے خلاف معلوم ہوتی ہے کہ ان بے سہارا بچوں کو یونہی بے سہارا رہنے دیا جائے۔ انہیں اپنے والد کے حق سے بھی

محروم کر دیا جائے جبکہ دوسری طرف اسلام ہر طرح یتیموں کی مدد کی ترغیب دیتا ہے۔

براہ مہربانی تفصیل سے اس مسئلے کی وضاحت کر دیں تاکہ میرے جیسے اور بہت سے لوگوں کے ذہنوں میں جو یہ بات کھٹک رہی ہے، صاف ہو جائے۔

ج ...... جس شخص کے صلبی بیٹے موجود ہوں اس کی وراثت اس کے بیٹوں ہی کو ملے گی۔ بیٹوں کی موجودگی میں پوتا شرعاً وارث نہیں۔ اگر دادا کو اپنے پوتوں سے شفقت ہے اور وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کی جائداد میں اس کے یتیم پوتے بھی شریک ہوں تو اس کے لئے شریعت نے دو طریقے تجویز کئے ہیں۔

اول یہ کہ اپنے مرنے کا انتظار نہ کرے بلکہ صحت کی حالت میں اپنی جائداد کا اتنا حصہ ان کے نام منتقل کرا دے جتنا وہ ان کو دینا چاہتا ہے اور اپنی زندگی ہی میں ان کو قبضہ بھی دلا دے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ وہ مرنے سے پہلے اپنے یتیم پوتوں کے حق میں تہائی جائداد کے اندر اندر وصیت کر جائے کہ اتنا حصہ اس کے مرنے کے بعد ان کو دیا جائے۔

فرض کیجئے کہ کسی شخص کے پانچ لڑکوں میں سے ایک اس کی زندگی میں فوت ہو جاتا ہے۔ دادا اپنے مرحوم بیٹے کی اولاد کے لئے اپنی تہائی جائداد تک کی وصیت کر سکتا ہے۔ حالانکہ اگر ان بچوں کا باپ زندہ ہوتا تو اس کو اپنے باپ کی جائداد میں سے پانچواں حصہ ملتا جو اس کی اولاد کو منتقل ہوتا۔ اب وصیت کے ذریعے پانچویں حصے کی بجائے دادا ان کو تہائی حصہ دلا سکتا ہے۔ اور اگر دادا کو اپنے پوتوں پر اتنی بھی شفقت نہیں کہ وہ اپنی زندگی میں ان کو کچھ دے دیں یا مرنے کے بعد دینے کی وصیت ہی کر جائے تو انصاف کیجئے اس میں قصور کس کا ہے دادا کا یا شریعت کے قانون کا ہے؟

مرحوم بیٹے کی جائداد کیسے تقسیم ہوگی نیز پوتوں کی پرورش کا حق کس کا ہے

س ...... میرا جوان بیٹا، عمر تقریباً ۴۰ سال، قضائے الٰہی سے داغ مفارقت دے گیا ہے۔

سرکار کی طرف سے ملازمت کا تقریباً تین لاکھ روپیہ ملا ہے۔ تقریباً اسی ہزار کے پرائز بونڈ اور تقریباً پندرہ ہزار کا زیور جو لڑکے کی ماں نے اس کی بیوی کو پہنایا تھا۔ باقی کچھ اور چھوٹی موٹی چیزیں ہیں۔ میت کے وارثوں میں اس کے بوڑھے والدین۔ ایک بیوہ اور تین بچے یعنی ایک لڑکی اور دو لڑکے جو ابھی نابالغ ہیں اور زیر تعلیم ہیں۔ ان کے علاوہ میت کی تین بہنیں اور چار بھائی بھی بوقت وفات موجود ہیں۔ بیوہ مصر ہے کہ اسے سروس اور پنشن وغیرہ کا تمام روپیہ اور اس کا سب سامان مع اس کے جہیز کے اور دونوں طرف کے زیورات دے دیئے جائیں اور بچے بھی خود اپنے پاس رکھنا چاہتی ہے۔ کہتی ہے کہ وہ بیوہ ہوئی ہے طلاق تو نہیں ہوئی۔ مولانا صاحب مجھے اپنے پوتوں کا بہت درد ہے مگر کل کلاں کو سارا مال سمیٹ کر پوتے میرے دروازے پر ڈال گئی تو میں کیا کر سکتا ہوں اور میرا کون ساتھ دے گا۔ میں نے بہت کہا کہ دونوں طرف سے برادری کے کچھ آدمی لاؤ ان کے روبرو فیصلہ ہو جائے کہ بچے مستقل کون اپنے پاس رکھے گا مگر نہیں مانتی اور اپنے بھائیوں کو آئے دن مار کٹائی کے لئے لے آتی ہے۔ براہ کرم جواب سے نوازیں تاکہ میں اسے بھی دکھادوں۔

ج..... آپ کے مرحوم بیٹے کا ترکہ ۱۲۰ حصوں پر تقسیم ہوگا ان میں سے ۱۵ حصے بیوہ کے ہیں، ۲۰ حصے والدہ کے، ۲۰ حصے والد کے ۲۶، ۲۶ دونوں لڑکوں کے اور ۱۳ حصے لڑکی کے۔ اس لئے مرحوم کی بیوہ کا یہ دعویٰ غلط ہے کہ مرحوم کا سارا ترکہ اس کے حوالے کر دیا جائے۔

۲..... بچوں کا نان ونفقہ دادا کے ذمہ ہے اور ان کے مال کی حفاظت بھی اسی کے ذمہ ہے۔ لہٰذا بچوں کے حصہ کی حفاظت دادا کرے گا بچوں کی ماں کو اس کا کوئی حق نہیں۔

۳..... لڑکے سات برس کی عمر تک ماں کی پرورش میں رہیں گے، سات برس کی عمر ہونے پر ان کی پرورش دادا کے ذمہ ہوگی اور لڑکی جوان ہونے تک والدہ کے پاس رہے گی، پھر دادا کے پاس۔

دادا کی وصیت کے باوجود پوتے کو وراثت سے محروم کرنا

س..... میرے والد صاحب پہلے فوت ہوئے ہیں اور دادا صاحب بعد میں فوت ہوئے

تھے۔ جو زمین میرے دادا صاحب نے اپنے مرنے سے پہلے میرے والد صاحب کو دی تھی وہ اسی جگہ اور مکان میں فوت ہوئے تھے۔ جب میرے والد صاحب فوت ہوئے تو چند سال کے بعد دادا صاحب فوت ہو گئے لیکن دادا صاحب نے فوت ہونے سے پہلے اپنے سب بیٹوں کو کہا تھا کہ میرے پوتے کا آپ سب نے انتقال کرانا اور اس کو اسی زمین میں رہنے دینا اور اس کے ساتھ اچھے رہنا۔ یہ سب زبانی باتیں میرے دادا صاحب نے اپنے بیٹوں کو کہی تھیں، آخر وہ بھی فوت ہو گئے یعنی دادا صاحب، ان کے مرنے کے بعد میرے چچا اور تایا وغیرہ نے انتقال اپنے ساتھ کرایا تھا اب میرے چچا زاد بھائی نے میرے خلاف کیس عدالت میں کیا ہوا ہے کہ آپ کا انتقال نہیں ہے اور آپ اس زمین کے وارث نہیں ہیں۔ وہ یہ کہتے ہیں کہ آپ کا والد پہلے فوت ہوا ہے اور دادا بعد میں۔ اب میرے چچا زاد بھائی یہ بولتے ہیں۔ اس لئے جناب سے عرض ہے کہ کیا میں اس رقبہ کا وارث ہو سکتا ہوں یا کہ نہیں؟ میرے نام انتقال کو ۲۴ یا ۲۵ سال گزر گئے ہیں۔ اب میں اس جگہ پر رہتا ہوں جو میرے دادا اور والد کا مکان ہے۔

ج...... جو واقعات آپ نے بیان کئے ہیں اگر وہ صحیح ہیں تو آپ اپنے والد کی جائداد کے مستحق ہیں کیونکہ آپ کے دادا نے آپ کے حق میں وصیت کر دی تھی چونکہ آپ کا کیس عدالت میں ہے۔ اس لئے عدالت ہی واقعات کی چھان پھٹک کر کے صحیح فیصلہ کر سکتی ہے۔

پوتے کو دادا کی وراثت سے محروم کرنا جائز نہیں جبکہ دادا نے اس کے لئے وصیت کی ہو

س...... کیا دادا کی جائداد میں پوتے کا حق نہیں ہوتا؟ میرے دو چچا ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ تمہارے والد باپ کی زندگی میں مر گئے۔ لہٰذا اب تمہارا جائداد میں قانوناً اور شرعاً حق نہیں ہوتا ہے جبکہ میرے دادا حضور ایک اسٹامپ پر دونوں بیٹوں کے برابر پوتے کو بھی بطور بخشش لکھ کر گئے ہیں۔ برائے مہربانی آپ شرع کی روشنی میں بتائیں یہ بات کہاں تک درست ہے اور کہاں تک غلط۔

ج...... اگر آپ کے دادا آپ کو بھی دونوں چچاؤں کے برابر دے کر گئے ہیں تو ایک تہائی جائداد شرعاً آپ کی ہے۔ آپ کے چچا غلط کہتے ہیں۔

دادا کی ناجائز جائداد پوتوں کے لئے بھی جائز نہیں

س...... ہمارا دادا جو وراثت ہمارے لئے ورثے میں چھوڑ کر گیا ہے یہ وراثت اس کی جائز ملکیت نہیں تھی بلکہ زمین کا ایک حصہ یتیم بچوں کا ناجائز غصب شدہ ہے اور دوسرا حصہ جو ان کی جائز ملکیت تھا وہ فروخت کر دیا گیا (معاوضہ لے کر) اسی فروخت شدہ زمین کا کچھ حصہ محکمہ مال کے کاغذوں میں سابقہ مالک کے نام تھا۔ ایسا یا تو محکمہ مال کی غلطی سے ہوا یا خود مل کر کرایا گیا۔ سات سال مقدمہ کر کے قوانین کے ذریعے یہ بھی واپس لے لیا گیا۔ زمین کے یہ دونوں حصے بیٹوں کے بعد پوتے استعمال کر رہے ہیں؟ کیا اسلام و شریعت کی رو سے یہ زمین ہمارے لئے جائز و حلال ہے؟ جواب عنایت فرمائیں۔

ج...... جس جائداد کے بارے میں یقین ہے کہ وہ یتیموں سے غصب کی گئی ہے وہ نہ آپ کے دادا کے لئے حلال تھی، نہ اس کے بیٹوں کے لئے اور نہ اب پوتوں کے لئے۔ اس جائداد کا کھانا قرآنی الفاظ میں "پیٹ میں آگ بھرنا ہے۔" اس لئے یہ جائداد جن کی ہے ان کو واپس کر دیجئے۔

جائداد کی تقسیم اور عائلی قوانین

س...... میرے والد محمد اسماعیل مرحوم مربعہ نمبر ۲۳ کے نصف حصہ کے مالک تھے۔ ان کی اولاد میں ہم دو بہنیں اور تین بھائی تھے۔ ایک بھائی عبدالرحیم ۱۹۴۹ء میں اور دوسرے بھائی عبدالمجید ۱۹۶۶ء میں وفات پا گئے۔ ۱۹۷۲ء میں والد صاحب بھی دار فانی سے کوچ کر گئے۔ اس وقت ہم دو بہنیں ہاجراں بی بی اور زبیدہ بی بی اور ایک بھائی عبدالرحمٰن بقید حیات ہیں۔ مرحوم بھائی عبدالمجید کی پانچ بیٹیاں ہیں جن میں سے چار شادی شدہ ہیں۔

والد کے انتقال کے بعد متعلقہ حکام نے درج بالا جائداد کو ورثاء میں اس طرح تقسیم کیا کہ عبدالرحمٰن بیٹا ۵/۹ حصہ زبیدہ بی بی ہاجراں بی بی بیٹیاں ۱۰/۲۷ حصہ اور پانچ

پوتیاں ۹/۲ اور پھر اس طرح تقسیم کیا گیا کہ عبدالرحمٰن بیٹا ۳/۱ حصہ، زبیدہ بی بی ہاجراں بی بی، بیٹیاں ۳/۱ حصہ اور پانچ پوتیاں ۳/۱ حصہ۔

چونکہ بھائی عبدالمجید ۱۹۶۶ء میں والد صاحب کی زندگی ہی میں انتقال کر گئے تھے۔ اس لئے ان کے نام کوئی جائداد منتقل ہی نہیں ہوئی تھی تو کیا دادا کی جائداد میں سے اسلامی قانون وراثت کی رو سے پوتیاں حصہ دار ہو سکتی ہیں اگر دادا کی جائداد میں پوتیاں اسلامی قانون وراثت کی رو سے حصہ دار ہو سکتی ہیں تو درست ورنہ بتایا جائے کہ ہماری آج تک شنوائی کیوں نہیں ہو رہی ہے؟ کیا متعلقہ حکام جو چاہیں وہ کرتے رہیں اور ان سے پوچھنے والا کوئی نہ ہو۔ اس سلسلے میں صدر مملکت کی خدمت میں ایک درخوست بھیجی گئی مگر میری تمام گزارشات ردی کی ٹوکری کی نظر کر دی گئیں آخر کار صدر محترم کی خدمت میں تار بھیجے گئے مگر انہیں بھی درخور اعتناء نہ سمجھا گیا۔

گورنر پنجاب کی خدمت میں بھی درخواستیں بھیجی گئیں مگر انہوں نے بھی کوئی توجہ نہ دی کمشنر فیصل آباد کی خدمت میں بھی درخواستیں بھیجی گئیں یہ سب کچھ کرنے کے باوجود کوئی بھی کچھ کرنے کے لئے تیار نہیں۔

اتنی فریاد و پکار کے باوجود بھی اگر ارباب اقتدار کے کانوں پر جوں تک نہ رینگے تو میں نہیں سمجھتی کہ اس مملکت خداداد میں کس قسم کا اسلامی قانون رائج ہے اور ایک عام شہری کب تک نوکر شاہی کے ہاتھوں میں پریشان ہوتا رہے گا۔

آخر میں صدر مملکت و چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر صاحب کی خدمت میں آپ کے موقر جریدے کی وساطت سے یہ گزارش کروں گی کہ اگر اسلامی قانون وراثت کی رو سے پوتیاں دادا کی جائداد میں سے حصہ دار ہو سکتی ہیں تو مجھے کم از کم جواب تو دیں اگر نہیں تو پھر درج بالا جائداد کو قانون اسلام کے مطابق ہم دو بہنوں اور ایک بھائی میں تقسیم کرنے کے احکامات صادر فرمائیں اور متعلقہ حکامُ کے خلاف بھی سخت قانونی کارروائی کا حکم دیں تاکہ آئندہ کسی کو بھی اسلامی قانون کے ساتھ مذاق اڑانے کی جرأت نہ ہو۔

ج ...... شرعاً آپ کے والد مرحوم کی جائداد چار حصوں میں تقسیم ہوگی۔ دو حصے لڑکے کے اور ایک ایک حصہ دونوں لڑکیوں کا۔ پوتیاں اپنے دادا کی شرعاً وارث نہیں۔

پاکستان میں وراثت کا قانون خدائی شریعت کے مطابق نہیں بلکہ ایوب خان کی شریعت کے مطابق ہے، آپ کے والد مرحوم کی جائداد کا انتقال اسی ایوبی شریعت کے مطابق ہوا ہے۔

والد کے ترکہ کی تقسیم سے قبل بیٹی کا انتقال ہو گیا تو کیا اسے حصہ ملے گا

س ...... چار بہن بھائی والدین کے ترکہ کے وارث ٹھہرے، چاروں کی شادیاں ہو گئیں۔ ابھی وراثت کی تقسیم باقی تھی کہ ایک بہن کی موت واقع ہو گئی۔ مرحومہ والدین کے ترکہ میں سے کتنے حصے کی حقدار تھی؟

ج...... آپ نے یہ نہیں لکھا کہ کتنے بھائی تھے اور کتنی بہنیں۔ بہر حال بھائی کا حصہ بہن سے دو گنا ہوتا ہے۔

س ...... اس کے بچے اور میاں اس کے جائداد حصے کی جائداد (زیور اور نقدی کی حالت میں ترکہ) کے جائز وارث ہیں کہ نہیں؟

ج ...... جس بہن کا انتقال والدین کے بعد ہوا ہے وہ بھی والد کے ترکہ کی شرعاً وارث ہے اور اس کا حصہ اس کے شوہر اور اس کی اولاد میں تقسیم ہو گا۔

مرحوم کی وراثت بہن، بیٹیوں اور پوتوں کے درمیان کیسے تقسیم ہو گی؟

س ...... ہمارے ماموں مرحوم گزشتہ سال انتقال فرما گئے اور اپنے پیچھے ایک بڑی جائداد چھوڑ گئے یعنی ۲ مکان (جن کی مالیت تقریباً ۲ لاکھ بنتی ہے) اس کے علاوہ وہ ایک ہوٹل بھی چھوڑ کر گئے ہیں جس کی مالیت تقریباً ۱۲۔ / ۱۵ لاکھ ہے۔ اب صورت حال یہ ہے کہ انہوں نے ابھی تک کوئی تحریری ثبوت ایسا نہیں چھوڑا یا نہیں ملا کہ انہوں نے وہ جائداد اپنی کسی اولاد میں تقسیم کر دی ہے۔ ان کی ۴ بیٹیاں ہیں اور ایک لڑکا تھا جو ان کی زندگی میں ہی وفات پا گیا۔ اس کا ایک لڑکا اور ایک لڑکی موجود ہے۔ لڑکی شادی شدہ اور لڑکا بھی شادی شدہ ہے (یعنی نواسہ اور نواسی) اور ۴ بیٹیاں بھی شادی شدہ ہیں۔ لیکن

اب معلوم ہوا ہے کہ چاروں لڑکیوں نے مل کر کسی قانونی چکر سے وہ تمام جائداد اپنے نام کروالی ہے (آیا یہ بات قانون اور شرعی لحاظ سے جائز ہے) یا یہ کہ اس جائداد میں اور رشتہ دار بھی حق دار بنتا ہے؟ یعنی ہماری امی جو اکیلی بہن ہیں جو قریبی رشتہ رکھتی ہیں، باقی سب مرچکے ہیں۔ دریافت یہ کرنا ہے کہ کیا شرعی طور پر ہماری امی یعنی ماموں کی سگی بہن کو شریعت کوئی حصہ یا حق دار تصور کرتی ہے؟ جب کہ ساری جائداد ماموں کی ذاتی ملکیت ہے یعنی وہ ورثہ میں ملی ہوئی نہیں اس طرح پوتا اور پوتی کا کیا حق بنتا ہے اگر بنتا ہے تو کتنا بنتا ہے؟

ج ...... آپ کے ماموں کی جائداد چھ حصوں میں تقسیم ہوگی ایک ایک حصہ چاروں بیٹیوں کا اور دو حصے بہن کے (یعنی آپ کی والدہ کے)۔ پوتے پوتی وارث نہیں۔

والد سے پہلے فوت ہونے والے بیٹے کا والد کی جائداد میں حصہ نہیں

س ...... ہم چار بھائی ہیں، ہمارے والدین حیات ہیں، مجھ سے دو بڑے بھائی ہیں، سب سے بڑے بھائی کو ہمارے والد صاحب نے ایک مکان بنا کر دے دیا ان کی شادی کر دی، ہم تین بھائی ایک مجھ سے بڑا اور ایک مجھ سے چھوٹا جو والد صاحب کے مکان میں رہتا ہے والد صاحب کے ساتھ۔ مجھ سے بڑے بھائی کا آج سے دس سال پہلے انتقال ہو گیا اور اس کی بیوی اور چھ بچوں کو ۵ سال تک والد صاحب نے پالا اور اس کے بعد اس بیوہ کا نکاح سب سے بڑے بھائی کے ساتھ کر دیا۔ نکاح کے بعد مرحوم بھائی کے بچوں کو بھی اپنے ساتھ اپنے مکان میں لے گیا اور مرحوم کا سارا سامان ہر چیز اپنے مکان میں شفٹ کرلی اور نکاح کے فوراً بعد ہمارے والدین سے بڑے بھائی کی ناراضگی ہو گئی اور ہمارے گھر انہوں نے آنا جانا بند کر دیا اور ۶ سال سے وہ ہمارے گھر یعنی والدین سے ملنے نہیں آئے، نہ مرحوم بھائی کے بچے، سب جوان ہو گئے ہیں وہ بھی نہیں ملتے یعنی کہ بالکل آنا جانا بند ہے اور ساری غلطی بھی بڑے بھائی کی ہے۔ اب بڑے بھائی کہتے ہیں کہ ہمیں مرحوم بھائی کے مکان میں حصہ دیا جائے جبکہ والد صاحب جو کہ حیات ہیں اور کام کاج کرنے کے قابل نہیں ہیں، انہوں نے مکان ہم دو بھائیوں کے نام کر دیا ہے اور ہم

دونوں بھائی بھی شادی شدہ ہیں اور والدین ہمارے ساتھ رہتے ہیں تو قرآن و سنت کی رو سے آپ یہ فیصلہ کریں کہ والد صاحب کو اس مکان میں سے بڑے بھائی کو حصہ دینا چاہئے یا نہیں؟ آپ یہ فیصلہ کر دیں تاکہ ہمارے دل کو سکون مل جائے۔

ج...... آپ کے بڑے بھائی جو اپنے والد کی حیات میں انتقال کر گئے ہیں ان کا والد کی جائداد میں کوئی حصہ نہیں۔

لڑکوں، لڑکیوں اور پوتوں کے درمیان وراثت کی تقسیم

س...... میرے والد کے پاس کچھ زمین اور ایک مکان ہے لیکن میرے والد وفات پا چکے ہیں۔ انہوں نے اپنی اولاد میں لڑکے (تین) اور تین لڑکیاں شادی شدہ چھوڑی ہیں جو موجود ہیں۔ چوتھا نمبر لڑکا جو پانچ سال پہلے وفات پا چکا تھا۔ اس کی اولاد میں بھی چار لڑکے ایک لڑکی ہے۔ یعنی میرے بھائی کی اولاد (میرے والد کے پوتے ہوئے) والدہ، والد کی زندگی میں ہی فوت ہو چکی تھی اب وراثت کی تقسیم کیسے ہوگی؟

ج...... اگر آپ کے والد نے اپنے ان پوتوں کے حق میں جن کا والد پہلے انتقال کر گیا تھا کوئی وصیت کی تھی تو اس وصیت کو پورا کیا جائے اور اگر آپ کے والد صاحب نے کوئی وصیت نہیں کی تو اخلاق و مروت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ اپنے مرحوم بھائی کی اولاد کو بھی برابر کا حصہ دے دیں۔ شرعاً یہ آپ کے ذمہ واجب تو نہیں۔ آپ کے والد کی جائداد نو حصوں پر تقسیم ہوگی۔ دو دو حصے لڑکوں کے اور ایک ایک حصہ لڑکیوں کا۔

مرحومہ کی جائداد ورثاء میں کیسے تقسیم ہوگی؟

س...... مرحومہ والدہ نے جن کی اولاد میں ۳ بیٹیاں اور ۳ بیٹے شامل تھے، ایک بیٹے کا والدہ نے جن کی اولاد میں تین بیٹیاں اور تین بیٹے شامل تھے۔ ایک بیٹے کا انتقال ان کی موجودگی میں ہی ہو چکا تھا جبکہ دوسرے بیٹے کی وفات ان کے بعد ہوئی ہر دو کی بیوائیں اور بچے موجود ہیں۔ اس وقت تین بیٹیاں شادی شدہ اور ایک بیٹا بقید حیات ہیں۔ مرحومہ کی جائداد کس طرح تقسیم ہوگی؟

ج...... مرحومہ کا ترکہ ادائے قرض و نفاذ وصیت از ثلث مال کے بعد سات حصوں پر تقسیم ہوگا۔ دو دو حصے ان دو بیٹوں کے جو والدہ کی وفات کے وقت زندہ تھے اور ایک

ایک حصہ تینوں بیٹیوں کا۔

جو بیٹا مرحومہ کے بعد فوت ہوا اس کا حصہ اس کی بیوہ اور بچوں پر تقسیم ہو گا اور جو بیٹا مرحومہ سے پہلے انتقال کر گیا اس کے وارثوں کو مرحومہ کے ترکہ سے کچھ نہیں ملے گا۔ البتہ اگر مرحومہ ان کے بارے میں کچھ وصیت کر گئی ہیں تو ان کی وصیت کے مطابق ان کو دیا جائے۔

مرحومہ کا ورثہ بیٹوں اور پوتوں کے درمیان کیسے تقسیم ہو گا

س ...... ماں کے بیٹے ماں کی وفات سے چودہ برس پہلے فوت ہو چکے ہیں، مگر پوتے اور پوتیاں موجود ہیں۔ ماں کی بیٹیاں بھی ہیں۔ کیا ماں کے فوت ہونے کے بعد ان کی بیٹیاں اور پوتے، پوتیاں ماں کی ذاتی ملکیت کے حقدار برابر کے ہوتے ہیں؟ کہتے ہیں کہ پوتے، پوتیاں اسلامی نقطہ نظر سے حقدار نہیں ٹھہرتے لیکن ایوبی دور میں وراثت کے کسی آرڈی ننس کے تحت حقدار ٹھہر سکتے ہیں۔ برائے مہربانی اس کی وضاحت کر دیں۔

ج ...... صورت مسئولہ میں ماں کی وراثت کا دو تہائی حصہ اس کی بیٹیوں کو ملے گا اور ایک تہائی اس کے پوتے، پوتیوں کو۔ لڑکے کا حصہ لڑکی سے دوگنا ہو گا۔ یہ فقیر تو خدا تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت پر ایمان رکھتا ہے کسی جنرل خان کی شریعت پر ایمان نہیں رکھتا۔ جس کو اپنی قبر آگ سے بھرنی اور اپنی عاقبت برباد کرنی ہو وہ شوق سے ایوب خان کی شریعت پر عمل کرے۔

مرحوم سے قبل انتقال ہونے والی لڑکیوں کا وراثت میں حق نہیں

س ...... ایک خاندان میں والدین کی وفات سے قبل دو شادی شدہ لڑکیوں کا انتقال ہو جاتا ہے جو کہ صاحب اولاد تھیں۔ ان کی وفات کے بعد والدین انتقال کر جاتے ہیں۔ اب باقی ورثاء جائداد کا کہنا ہے کہ جو لوگ پہلے مر گئے ہیں ان کا اس میں حق نہیں بنتا۔ جناب سے درخواست ہے کہ کتاب و سنت کی روشنی میں بتائیں کہ شریعت کیا کہتی ہے۔ آیا جو دو لڑکیاں والدین کی وفات سے پہلے وفات پا گئی تھیں ان کی اولاد کا اس ورثہ میں حق بنتا ہے کہ نہیں؟

ج ...... شرعاً صرف وہی لڑکیاں، لڑکے وارث ہوتے ہیں جو والدین کی وفات کے وقت زندہ ہوں۔ جن لڑکیوں کی وفات والدین سے پہلے ہوگئی وہ وارث نہیں، نہ ان کی اولاد کا حصہ ہے۔

باپ سے پہلے انتقال کرنے والی لڑکی کا وراثت میں حصہ نہیں

س ...... میرے نانا کی تین لڑکیاں اور پانچ لڑکے ہیں۔ میری ماں کا انتقال نانا کی حیات میں ہوگیا تھا۔ اب نہ تو نانا ہے اور نہ نانی۔ نانا کا مکان تھا جو کہ تقریباً تین لاکھ کا ہے میں اپنی مرحومہ ماں کا اکلوتا بیٹا ہوں۔ کیا نانا کی جائداد میں، میں بھی حقدار ہوں؟ اگر ہوں تو میرا کتنا حصہ ہوگا اس وقت وراثت کے حقدار پانچ لڑکے اور دو لڑکیاں ہیں جبکہ میری ماں اس دنیا میں نہیں۔

ج ...... آپ کے نانا صاحب کے انتقال کے وقت جو وارث زندہ تھے انہی کو حصہ ملے گا۔ آپ کی والدہ کا انتقال آپ کے نانا سے پہلے ہوا اس لئے آپ کی والدہ کا حصہ نہیں۔

نواسہ اور نواسی کا وراثت میں حصہ

س ...... میری ماں کے انتقال کو ساڑھے تین مہینے ہوگئے، ان کے پاس سونے کے دو کڑے اور ایک گلے کا بٹن تھا انہوں نے اپنی زندگی میں کہا تھا کہ بٹن (جو تقریباً ڈھائی تولے کا ہے) میرے بیٹے یعنی مجھ کو دے دیا جائے میں بھائیوں میں اکیلا ہوں اور میری چار بہنیں ہیں۔ ان میں سے دو میری والدہ سے پہلے انتقال کر گئی تھیں دونوں کے ایک ایک بچہ ہے۔ ہاتھ کے کڑے کے لئے انہوں نے کہا کہ چاروں میں آدھا آدھا تقسیم کر دیا جائے یعنی دونوں بہنوں اور ایک نواسی اور نواسہ کو۔ آپ شرع کے مطابق بتائیں کہ ان کو وصیت کے مطابق اسی طرح کر دوں؟ دونوں بہنیں جو حیات ہیں ان کے ساتھ کوئی زیادتی تو نہیں ہوگی جن میں سے چھوٹی بہن کو طلاق ہوگئی ہے اور وہ میرے پاس ہی رہ رہی ہے۔

ج ...... نواسی اور نواسہ آپ کی مرحومہ والدہ کے وارث نہیں، اس لئے ان کے حق میں

جو وصیت کی اس کو پورا کیا جائے یعنی ہاتھ کا ایک کڑا دونوں میں تقسیم کیا جائے۔ آپ کے اور آپ کی بہنوں کے بارے میں جو وصیت کی وہ صحیح نہیں کیونکہ وارث کے حق میں وصیت نہیں ہوتی۔ اس لئے آپ کی والدہ نے جو ترکہ چھوڑا ہے (اگر ان کے ذمہ کچھ قرضہ ہے تو ادا کرنے کے بعد اور جو وصیت کی تھی اس کو پورا کرنے کے بعد) چار حصوں میں تقسیم ہوگا۔ دو حصے آپ کے اور ایک ایک حصہ دونوں بہنوں کا پھر بہن بھائی اگر والدہ کی ہدایت پر خوشی سے عمل کرلیں تو کوئی حرج نہیں۔

مورث کی زندگی میں جائداد کی تقسیم

وراثت کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کے خوف سے زندگی میں وراثت کی تقسیم

س...... اگر کوئی صاحب جائداد جس کے ورثاء آدھی درجن سے زیادہ ہوں اور اس میں کچھ ورثاء خوشحال اور کچھ غریب ہوں تو صاحب جائداد اگر اپنی ملکیت کو ٹکڑے ٹکڑے ہونے اور ضائع ہونے کے خیال سے بچانے کے لئے اپنی ملکیت کی رقم کو شرعی طور پر اپنی زندگی میں تمام ورثاء میں تقسیم کر دے اور پھر اس ملکیت کو کسی غریب اور مستحق وارث کے نام منتقل کر دے تو اس میں شرعاً کیا مسائل پیدا ہو سکتے ہیں؟

ج...... شریعت نے حصے مقرر کئے ہیں، خواہ کوئی امیر ہو یا غریب، اس کو اس کا حصہ دیا جاتا ہے اگر باقی وارثوں کی رضامندی سے کسی ایک کو یا چند کو دیا جائے تو کوئی حرج نہیں اور اگر وارث راضی نہ ہوں تو جائز نہیں۔ یہ مرکر خود بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو جائے گا اس کو اپنے بچنے کی فکر کرنی چاہئے نہ کہ جائداد کو بچانے کی۔

بلبل نے آشیانہ چمن سے اٹھا لیا
اس کی بلا سے بوم بسے یا ہما رہے

اولاد کا والدین کی زندگی میں وراثت سے اپنا حق مانگنا

س...... کوئی اولاد لڑکا یا لڑکی (خاص طور پر لڑکا) شرعی لحاظ سے اپنے والد سے اس کی زندگی ہی میں اس کے اثاثے یا جائداد میں سے اپنا حق مانگنے کا مجاز ہے کہ نہیں؟

ج ...... وراثت تو موت کے بعد تقسیم ہوتی ہے۔ زندگی میں والد اپنی اولاد کو جو کچھ دے دے وہ عطیہ ہے اور ظاہر ہے کہ عطیہ دینے پر کسی کو مجبور نہیں کیا جا سکتا۔

اپنی زندگی میں کسی کو جائداد دے دینا

س ...... کیا صحت مند آدمی اپنی جائداد کسی کو اپنی مرضی سے دے سکتا ہے؟

ج ...... دے سکتا ہے۔ مگر جس کو دے اس کو قبضہ دلا دے اور اگر وارثوں کو محروم کرنے کی نیت ہو تو گناہ گار ہو گا۔

زندگی میں بیٹے اور بیٹیوں کا حق کس تناسب سے دینا چاہئے

س ...... ایک شخص نے اپنی زندگی میں اپنی دولت سے کچھ حصہ نکال کر اس دولت سے ایک جائداد اپنے لڑکے اور لڑکیوں کو جو کہ تمام شادی شدہ ہیں، مشترکہ طور پر دے دی اور اس جائداد میں لڑکوں کے دو حصے اور لڑکیوں کا ایک حصہ مقرر کر دیا اور یہ کہہ دیا کہ میں اپنی زندگی میں ورثہ تقسیم کر رہا ہوں اس لئے اس جائداد میں لڑکوں کے دو دو اور لڑکیوں کا ایک ایک حصہ ہو گا۔ جو کہ ورثہ کی تقسیم کا ایک شرعی طریقہ ہے۔

جائداد جب بیٹوں کو اور بیٹیوں کو دے دی گئی۔ تو بیٹیوں نے باپ سے کہا کہ ہمیں معلوم ہوا ہے کہ زندگی میں اگر ترکہ بانٹا جائے تو لڑکے اور لڑکیوں کا حصہ برابر ہوتا ہے اس کے جواب میں باپ نے کہا کہ میں تو دے چکا۔ لیکن بیٹیوں کا اصرار ہے کہ ان کا حصہ بیٹوں کے برابر ہونا چاہئے کیونکہ ان کے بقول شرعاً یہ پابندی ہے کہ زندگی میں اگر ترکہ بانٹا جائے تو اس میں بیٹے اور بیٹیوں کا حصہ برابر ہوتا ہے۔

ج ...... اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنی جائداد اولاد کے درمیان تقسیم کرتا ہے تو بعض ائمہ کے نزدیک اس کو چاہئے کہ لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر رکھے۔ اور بعض ائمہ کے نزدیک مستحب یہ ہے کہ سب کو برابر دے۔ لیکن اگر لڑکوں کو دو حصے دیئے اور لڑکی کو ایک حصہ دیا تب بھی جائز ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں اس شخص کی تقسیم صحیح ہے اور لڑکیوں کا اصرار صحیح نہیں۔

زندگی میں جائداد لڑکوں اور لڑکیوں میں برابر تقسیم کرنا

س ...... جناب محترم! ہمارے ایک جاننے والے جو کہ دیندار بھی ہیں ان کے تین لڑکے

اور تین لڑکیاں ہیں جو کہ سب شادی شدہ ہیں۔ ان صاحب کا یہ ارادہ ہے کہ وہ اپنی جائداد کو اولاد میں برابر تقسیم کر دیں کیونکہ ان کا یہ کہنا ہے کہ مرنے کے بعد میں ایسا نہیں کر سکتا۔ وہ ایسا اس لئے کرنا چاہ رہے ہیں کہ وہ اپنے نالائق بے ادب لڑکوں کو سزا دینا چاہتے ہیں۔ اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟ کیا وہ ایسا کرنے کے مجاز ہیں یا نہیں؟

ج..... اپنی زندگی میں اپنی جائداد اپنی اولاد میں (خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں) برابر تقسیم کر سکتے ہیں۔

زندگی میں ترکہ کی تقسیم

س..... میں لاولد ہوں۔ میرے پاس آباؤ اجداد کی کوئی جاگیر ہے نہ کوئی رقم ورثہ میں ملی تھی۔ میں نے خود اپنی محنت مزدوری کر کے اپنا گزارہ کیا اور اب میرے پاس اتنی رقم ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے کاروبار کے لئے صرف اتنی پونجی رکھ کر جس سے میرا گزارہ چلتا رہے۔ بقایا رقم میں اپنے لواحقین میں تقسیم کر دوں یعنی زندگی میں اپنے ہاتھ سے دے دوں۔ لواحقین میں میرا ایک حقیقی بھائی ہے اور دو حقیقی بہنیں ہیں۔ برائے مہربانی یہ تحریر فرمائیں کہ قرآن و احادیث کی روشنی میں تقسیم حصہ کیسے کیا جائے؟

ج..... آپ جب تک بقید حیات ہیں اپنی املاک کو استعمال کریں، اپنی آخرت کے لئے سرمایہ بنائیں اور راہ خدا پر خرچ کریں۔ مرنے کے بعد جس کا جتنا حصہ ہو گا خود ہی لے لے گا اور اگر آپ کو یہ خیال ہو کہ ممکن ہے بعد کے لوگ شریعت کے مطابق تقسیم نہ کریں تو دو دیندار اور عالم اشخاص کو اس کا ذمہ دار بنا دیں کہ وہ شرعی حصوں کے مطابق تقسیم کریں۔ یہ بات میں نے آپ کے سوال سے ہٹ کر لکھی ہے۔ آپ کے سوال کا جواب یہ ہے کہ اگر آپ کی وفات کے وقت یہ سب بہن بھائی زندہ ہوں تو بھائی کو دونوں بہنوں کے برابر حصہ ملے گا۔ گویا چار میں سے دو حصے بھائی کے ہوں گے اور ایک ایک دونوں بہنوں کا۔ آپ چاہیں تو ابھی تقسیم کر دیں۔

زندگی میں مال میں تصرف کرنا

س..... میری شادی ہوئی اور بیوی فوت ہو گئی تھی۔ کوئی اولاد نہیں ہے، میں لاولد

ہوں۔ میں نے جو کمایا اور جو دولت میرے پاس ہے میرے اپنے ہاتھوں سے کمائی ہوئی ہے۔ آباؤ اجداد کی وراثت سے کوئی جائداد نہیں ہے اور نہ کوئی دولت میرے حصے میں آئی۔ میں کرائے کے مکان میں ہوں۔ میرا ایک حقیقی بھائی ہے جو صاحب اولاد ہے، دو حقیقی بہنیں ہیں، وہ بھی صاحب اولاد ہیں۔ میں زندگی میں ہی ان تینوں بھائی اور بہنوں کو اپنی دولت سے حصہ دینا چاہتا ہوں۔ کیا ان کا حق ہے؟ اگر میں پہلے ان کا حصہ دے دوں لیکن بعد میں جو ہوگا یعنی بچے گا وہ میں جہاں اور جس کو چاہوں وصیت نامہ لکھ کر رکھوں گا تاکہ بعد میں کوئی مطالبہ نہ کر سکے۔ لہٰذا قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت سے جواب دیں۔

الف ...... اگر میرا بھائی اور دو بہنیں حقدار ہیں تو میں اپنے کاروبار اور خود کے اخراجات کے لئے موجودہ مال سے خود کتنا مال اپنے لئے رکھوں؟

ب ...... بقایا مال میں سے ایک بھائی اور دو بہنوں میں تقسیم کا شرعی طریقہ کیا ہے؟

ج ...... جب تک آپ زندہ ہیں وہ مال آپ کا ہے، اس میں جو جائز تصرف آپ کرنا چاہیں آپ کو حق ہے۔ آپ کے مرنے کے بعد جو وارث اس وقت موجود ہوں گے ان کو شریعت کے مطابق حصہ ملے گا، اور تہائی مال کے اندر اندر آپ وصیت کر سکتے ہیں کہ فلاں کو دے دیا جائے یا فلاں کار خیر میں لگا دیا جائے۔

مرنے سے قبل جائداد ایک ہی بیٹے کو ہبہ کرنا شرعاً کیسا ہے

س ...... ہمارے والد وفات پا گئے ہیں۔ ہم پانچ بھائی ایک بہن اور ہماری والدہ ہیں، لیکن ہمارے والد انتقال سے پہلے اپنی جائداد مکان ہمارے ایک ہی بھائی نوشاد علی کے نام کر گئے ہیں۔ بھائی کا کہنا ہے کہ والد نے مجھے یہ مکان جائداد گفٹ کی ہے اس لئے اس پر اب کسی کا حق نہیں ہے۔ لہٰذا آپ سے درخواست ہے کہ اسلامی نقطہ نظر سے بتائیں کہ کیا اب اس پر یعنی جائداد اور مکان پر ہمارا کوئی حق نہیں؟ یا اگر تقسیم ہوگی تو کس طرح ہوگی؟

ج ...... سوال کے الفاظ سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کے والد صاحب نے اپنی جائداد اپنے بیٹے نوشاد علی کے نام انتقال سے پہلے بیماری کی حالت میں کی تھی اور پھر اس بیماری کی حالت میں انتقال کر گئے۔ اگر آپ کے سوال کا مطلب میں نے صحیح سمجھا ہے تو اس کا

جواب یہ ہے کہ مرض الوفات کے تصرف کی حیثیت وصیت کی ہوتی ہے اور وصیت وارث کے لئے جائز نہیں، لہٰذا آپ کے والد صاحب کا یہ تصرف وارثوں کی رضامندی کے بغیر باطل ہے اور یہ جائداد سب وارثوں پر شرعی حصوں کے مطابق تقسیم ہوگی۔

اور اگر نوشاد علی کے نام جائداد کر دینا مرض الوفات میں نہیں ہوا تھا بلکہ صحت و تندرستی کے زمانہ میں انہوں نے یہ کام کیا تھا تو اس کی دو صورتیں ہیں اور دونوں کا حکم الگ الگ ہے۔

ایک صورت یہ ہے کہ سرکاری کاغذات میں جائداد بیٹے کے نام کرا دی لیکن بیٹے کو جائداد کا قبضہ نہیں دیا۔ قبضہ و تصرف مرتے دم تک والد صاحب ہی کا رہا تو یہ ہبہ مکمل نہیں ہوا۔ لہٰذا صرف وہی بیٹا اس جائداد کا حقدار نہیں۔ بلکہ تمام وارثوں کا حق ہے اور یہ جائداد شرعی حصوں پر تقسیم ہوگی۔

دوسری صورت یہ ہے کہ آپ کے والد صاحب نے جائداد بیٹے کے نام کر کے قبضہ بھی اس کو دلا دیا۔ اور خود قطعاً بے دخل ہو کر بیٹھ گئے تھے۔ بیٹا اس جائداد کو بیچے، رکھے، کسی کو دے ان کو اس پر کوئی اعتراض نہیں تھا تو اس صورت میں یہ ہبہ مکمل ہوگیا۔ یہ جائداد صرف اسی بیٹے کی ہے باقی وارثوں کا اس میں کوئی حق نہیں رہا، لیکن دوسرے وارثوں کو محروم کر کے آپ کے والد صاحب ظلم و جور کے مرتکب ہوئے جس کی سزا وہ اپنی قبر میں بھگت رہے ہوں گے۔ اگر وہ لائق بیٹا اپنے والد صاحب کو اس عذاب سے بچانا چاہتا ہے تو اسے چاہئے کہ اس جائداد سے دستبردار ہو جائے اور شرعی وارثوں کو ان کے حصے دے دے۔

اپنی حیات میں جائداد کس نسبت سے اولاد کو تقسیم کرنی چاہئے

س..... میری چھ اولادیں ہیں۔ جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ ۴ لڑکیاں شادی شدہ، ا لڑکا شادی شدہ، ا لڑکا غیر شادی شدہ۔

میری کچھ جائداد لالوکھیت میں ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنی زندگی میں جس جس کا جو حصہ نکلے اس کو ان کا حصہ دے دوں۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ پہلے غیر

شادی شدہ لڑکے کا حصہ نکال کر (یعنی شادی کے اخراجات) باقی رقم کی تقسیم کس طرح ہوگی؟ ایک روز (چاروں لڑکیاں اور چاروں داماد موجود تھے، میں نے ان کے سامنے یہ مسئلہ رکھا چونکہ چاروں لڑکیاں صاحب نصاب ہیں انہوں نے متفقہ طور پر یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو بہت دیا ہے ہم چاروں اپنے حصے اپنے دونوں بھائیوں کو دینا چاہتی ہیں۔ اب فرمایئے کہ اس جائداد کی تقسیم کس طرح ہوگی؟

ج ...... آپ اپنے غیر شادی شدہ لڑکے کی شادی کے اخراجات نکال کر اس لڑکے کے حوالے کر کے باقی جائداد اپنی زندگی ہی میں اپنی تمام اولاد میں تقسیم کر سکتے ہیں۔ البتہ اس تقسیم کے لئے ضروری ہے کہ لڑکے اور لڑکی دونوں کو برابر کا حصہ دیں اور جو جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ان کے درمیان تقسیم کریں وہ ان کے قبضہ میں دیدیں اور اگر آپ نے جائداد ان کے قبضہ میں نہیں دی بلکہ محض کاغذی طور پر تقسیم کی ہے اور جائداد اپنے قبضہ میں رکھی ہے تو آپ کے انتقال کے وقت وہ جائداد منقولہ و غیر منقولہ جو آپ کے قبضہ میں ہے۔ اس کی تقسیم میراث کے اصولوں کے مطابق ہوگی یعنی لڑکی کا ایک حصہ اور لڑکے کے دو حصے۔ آپ کی لڑکیاں اگر اپنے حصہ سے دست بردار ہونا چاہتی ہیں تو آپ اپنی تمام جائداد اپنے لڑکوں کو دے سکتے ہیں۔ لیکن اس صورت میں بھی اگر آپ نے لڑکوں کے درمیان جائداد تقسیم کر کے ان کو قبضہ دے دیا تو آپ کے انتقال کے بعد آپ کی لڑکیوں کو اس میں حصہ کا مطالبہ کرنے کا حق نہ ہوگا اور اگر آپ نے انتقال تک لڑکوں کو قبضہ نہیں دیا تو آپ کے انتقال کے بعد لڑکیاں اس جائداد میں اپنے حصے کا مطالبہ میراث کے اصولوں کے مطابق کر سکتی ہیں۔

عورت کی موت پر جہیز و مہر کے حقدار

عورت کے انتقال کے بعد مہر کا وارث کون ہو گا

س ...... عورت کے انتقال کے بعد مہر کی رقم (جائیداد، زیور یا نقدی کی صورت میں ہو) کا وارث کون ہوتا ہے؟

ج ...... عورت کے مرنے کے بعد اس کا مہر بھی اس کے ترکہ میں شامل ہو جاتا ہے جو اس کے وارثوں میں حصہ رسدی تقسیم ہو گا۔

لاولد متوفیہ کے مہر کا وارث کون ہے

س ...... شادی کے ایک سال بعد بحکم خداوندی لڑکی کا انتقال ہو گیا۔ کوئی اولاد نہیں ہے۔ اس صورت میں جہیز میں سامان کی واپسی اور مہر کی رقم کا مطالبہ کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

ج ...... لڑکی کا جہیز اور مہر آدھا شوہر کا ہے۔ اور باقی آدھا اس کے والدین کا۔ اس طور پر کہ والد کے دو حصے اور والدہ کا ایک حصہ۔ گویا کل ترکہ کے اگر چھ حصے کر دیئے جائیں تو تین حصے شوہر کے ہیں۔ دو حصے والد کے۔ ایک حصہ والدہ کا۔ جتنا والدین کا حق ہے اس کا مطالبہ کر سکتے ہیں۔

بیوی کے مرنے کے بعد اس کے مہر اور دیگر سامان کا حق دار کون ہو گا؟

س ...... میں نے دو سال پیشتر شادی کی تھی۔ ایک اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا بچہ ہے جو ۵ ماہ کا ہے۔ لیکن بیوی اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئی یعنی انتقال کر گئی۔ میرا ۵ ماہ کا بچہ ابھی تک

زندہ ہے اور اس بچے کی پرورش کی خاطر میں نے بیوی کی چھوٹی بہن سے شادی کر لی۔ یعنی میری سالی سے شادی ہوگئی۔ پہلے شادی کے وقت نکاح نامہ میں حق مہر کی رقم پچاس ہزار روپے لکھی گئی تھی۔ اب میرا سسر مجھے بہت تنگ کرتا ہے اور وہ یہ کہتا ہے کہ بیوی کے مرنے کے بعد پچاس ہزار روپے کا حق دار میں ہوں۔ بیوی کے مرنے کے بعد حق مہر دینا پڑتا ہے؟ اگر دینا ہے تو اس حق مہر کے حقدار کون کون ہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ میرے پاس پہلی بیوی کے کچھ زیورات اور کپڑے بھی پڑے ہیں جن کو ملا کر رقم کی کل تعداد تقریباً ۱۵ ہزار روپے بنتی ہے۔ ان سب کا حقدار کون ہوگا؟

ج ...... آپ کی مرحومہ بیوی کا کل ترکہ (جس میں اس کا مہر اور زیورات، برتن اور کپڑے بھی شامل ہیں) کے بارہ حصے ہونگے۔ ان میں سے تین حصے آپ کے (یعنی شوہر کے) ہیں دو حصے مرحومہ کے باپ کے اور باقی سات حصے مرحومہ کے لڑکے کے ہیں۔

س ...... پہلی بیوی کے مرجانے کے بعد میں نے اپنی چھوٹی سالی سے شادی کر لی۔ اس دوسری بیوی کے نکاح نامہ میں میں نے مہر کی رقم ایک لاکھ روپے لکھی۔ شادی کو تقریباً ایک سال ہوگیا۔ اب میرا سسر کہتا ہے کہ یہ حق مہر کا روپیہ بھی مجھے دے دیا جائے۔ صاحب قدر! اگر مجھے یہ روپیہ دینا ہو تو یہ اتنی بڑی رقم کہاں سے لاؤں۔ یہ کام میرے لئے بہت مشکل ہے۔

ج ...... دوسری بیوی کا مہر جو آپ نے ایک لاکھ رکھا ہے وہ بیوی کا حق ہے۔ اس کے باپ کا نہیں۔ وہ آپ کے ذمہ بیوی کا قرض ہے وہ وصول کرنا چاہے تو آپ کو ادا کرنا ہوگا اور اگر معاف کر دے، خواہ اس کا پورا یا اس کا کچھ حصہ، تو اس کو اختیار ہے۔

مرحومہ کا جہیز ورثاء میں کیسے تقسیم ہوگا

س ...... مسماۃ پروین کی شادی تقریباً سوا سال پیشتر ہوئی۔ اس دوران ان کے ایک بچی گل رخ پیدا ہوئی جس کی عمر اس وقت تقریباً ۶ ماہ ہے۔ مسماۃ پروین اپنے خاوند کے گھر آباد رہی سوا ماہ پیشتر پروین قضا الٰہی سے وفات پاگئی۔ مرحومہ پروین کے جہیز کا جو سامان وغیرہ ہے شرعاً قرآن پاک اور حدیث کی رو سے کس کی ملکیت ہے؟

ج ...... مرحومہ کا کل ترکہ (جس میں شوہر کا مہر بھی شامل ہے۔ اگر وہ وصول نہ کر چکی ہو) ادائے قرضہ جات اور نفاذ وصیت از تہائی مال (اگر کوئی وصیت کی ہو) کے بعد تیرہ حصوں میں تقسیم ہو گا۔ تین شوہر کے، چھ لڑکی کے، دو۔ دو ماں باپ کے۔ نقشہ حسب ذیل ہے۔

شوہر	بیٹی	ماں	باپ
۳	٦	۲	۲

مرحومہ کا جہیز، حق مہر وارثوں میں کیسے تقسیم ہو گا

س ...... میری بیوی تین ماہ قبل یعنی بچی کی ولادت کے موقع پر انتقال کر گئی۔ لیکن بچی خدا کے فضل سے خیریت سے میرے پاس ہے۔ اب مسئلہ یہ معلوم کرنا ہے کہ:

(الف) مرحومہ جو سامان جہیز میں اپنے میکے سے لائی تھی اس کے انتقال کے بعد کس کا ہو گا؟

(ب) میرے سسرال والے مرحومہ کی رقم میں مہر کا مطالبہ کر رہے ہیں حالانکہ مرحومہ نے زبانی طور پر اپنی زندگی میں بغیر کسی دباؤ کے وہ رقم مہر معاف کر دی تھی۔

ج ...... مرحومہ کا سامان جہیز، حق مہر اور دوسرا سامان وغیرہ وارثوں میں مندرجہ ذیل طریقے سے تقسیم کیا جائے گا۔

حق مہر معاف کرنے کے سلسلے میں اگر مرحومہ کے والدین منکر ہیں اور حق مہر کا مطالبہ کرتے ہیں اور شوہر کے پاس کوئی گواہ نہیں ہے تو معافی کا کچھ اعتبار نہیں ہو گا اس لئے حق مہر بھی ورثاء میں تقسیم ہو گا مرحومہ کی جائیداد منقولہ وغیر منقولہ، زیورات و حق مہر وغیرہ کو تیرہ حصوں میں تقسیم کر کے شوہر کو تین حصے، بیٹی کو چھ حصے، والدہ کو دو حصے اور والد کو دو حصے ملیں گے۔

حق مہر زندگی میں ادا نہ کیا ہو تو وراثت میں تقسیم ہو گا

س ...... ایک عورت وفات پا گئی۔ اس کا مہر شوہر نے ادا نہیں کیا۔ براہ کرم اس کا حل فرمائیں اور ہماری مشکلات کو آسان فرمائیں۔

(۱) مہر ایک ہزار ایک روپے کا ہے۔

(۲) مرحومہ کے والدین حیات ہیں۔
(۳) مرحومہ کا شوہر زندہ ہے۔
(۴) مرحومہ کے تین عدد لڑکے اور تین عدد لڑکیاں یعنی چھ عدد بچے ہیں۔
ج ...... مرحومہ کی دوسری چیز کے ساتھ اس کا مہر بھی ترکہ میں تقسیم ہوگا۔ مرحومہ کے ترکہ کے (۲۱۶) حصے ہوں گے۔ ان میں سے (۵۴) شوہر کے (۳۶) والد کے (۳۶) والدہ کے، بیس بیس لڑکوں کے اور دس دس لڑکیوں کے۔

مرحومہ کا زیور بھتیجے کو ملے گا

س ...... میرے دادا کی بہن ہمارے پاس رہتی تھیں۔ اب ان کا انتقال ہوچکا ہے اور وہ بیوہ تھیں۔ ان کی کوئی اولاد بھی نہیں تھی۔ ان کا کچھ زیور جو کہ چاندی کا ہے، ہمارے پاس ہے تو آپ سے یہ پوچھنا ہے کہ اس کا کیا کیا جائے۔ کیونکہ مرحومہ نے اپنی زندگی میں اسے مسجد میں دینے سے بھی انکار کیا تھا اور کسی دوسرے کو بھی اس کا وارث قرار نہیں دیا تھا۔ حالانکہ ان کی جو زمین تھی وہ انہوں نے اپنی زندگی ہی میں اپنے بھتیجے کے نام کر دی تھی۔ اب مسئلہ زیور کا ہے جو انہوں نے کسی کو نہیں دیا اور زندگی میں جب بھی ان سے کسی مسجد وغیرہ میں دینے کا کہا تو اس کے لئے بھی انکار کیا اب وہ زیور ان کے مرنے کے بعد ہمارے پاس ہے۔ اب آپ بتائیں اس کا ہم کیا کریں؟
ج ...... اس زیور کا وارث مرحومہ کا بھتیجا ہے، اس کو دے دیا جائے۔

ماں کے دیئے ہوئے زیور میں حق ملکیت

س ...... میری ماں نے دو شادیاں کیں۔ پہلے شوہر سے صرف میں اور دوسرے شوہر سے ان کے ایک بیٹا ہے۔ ہم نے اکٹھے پرورش پائی۔ ان کے پاس کچھ زیور ہے جو انہوں نے دوسرے شوہر کی کمائی سے بنوایا۔ آج کل وہ شدید علیل ہیں انہوں نے اس میں سے ایک زنجیر (غالباً ایک تولے کی) اپنی خوشی سے مجھے دی ہے۔ بتایئے کہ ماں کے زیر استعمال چیزوں میں سے میرا حق بنتا ہے کہ نہیں؟ (ب) اور اگر بنتا ہے تو کتنا؟ (ج) اور کیا انہیں اور بھائی کو یہ حق دینا چاہئے؟ نیز یہ کہ وہ اب یہ چیز دے کر دوبارہ مانگ رہی ہیں۔ ایسی صورت میں کیا وہ اپنے حق سے بری الذمہ ہوگئیں اور اب ان کے

اس فعل سے حقدار کا حق غصب کرنے کا عذاب کس پر ہوگا؟

ج ...... یہ زیور جو آپ کی والدہ کے زیر استعمال ہے، سوال یہ ہے کہ اس کا مالک کون ہے؟ اس کی مالک آپ کی والدہ ہیں؟ یا آپ کے سوتیلے والد؟ اگر آپ کی والدہ اس کی مالک ہیں تو وہ آپ کو دینے کی مجاز ہیں، اور ان کو چاہئے کہ اتنا ہی زیور اپنے بیٹے کو بھی دیں، اور اگر یہ زیور ان کی ملکیت نہیں بلکہ شوہر کی ملکیت ہے تو وہ کسی کو دینے کی مجاز نہیں۔

پہلی صورت میں آپ کو دینے کے بعد واپس لینے کا اس کو حق نہیں اور دوسری صورت میں یہ زیور آپ کو دینا صحیح نہیں تھا اس لئے آپ اسے واپس کر دیں۔

حق مہر میں دیئے ہوئے مکان میں شوہر کا حق وراثت

س ...... ہمارے والد صاحب نے اپنی زندگی میں ہماری والدہ کو مہر کے عوض ایک مکان دے دیا تھا۔ والدہ صاحبہ ۱۹۷۲ء میں انتقال کر گئیں۔ شہر کے سٹی سروے میں والد صاحب اور ہم چار بھائیوں کو وارث دکھایا گیا۔ والد صاحب نے اپنی زندگی میں اپنے بڑے بیٹے کو اپنا حصہ دے دیا۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ آیا مکان میں والد صاحب کا حصہ بنتا ہے؟ جبکہ انہوں نے وہ مکان مہر میں والدہ کو دے دیا تھا؟

ج ...... جو مکان آپ کے والد مرحوم نے آپ کی والدہ مرحومہ کو مہر میں دیا تھا وہ مرحومہ کی ملکیت تھا اور مرحومہ کے انتقال کے بعد آپ کے والد مرحومہ کے چوتھائی ترکہ کے وارث تھے اس ترکہ میں یہ مکان بھی شامل تھا۔ لہٰذا اس مکان کا چوتھائی حصہ بھی آپ کے والد مرحوم کو منتقل ہو گیا۔ گویا مکان کے ۱۶ حصوں میں سے چار حصوں کے وارث آپ کے والد مرحوم ہیں اور تین، تین حصوں کے وارث چار لڑکے ہوئے۔ جب والد مرحوم نے اپنا حصہ بڑے بیٹے کو دے دیا تو ۷ حصے بڑے بیٹے کے ہو گئے اور باقی ۹ حصے تینوں بھائیوں کے ہوئے۔

مرحومہ کی چوڑیوں کا کون وارث ہوگا

س ...... ایک عورت کا انتقال ہو گیا۔ اس کے ہاتھوں کی چوڑیاں جس پر دو حصے اس کے بیٹے کا حق ہے اور ایک حصہ بیٹی کا ہے لیکن بیٹی نے یہ کہہ کہ چوڑیاں میں نے بنوائی ہیں،

اپنے پاس رکھ لی ہیں۔ پوچھنا یہ ہے کہ کوئی بھی زیور وغیرہ مرنے کے بعد اس شخص کی ملکیت کی بنا پر تقسیم ہوتا ہے یا اگر کسی نے بنوا کر دیا ہے تو اس کو ہی واپس کر دیا جاتا ہے جیسا کہ بیٹی نے ماں کی تمام چوڑیاں اپنے پاس رکھ لی ہیں؟

ج ...... اگر بیٹی نے یہ چوڑیاں ماں کو صرف پہننے کے لئے دی تھیں، ماں ان چوڑیوں کی مالک نہیں تھی اور بیٹی کے پاس اس کے گواہ موجود ہیں تب تو یہ چوڑیاں بیٹی ہی کی ہیں ورنہ مرحومہ کا ترکہ ہے، سب وارثوں پر تقسیم ہوگا۔

مرحومہ کے چھوڑے ہوئے زیورات سے بچوں کی شادیاں کرنا کیسا ہے

س ...... زید اور اس کی بیوی دونوں حیات تھے۔ اس وقت انہوں نے اپنی حیثیت کے مطابق دو لڑکیوں کی شادی زیور، کپڑے اور سامان کے ساتھ کر دی۔ زید کی بیوی کا انتقال ہوگیا اس نے اپنا زیور طلائی چھوڑا۔ زید نے اس کو اپنے بھائی کے پاس بازار میں امانتاً رکھ دیا اور کہا کہ یہ زیور بقایا غیر شادی شدہ اولاد کو دیا جائیگا۔ زید نے یہ وعدہ کر کے کہ اس زیور کی قیمت جو بازار میں لگی ہے اگر ورثاء کو شرع کے موافق دینی پڑی تو میں اپنے پاس سے دوں گا۔ زید کی زندگی میں چار اولادوں میں سے دو بچیاں شادی کے قابل ہوگئیں تو زید نے اس زیور میں سے کپڑا سامان وغیرہ لے کر اپنی حیثیت کے مطابق دو بچیوں کی شادی کرا دی۔ اب زید کا انتقال ہوگیا۔ اس کے انتقال کے بعد یہ دو بچے جو غیر شادی شدہ تھے، ظاہر میں باپ نے چار بچیوں کی شادی کرا دی اور دو بچے شادی سے محروم ہوگئے اب بقایا زیورات جو کہ زید کی وصیت کے مطابق چھوٹے بھائی کے پاس رکھوائے تھے اور جو باقی ہیں۔ وہ ان دو بچوں کے ہیں جو غیر شادی شدہ ہیں۔ باقی اس سے محروم ہیں کیوں کہ زید نے اس زیور کے بارے میں اقرار کیا تھا کہ اس کی نقد قیمت میں خود ادا کروں گا۔ مگر وہ ادا نہ کر سکے۔ بصورت دیگر اگر بقایا زیور سے یہ دو بچے جو ابھی غیر شادی شدہ ہیں یہ شرعاً محروم ہو جاتے ہیں جبکہ دو بھائی جو کہ بالغ ہیں وہ اقرار کرتے ہیں کہ یہ زیور والد صاحب کی وصیت کے مطابق دونوں بچوں کو دے دیا جائے جو کہ غیر شادی شدہ ہیں اور بقایا زیور کی قیمت ہم اپنے پاس سے شرع کے موافق

ورثاء پرادا کر دیں گے جبکہ تقریباً دس سال پہلے کا زیور کا وزن اور قیمت کا پرچہ موجود ہے بقایا زیور کی قیمت اب لگوا کر ادا کی جائے یا پہلی قیمت تصور کی جائے گی۔ جو امانت رکھتے وقت اور وصیت کے وقت تھی؟ جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

ج ...... زید کی بیوی کے انتقال کے بعد بیوی کی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ زیورات وغیرہ سب ترکہ میں شامل ہیں اس لئے ان زیورات میں سے جو کچھ بچا ہوا ہے اور جو زید نے اپنی زندگی میں لڑکی اور لڑکے کے نکاح کے موقع پر دیا ہے اس کے حقدار ورثاء ہیں معلوم ہوا کہ زید کی بیوی کے ورثاء میں چار لڑکیاں اور دو لڑکے ہیں اور شوہر زید موجود ہے تو بیوی کا ترکہ اس طرح تقسیم ہو گا۔

شوہر		لڑکا	لڑکی	لڑکی	لڑکی	لڑکی
٨	٦	٦	٣	٣	٣	٣

یعنی متوفیہ کے ترکہ کے کل ٣٢ حصے بنا کر ٨ حصے زید کو اور بقیہ ٢٤ حصے اس کی اولاد کو اکہرا دوہرا کے حساب سے ملیں گے۔ اس لئے زید نے اپنی زندگی میں بیوی کے زیورات میں سے جو لڑکی اور لڑکے کی شادی پر صرف کیا ہے اگر وہ حصہ چوتھائی سے زیادہ ہے تو وہ زید کے ذمہ پر ورثاء کا قرض ہے۔ اس لئے زید کے انتقال کے بعد سب سے پہلے ورثاء کا قرضہ ادا کر دیا جائے اس کے بعد زید کا ترکہ ورثاء میں تقسیم کیا جائے۔

جائداد کی تقسیم میں ورثاء کا تنازع

مرحوم کے بھتیجے، بھتیجیاں اور ان کی اولاد ہو تو وراثت کی تقسیم

س ..... میرے دوست کے پھوپھا کا انتقال دس روز قبل ہو گیا تھا۔ مرحوم کی کوئی اولاد نہیں ہے لہٰذا جائداد فساد کی جڑ بنی ہوئی ہے کچھ لوگ کہتے ہیں مسجد یا مدرسے میں دے دو اور کچھ لوگ کہتے ہیں کہ جن لوگوں کا حق بنتا ہے انہیں دے دو۔ وارث اس طرح سے ہیں۔ مرحوم کے بڑے بھائی کے چار بیٹے تھے۔ بہن کوئی نہیں۔ جن میں سے تین بیٹے پہلے ہی انتقال کر چکے ہیں اب ایک بیٹا حیات ہے۔ یاد رہے کہ تین مرحوم بیٹوں کی اولادیں زندہ ہیں۔ یعنی مرحوم کے وہ پوتا پوتی کہلاتے ہیں۔ دوسرے نمبر پر مرحوم کے چھوٹے بھائی کی اولاد میں تین بیٹے اور دو بیٹیاں موجود ہیں۔ کچھ لوگوں کا کہنا یہ بھی ہے کہ جائداد دو حصوں میں تقسیم کر لو۔ آدھی جائداد بڑے بھائی کی اولاد والے رکھ لیں اور آدھی جائداد چھوٹے بھائی کی اولاد والے رکھ لیں بہنوں کو کوئی حصہ نہ دیں۔ جبکہ دونوں بہنیں مرحوم کی حقیقی بھتیجی ہیں اور جبکہ بھتیجے اور پوتے حق دار بن رہے ہیں۔ اب آپ یہ بتائیں قرآن اور حدیث سے مرحوم کی جائداد کے بارے میں شرعی کیا حکم ہے؟ کون کون حق دار ہیں اور کس طرح سے ہیں آیا کہ مرحوم کی دونوں حقیقی بھتیجیاں حق دار ہیں یا نہیں اور اگر کوئی کسی کی حق تلفی کرتا ہے تو اس کی سزا اللہ کے یہاں کیا ہے؟

ج ..... سوال کے مطابق مرحوم کے چار بھتیجے (ایک بڑے بھائی کا بیٹا اور تین چھوٹے

بھائی کے بیٹے) جو زندہ ہیں وہ مرحوم کے وارث ہیں۔ اس لئے مرحوم کی جائداد ان چار بھتیجوں کو برابر برابر تقسیم کر دی جائے۔ جو بھتیجے مرحوم کی زندگی میں فوت ہو گئے ان کی اولاد کو کچھ نہیں ملے گا۔ اس طرح جو بھتیجیاں زندہ ہیں وہ بھی وارث نہیں۔ ان کو بھی کچھ نہیں ملے گا۔ صرف چار بھتیجے جو زندہ ہیں ان کو یہ جائداد ملے گی۔

شوہر کا بیوی کے نام مکان کرنا اور سسر کا دھوکے سے اپنے نام کروانا

س...... میرے شوہر کا مکان جو کہ انہوں نے اپنے انتقال سے قبل میرے نام کر دیا تھا میرے سسر نے میرے شوہر کے انتقال کے بعد دھوکے سے اپنے نام کروالیا جس کا پتا میرے سسر کے انتقال کے بعد چلا۔ جناب سے پتا کرنا ہے کہ کیا یہ شرعی طور پر درست ہے اگر نہیں تو اس کا کیا حل ہے؟

ج...... اگر شوہر نے وہ مکان آپ کے نام کر دیا تھا اور قبضہ بھی آپ ہی کا تھا تو شرعاً وہ مکان آپ ہی کا ہے خسر نے غلط کام کیا اور ان کے مرنے کے بعد جن لوگوں نے اس مکان کو اپنا تصور کیا وہ بھی گنہگار ہیں ان کو چاہئے کہ وہ مکان آپ کو دے دیں۔

مرحوم کا قرضہ اگر کسی پر ہو تو کیا کوئی ایک وارث معاف کر سکتا ہے

س...... میرے والد محترم سے ایک شخص نے کچھ رقم بطور قرض لی اس کے عوض اپنا کچھ قیمتی سامان بطور زر ضمانت رکھوا دیا مقررہ میعاد پوری ہونے پر جب وہ شخص نہیں آیا والد محترم نے مجھ سے کہا کہ فلاں شخص ملے تو اس سے رقم کی وصولی کا تقاضا کرنا اور اس کی امانت یاد دلانا کئی مرتبہ وہ شخص ملا میں نے والد محترم کے انتقال کا بتایا اور اس سے اپنی رقم کا مطالبہ کیا اس شخص نے کہا وہ رقم نہیں دے سکتا اسے یہ رقم معاف کر دی جائے اور اس کی امانت اس کو واپس دے دی جائے اپنی موت اور اس کی امانت کی حفاظت کی کوئی گارنٹی نہ ہونے کے ڈر سے میں نے اس کی امانت اس کے حوالے کر دی۔

۱۔ کیا میں نے صحیح کیا؟

۲۔ کیا میں والد محترم کی طرف سے اس قرضدار کو رقم معاف کر سکتا ہوں؟
۳۔ یا اور کوئی طریقہ ہو تو تحریر فرمادیں۔
ج...... آپ کے والد کے انتقال کے بعد ان کی رقم وارثوں کے نام منتقل ہو گئی، آپ اگر اپنے والد کے تنہا وارث ہیں اور کوئی وارث نہیں، تو آپ معاف کر سکتے ہیں اور اگر دوسرے وارث بھی ہیں تو اپنے حصے کی رقم خود تو معاف کر سکتے ہیں اور دوسرے وارثوں سے معاف کرانے کی بات کر سکتے ہیں (بشرطیکہ تمام وارث عاقل و بالغ ہوں)۔

بھائیوں کا باپ کی زندگی میں جائداد پر قبضہ

س...... ہمارے والد صاحب نے دو شادیاں کی تھیں جس میں سے ہم تین بہن بھائی ہیں، دو بھائی اور میں، ایک بہن، میری والدہ بھی اور میرے بھائیوں کی والدہ بھی وفات پا چکی ہیں، والد صاحب ابھی زندہ ہیں۔ ہمارے والد صاحب کی زمین ہے جس پر میرے دو بھائی قابض ہیں اور دونوں نے الگ الگ ہو کر زمین کا بٹوارہ کر لیا ہے مگر میں اپنا حصہ باپ کی زمین سے لینا چاہتی ہوں شریعت محمدی کے مطابق مجھے میرے باپ کی زمین میں سے کتنا حصہ آتا ہے؟ کیونکہ میرے والد بھائیوں کی طرف داری کرتے ہیں باپ کی جائداد میں میرا کتنا حصہ ہے اور میری ماں الگ ہے اس کا کتنا حصہ ہے؟
ج...... آپ کی والدہ اور آپ کے بھائیوں کی والدہ دونوں وفات پا چکی ہیں۔ لہٰذا ان کا حصہ تو ختم، دو بھائی اور ایک بہن ہو تو بہن کا پانچواں حصہ بیٹھتا ہے یعنی جائداد کے پانچ حصے کئے جائیں تو دو دو حصے دونوں بھائیوں کے ہیں اور ایک حصہ آپ کا، آپ کے بھائیوں کا باپ کی زندگی میں جائداد پر قابض ہو کر آپ کو محروم کر دینا جائز نہیں، آپ کے بھائیوں پر شرعاً فرض ہے کہ وہ آپ کا حصہ ادا کریں۔

بھائی، بہنوں کے درمیان شرعی ورثہ پر تنازع

س...... کسی شخص کی وراثت کی تقسیم کا مسئلہ ہے ثالثوں میں ۲ جماعتیں ہو گئی ہیں ایک طرف وہ لوگ ہیں جو کہ دین دار ہیں اور دوسری طرف وہ لوگ ہیں جو کہ دنیا دار

ہیں۔ دین دار لوگ یہ کہتے ہیں کہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کو حساب لگا کر بہنوں کا حصہ ملکیت بھائیوں کے نام منتقل کر دو۔ بھائی حسب ضرورت بہنوں کا خرچہ اٹھاتے رہیں اور جب اس کا دینے کا وقت آئے گا تو اس کو دے دیں اس طرح آئندہ بہنوں کا حق ملکیت نہ رکھا تو مسائل نہیں پیدا ہوں گے۔ ورنہ جائیداد بہنوں کو دینے سے اس کے شوہروں اور بچوں کو مسائل پیدا ہوں گے۔

دوسری طرف جو دنیا دار لوگ ہیں وہ کہتے ہیں کہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ سے اتنی آمدنی ہے کہ وہ بہنوں کے اخراجات کے لئے کافی ہے اور اس آمدنی کا حصہ (بہنوں) اخراجات کے بعد بھی بچے گا تو یہ طریقہ منتقل نہ کرو بلکہ شرعی طریقہ کے مطابق حق ملکیت رہنے دو اس طرح بہنوں کو آئندہ اس جائیداد کے نفع اور آمدنی میں حصہ ملتا رہے گا اور جس وقت ضرورت ہو اس کو بہنوں کی رضامندی سے فروخت کر دو۔

اس مسئلہ کو حل کر دیں شرعی اور اخلاقی طور پر بھی کونسا طریقہ صحیح ہے۔

ج ...... شرعی حصوں کے مطابق جائیداد تقسیم کر کے بہنوں کی جائیداد ان کے حوالہ کر دی جائے اور اگر وہ غیر شادی شدہ ہیں تو بھائی احتیاط کے ساتھ ان کا حصہ نکالیں اور ان پر خرچ کریں جب وہ شادی شدہ ہو جائیں تو جائیداد اور اس کی آمدنی ان کے حوالہ کر دیں۔

موروثی مکان پر قبضہ کے لئے بھائی، بہن کا جھگڑا

س ...... عرض ہے کہ ہم دو بہن، بھائی ہیں (ایک بھائی ایک بہن) والدین گزر گئے ترکہ میں ایک مکان ہے جس میں ہم رہتے تھے۔ میری بہن نے ایک مکان خریدا مجھے اس میں منتقل کر دیا۔ تقریباً ساڑھے چار سال بعد میری بہن نے وہ مکان فروخت کر دیا۔ پھر مجھے اس گھر میں (جو کہ ہمارے والدین کا تھا) نہیں آنے دیا۔ میں کرائے کے مکان میں رہنے لگا۔ تقریباً اٹھارہ سال ہو گئے کرایہ کے مکان میں رہتے ہوئے میں کرائے کی مد میں تقریباً =/۴۲۲۰۰ روپے ادا کر چکا ہوں۔ میں نے برادری میں درخواست دی تو پنچوں نے میری بہن کو بلایا اور میری درخواست بتائی۔ جس پر

میری بہن نے ساڑھے چار سال کا کرایہ =/۲۰۰ روپے ماہوار کے حساب سے =/۱۰۸۰۰ روپے ذمہ لگایا۔ اس کے علاوہ میری بہن نے میری طرف =/۲۱۰۰۰ روپے قرضہ بتایا اور کلمہ پڑھ کر کہا کہ یہ میرے ہیں اس کے علاوہ (والدین کے مکان میں جو ترکہ میں ہے) بجلی لگوائی =/۴۰۰ روپے پانی کا نل لگوایا =/۳۰۰ روپے گیس لگوایا =/۵۰۰ روپے مرمت مکان =/۵۰۰۰ روپے اس طرح جنرل ٹوٹل =/۱۷۰۰۰ روپے ہوئے۔ پنچوں نے پھر میرا حساب کیا کہ ترکہ کے مکان میں ۱۹۵۹ء سے رہتی ہو اور یہ مکان میری بہن سے (جس میں، میں ساڑھے چار سال رہا) بڑا ہے لہٰذا اس کا کرایہ کم از کم =/۲۰۰ روپے ماہوار لگاؤ۔ تقریباً ۲۸ سال ہوئے جس کا کرایہ =/۶۷۲۰۰ روپے ہوا۔ اور سولہ سو =/۱۶۰۰ روپے نقد کے ہیں کل رقم =/۶۸۸۰۰ روپے ہوئے۔ لہٰذا شریعت کے رو سے بتائیں یہ رقم بہن، بھائی میں کس طرح تقسیم کی جائے۔ اور مکان کس طرح تقسیم کیا جائے مہربانی فرما کر بہن کا علیحدہ اور بھائی کا علیحدہ حصہ بتایا جائے تاکہ یہ معاملہ نمٹ جائے۔

ج ..... والدین نے جو مکان چھوڑا ہے اس پر دو حصے بھائی کے ہیں اور ایک حصہ بہن کا لہٰذا اس کے تین حصے کر کے دو بھائی کو دلائے جائیں اور ایک بہن کو۔

(۲) بہن جو دو ہزار کا قرضہ بھائی کے نام بتاتی ہے۔ اگر اس کے گواہ موجود ہیں یا بھائی اس قرضہ کا اقرار کرتا ہے تو بھائی سے وہ قرضہ دلایا جائے۔ ورنہ بہن کا دعویٰ غلط ہے۔ خود وہ کتنی ہی دفعہ کلمہ پڑھ کر یقین دلائے۔

(۳) بہن نے اپنے بھائی کو جس مکان میں ٹھہرایا تھا اگر اس کا کرایہ طے کر لیا تھا تو ٹھیک ہے ورنہ وہ شرعاً کرایہ وصول کرنے کی مجاز نہیں۔

(۴) بھائی کے مکان میں جو وہ ۲۸ سال تک رہی چونکہ یہ قبضہ غاصبانہ تھا اس لئے اس کا کرایہ اس کے ذمہ لازم ہے۔

(۵) بہن نے اس مکان میں جو بجلی، پانی اور گیس پر روپیہ خرچ کیا یا مکان کی مرمت پر خرچ کیا چونکہ اس نے بھائی کی اجازت کے بغیر اپنی مرضی سے کیا اس لئے وہ بھائی سے وصول کرنے کی شرعاً مجاز نہیں۔

خلاصہ یہ کہ بہن کے ذمہ بھائی کے =/۶۷۲۰۰ روپے بنتے ہیں اور شرعی مسئلہ

کی رو سے بھائی کے ذمہ بہن کا ایک پیسہ بھی نہیں نکلتا۔ تاہم پنچائیت والے صلح کرانے کے لئے کچھ بھائی کے ذمہ بھی ڈالنا چاہیں تو ان کی خوشی ہے۔

(نوٹ) اگر یہ مسائل سمجھ میں نہ آئے ہوں تو دو سمجھدار آدمی آکر مجھ سے زبانی سمجھ لیں۔

بھائی، بہنوں کا حصہ غصب کر کے ایک بھائی کا مکان پر قبضہ

س..... (۱) ہمارے والد صاحب کا مکان جو کہ عرصہ ۲۱ سال سے ہمارے بڑے بھائی نے قبضہ کر رکھا ہے اور اس مکان میں اپنی مرضی سے بجلی، گیس، پانی لگوایا اور مکان بھی بنوایا۔ مگر ہماری اجازت نہیں تھی۔ والد صاحب زندہ تھے مگر ان سے بھی اجازت نہیں لی بلکہ والد صاحب کو گھر سے نکال دیا اور والد صاحب کی ایک کھڈی تھی وہ بھی اکھاڑ کر پھینک دی۔ والد صاحب کو انتقال ہوئے ۱۰ سال ہو گئے ہیں ہم کل ۳ بھائی ۴ بہنیں۔ ایک والدہ۔ اس وقت مکان کی قیمت تقریباً ایک لاکھ ۷۵ ہزار روپے ہے اس کا حساب بتا دیجئے کہ بھائی اور بہن اور والدہ کا حصہ کتنا ہو گا؟

س..... (۲) دوسرے یہ کہ بھائی نے جو رقم مکان بنوانے میں اور بجلی، گیس، پانی لگوانے میں صرف کی اسی میں سے کٹے گی یا ۲۱ سال سے مکان پر قابض ہونے کی وجہ سے کرایہ کی صورت میں برابر ہو گی؟

ج..... (۱) آپ کے والد مرحوم کا مکان ۸۰ حصوں پر تقسیم ہو گا۔ دس حصے تمہاری والدہ کے۔ چودہ چودہ حصے تینوں بھائیوں کے اور سات سات حصے چاروں بہنوں کے۔ ایک لاکھ ۷۵ ہزار کی رقم میں درج ذیل حصے بنتے ہیں۔

والدہ کا حصہ............ = /۲۱۸۷۵

ہر بھائی کا حصہ............ = /۳۰۶۲۵

ہر بہن کا حصہ............ = /۵۰/ ۱۵۳۱۲

ج..... (۲) بڑے بھائی نے مکان پر جو خرچ کیا ہے وہ چونکہ دوسرے حصہ داروں کی اجازت کے بغیر خرچ کیا ہے اس لئے ازروئے قانون تو اس کا معاوضہ لینے کا حق دار۔

تھیں مگر اس کی رعایت کرتے ہوئے یہ کیا جائے کہ اکیس سال سے کرائے کی مد میں اس کے ذمہ جو رقم بنتی ہے اس کو منہا کر کے باقی رقم اس کو دے دی جائے۔

والدین کی جائداد سے بہنوں کو کم حصہ دینا

س ...... ہم الحمد للہ چار بہنیں اور دو بھائی ہیں محترم والد مرحوم کے انتقال کے وقت ہمارے چچا صاحب نے ترکہ کا بڑا حصہ کاروبار جائداد وغیرہ بھائیوں کے نام منتقل کر دیا تھا اور بہنوں کو اشک شوئی کے لئے تھوڑا بہت دے دیا تھا جب ان سے ترکہ کی تقسیم کی بنیاد دریافت کرنے کی جسارت کی تو انہوں نے فرمایا کہ باپ کا نام جاری رکھنے کے لئے مصلحت کا یہی تقاضہ ہے۔ محترمہ والدہ صاحبہ الحمد للہ حیات ہیں اور بہت ضعیف ہیں ان کے نام لاکھوں روپے کی جائداد ہے انہی چاچا صاحب نے والدہ صاحبہ کی جائداد فروخت کرا کر لاکھوں روپے دونوں بھائیوں کو تقسیم کرا دیئے اور بہنوں کو صرف چند ہزار روپے والدہ صاحبہ نے دے دیئے۔ الحمد للہ دونوں بھائی پہلے ہی سے کروڑ پتی ہیں اور محترم چاچا صاحب ان کو بہت چاہتے ہیں برائے مہربانی ازروئے شریعت فرمائیں کہ روپیہ کی، اولاد میں اس طرح کی تقسیم جائز ہے اور چاچا صاحب کا رول شریعت کے مطابق صحیح ہے؟

ج ...... آپ کے والد مرحوم کا ترکہ (ادائے قرضہ و نفاذ وصیت کے بعد اگر کوئی وصیت کی ہو) ۲۴ حصوں پر تقسیم ہوگا آٹھ حصے آپ کی والدہ کے ۱۴۔ ۱۴ دونوں بھائیوں کے اور ۷۔ ۷ حصے چاروں بہنوں کے۔ اللہ تعالیٰ جس نے یہ حصے مقرر فرمائے ہیں آپ کے چچا سے زیادہ اپنے بندوں کی مصلحت کو جانتا ہے اس لئے آپ کے چچا کا حکم الٰہی سے انحراف کرنا گناہ ہے جس سے آپ کے چچا کو توبہ کرنی چاہئے اور دوسروں کی دنیا کی خاطر اپنی آخرت برباد نہیں کرنی چاہئے بہنوں کا جو حصہ بھائیوں نے لے لیا ہے وہ ان کے لئے حلال نہیں ان کو لازم ہے کہ بہنوں کو واپس کر دیں ورنہ ساری عمر حرام کھانے کا وبال ان پر رہے گا اور قیامت کے دن ان کو بھرنا ہوگا۔ واللہ اعلم۔

جائداد میں بیٹیوں اور بہن کا حصہ

س ...... مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے والدین کی طلاق ہمارے بچپن میں ہو گئی تھی ہم تین لڑکیاں ہیں اور ہماری عمریں اس وقت ایک، دو اور چار سال کی تھیں، ہمارے والد نے ہمیں کبھی بھی خرچہ نہیں دیا۔ مولانا صاحب ہماری ملاقات اپنے والد سے ۲۴ سال کے بعد ہوئی اس وقت تک دو بہنوں کی شادی ہو چکی تھی ایک مہینے پہلے ہمارے والد کا انتقال ہو گیا ہے والد صاحب ایک مکان، ایک دکان چھوڑ گئے ہیں جو انہوں نے ہماری پھوپھی کے نام چھوڑا ہے جس میں پچاس تولے سونا اور نقدی بھی شامل ہے۔ مولانا صاحب اب ہماری پھوپھی کہتی ہیں کہ تم بہنوں کا اس پورے اثاثے میں کوئی حق نہیں انہوں نے ہمارے باپ کی جائداد میں سے ایک پائی بھی نہیں دی۔ ہماری پھوپھی "شارجہ" میں مقیم ہیں اور اپنے شوہر اور بچوں کے ساتھ خوش حال زندگی گزار رہی ہیں۔ مولانا صاحب میں بہت پریشان ہوں ساری زندگی ہمارے باپ نے ہمیں کچھ بھی نہیں دیا ہماری پھوپھی کا کہنا ہے کہ ساری جائداد ان کے نام ہے اور اس میں سے وہ ہم بہنوں کو کوئی حصہ نہیں دیں گی۔ مولانا صاحب آپ مجھے بتائیے کہ قیامت کے دن ایسے باپ کے لئے کیا حکم ہے کہ جو دنیا میں اپنی اولادوں کو در بدر کر دیتا ہے اور مرنے سے پہلے ان کو ان کا حق نہیں دیتا ایسے لوگوں کے لئے کیا حکم ہے جو سب کچھ جان بوجھ کر دوسروں کے حق پر قبضہ جماتے ہیں؟

ج ...... آپ کے والد کے ترکہ میں دو تہائی آپ تینوں بہنوں کا حق ہے اور ایک تہائی آپ کی پھوپھی کا حصہ ہے، آپ کی پھوپھی کا فرض ہے کہ اس پوری جائداد میں دو تہائی بیٹیوں کو دے دے اگر وہ ایسا نہیں کرتی تو اس کی دنیا و آخرت دونوں برباد ہو جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کی ایسی مار پڑے گی کہ دیکھنے والوں کو اس پر رحم آئے گا۔

بارہ سال پہلے بہنوں کے قبضہ شدہ حصے کی قیمت کس طرح لگائی جائے

س ...... بھائیوں نے باپ کے انتقال کے بعد بہنوں کی بلا اجازت و مرضی کے تمام منقولہ وغیر منقولہ جائداد اپنے نام منتقل کر لی اور بہنوں کے حصے کاغذی کتاب میں درج کر

لئے۔ کاغذی قیمت کی صورت میں اس طرح بہنوں کو نہ صرف اس جائداد منقولہ و غیر منقولہ سے ہونے والی آمدنی و منافع سے محروم کیا جو اس سے حاصل ہوتی تھی بلکہ اس اضافہ سے بھی محروم کیا جو کہ مارکیٹ میں اس کی قیمت سے ہوا جبکہ ان جائدادوں سے ہونے والی آمدنی کا حصہ بہنوں کا اتنا تھا کہ ان کا خرچہ کا بار بھائیوں پر نہیں تھا اگر قیمت لگا بھی لی تھی تو اس کو صرف کاغذی حد تک رکھا اور اسے پیسے کو کسی بھی سرمایہ کاری میں نہیں لگایا اس طرح زر کی قدر میں کمی کا موجب بنے۔ چنانچہ بہنیں بارہ سال پہلے کے ایک روپے جس کی آج ڈیلیو ۲۰ پیسے ہے قبول نہیں کرتیں بلکہ بھائیوں سے کہتی ہیں کہ وہ جائداد ہمیں دے دیں اور کل روپیہ جو ہمیں دے رہے ہیں وہ خود لے لیں۔ دوسری بات یہ ماضی میں جب بھی بہنوں نے تقاضا کیا تو خالی جیب دکھا دی اور بھائی اپنی جائدادیں مزید خریدتے رہے۔

ج...... بہنوں کا یہ مطالبہ حق بجانب ہے کہ ان کو قیمت نہیں بلکہ جائداد کا حصہ دیا جائے البتہ اگر بہنوں نے اپنی خوشی اور رضامندی سے اپنا حصہ بھائیوں کے ہاتھ فروخت کر دیا تھا تو وہ قیمت وصول کر سکتی ہیں مگر دس برس تک قیمت بھی ادا نہ کرنا صریح ظلم ہے۔

جائداد سے عاق کردہ بیٹے سے باپ کا قرضہ ادا کروانا

س...... باپ نے اپنے بیٹے کو ملکیت جائداد سے محروم کر دیا ہے اور اس کو گھر سے نکال دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ باپ کا کہنا ہے بیٹے کو کہ تم اپنی بیوی کو طلاق دو۔ جبکہ بیوی بیٹے کے ساتھ صحیح ہے اس میں کوئی عیب وغیرہ نظر نہیں آتا۔ اب باپ یہ کہتا ہے کہ کچھ قرضہ ملکیت کے اوپر ہے وہ تم اتارو۔ بیٹا ہر چیز سے محروم ہے تو کیا یہ قرضہ بیٹے کے اوپر لگ سکتا ہے؟

ج...... اگر بیوی کا قصور نہ ہو تو والدین کا یہ مطالبہ کہ لڑکا اس کو طلاق دے ناجائز ہے۔ (۲) اولاد کو وراثت سے محروم کرنا حرام ہے۔ اور محروم کرنے پر بھی وہ وراثت سے محروم نہیں ہوگا۔ بلکہ دوسرے وارثوں کی طرح "عاق شدہ" کو بھی وراثت ملے گی۔ (۳) باپ کے ذمہ جو قرضہ ہو اگر باپ نادار ہو اور اولاد کے پاس

گنجائش ہو تو باپ کا قرضہ ضرور ادا کرنا چاہئے۔ لیکن اگر باپ مالدار ہے۔ قرضہ ادا کر سکتا ہے۔ یا اولاد کے پاس گنجائش نہیں تو قرضہ باپ کو ادا کرنا چاہئے۔ لیکن اگر باپ نے ادا نہ کیا تو اس کی موت کے بعد جائداد میں سے پہلے قرضہ ادا کیا جائے گا۔ بعد میں جائداد تقسیم ہوگی۔

والد صاحب کی جائداد پر ایک بیٹے کا قابض ہو جانا

س ...... زید بڑا بھائی ہے نوکری کر کے اپنے بچوں کا پیٹ پالتا ہے خالد کے انتقال کے بعد دوسرے بھائی نے دوکان کھولی زید اس کو کہتا ہے اس میں میرا حق ہے مگر دوسرا بھائی کہتا ہے کہ یہ میری ذاتی ہے ایسے ہی والد صاحب کی ملکیت سے جو غلہ نکلتا ہے اس میں بھی زید کو حصہ نہیں دیتا اور کہتا ہے کہ میں سب کو خرچہ دیتا ہوں۔ واضح ہو کہ زید کے دو بھائی شادی شدہ ہیں تیسرا بھائی بھی اس کے ساتھ رہتا ہے سب ایک گھر میں رہتے ہیں حکم شرعی صادر فرمادیں۔

ج ...... والد کا ترکہ تو تمام شرعی وارثوں میں شرعی حصوں کے مطابق تقسیم ہونا چاہئے اس پر کسی ایک بھائی کا قابض ہو جانا غصب اور ظلم ہے۔ باقی جتنے بھائی کمانے والے ہیں ان کے ذمہ والدہ اور چھوٹے بھائیوں کا خرچہ بقدر حصہ ہے۔ دوکان میں اگر بھائی نے اپنا سرمایہ ڈالا ہے تو دوکان اس کی ہے اور اگر والد کی جائداد ہے تو وہ بھی تقسیم ہوگی۔

والدین کی وراثت سے ایک بھائی کو محروم رکھنے والے بھائیوں کی شرعی سزا

س ...... میرا مسئلہ یہ ہے کہ جو سامان وغیرہ وراثت کا ہو یعنی ماں باپ کا گھریلو سامان جو کافی مقدار میں ہو اور دشمنی اور مخالفت کی بنا پر دو بھائی آپس میں تقسیم کر لیں اور تیسرے بھائی کو علم تک نہ ہو کہ وراثت کا مال تقسیم ہو چکا ہے۔ محض دشمنی اور مخالفت کی بنا پر تیسرے سگے بھائی کو بالکل بے دخل کر دیں۔ حالانکہ تینوں بھائی سگے ہوں اور ایک بھائی کا حق مار لیں تو بزرگوار ایسے بھائیوں اور ایسے وراثت کی تقسیم کا خدا تعالیٰ

کے نزدیک اور حدیث نبوی میں کیا حکم ہے کیا اس طرح انسان گنہگار نہیں ہوتا اور آخرت میں کیا انجام ہوگا؟

ج ...... والدین کی وراثت میں تمام اولاد اپنے اپنے حصے کے مطابق برابر کی شریک ہے۔ پس دو بھائیوں کو وراثت تقسیم کر لینا اور تیسرے بھائی کو محروم کر دینا نہایت سنگین گناہ ہے آخرت میں ان کا انجام یہ ہوگا کہ ان کو اس سامان کے بدلے میں اپنی نیکیاں دینی ہوں گی اس لئے ہر مسلمان کو ایسے گناہوں سے توبہ کرنی چاہئے اور ایسے غاصبانہ و ظالمانہ برتاؤ سے پرہیز کرنا چاہئے۔

حصہ داروں کو حصہ دے کر مکان سے بے دخل کرنا

س ..... میرا مکان جس میں، میں اپنے آٹھ بچوں کے ساتھ (جن میں ایک لڑکا شادی شدہ ہے) رہتا ہوں مکان میری مرحومہ بیوی کے نام ہے حکومت کے کاغذات میں بیوی کے ساتھ میرا نام درج ہے یہ مکان بیوی مرحومہ کے والد نے عنایت فرمایا تھا۔ قرآن و سنت کی روشنی میں فرمائیں کہ اس مکان پر میرا حق ہے یا نہیں اور کیا میں اس بات کا حق رکھتا ہوں کہ اگر کوئی بیٹا یا بیٹے کی بیوی وجہ فساد ہے تو ان کو مکان سے بے دخل کر دوں۔

ج ..... مکان آپ کی مرحومہ بیوی کا تھا۔ اس کے انتقال پر چوتھائی حصہ آپ کا اور باقی تین حصے مرحومہ کی اولاد کے ہیں لڑکوں کا حصہ لڑکیوں سے دوگنا۔ آپ حصہ داروں کو حصہ سے محروم نہیں کر سکتے ان کا حصہ ادا کر کے ان کو بے دخل کر سکتے ہیں۔

مرحوم کے مکان پر دعویٰ کی حقیقت

س ..... ایک مکان رہائشی مرحوم شخص (الف) کا ہے اور تا حال تمام سرکاری دفاتر میں اسی کے نام پر ہے۔ مرحوم کی ایک بیٹی مسماۃ (ز) تمام سرکاری واجبات ادا کرتی چلی آ رہی ہے۔ اس نے ایک شخص (م) کو یہ مکان دسمبر ۷۵ء میں کرایہ پر دیا تھا (صرف ۶ ماہ کے لئے) یہ معاملہ زبانی ہوا تھا۔ کیونکہ کرایہ دار کا اپنا مکان زیر تعمیر تھا۔ چند ماہ بعد کرایہ دار (م) نے مرحوم (الف) کے ایک وارث (خ) سے مئی ۷۶ء میں اس مکان کا سودا خرید و فروخت بالا بالا ہی کر لیا۔ اور بقول کرایہ دار اس نے اس سلسلہ میں

۱۵ہزار روپیہ پیشگی ادا کیا تھا۔ اس معاملہ کا کوئی غیر جانبدار گواہ بھی نہیں۔

بدقسمتی سے جس وارث یعنی (خ) نے یہ سودا کیا تھا وہ بھی ماہ فروری ۸۸ء میں انتقال کر چکا ہے واضح رہے کہ اس سودے میں مرحوم (الف) کے دیگر وارثان کا کوئی دخل و واسطہ نہ تھا۔ نہ ہی اس سودے کی بذریعہ اخبار تشہیر کی گئی۔ اور نہ ہی کسی سرکاری ادارے میں اس کی رجسٹریشن ہوئی۔ بعدۂ مئی ۱۹۷۶ء سے لے کر تا حال کرایہ دار نے کوئی کرایہ بھی ادا نہیں کیا اس کی مسلسل خاموشی نے بھی معاہدہ کو مشکوک کر دیا ہے۔

جبکہ مرحوم کی بیٹی مسماۃ (ر) کے حق میں دیگر وارثان بشمول مرحوم وارث (خ) بھی ۱۹۷۶ء میں دستبردار ہو چکے ہیں (جس کی بذریعہ اخبار تشہیر کی جا چکی ہے) اب کرایہ دار اس بات پر مصر ہے کہ مرحوم وارث (خ) سے کئے ہوئے مبینہ معاہدہ خریدوفروخت پر عملدر آمد کیا جائے اور اسے حق ملکیت منتقل کیا جائے جبکہ مرحوم (الف) کے بقید حیات وارثان یہ کہتے ہیں کہ نہ ہم نے کرایہ دار (م) سے کوئی معاہدہ کیا ہے اور نہ ہی ہم نے کوئی رقم پیشگی وصول پائی ہے یا لی ہے اور سوال یہ ہے کہ جب مرحوم (الف) کی جائداد متروکہ وارثان کے نام ہی منتقل نہیں ہوئی تو کسی اور کے نام کیسے منتقل کر دی جائے۔

الف ...... آیا مرحوم (الف) کے بقید حیات وارثان مرحوم (الف) کے ایک وارث۔ (خ) جواب خود بھی مرحوم ہو چکے ہیں سے کئے ہوئے مبینہ مشکوک معاہدہ کے پابند ہیں یا نہیں؟

ب ...... مرحوم (الف) کی بیٹی مسماۃ (ر) اب بیوہ ہو چکی ہے اور اس کی دو یتیم بچیاں ہیں جو بسبب امر مجبوری رشتہ داروں میں مقیم ہیں اور کرایہ دار صاحب ان کو کرایہ بھی ادا نہیں کر رہے ہیں حالانکہ وہ بیوہ ہونے کے باوجود سرکاری واجبات ادا کر رہی ہے۔

ج ...... اب چونکہ کرایہ دار کرایہ ادا نہیں کر رہا لہٰذا وہ ناجائز قابض یا غاصب ہے یا نہیں؟ نیز غاصب کے لئے شرعی سزا کیا ہے؟

د ...... سرکاری عمال غاصب سے حق پدری نہ دلوانے پر کسی شرعی سزا کے مستوجب ہیں یا نہیں؟

ہ ...... وہ رقم (جو ۱۹۷۶ء سے ۱۹۸۸ء تک کرایہ کی مد میں جمع ہے اس پر زکوٰۃ واجب الادا ہے یا نہیں؟

ج ...... الف مرحوم کے فوت ہو جانے کے بعد یہ مکان اس کے وارثوں کا ہے اور ان کی مشترک ملکیت ہے جس چیز میں کئی شخص شریک ہوں اس کو کوئی ایک شخص دوسرے شرکاء کی رضامندی کے بغیر فروخت نہیں کر سکتا لہٰذا کرایہ دار کے بقول (خ) نے اس کے ہاتھ جو مکان فروخت کیا ہے یہ سودا کالعدم ہے اور اس کی بنیاد پر اس شخص کا یہ دعویٰ کرنا کہ میں نے یہ مکان خرید لیا ہے غلط ہے اور اس کے لئے قبضہ رکھنا حرام ہے چونکہ تمام وارثان الف مرحوم کی بیٹی کے حق میں اپنے حصہ سے دستبردار ہو چکے ہیں اس لئے اس مکان کی تنہا مالک اب مرحوم کی بیٹی ہے۔ ایک بیوہ کے مکان پر ناجائز قبضہ کرنا اور اس کا کرایہ بھی نہ دینا بدترین غصب اور ظلم ہے جو اس غاصب اور ظالم کی دنیا و آخرت کو برباد کر دے گا۔ سرکاری حکام بلکہ ہر مسلمان کا فرض ہے کہ بیوہ کی اور اس کے یتیم بچوں کی مدد کریں اور اس غاصب کے ظالمانہ چنگل سے نجات دلائیں جو لوگ باوجود قدرت کے ایسا نہیں کریں گے وہ بھی اس وبال میں شریک ہوں گے۔ کرائے کی رقم جب تک وصول نہ ہو جائے اس پر زکوٰۃ نہیں۔

اس پلاٹ کا مالک کون ہے

س ...... میں (غلام محمد ولد غلام نبی) نے اپنے بھائی غلام صابر ولد غلام نبی کو گورنمنٹ ہاؤسنگ سوسائٹی کا پلاٹ حاصل کرنے کے لئے اپنے خرچہ سے ممبر بنایا۔ میرا بھائی گورنمنٹ ملازم تھا اس واسطے وہی ممبر بن سکتا تھا سوسائٹی نے ممبر شپ کی رسید مجھے دے دی جبکہ میرے بھائی غلام صابر نے مجھے اس کا وارث مقرر کیا اور سوسائٹی آفس کو خط لکھ دیا گیا۔ ۱۹۶۱ء میں سوسائٹی آفس نے میرے بھائی غلام صابر کو خط لکھا کہ بذریعہ قرعہ اندازی زمین کی الاٹ منٹ کا بندوبست کیا ہے۔ میرے بھائی صاحب نے مجھے خط لکھا کہ مجھے جتنی زمین درکار ہو اس کے مطابق سوسائٹی آفس میں روپیہ بھر دیں۔ میں نے ۳۰۰ گز کے پلاٹ کے لئے سوسائٹی آفس میں بذریعہ بنک ڈرافٹ روپے بھر دیئے۔ مگر ایک سال بعد سوسائٹی آفس نے میرے نام بنک ڈرافٹ واپس بھیج دیا اور

لکھ دیا کہ آئندہ جب الاٹ منٹ ہوگی آپ کو مطلع کر دیں گے۔ کئی سال بعد میرے کراچی کے پتہ پر میرے بھائی غلام صابر کے نام سوسائٹی آفس نے لکھا کہ پلاٹ تمہارے نام الاٹ کر دیا گیا ہے میں نے فوراً اس پلاٹ کی قیمت ادا کر دی۔ اور اسی پلاٹ کی جنرل پاور آف اٹارنی اپنے بھائی صاحب غلام صابر سے راولپنڈی جاکر لے لی۔ اس کے بعد بھائی صاحب کی وفات ہو گئی تمام تر اخراجات میں نے اپنے پاس سے کئے ہیں تمام کارروائی پوری کرنے کے بعد جب پلاٹ پر قبضہ لینے کا وقت آیا تو سوسائٹی آفس نے کہا کہ تمہارا بھائی وفات پا چکا ہے اس واسطے جنرل پاور آف اٹارنی اور وراثت سب ختم ہو گئی اب وارث صرف اس کے بیوی بچے ہیں۔ میں نے تمام حالات آپ کی خدمت میں پیش کر دیئے ہیں آپ مہربانی فرما کر قرآن پاک اور حدیث کی روشنی میں مجھے بتائیں کہ اس پلاٹ کی ملکیت میری ہے کہ نہیں؟ میں نے جو حالات لکھے ہیں ان سب کے دستاویزی ثبوت موجود ہیں۔

ج ...... آپ نے حالات کی جو تفصیل دستاویزی حوالوں کے ساتھ لکھی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جو پلاٹ آپ کے مرحوم بھائی جناب غلام صابر کے نام پر لیا گیا وہ درحقیقت آپ کی ملکیت ہے مرحوم بھائی کا صرف نام استعمال ہوا، ورنہ یہ ان کی ملکیت نہیں تھی بلکہ اس کی ملکیت آپ کی تھی اس لئے مرحوم کی وفات کے بعد بھی شرعاً آپ ہی اس پلاٹ کے مالک ہیں۔ علاوہ ازیں چونکہ مرحوم نے آپ کو مختار نامے میں وارث قرار دیا تھا اور متعلقہ ادارے کو قانونی طور پر اس سے مطلع بھی کر دیا تھا۔ اس لئے اگر بالفرض یہ پلاٹ مرحوم کی ملکیت ہوتا تب بھی چونکہ مرحوم کی وصیت آپ کے حق میں تھی۔ لہٰذا وصیت کے تحت یہ پلاٹ آپ ہی کو ملتا ہے۔ بہرحال شرعاً آپ اس پلاٹ کے مالک ہیں اور اس کو اپنے نام منتقل کرا سکتے ہیں۔ واللہ اعلم۔

مرحوم کا اپنی زندگی میں بہن کو دیئے ہوئے مکان پر بیوہ کا دعویٰ

س ...... ایک شخص کا ۱۹۷۰ء میں انتقال ہوا۔ جس نے جائداد لاہور اور حیدر آباد سندھ

میں کافی چھوڑی تھی۔ مرحوم نے سگی بہن کو ہندوستان سے ۱۹۴۸ء میں بلایا۔ جس کو رہنے کے لئے مکان حیدر آباد سندھ میں دیا۔ جس میں وہ رہتی رہی۔ مرحوم خود لاہور میں اپنی دو بیویوں اور بچیو ں کے ساتھ رہتے تھے۔ انتقال کے بعد دوسری سب جائداد بیواؤں نے فروخت کر دی۔ اس میں سے ایک بیوہ مرحوم کے چند سال کے بعد مرگئی۔ مرنے والی بیوہ کے کوئی اولاد نہیں تھی۔ بیوہ کے مرنے کے بعد دوسری بیوہ اپنی دولڑکیوں کے ساتھ آکر حیدر آباد سندھ کے اس مکان میں آباد ہو گئی وہ مکان جو کہ مرحوم نے اپنی زندگی میں بہن کو لے کر دیا تھا اب اس وقت حیدر آباد سندھ کی جائداد میں مرحوم کی بہن، مرحوم کی بیوہ اور دو لڑکیاں رہتی ہیں۔ اب بیوہ اس مکان کو بھی فروخت کرنا چاہتی ہے۔ جس مکان کو مرحوم اپنی بہن کو دے کر گیا تھا۔ جب کہ مرحوم کی بہن ۱۹۴۸ء سے حیدر آباد سندھ کے مکان میں آباد ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ بہن کا بھائی کی جائداد میں کوئی حصہ ہے یا نہیں اور اگر ہے تو پوری جائداد میں ہے یا صرف اس مکان میں جس میں وہ رہتی ہے۔ اور حق ہے تو کتنا کتنا کس، کس کا حق و حصہ ہے۔

ج ...... اگر مرحوم کی نرینہ اولاد نہیں تھی تو مرحوم کی کل جائداد (تجہیز و تکفین، ادائے قرضہ جات اور تہائی مال میں نفاذ وصیت کے بعد) اڑتالیس حصوں میں تقسیم ہوگی۔ تین تین حصے بیواؤں کے، سولہ، سولہ حصے دونوں لڑکیوں کے اور باقی ماندہ دس حصے اس کی بہن کے ...... اس سے معلوم ہوا کہ بہن، مرحوم کی پوری جائداد کے اڑتالیس حصوں میں سے دس حصوں کی مالک ہے۔

کسی کی جگہ پر تعمیر کردہ مکان کے جھگڑے کا فیصلہ کس طرح ہوگا؟

س ...... میری ایک غیر شادی شدہ لڑکی بعمر ساڑھے ۴۲ سال ہے۔ میرا ایک پلاٹ ناظم آباد نمبر ۳ میں ۲۷۳ مربع گز کا تھا اور اب بھی ہے اس پر مفلسی کی وجہ سے صرف دو کمرے تعمیر تھے۔ میری یہ لڑکی برطانیہ سے ایم ایس سی کی ڈگری حاصل شدہ ہے اور سعودی عرب مدینہ منورہ میں ملازم ہے۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ میرا مکان بنے لیکن اس

نے اور کچھ بھائیوں نے زور دیا کہ "بنے" میں مان گیا میری دیکھ بھال میں وہ پیسہ بھیجتی گئی اور مکان بنتا گیا کچھ دن حساب رکھا بعد میں یہ سوچ کر کہ اگر کچھ پیسہ میرے تصرف میں آ ہی گیا تو اولاد کا پیسہ والد کے لئے جائز ہے۔ تو حساب چھوڑ دیا۔ اور مکان ۱۹۷۸ء میں پورا ہو گیا اور دو کانیں اور پہلی منزل کرایہ پر دی ہوئی ہیں اور اوپر والی منزل پر میں مع بیوی بچوں کے رہائش پذیر ہوں۔ اب وہ لڑکی کہتی ہے کہ پیسے مکان پر بہت کم لگائے غبن کر گئے اور کھا گئے اور میرا کرایہ سب کھا گئے حساب نہیں رکھا اور حساب نہ رکھنے کا بنیادی الزام بد دیانتی اور غبن ہے اور ناگفتنی گالی اور گندے خط مجھے لکھے اور مجھے بدنام کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ مکان میرے نام ہے کہتی ہیں کہ نکلو میرے مکان سے اور سارا مکان میرے نام کرو۔

میرا کہنا ہے کہ نیچے والی منزل اور دو کانیں تم لے لو اور اوپر والی منزل ہماری رہائش کے لئے چھوڑ دو مگر وہ راضی نہیں۔ کہتا ہوں تمہارا پیسہ ضرور لگا ہے۔ جتنا لگا ہے اس سے زائد مالیت کا حصہ وصول کر لو مگر وہ مکان کو شراکت میں نہیں رکھنا چاہتی ہیں۔

دریافت طلب امر یہ ہے کہ جو رقم اس کی میرے تصرف میں آ گئی کیا وہ حقوق العباد ہے اور عنداللہ میں دیندار ہوں جبکہ میں نے بنوانے اور دوڑ دھوپ کا کوئی معاوضہ نہیں لیا۔ یہ پڑھے لکھے گھرانے کا حال ہے مجھے ایسے خطوط لکھتی ہے جو ارذل سے ارذل انسان بھی اپنے باپ کو نہیں لکھتا۔ کہتی ہیں کہ مکان سے نکل جاؤ جہاں چاہے رہو سڑک پر رہو اور تین سال کا پچھلا دو ہزار روپیہ کے حساب سے کرایہ دو سمجھ نہیں آتا کیا کروں براہ کرم شرعی لحاظ سے کوئی فیصلہ صادر فرما دیں۔

ج...... صاحبزادی کا پیسہ آتا تھا آپ نے اپنا (یعنی اپنی اولاد کا) سمجھ کر خرچ کیا ہے۔ آپ پر اس کا کوئی معاوضہ نہیں۔ مکان کی عمارت آپ کی صاحبزادی کی ہے اور زمین آپ کی اس کا شرعی حکم یہ ہے کہ اگر مصالحت کے ذریعے کوئی بات طے ہو جائے تو اس کے مطابق عمل کیا جائے ورنہ آپ اس کو کہہ سکتے ہیں کہ اپنا مکان اٹھائے اور آپ کی جگہ خالی کر دے۔ اور شرعاً اس کو آپ کی جگہ خالی کرنی لازمی ہے۔

آپ نے جو پڑھے لکھے گھرانے کی شکایت کی ہے وہ فضول ہے، یہ تعلیم جدید کا اثر ہے ببول بو کر جو شخص آموں کی توقع رکھتا ہے وہ احمق ہے۔

مرحومہ کا ترکہ خاوند، ماں باپ اور بیٹے میں کیسے تقسیم ہو

س ...... عرض یہ ہے کہ میری شادی مورخہ ۲۶ جون ۹۲ء کو ہوئی شادی کے گیارہ ماہ بعد مورخہ ۱۸ / ۱۹ مئی کی درمیانی رات کو تقریباً تین بجے میری بیوی کے ہاں لڑکا پیدا ہوا، زچگی کے تقریباً ساڑھے چھ گھنٹے بعد ۱۹ مئی ۹۳ء کو صبح تقریباً ساڑھے نو بجے میری بیوی اپنے خالق حقیقی سے جا ملی، بچہ حیات ہے میری بیوی کے انتقال کے پونے تین ماہ بعد میری بیوی کے والد اور اس کے بھائیوں نے میرے گھر آکر جہیز واپس کرنے کا مطالبہ کیا، مجھے جہیز واپس کرنا چاہئے یا نہیں جبکہ میرا بچہ اور میرے والدین حیات ہیں، میری بیوی کے والدین بھی حیات ہیں۔ مندرجہ بالا صورت حال میں مجھے کیا کرنا چاہئے قرآن وسنت کی روشنی میں جواب سے مستفید فرمائیں۔

ج ...... مرحومہ کا جہیز اور اس کا تمام ترکہ ۱۲ حصوں پر تقسیم ہوگا ان میں سے ۳ حصے شوہر کے، دو دو حصے ماں باپ کے اور باقی ۵ حصے بچے کے ہیں۔

مرحومہ کے والدین کا جہیز واپس کرنے کا مطالبہ غلط ہے، ماں باپ دونوں کا ایک تہائی حصہ ہے اگر وہ چاہیں تو لے لیں چاہیں تو بچے کے لئے چھوڑ دیں۔

دادا کی جائداد میں پھوپھی کا حصہ

س ...... ایک میری سگی پھوپھی ہیں، وہ چاہتی ہیں کہ آدھی زمین حصہ میں لیں گی جبکہ پہلے عدالت وپٹواری کے کاغذات میں اپنا نام درج نہیں کرایا تھا اب پھوپھی مجھ سے زمین کا حصہ لینا چاہتی ہیں مفتی صاحب شریعت میں کتنا حصہ پھوپھی کو آتا ہے؟

ج ...... آپ کے دادا کی جائداد میں آپ کی پھوپھی کا حق آپ کے والد مرحوم سے نصف ہے۔ یعنی دادا کی جائداد کے تین حصے ہوں گے۔ دو حصے آپ کے تھے، اور ایک حصہ آپ کی پھوپھی کا۔ دادا کی جائداد کا ایک تہائی حصہ اپنی پھوپھی کو دے دیجئے۔

دادا کے ترکہ میں دادی کے چچازاد بھائی کا حصہ

س ...... آزاد کشمیر میں میرے دادا کی زمین ہے گاؤں میں جو کہ ۶۰ کنال تھی کچھ تو میں

نے ۱۰ سال پہلے فروخت کر دی تھی اور کچھ باقی ہے آج سے تقریباً ۴۵ ۔ ۴۰ سال پہلے کی بات ہے میری سگی دادی کا انتقال ہو گیا تو میرے دادا نے دوسری شادی کر لی اور پھر کچھ سال بعد میرے والد کا بھی انتقال ہو گیا اور پھر کچھ ہی سال بعد میرے والد کا بھی انتقال ہو گیا اور میری سوتیلی دادی جو کہ بیوہ ہو گئی تھی بعد میں میری موجودگی میں ۲۵ سال پہلے فوت ہوئی میرے دادا اور سوتیلی دادی کی کوئی بھی اولاد نہیں ہوئی اور سوتیلی دادی کا ایک سگا بھائی تھا جو کہ ۵ سال پہلے فوت ہو گیا اور اس کے بیٹے بھی ہیں اور آج تک انہوں نے میرے سے سوتیلی دادی کے حصہ کی بات نہیں کی لیکن سوتیلی دادی کا ایک چچازاد بھائی ہے اس نے عدالت و پٹواری کے کاغذات میں میری سوتیلی دادی کا نصف حصہ یعنی آدھی زمین اپنے نام پر کی ہوئی ہے اور اب اتنے سال کے بعد وہ میرے سے وصول کرنا چاہتا ہے اور میری والدہ بھی ہیں جو کہ اب تیسرے نکاح میں ہے اور میرے بھی بچے بیوی ہیں۔ مولانا صاحب شریعت میں کتنا حصہ سوتیلی دادی کے اس چچا زاد بھائی کو آتا ہے؟

ج ...... جو صورت مسئلہ آپ نے لکھی ہے اس جائداد میں آپ کی سوتیلی دادی کے چچا زاد بھائی کا کوئی حق نہیں بنتا، آپ کی دادی مرحومہ کا وارث اس کا حقیقی بھائی تھا اس کی موجودگی میں چچازاد بھائی وارث نہیں ہوتا۔ اس نے جو کاغذات میں نصف جائداد اپنے نام کرالی ہے یہ شرعاً ناجائز اور حرام ہے، اس کا فرض ہے کہ اس جائداد سے دستبردار ہو جائے ورنہ اپنی قبر اور آخرت گندی کرے گا۔

آپ کے دادا کی جائداد میں آٹھواں حصہ آپ کی سوتیلی دادی کا حق تھا اور سوتیلی دادی کے انتقال کے بعد اس کا بھائی اس حصہ کا وارث تھا اگر بھائی نے حصہ نہیں لیا تو چچازاد بھائی کو حصہ لینے کا کوئی حق نہیں۔

مرحوم کی وراثت کیسے تقسیم ہوگی جبکہ ورثاء میں بیوہ، لڑکی اور دو بہنیں ہوں

س ...... میری ادلے بدلے کی شادی ۱۹۸۰ء میں ہوئی میرے خاوند کا انتقال ۱۹۸۲ء میں سعودی عرب میں ایکسیڈنٹ کے ذریعے ہوا۔ میری ایک بیٹی ۹ سال کی ہے۔ میرے

خاوند کی بینک (پنجاب) میں تقریباً ۱۵۰۰۰ روپے کی رقم جمع ہے میرے ساس اور سسر انتقال کر گئے ہیں۔ کوئی دیور نہیں ہے ۴ نندیں ہیں جن میں دو بیوہ ہیں اور ان کی اولاد کی شادی بھی ہو چکی ہے۔ میرے خاوند گھر میں سب سے چھوٹے تھے۔ ایکسیڈنٹ کی رقم کے سلسلے میں سعودی عرب کی حکومت سے ۱۹۸۲ء سے خط و کتابت جاری ہے ان کی تمام طلبیں پوری کر دی ہیں لیکن ابھی تک رقم نہیں ملی۔ اس کے علاوہ حق میں شادی کے موقع پر میرے خاوند نے مکان لکھ کر دیا تھا اس کے علاوہ میرے سسر کا مکان جس میں میری ایک نند (بیوہ) رہ رہی ہے اس مکان کی تقسیم کس طرح ہوگی۔ میرے خاوند کے انتقال کے بعد سے اپنی والدہ کے ہاں رہ رہی ہوں کیونکہ ان سے تعلقات اچھے نہیں ہیں اور تقریباً دس سال سے ان سے بات چیت نہیں ہے اور یہ پنجاب میں رہائش پذیر ہیں۔ خاوند کے انتقال کے بعد ابھی تک میں نے شادی نہیں کی۔

(۱) پنجاب میں ایک بینک میں ۱۵۰۰۰ روپے کی رقم کی تقسیم

(۲) ایکسیڈنٹ کی رقم میں کس کس کا حصہ بنتا ہے۔

(۳) حق مہر میں جو مکان لکھ کر دیا ہے کس کا حصہ ہے اور کتنا ہے؟

(۴) سسر کے مکان میں میرا کتنا حصہ ہے۔

جائداد آسانی سے مجھے کس طرح مل سکتی ہے۔ تاکہ مجھے عدالت کی طرف نہ جانا پڑے آسان حل بتائیں۔

ج...... آپ کے شوہر نے جو مکان آپ کو حق مہر میں لکھ دیا تھا وہ تو آپ کا ہے، اس میں تقسیم جاری نہیں ہوگی۔ اس مکان کے علاوہ آپ کے مرحوم شوہر کا کل ترکہ (۹۶) حصوں پر تقسیم ہو گا۔ جن میں سے ۱۲ حصے آپ کے، ۴۸ حصے آپ کی بیٹی کے اور نو نو حصے مرحوم کی چاروں بہنوں کے۔ پندرہ ہزار کی رقم میں آپ کا حصہ ہے ایک ہزار آٹھ سو پچھتر روپے (۱۸۷۵) ــ آپ کی بیٹی کا حصہ ہے سات ہزار پانچ سو روپے (۷۵۰۰) اور مرحوم کی ہر بہن کا حصہ تین سو اکاون روپے چھپن پیسے (۳۵۱ء۵۶)۔ سعودی حکومت کی جانب سے جو رقم آپ کے مرحوم شوہر کے سلسلہ میں ملے گی اس کی تقسیم بھی مندرجہ اصول کے مطابق ہوگی۔ یعنی اس میں سے آٹھواں

حصہ آپ کا، نصف حصہ آپ کی بیٹی کا، اور باقی ماندہ رقم مرحوم کی بہنوں پر تقسیم ہوگی۔

اگر آپ کے شوہر کا انتقال آپ کے سسر کی زندگی میں ہو گیا تھا تو سسر کے مکان میں آپ کا اور آپ کی بیٹی کا کوئی حق نہیں وہ مکان آپ کی نندوں کو ملے گا اور اگر آپ کے سسر کا انتقال آپ کے شوہر سے پہلے ہوا تو اس مکان کی قیمت کے (۲۸۸) حصے کئے جائیں گے۔ ان میں سے آپ کے (۱۲) حصے آپ کی بیٹی کے (۴۸) حصے اور آپ کی ہر نند کے (۵۷) حصے ہوں گے۔

مردے کے مال سے پہلے قرض ادا ہو گا

س...... میرے بھائی کی شادی ۱۹ ستمبر ۱۹۸۰ء کو ہوئی اور دو مہینے بعد یعنی ۲۸ نومبر کو اس کا انتقال ہو گیا۔ میرے بھائی نے مرنے سے پہلے ۱۴ تولہ کے جو زیورات بنوائے تھے اس کی کچھ رقم ادھار دینی تھی میرے بھائی نے دو مہینے کا وعدہ کیا تھا لیکن وہ رقم ادا کرنے سے پہلے اپنے خالق حقیقی سے جا ملا۔ آپ قرآن و سنت کی روشنی میں جواب دیں کہ رقم لڑکے کے والدین ادا کریں گے یا لڑکے کے بنائے ہوئے زیورات میں سے وہ رقم ادا کر دی جائے؟

ج...... اگر آپ کا مرحوم بھائی کے ذمہ قرض ہے تو جو زیورات انہوں نے بنوائے تھے ان کو فروخت کر کے قرض ادا کرنا ضروری ہے۔ والدین کے ذمہ نہیں ــ وہ زیورات جس کے پاس ہوں وہ قرض ادا نہ کرنے کی صورت میں گنہگار ہو گا۔ مردہ کے مال پر ناجائز قبضہ جمانا بڑی سنگین بات ہے۔ مرحوم کی مملوکہ اشیاء میں (ادائے قرض کے بعد) وراثت جاری ہوگی۔ اور مرحوم کے بچے کی پیدائش تک اس کی تقسیم موقوف رہے گی۔ اگر لڑکے کی پیدائش ہوئی تو مرحوم کا کل ترکہ ۲۴ حصوں پر تقسیم ہو گا۔ چار چار حصے والدین کے تین حصے بیوہ کے اور باقی تیرہ حصے لڑکے کے ہوں گے اور اگر لڑکی کی پیدائش ہوئی تو بارہ حصے لڑکی کے تین بیوہ کے چار ماں کے اور پانچ باپ کے۔

بیٹے کے مال میں والد کی خیانت

س...... میرے بڑے بھائی نے کراچی میں یورپ جانے سے پہلے کاغذات امانت رکھے

میرے پاس، والد لاہور سے آئے ہوئے تھے ان کو معلوم ہوا تو کاغذات انہوں نے مجھ سے لے لئے۔ میں سمجھا دیکھنے کے لئے لئے ہیں واپس دے دیں گے۔ مگر انہوں نے واپس دینے سے انکار کر دیا کیونکہ ان کی رقم بنتی ہے بھائی پر، فرمانے لگے جب تک رقم نہیں دے گا کاغذات نہیں دوں گا۔ مزید فرمایا کہ باپ کو یہ حق حاصل ہے کہ اولاد کی اجازت کے بغیر چاہے استعمال کرے فروخت کرے۔ جب بھائی یورپ سے آیا تو اس نے امانت رکھے ہوئے کاغذات طلب کئے، میں نے صورت حال بتلائی، تو وہ کہنے لگے کہ اگر والد صاحب کی رقم میری طرف بنتی ہے تو مجھ سے براہ راست بات کریں۔ اور کاغذات میں نے آپ کے پاس بطور امانت رکھے تھے ان کی واپسی تمہاری ذمہ داری ہے واپس لاؤ اب سوال یہ ہے کہ باپ کو یہ حق حاصل ہے کہ بیٹے کی امانت میں (خواہ وہ امانت دوسرے بیٹے کی ہو) خیانت کرے؟ شرع کی رو سے امانت میں کن حالات میں خیانت کی جا سکتی ہے؟ کیا ایسا باپ حسن سلوک کا مستحق ہے؟ براہ کرم بتائیں کہ ہم ان سے کیا رویہ اختیار کریں۔

ج...... والد کو یہ حق نہیں تھا کہ بھائی کے ضروری کاغذات جو اس نے دوسرے بھائی کے پاس بطور امانت رکھوائے تھے لے لے اور کہے کہ چونکہ اس لڑکے پر میرا قرض ہے اس لئے میں یہ کاغذات لیتا ہوں۔ والد کو چاہئے کہ اپنا قرض بیٹے سے وصول کرے اور کاغذات اس بیٹے کو واپس کر دے جس سے لئے تھے تاکہ وہ امانت واپس کر سکے، والد نے یہ مسئلہ بھی غلط بتایا کہ باپ کو بیٹے کا مال لینے یا اس کو فروخت کرنے کا حق ہے۔ صحیح مسئلہ یہ ہے کہ والد اگر حاجت مند اور ضرورت مند ہو اور اس کے پاس کچھ مال نہ ہو اس صورت میں بیٹے کا مال لے سکتا ہے تاکہ گزر اوقات کر سکے، ہر صورت میں والد کو یہ حق حاصل نہیں۔

بیوہ کے مکان خالی نہ کرنے کا مؤقف

س...... ایک شخص کا انتقال ہو گیا۔ مرحوم کے مکان پر ان کی بیوی کا قبضہ ہے اور مرحوم کے نام بینک میں کیش رقم بھی ہے۔ گھر میں استعمال کا سامان بھی ہے۔ مرحوم کا ایک لڑکا اور دو لڑکیاں ہیں اور مرحوم کی والدہ، تین بہنیں اور چار بھائی بھی بقید حیات ہیں اور

اب مرحوم کی بیوی کہتی ہے کہ میں یہ مکان کسی صورت خالی نہیں کروں گی۔ ہاں کیش رقم اور مکان کی قیمت ملا کر شرعی طور پر وراثت تقسیم کر دو اور کیش جو مجھے اور میرے بچوں کو ملے گا وہ مکان کی قیمت سے کاٹ کر تم ماں، بھائی اور بہن آپس میں تقسیم کر لو۔ کیا مرحوم کی اہلیہ کا یہ مؤقف صحیح ہے۔ واضح ہو کہ کیش کی ساری تفصیلات کہاں کہاں اور کس بنک میں ہے صرف مرحوم کی بہن اور بھائی کو معلوم ہے۔

ج...... مرحوم کا کل ترکہ (۹۶) حصوں پر تقسیم ہو گا ان میں سے ۱۶ حصے مرحوم کی والدہ کے (یعنی چھٹا حصہ) ...... ۱۲ حصے اس کی بیوہ کے (یعنی آٹھواں حصہ) ۱۷۔۱۷ دونوں لڑکیوں کے اور ۳۴ حصے لڑکے کے ہیں۔ مرحوم کے بھائی بہنوں کو کچھ نہیں ملے گا۔

بیوہ کا یہ موقف صحیح ہے کہ والدہ کا حصہ بینک کیش میں سے دے دیا جائے، اس سے اور اس کے بچوں سے مکان خالی نہ کرایا جائے۔

غیر مسلموں کی طرف سے والد کے مرنے پر دی ہوئی رقم کی تقسیم کس طرح ہو

س...... میرے والد صاحب کا انتقال بحری جہاز کے ایک حادثے میں ہوا تھا۔ وہ ایک غیر مسلم اور غیر ملکی کمپنی کے جہاز میں ملازم تھے۔ ان کی کمپنی نے تلافی جان کے طور پر کچھ رقم بھجوائی ہے جو کہ ہمیں پاکستانی عدالت کے ذریعہ اسلامی شریعت کے مطابق ملے گی۔ ہمارا خاندان تین بھائی چار بہنوں اور والدہ پر مشتمل ہے۔ کمپنی نے یہ رقم کمپنی کے قانون کے مطابق بھیجی ہے۔ جس کے تحت والدہ کا اور سب سے چھوٹے کا حصہ جو کہ نابالغ ہے سب سے زیادہ ہوتا ہے ہر ایک کے نام کے ساتھ اس کے حصے کی واضح صراحت کر دی گئی ہے جبکہ عدالت یہ رقم ہمیں شریعت کے مطابق دے رہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ اس رقم کی تقسیم کمپنی کے متعین کردہ طریقہ سے ہونی چاہئے یا اسلامی شریعت کے مطابق؟

ج...... اسلامی شریعت کے مطابق ہونی چاہئے۔

کیا میراث کا مکان بہنوں کی اجازت کے بغیر بھائی فروخت کرسکتا ہے

س ..... کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ میراث میں جس میں کہ ہم چھ بہنیں اور ایک بھائی ہے' والدین نے وراثت میں ایک دو منزلہ مکان چھوڑا ہے۔ والد اور والدہ دونوں انتقال کرچکے ہیں۔ مکان کی اصل وارث میری والدہ تھیں۔ ہماری چار بہنوں کی شادی ہوچکی ہے۔ اور دو بہنیں کنواری ہیں۔ بھائی بھی شادی شدہ ہیں۔ مکان کو بھائی نے کرایہ پر دیا ہوا ہے کیا وہ ہم بہنوں کی مرضی کے خلاف مکان بیچ سکتا ہے یا نہیں؟

اس میں ہم بہنوں کا کیا حصہ ہے شریعت کی رو سے؟ اور اس کے علاوہ مکان کے کرایہ میں بھی ہم بہنوں کا حصہ ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں ہم سب کا الگ الگ حصہ کیا ہوگا؟

ج ..... اس مکان کے آٹھ حصے ہوں گے۔ ایک ایک حصہ چھ بہنوں کا' اور دو حصے بھائی کے' مکان کا جو کرایہ آتا ہے اس میں بھی یہی آٹھ حصے ہوں گے۔ بھائی کے ذمہ شرعی فریضہ ہے کہ وہ بہنوں کا حصہ ان کو ادا کرے۔ اور چونکہ وہ مکان کے ایک چوتھائی حصہ کا مالک ہے۔ تین چوتھائی بہنوں کا حصہ ہے اس لئے وہ تنہا مکان نہیں بیچ سکتا۔

وراثت کے متفرق مسائل

مقتولہ کے وارثوں میں مصالحت کرنے کا مجاز بھائی، والدہ یا بیٹا

س...... جنم قیدی بکر اپنی مقتولہ بیوی کے ورثاء سے صلح کرنا چاہتا ہے مگر ہر فرد کہتا ہے کہ اصل وارث میں ہوں دوسرے سے بات مت کرو۔ مقتولہ کا بھائی۔ والدہ، بیٹا زندہ ہیں مگر والد فوت ہو چکا ہے۔ اب ان تینوں میں سے شرعاً جائز، حقیقی اور بڑا وارث کون ہے؟

ج...... مندرجہ بالا صورت میں مقتولہ کا بیٹا صلح کا مجاز ہے۔ بیٹے کی موجودگی میں بھائی وارث نہیں۔

کیا اولاد کے نام جائیداد وقف کرنا جائز ہے

س...... کیا اسلام میں وقف اولاد کا قانون جائز ہے؟ یعنی کیا اسلام کسی شخص کو اجازت دیتا ہے کہ وہ اس قانون کے ذریعہ اپنے جائز وارثان یعنی بیٹے، بیٹیوں، پوتے، پوتیوں کی موجودگی میں بلا جواز ان کو اپنے حقوق وراثت (ملکیت، رہن رکھنا، فروخت کرنا) سے محروم کر دے؟

ج...... "وقف اولاد" کے قانون کا آپ کی تشریح کے مطابق مطلب نہیں سمجھا، اگر یہ مطلب ہے کہ وہ اپنی جائیداد بحق اولاد وقف کر دے تو صحت کی حالت میں جائز ہے۔ مرض الموت میں صحیح نہیں۔ اگر سوال کا منشا کچھ اور ہے تو اس کی وضاحت کی جائے۔

مشترک مکان کی قیمت کا کب سے اعتبار ہو گا

س ...... اس وقت ہمارے گھر میں ایک ماں، کنواری بہن اور ہم دو بھائی رہتے ہیں۔ شادی شدہ دو بہنیں الگ رہتی ہیں۔ والد کی حیات میں (۱۹۷۴ء میں) اس مکان کے ۸۰ ہزار روپے مل رہے تھے۔ ہم دونوں کے تعمیر کر دینے پر اب یہ مکان تین لاکھ میں فروخت ہونے والا ہے۔ ہم دو شادی شدہ بہنوں اور کنواری بہن کو ۸۰ ہزار کی تقسیم کرنے پر تیار ہیں لیکن وہ اس کے بجائے تین لاکھ کی تقسیم پر اصرار کر رہی ہیں۔ براہ کرم بتایئے مکان فروخت نہ کیا جائے تب بھی ہمیں ادائیگی کرنا ہوگی یا نہیں؟ مولانا صاحب! آپ سے التماس ہے کہ حصے تحریر کرنے کے بجائے رقم کی مقدار کو آسان ترین طریقے سے تقسیم کرنے کا شرعی طریقہ بتا دیجئے۔ ہر فرد آپ کے بتائے ہوئے حصے کو من و عن تسلیم کرنے پر تیار ہے۔

ج ...... والد کی وفات کے وقت مکان کی جو حیثیت تھی اندازہ لگایا جائے کہ آج اس حیثیت کے مکان کی کتنی قیمت ہو سکتی ہے اس قیمت کو آٹھ حصوں پر تقسیم کر لیا جائے۔ ایک حصہ آپ کی بیوہ والدہ کا، دو دو حصے دونوں بھائیوں کے اور ایک ایک حصہ تینوں بہنوں کا۔ جو اضافہ آپ نے والد صاحب کے بعد کیا ہے اور اس کی وجہ سے مکان کی قیمت میں جو اضافہ ہوا ہے وہ آپ دونوں بھائیوں کا ہے۔

ترکہ کا مکان کس طرح تقسیم کیا جائے جبکہ مرحوم کے بعد اس پر مزید تعمیر بھی کی گئی ہو

س ...... ایک صاحب کا انتقال ہو گیا ہے جنہوں نے اپنے ترکہ میں ایک عدد مکان چھوڑا ہے جو کہ آدھا تعمیر شدہ ہے جس کی قیمت ڈھائی لاکھ روپے تھی۔ مرحوم کی وفات کے بعد ان کی اولاد نرینہ نے اپنی رقم سے اس کو مکمل کرا کر فروخت کر دیا۔ چار لاکھ بیس ہزار میں۔ اب آپ فرمایئے کہ مندرجہ بالا مسئلہ کی صورت میں وراثت کی تقسیم کس طرح سے ہوگی؟ وارثوں میں مرحوم نے ایک بیوہ، چار عدد لڑکے، دو عدد شادی شدہ اور دو عدد غیر شادی شدہ لڑکیاں چھوڑی ہیں۔

ج ...... یہ دیکھا جائے کہ اگر یہ مکان تعمیر نہ کیا جاتا تو اس کی قیمت کتنی ہوتی۔ چار لاکھ بیس

ہزار میں سے اتنی قیمت نکال کر اس کو ۹۶ حصوں پر تقسیم کیا جائے۔ ۱۲ حصے بیوہ کے، ۱۴۔ ۱۴ چاروں لڑکوں کے اور ۷۔ ۷ چاروں لڑکیوں کے۔

اپنے پیسے کے لئے بہن کو نامزد کرنے والے مرحوم کا ورثہ کیسے تقسیم ہو گا؟

س ...... میرا سب سے چھوٹا بھائی عبد الخالق مرحوم پی آئی اے میں انجینئرنگ آفیسر کے عہدہ پر فائز تھا۔ کنوارا تھا اور گزشتہ دو ماہ پہلے کنوارا ہی اللہ کو پیارا ہو گیا۔ مرحوم کے تین بھائی اور چار بہنیں ہیں اور سب حقیقی ہیں۔ مرحوم نے مرنے سے پہلے اپنی بڑی بہن کو اپنے پیسے کے لئے نامزد کر دیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ مرحوم اس بہن کی ایک لڑکی کے یہاں رہتا تھا۔ کھانے کے پیسے بھی اپنی اس بہن کو ہر ماہ دیا کرتا تھا۔ بھانجی، مرحوم سے کرایہ وغیرہ نہیں لیتی تھی۔ یہ بتائیے کہ شرعی اعتبار سے یہ بہن اس کے ترکہ کی کہاں تک حق دار ہو سکتی ہیں جبکہ اس کے حقیقی اور بھی ہیں جیسا کہ میں بتا چکا ہوں۔ اور اگر اس بہن کے علاوہ حق دار اور بھی ہیں تو اس کے ترکے کی تقسیم کس طرح ہونی چاہئے۔ یہ بھی بتائیے کہ اس بھائی کا حج بدل کیسے ہو سکتا ہے اور کون کر سکتا ہے جبکہ اس نے اس کے بارے میں کوئی وصیت بھی نہیں کی ہے۔ آخر میں یہ اور معلوم کرنا چاہوں گا کہ جو قرضہ اس پر ہے اس کی ادائیگی کی کیا صورت ہوگی؟

ج ...... مرحوم کے ترکہ سے سب سے پہلے اس کا قرض ادا کرنا فرض ہے۔ قرض ادا کرنے کے بعد جو کچھ باقی ہے اس کے ایک تہائی حصہ میں اس کی وصیت پوری کی جائے۔ اگر اس نے کوئی وصیت کی ہو۔ ورنہ باقی ترکہ کو دس حصوں پر تقسیم کیا جائے۔ دو دو حصے تینوں بھائیوں کے اور ایک ایک حصہ چاروں بہنوں کا۔ مرحوم کا اپنی بڑی بہن کو ترکہ کے لئے نامزد کر دینا اس کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ مرحوم کے وارث اگر چاہیں تو اس کی طرف سے حج کرا سکتے ہیں۔

والد کے فروخت کردہ مکان پر بیٹے کا دعویٰ

س ...... والد نے بیس ہزار روپے پر مکان فروخت کیا جبکہ بڑا بیٹا سفر پر تھا۔ سفر سے واپسی پر بیٹے نے کہا کہ میں مکان واپس کروں گا۔ باپ اپنے وعدہ پر قائم ہے اور جس نے

مکان لیا ہے وہ بھی مکان واپس نہیں کرتا۔ اس شخص کے بیٹے کا اور مالک مکان کا اس پر جھگڑا ہے۔ باپ مالک مکان کی طرف ہیں تو شرعاً بیٹا حق پر ہے یا مالک مکان؟ اور یہ بیع کیسی ہے؟

ج...... مکان اگر باپ کی ملکیت ہے تو بیٹے کو روکنے کا کوئی حق نہیں۔ اور اگر بیٹے کا ہے تو باپ کو بیچنے کا کوئی حق نہیں۔

اولاد کے مال میں والدین کا تصرف کس حد تک جائز ہے

س...... میں نے اپنے ہاتھوں سے کمائی ہوئی ایک خطیر رقم کچھ عرصہ قبل اپنے ایک عزیز کے پاس بطور امانت رکھوائی تھی۔ کچھ دنوں پہلے مجھے معلوم ہوا کہ یہ رقم میری والدہ نے اس عزیز سے لے کر کسی اور کو قرض دیدی ہے۔ مجھے یہ سن کر بڑی کوفت ہوئی، کیونکہ میری مالی حالت آج کل خراب ہے اور مجھے پیسوں کی ضرورت ہے، تاہم خدا کے خوف سے میں نے والدہ سے باز پرس نہیں کی۔ آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ ماں اپنی اولاد کی اجازت کے بغیر اس کے مال پر کس حد تک متصرف ہو سکتی ہے؟ کیا خدا نے ماں کو اتنا حق دیا ہے کہ وہ اپنی اولاد سے پوچھے بغیر اس کے مال کو جہاں چاہے خرچ کر دے؟

ج...... آپ نے جس عزیز کے پاس امانت رکھی تھی اس کا رقم کو آپ کی والدہ کے حوالے کر دینا خیانت تھا، یہ ان کا فرض ہے کہ وہ رقم آپ کی والدہ سے واپس لے کر آپ کو دیں۔ والدین اگر محتاج ہوں تو اپنی ضرورت کے بقدر اپنی اولاد کے مال میں سے لے سکتے ہیں لیکن والدین کا ایسا تصرف جائز نہیں ہے جیسا کہ آپ کی والدہ نے کیا ہے۔

پہلے سے علیحدہ ہونے والے بیٹے کا والد کی وفات کے بعد ترکہ میں حصہ

س ا...... میرے دادا کے ۵ بیٹے ہیں۔ میرے دادا نے فوت ہونے سے پہلے اپنی وصیت میں لکھا تھا کہ میرے بڑے بیٹے کے بڑے بیٹے یعنی ان کے پہلے پوتے کو مبلغ ۵ ہزار روپے دے دیئے جائیں اور بیٹے کو کچھ نہ دیا جائے۔ ہو سکتا ہے آپ سوچیں کہ انہوں نے

عاق کر دیا ہو گا ایسی بات نہیں بلکہ میرے والد میرے دادا کی زندگی میں الگ رہنے لگے تھے۔ اس چیز کو دیکھتے ہوئے انہوں نے صرف پوتے کو وصیت کے ذریعے مستفیض فرمایا۔ اب ہمارے ۴ چچاؤں میں سے ایک وفات پا چکے ہیں۔ باقی تین چچا اور چوتھے کی اولاد ہمارے دادا کی بیش بہا دولت پر بہ خوش اسلوبی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ عرصہ دو سال پہلے ہم نے اس سنگین مسئلہ پر

مفتی صاحب سے فتویٰ لیا تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا کہ کسی ہوشمند انسان کو شریعت یہ حق نہیں دیتی کہ وہ اپنی اولاد کو اپنی وراثت سے محروم رکھے۔ اس وقت بڑے چچا حیات تھے۔

س ۲ ...... اب مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے چچا یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے بھائی کا حصہ ان کے بیٹے کو دے دیا۔ ان کا کہنا کہاں تک درست ہے؟ آیا ہمارے والد کا جائز حصہ ابھی تک ان پر باقی ہے کہ نہیں وہ دیتے ہیں یا نہیں وہ بعد کی بات ہے۔ اگر ہے تو کتنا کیا پوتے کو دیا ہوا پیسہ بھی اس حصہ میں شامل ہو گا؟

اور اگر دادا کے مرنے کے وقت یعنی ۱۹۶۰ء میں کل جائیداد ایک لاکھ ہو اور اب وہی جائداد چاروں چچاؤں کی محنت سے ۲۵ سے تیس لاکھ کی ہو چکی ہو تو حصہ کس حساب سے ہو گا۔ یعنی ایک لاکھ کا یا موجودہ رقم کا۔ اگر ایک لاکھ کا تو اس وقت سونا ۲۰ روپے تولہ تھا اور اب ۴۰۰ ۴ روپے تولہ کے قریب ہے۔ برائے مہربانی کتاب وسنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ ہمارے والد کا حصہ وراثت میں ابھی تک ہے یا نہیں؟

ج ...... آپ کے مرحوم دادا کو اپنے پوتے کے حق میں وصیت کرنے کا تو حق تھا، مگر اپنے بیٹے کو وراثت سے محروم کرنے کا حق نہیں تھا۔ لہٰذا وصیت کے مطابق پوتا تو پانچ ہزار کا حقدار ہے۔ یہ پانچ ہزار اس کو دینا لازم ہے اور باقی ماندہ کل ترکہ ۵ حصوں پر تقسیم کرنا لازم ہے، یعنی باپ کی وصیت کے باوجود بڑا بیٹا اپنے بھائیوں کے برابر کا وارث ہے۔ اگر بھائی اس کو یہ حق نہیں دیتے تو قیامت کے دن دینا پڑے گا۔ آپ کے چچاؤں کا یہ کہنا غلط ہے کہ ہم نے بھائی کا حصہ اس کے بڑے بیٹے کو دے دیا۔

۲۔ جو جائیداد ۱۹۶۰ء میں ایک لاکھ کی تھی اور وہ ۱۹۹۱ء میں تیس لاکھ کی ہو گئی تو

تیس لاکھ ہی کی تقسیم ہوگی یعنی بڑے بھائی کی اولاد کو تیس لاکھ میں سے پانچواں حصہ دینا پڑے گا۔

۳۔ آپ کے چچاؤں کی محنت کی وجہ سے جائیداد میں جو اضافہ ہوا اس میں حق و انصاف کی رو سے دسواں حصہ آپ کے والد کا ہے۔

بیوی کی جائداد سے بچوں کا حصہ شوہر کے پاس رہے گا

س ..... کیا مذہب اسلام میں بیوی کی چھوڑی ہوئی دولت ہو تو بچوں کی بہتر تربیت اور ضرورت پر شوہر کو حق نہیں ہے کہ وہ پیسے کو ہاتھ لگائے۔ حالانکہ یہ حکم ہے کہ پیسے کو کسی قانونی طریقے سے بچوں کو بالغ ہونے تک ادائیگی کروا دے۔

ج..... بیوی کی چھوڑی ہوئی دولت میں سے جو حصہ بچوں کو پہنچے وہ بچوں کے والد کی تحویل میں رہے گا اور وہی ان کی ضروریات پر خرچ کرنے کا مجاز ہے۔

مرحوم شوہر کا ترکہ الگ رہنے والی بیوی کو کتنا ملے گا نیز عدت کتنی ہوگی

س ..... میرے شوہر کا انتقال ہو گیا ہے، ہم دونوں کافی عرصے الگ رہے، یہ اپنے والدین کے پاس رہتے تھے جن کا انتقال ہو چکا ہے۔ اور میں اپنی بوڑھی والدہ کے ساتھ۔ انتقال کے وقت میں اس کے گھر گئی اور بعد میں اپنی والدہ کے گھر ۴۰ دن عدت گزارے میرا ذریعہ معاش نوکری ہے اور چھٹی لی تھی۔ کیا عدت ہوگئی؟

ج..... شوہر کی وفات کی عدت چار مہینے دس دن ہے اور یہ عدت اس عورت پر بھی لازم ہے جو شوہر سے الگ رہتی ہو۔ آپ پر چار مہینے دس دن کی عدت لازم تھی۔

س ..... مرحوم کے بھائی نے مجھ پر دوسری شادی کا الزام لگایا ہے جو شرعی اور قانونی لحاظ سے غلط ہے اور مرحوم کی جائداد اور رقم بیوہ (میں) سمیت اپنے بہن بھائیوں میں تقسیم کرنا چاہتا ہے لیکن کتنی رقم ہے، یہ نہیں بتاتا اور ساتھ میں یہ بھی لکھا ہے کہ ایک کمپنی میں مرحوم کی رقم ہے اور اس کو حرام اور ناجائز بھی کہتا ہے۔ لیکن میرے نزدیک جب بیوی موجود ہے کسی اور کو وراثت نہیں مل سکتی۔ اور بیوی جائیداد اور رقم کی وارث ہے۔

ج ...... مرحوم اگر لاولد فوت ہوئے ہیں تو ان کے کل ترکہ میں چوتھا حصہ بیوہ کا ہے اور باقی تین حصے بہن بھائیوں میں تقسیم ہوں گے۔ بھائی کا حصہ بہن سے دوگنا ہوگا۔ کسی وارث کے لئے یہ حلال نہیں کہ دوسرے کے حصہ کے ایک پیسہ پر بھی قبضہ جمائے۔

چچازاد بہن کا وراثت میں حصہ

س ...... ہمارے والد صاحب جو کہ اب انتقال کر چکے ہیں، ان کی ایک چچازاد بہن ابھی تک حیات ہیں۔ ہمارے والد صاحب دو بھائی تھے، ہمارا کچھ باغ کا حصہ ہے جس میں کھجور کے پیڑ لگے ہوئے ہیں جو کہ مشترکہ ہیں۔ ہمارے والد صاحب نے زندگی میں اپنی چچازاد بہن کو چار پیڑ اس لئے دیئے تھے کہ جب تک تم زندہ ہو، اس کا پھل کھاؤ اب جبکہ ہمارے والد صاحب اور چچا صاحب وفات پا چکے ہیں تو کہہ رہی ہیں کہ مجھے ان درختوں کی زمین بھی دے دو۔ اب یہ بات ہمیں بھی صحیح معلوم نہیں کہ یہ زمین بڑے بوڑھوں نے تقسیم کی تھی یا نہیں، جبکہ ہمارے والد صاحب کے چچا اپنا باقی جائداد میں تمام حصہ بانٹ کر بیچ چکے تھے۔ البتہ یہ حصہ مشترکہ چلا آرہا ہے، اس میں اب ہم اپنے والد صاحب کی چچازاد بہن کو کتنا حصہ دیں؟ ان کی ایک اور بہن بھی تھی جو شادی شدہ تھی اور ۲۰ سال قبل وفات پا چکی ہے۔ اس کے بچے ہیں اور ہمارے والد صاحب کا ایک تیسرا بھائی بھی تھا جس کا زندہ یا مردہ ہونے کا پتہ نہیں جو کہ کافی عرصہ قبل گھر سے نکل گیا تھا۔

ج ...... اگر آپ لوگوں کا غالب گمان یہ ہے کہ اس باغ میں والد کے چچا کا بھی حصہ ہے اور وہ اس نے وصول نہیں کیا تو والد کے چچا کی لڑکی کا حق بنتا ہے۔ اس کو ملنا چاہئے۔ آپ نے پورا شجرہ نسب ذکر نہیں کیا کہ والد کے چچا کتنے بھائی تھے، پھر آپ کے والد کے کتنے بھائی تھے، اب اگر آپ کے والد صاحب کے چچا دو بھائی تھے ایک آپ کے دادا، دوسرے ان کے بھائی (والد کے چچا) تو والد کے چچا کا اس پر آدھا حصہ ہوا اور اگر والد کے چچا کی اس لڑکی کے سوا کوئی اولاد نہیں تھی تو اس لڑکی کا اپنے والد کے حصہ میں سے آدھا حصہ ہوا۔ اس طرح آپ کے والد کے چچا کی لڑکی اس باغ پر چوتھائی کی حق دار ہوئی اب اس کو جتنے درختوں پر راضی کر لیا جائے صحیح ہے۔

ایک مشترکہ بلڈنگ کا تنازعہ کس طرح حل کریں

س ...... مسئلہ یہ ہے کہ ایک بلڈنگ کی ملکیت دو مالکوں کے درمیان مشترک ہے۔ "ا" کی ملکیت کا حق روپیہ میں ۴ آنے ہے جبکہ "ب" کا حق روپیہ میں ۱۲ آنے ہے۔ بلڈنگ کی نچلی منزل (گراؤنڈ فلور)، پہلی منزل اور دوسری منزل (چھت) میں سے ہر ایک پر دو برابر کے حصے ہیں۔

"ا" کے پاس پہلی منزل کا ایک مکمل حصہ ہے جبکہ دوسری منزل (چھت) کا بھی ایک مکمل حصہ ان کے پاس ہے جس پر انہوں نے تعمیر بھی کر رکھی ہے اور ان کے زیر استعمال ہے۔

"ب" کے پاس نچلی منزل (گراؤنڈ فلور) کے دونوں مکمل حصے پہلی منزل اور دوسری منزل (چھت) کے ایک ایک مکمل حصے ہیں۔

دین متین کی روشنی میں یہ ارشاد فرمائیں کہ "ا" کا نچلی منزل کے کھلے حصہ پر (یعنی تعمیر شدہ دو حصوں کے علاوہ پر) آیا کوئی حق بنتا ہے یا نہیں جبکہ "ا" کا خیال یہ ہے کہ نچلی منزل کے کھلے حصہ میں بھی ان کی ملکیت کا حق ہے۔

ج ...... اس کے لئے عدل و انصاف کی صورت یہ ہے کہ تینوں منزلوں کی قیمت ماہرین سے لگوالی جائے۔ اور پھر یہ دیکھا جائے کہ "ا" اور "ب" کا اس قیمت میں کتنا کتنا حصہ بنتا ہے، اور پھر یہ دیکھا جائے کہ ان دونوں کے قبضہ میں جتنا جتنا حصہ ہے وہ ان کی قیمت کے حصہ کے مساوی ہے یا کم وبیش؟ ہر ایک کے پاس اس کا حصہ ملکیت کی قیمت کے مساوی ہو تو ٹھیک، ورنہ جس کے پاس کم ہو اس کو دلا دیا جائے۔ اور جس کے پاس زیادہ ہو اس سے زائد حصہ لے لیا جائے، اور اگر دونوں کے درمیان تنازع کی بنیاد یہ ہے کہ ہر ایک یہ چاہتا ہے کہ مجھے میرے حصہ میں فلاں جگہ ملنی چاہئے تو اس کا فیصلہ قرعہ کے ذریعہ کر لیا جائے، مکان کے اس وقت چھ حصے ہیں، اس کے بارہ حصے بنالئے جائیں، پہلے تین اور تین کے درمیان قرعہ ڈال کر ایک حصہ تین چوتھائی والے کو دے دیا جائے۔ اور دوسرے حصہ میں دوبارہ قرعہ ڈال کر آدھا ایک کو اور آدھا دوسرے کو دے دیا جائے۔ سب سے اہم چیز یہ ہے کہ ہر فریق کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ میرا حق تو

دوسرے کی طرف چلا جائے مگر دوسرے کا حق میرے پاس نہ آجائے کہ کل قیامت میں مجھے ادا کرنا پڑے۔

مرحوم کو سسرال کی جانب سے ملی ہوئی جائیداد میں بھائیوں کا حصہ

س ...... میرے والد صاحب نے شادی دوسرے گاؤں سے کی تھی، ان کے سسرال والوں نے ان کو ایک مکان بنا کر دیا اور کچھ زمین بھی دے دی جس سے وہ اپنا گزر بسر کرتے تھے۔ اب ان کی وفات کے بعد ان کے بھائی اس زمین میں حصہ مانگتے ہیں حالانکہ یہ زمین ان کی ذاتی ہے۔ والد کی طرف سے ملی ہوئی نہیں ہے۔ اب شرعاً اس کے وارث بیٹے ہیں یا بھائی؟

ج ...... اگر یہ زمین آپ کے والد صاحب کو ہبہ کی گئی تھی تو اس میں والد کے بھائیوں کا کوئی حق نہیں بلکہ صرف ان کی اولاد وارث ہے۔

اپنی شادی خود کرنے والی بیٹیوں کا باپ کی وارثت میں حصہ

س ...... میرے ایک رشتہ دار کے تین بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں۔ بیٹیوں میں سے ایک بیٹی نے باپ کی زندگی میں اپنی مرضی سے شادی کی۔ اور ایک نے باپ کے انتقال کے بعد شادی اپنی مرضی سے کی۔ کیونکہ اب باپ کا انتقال ہو چکا ہے اور بھائیوں میں سے بڑا بھائی اپنے باپ کی جائیداد کا وارث بن بیٹھا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جن دو بہنوں نے اپنی مرضی سے شادی کی ہے، ان کا باپ کی جائیداد میں سے کوئی حصہ نہیں ہوتا۔ جن دو بیٹیوں نے اپنی مرضی سے شادی کی ہے اور وہ دونوں باپ کی حقیقی بیٹیاں ہیں کیا ان دونوں بیٹیوں کا اپنے باپ کی وراثت میں اسلام کی رو سے حصہ ہوتا ہے؟

ج ...... جن بیٹیوں نے اپنی مرضی کی شادیاں کیں، ان کا بھی اپنے باپ کی جائیداد میں دوسری بہنوں کے برابر حصہ ہے۔ بڑے بھائی کا جائیداد پر قابض ہو جانا حرام اور ناجائز ہے۔ اسے چاہئے کہ اپنے باپ کی جائیداد کو دس حصوں پر تقسیم کرے۔ دو دو

حصے بھائیوں کو دیئے جائیں اور ایک ایک بہنوں کو۔ واللہ اعلم۔

ترکہ میں سے شادی کے اخراجات ادا کرنا

س ...... ہمارے والد کی پہلی بیوی سے ۲ لڑکیاں، ایک لڑکا ہے۔ پہلی بیوی کی وفات کے بعد دوسری بیوی سے سات لڑکیاں ایک لڑکا ہے۔ تین لڑکیوں اور ایک لڑکے کی شادی باقی ہے۔ دسمبر ۹۳ء میں والد صاحب کی وفات کے بعد والدہ صاحبہ کا کہنا ہے کہ والد نے جو کچھ چھوڑا ہے اس میں سے غیر شادی شدہ اولاد کی شادی ہوگی۔ اس کے بعد وراثت تقسیم ہوگی۔

۱۔ وراثت کب تقسیم ہونی چاہئے؟

۲۔ کیا وراثت میں سے غیر شادی شدہ اولاد کے اخراجات نکالے جاسکتے ہیں؟

ج ...... تمہارے والد کے انتقال کے ساتھ ہی ہر وارث کے نام اس کا حصہ منتقل ہوگیا، تقسیم خواہ جب چاہیں کرلیں۔

۲۔ چونکہ والدین نے باقی بہن بھائیوں کی شادیوں پر خرچ کیا ہے، اس لئے ہمارے یہاں یہی رواج ہے کہ غیر شادی شدہ بہن بھائیوں کی شادی کے اخراجات نکال کر باقی تقسیم کرتے ہیں۔

دراصل باقی بہن بھائی والدہ کی خواہش پوری کرنے پر راضی ہوں تو شادی کے اخراجات نکال کر تقسیم کیا جائے، اگر راضی نہ ہوں تو پورا ترکہ تقسیم کیا جائے لیکن شادی کا خرچہ تمام بہن بھائیوں کو اپنے حصوں کے مطابق برداشت کرنا ہوگا۔

ورثاء کی اجازت سے ترکہ کی رقم خرچ کرنا

س ...... ترکہ میں ورثاء کی اجازت اور مرضی کے بغیر کیا کسی قسم کے کار خیر پر رقم خرچ کی جاسکتی ہے؟

ج ...... وارثوں کی اجازت کے بغیر خرچ نہیں کرسکتے۔

س ...... کچھ رقم ورثاء یعنی حقیقی چچا اور حقیقی پھوپھی کی اجازت کے بغیر مسجد میں دی گئی ہے کیا یہ رقم مسجد کے لئے جائز ہے؟

ج ...... اگر وارث اجازت دیں تو صحیح ہے ورنہ واپس کی جائے۔

مرحوم کی رقم ورثاء کو ادا کر دیں

س ...... ایک صاحب کے کارخانے سے میں نے کچھ چیزیں بنوانے کا آرڈر دیا۔ یہ چیزیں مجھے آگے کہیں اور سپلائی کرنی تھیں۔ کارخانے دار نے چیزیں وقت پر بنا کر نہیں دیں اور مجھے بہت پریشان کیا، مجھے بہت دوڑایا تب جاکر چیزیں بنا کر دیں۔ چوں کہ وہ کارخانہ دار میرے محلے میں رہتا تھا اس لئے میں نے اسے فوری ادائیگی نہیں کی اور پیسے بعد میں دینے کا وعدہ کیا۔ اس نے مجھے بہت پریشان کیا تھا اس لئے میرا ارادہ بھی پیسوں کی ادائیگی میں اسے پریشان کرنے کا تھا۔ اس دوران میں دوسرے محلے میں آگیا اور اس شخص کا انتقال ہو گیا۔ اب میں بے حد پشیمان ہوں کہ میں نے اس شخص کو پیسے کیوں نہیں ادا کر دیئے تھے۔ اب اس کی بیوی اور بچے موجود ہیں۔ کیا شرعاً میں کچھ کر سکتا ہوں یا معاملہ روز حشر طے ہو گا؟

ج ...... مرحوم کی جس قدر رقم آپ پر لازم ہے وہ اس کے ورثاء (بیوی بچے) کو ادا کر دیجئے۔

ساس اور دیور کے پرس سے لئے گئے پیسوں کی ادائیگی کیسے کی جائے جبکہ وہ دونوں فوت ہو چکے ہیں

س ...... میرے شوہر نے کبھی ہاتھ خرچ نہیں دیا۔ مجھے جب ضرورت ہوتی میں ان کے سیف میں سے پیسے نکال لیتی انہیں خبر نہ ہوتی۔ ایک دفعہ یہ ہوا کہ مجھے ضرورت تھی پیسوں کی، جب مجھے پیسے نہ ملے تو میں نے اپنے دیور کے پرس سے ۲۰۰ روپے نکال لئے یہ ایک چوری ہو گئی۔ دوسری چوری جب میں نے کی، میرے شوہر کا انتقال ہو گیا۔ مجھے پیسوں کی سخت ضرورت ہوئی تو میں نے ۵۰۰ روپے اپنی ساس کے پرس سے نکال لئے۔ میں نے اپنی زندگی میں دو دفعہ چوری کی ہے اب مجھے بہت دکھ اس گناہ کبیرہ کا ہے، کیونکہ نہ ساس زندہ ہیں نہ دیور۔ بتایئے ضمیر کی اس خلش کو کیسے دور کروں تاکہ اللہ پاک راضی ہو جائے؟

ج ...... دیور اور ساس کے مرنے کے بعد ان کا ترکہ ان کے وارثوں کا حق ہے۔ لہٰذا

آپ کے دیور اور ساس کے جو لوگ وارث ہیں ان میں سے ہر ایک کا جو شرعی حصہ بنتا ہے وہ کسی عنوان سے مثلاً تحفہ کے نام سے ہر ایک کو دے دیجئے۔

بیوی مالک نہیں تھی اس لئے اس کے ورثاء حق دار نہیں

س...... زید نے ایک پلاٹ تقریباً تیس سال پیشتر اپنے بھائی کے نام الاٹ کرایا اور ان کو بتلا دیا کہ یہ میں اپنے واسطے لے رہا ہوں۔ پلاٹ مل جانے کے بعد زید نے اپنے بھائی سے کہا کہ اب یہ پلاٹ بجائے میرے، بیوی کے نام تبدیل کر دیجئے اور اس طرح زید کی بیوی کے نام یہ پلاٹ تبدیل ہو گیا۔ اس کے بعد زید نے اپنے روپوں سے اس پلاٹ پر دکان تعمیر کرا دی اور پھر اس کو کرایہ پر اٹھا دیا۔ کرایہ دار زید کو دکان کا کرایہ ادا کرتا رہا اور زید ہی اپنے دستخط سے کرایہ دار کو رسید دیتا رہا۔ زید کا ہمیشہ سے یہ اصول تھا کہ اپنی کل آمدنی بیوی کے سپرد کر دیتا تھا اور بیوی کو اختیار تھا کہ جس طرح چاہے گھر کے خرچ میں ان روپوں کو کام میں لائے۔ یہ کرایہ دکان کا جو ملتا تھا وہ بھی زید اپنے اصول کے مطابق بیوی کو دیتا رہا۔ دکاندار کی زید کے ساتھ کچھ نااتفاقی ہوئی اور دکاندار نے مارچ ۸۰ء سے فروری ۸۵ء تک یعنی ساٹھ ماہ کا کرایہ کورٹ میں جمع کرایا۔ ستمبر ۸۵ء میں یہ دکان زید کی بیوی نے زید کے نام تبدیل کر دی۔ ستمبر ۸۴ء تا فروری ۸۵ء یعنی چھ ماہ کا کرایہ تو زید کو ہی ملنا چاہئے کیونکہ دکان اس کے نام تبدیل ہو چکی تھی، اس وقت کا کرایہ جبکہ دکان بیوی کے نام پر تھی کس کو ملنا چاہئے زید کو یا زید کی بیوی کے ورثاء کو۔ جبکہ میں اوپر درج کر چکا ہوں کہ محض بیوی کی خوشنودی کے واسطے پلاٹ ان کے نام تبدیل کیا گیا۔ کرایہ سے بیوی کو کوئی دلچسپی نہیں تھی کیونکہ زید تو اپنی کل آمدنی بیوی ہی کے سپرد کرتا رہا اور اس طرح کرایہ کی رقم بھی بیوی کو دیدیا کرتا تھا۔

ج...... تحریر کے مطابق یہ مکان زید ہی کا تھا اس لئے کرایہ بھی اسی کا حق ہے بیوی کے وارثوں کا حق نہیں کیونکہ خود بیوی کا بھی حق نہیں تھا۔

وصیت

وصیت کی تعریف نیز وصیت کس کو کی جاسکتی ہے

س ..... وصیت کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ کیا موصی یہ وصیت ہر اس شخص کو کر سکتا ہے جو خاندان کا فرد ہو اور موصی کی وصیت پر عمل در آمد کرا سکے۔ یا وصیت صرف اولاد ہی کو کی جاسکتی ہے؟

ج ..... وصی ہر اس شخص کو بنایا جاسکتا ہے جو نیک، دیانتدار اور شرعی مسائل سے واقف ہو۔ خاندان کا فرد ہو یا نہ ہو۔

س ..... ایک سرپرست کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ مثال کے طور پر زید ایک مطلقہ عورت سے شادی کرے اور وہ خاتون ایک ڈیڑھ سالہ بچہ بھی اپنے سابقہ شوہر کا ساتھ لائے تو ایسے بچے کی شرعی حیثیت کیا ہوگی؟ کیا یہ بچہ اپنی ولدیت میں اپنے اصلی باپ کی جگہ اس سرپرست کا نام استعمال کر سکتا ہے؟ جواب سے مستفید فرمائیں۔

ج ..... سوتیلا باپ اعزاز و اکرام کا مستحق ہے اور بچے پر شفقت بھی ضرور باپ ہی کی طرح کرنی چاہئے۔ لیکن نسب کی نسبت حقیقی باپ کے بجائے اس کی طرف کرنا صحیح نہیں۔

وصیت کس طرح کی جائے اور کتنے مال کی

س ..... میرا ارادہ ہے کہ میں سنت کے مطابق اپنی جائیداد کی وصیت کروں، میری صرف ایک لڑکی ہے، دوسری کوئی اولاد نہیں، اور ہم چار بھائی ہیں اور پانچ بہنیں ہیں جو سب شادی شدہ ہیں، ہم چاروں بھائیوں کی کمائی جدا جدا ہے اور والد مرحوم کی میراث صرف برساتی زمین ہے۔ جو اب تک تقسیم نہیں ہوئی، باقی ہر کسی نے اپنی کمائی سے دکان، مکان خرید لیا ہے، جو ہر ایک کے اپنے اپنے نام پر ہے، اور میری اپنی کمائی سے دو

دکان اور رہائشی مکان ہیں، ایک میں، میں خود رہتا ہوں، اور دوسرے مکان کو کرایہ پر دے رکھا ہے اور ایک آٹے کی چکی ہے جس کی قیمت تقریباً ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ ہے۔ اب میرا خیال ہے کہ میں ایک دکان لڑکی اور اپنی زوجہ کے نام کروں اور دوسری دکان اور چکی اور مکان جو کرایہ پر ہے، ان کے بارے میں خدا کے نام پر وصیت کروں یعنی کسی مسجد یا دینی مدرسہ میں ان کی قیمت فروخت کر کے دے دی جائے، اور بقایا زمین کا میرا حصہ بھائیوں اور بہنوں کو ملے اور کیونکہ میرا لڑکا وغیرہ نہیں ہے جو بعد میں میرے لئے دعا فاتحہ کرے۔ اس لئے اب میرے دل میں فکر رہتا ہے کہ میں اپنی تمام جائداد کی وصیت کر کے دنیا سے جاؤں۔ اور تمام جائداد اللہ تعالیٰ کے دین کے لئے وقف کروں، جو صدقہ جاریہ بن جائے اور میں نے ایک عالم دین سے مسئلہ وصیت کا دریافت کیا اس نے کہا کہ آپ زندگی میں اپنی جائداد فروخت کر کے کسی دینی مدرسہ میں لگا دیں کیونکہ آج کل بھائی لوگ وصیت کو پورا نہیں کریں گے، اس لئے آپ اپنی زندگی میں یہ کام کریں ___ لیکن مولانا صاحب آج کل حالات اجازت نہیں دیتے ہیں کیونکہ میری دس سال کی کمائی ہوئی چیزیں ہیں اور کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہے کہ میں اپنی زندگی بسر کروں اور مزدوری نہیں کر سکتا ہوں، زمین وغیرہ برساتی ہے اس پر کوئی بھروسہ نہیں ہے۔ اگر میں ان کو اپنی زندگی میں فروخت کر کے صدقہ کروں تو ڈر ہے محتاج ہونے کا، اور اب میری عمر چالیس بیالیس سال ہے، آپ براہ کرم میری رہنمائی فرمائیں، کیا کروں اور باقی میرے بھائی وغیرہ سب الحمد للہ اچھی حالت میں ہیں محتاج نہیں، صاحب دولت ہیں اگر میں کسی اور کو اپنا وکیل مقرر کروں کہ آپ میرے مرنے کے بعد یہ فروخت کر کے دینی کام میں لگا دیں یا کسی عالم دین کو وکیل بنا دوں تو کیسا ہے؟ کیونکہ وارثوں پر بھروسہ نہیں ہے وہ اپنے لالچ میں وصیت کو پورا نہ کریں گے، اس لئے آپ میری جائداد تقسیم کر کے اور وصیت کے بارے میں بتا کر شکریہ کا موقع دیں

میرے وارث یہ ہیں: چار بھائی، پانچ بہن، ایک لڑکی، بیوی اور میری والدہ صاحبہ،

ج...... آپ کے خط کے جواب میں چند ضروری مسائل ذکر کرتا ہوں:

۱...... آپ اپنی صحت کے زمانے میں کوئی دکان یا مکان بیوی کو یا لڑکی کو ہبہ کر دیں تو شرعاً جائز ہے۔ مکان یا دکان ان کے نام کر کے ان کے حوالہ کر دیں۔

۲...... یہ وصیت کرنا جائز ہے کہ میرے مرنے کے بعد میرا اتنا مال مساجد و مدارس میں دے دیا جائے۔

۳...... وصیت صرف ایک تہائی مال میں جائز ہے، اس سے زیادہ کی وصیت وارثوں کی اجازت کے بغیر صحیح نہیں۔ اگر کسی نے ایک تہائی سے زیادہ کی وصیت کی تو تہائی مال میں تو وصیت نافذ ہوگی، اس سے زیادہ میں وارثوں کی اجازت کے بغیر نافذ نہیں ہوگی۔

۴...... اگر کسی کو اندیشہ ہو کہ وارث اس کی وصیت کو پورا نہیں کریں گے تو اس کو چاہئے کہ ایک دو ایسے آدمیوں کو، جو متقی اور پرہیز گار بھی ہوں اور مسائل کو سمجھتے ہوں، اس وصیت کو پورا کرنے کا ذمہ دار بنادے، اور وصیت لکھوا کر اس پر گواہ مقرر کر دے اور گواہوں کے سامنے یہ وصیت ان کے سپرد کر دے۔

۵...... وفات کے وقت آپ جتنی جائیداد کے مالک ہوں گے اس میں سے ایک تہائی میں وصیت نافذ ہوگی، اور باقی دو تہائی میں درج ذیل حصے ہوں گے۔
بیوی کا آٹھواں حصہ، والدہ کا چھٹا حصہ، بیٹی کا نصف۔ باقی بھائی بہنوں میں اس طرح تقسیم ہوگا کہ بھائی کا حصہ بہن سے دوگنا ہو۔

اسٹیمپ پر تحریر کردہ وصیت نامے کی شرعی حیثیت

س...... ہمارے والد صاحب کا انتقال، اس ماہ کی ۷ تاریخ کو ہوا تھا۔ انہوں نے اپنی زندگی میں ایک وصیت نامہ اسٹیمپ پیپر پر اپنی اولاد کے لئے چھوڑا ہے۔ جس کی رو سے ایک مکان ہم دونوں بھائیوں میں تقسیم کیا جائے۔ اور اسی طرح دوسرا مکان دو بہنوں میں برابر تقسیم کیا جائے۔ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ یہ وصیت نامہ کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ والد صاحب اگر اپنی زندگی میں اپنی جائداد کا بٹوارہ کر جاتے تو ٹھیک ہوتا۔ ہمارے والد کی والدہ صاحبہ بفضلہ تعالیٰ حیات ہیں اور ان کی ایک بہن بھی حیات ہیں اور وہ شادی شدہ ہیں۔ وصیت نامہ کی رو سے تو صرف ان کی اولاد ہی جائز حقدار ہو سکتی ہے۔ براہ کرم بتائیں کہ اسلامی رو سے اسٹیمپ پیپر پر وصیت نامہ کی کیا حیثیت

ہے؟

ج ...... اس وصیت نامہ کی حیثیت صرف ایک مصالحتی تجویز کی ہے۔ اگر سب وارث بخوشی اس پر راضی ہوں تو ٹھیک ہے ورنہ جائداد شریعت کے مطابق تقسیم کی جائے اور آپ کی دادی صاحبہ کا حصہ بھی لگایا جائے۔

کیا ماں کے انتقال پر اس کا وصیت کردہ حصہ بیٹے کو ملے گا

س ...... ایک ماں اپنے مرحوم بیٹے کی املاک میں سے اپنے حصہ کی وصیت لکھتی ہے کہ میرا حصہ میرے فلاں بیٹے "ع" کو دیا جائے تو کیا ماں کے انتقال کے بعد بھی وہ وصیت قابل عمل ہوگی؟ اور کیا وہ بیٹا ماں کا وہ حصہ لینے کا شرعی اور قانونی طور سے حقدار ہوگا یا نہیں؟ اور مرحوم بیٹے کی بیوہ پر وہ حصہ دینا شرعی اور قانونی طور سے لازم ہے یا نہیں؟ ازراہ کرم جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

ج ...... بیٹا ماں کا وارث ہے اور وارث کے لئے وصیت باطل ہے۔ لہٰذا جس طرح اس "ماں" کا دوسرا ترکہ شرعی حصوں کے مطابق اس کی پوری اولاد کو ملے گا۔ اسی طرح مرحوم بیٹے سے اس کو جو حصہ پہنچتا ہے وہ بھی شرعی حصوں پر تقسیم ہو کر اس کی ساری اولاد کو ملے گا۔

ورثاء کے علاوہ دیگر عزیزوں کے حق میں وصیت جائز ہے

س ...... میرا ایک نابالغ لڑکا ہے۔ اہلیہ کا انتقال ہو چکا ہے علاتی والدہ اور دو علاتی بھائی ہیں۔ ازروئے فقہ حنفی میرے وارث کون کون ہو سکتے ہیں؟ میں اپنی اولاد کے لئے تو وصیت نہیں کر سکتا لیکن کیا کسی ایسے اشخاص کے لئے وصیت کر سکتا ہوں جن کے مجھ پر قطعی اور قرار واقعی احسانات ہیں؟ (باپ شریک کو علاتی کہتے ہیں۔)

ج ...... لڑکا آپ کا وارث ہے۔ لڑکے کی موجودگی میں بھائی اور سوتیلی والدہ وارث نہیں۔ جو آپ کے وارث نہیں ان کے حق میں وصیت (تہائی مال کے اندر) کر سکتے ہیں۔

مرحوم کی وصیت کو تہائی مال سے پورا کرنا ضروری ہے

س ...... میرے والد نے فوت ہونے سے چند ماہ قبل وصیت یہ کی کہ میری جائیداد میں

میرا ثلث دو لاکھ روپے بنتا ہے۔ بعد میں اس ثلث کو اس طرح تقسیم کر لیں کہ دو حج بدل کریں، ایک میرے والد کے لئے، دوسرا میرے لئے، باقیماندہ رقم مدرسوں کو دیدیں۔ اب ہم خود یہ مسئلہ پوچھتے ہیں کہ یہ ثلث جو کہ بعد از موت والد کا ترک ہے اس میں سے کچھ ہم رکھ سکتے ہیں یا نہیں؟

ج ...... مرنے والا اگر ایک تہائی مال کے بارے میں وصیت کر جائے تو وارثوں کے ذمہ اس وصیت کا پورا کرنا فرض ہو جاتا ہے۔ پس آپ کے والد مرحوم نے جو ترکہ چھوڑا ہے اس کے ایک تہائی حصہ کے اندر ان کی وصیت کو پورا کرنا آپ کے ذمہ لازم ہے اور مرحوم نے جس طرح وصیت کی ہے۔ اسی طرح پورا کرنا ضروری ہے۔ یعنی ان کی طرف سے اور ان کے والد کی طرف سے حج بدل کرانا اور جو کچھ تہائی میں سے اس کے بعد بچ رہے اس کو مدرسوں میں دینا۔

وصیت کردہ چیز دے کر واپس لینا

س ...... میرے دادا اور دادی جان حج پر جاتے وقت اپنا مکان اور دو ٹیکسیاں میرے نام وراثت میں لکھ گئے تھے۔ اور کچھ زیورات میری والدہ کو دے گئے تھے۔ میرے دادا کی دو اولاد ہیں۔ یعنی ایک میری شادی شدہ پھوپھی جو کہ امریکہ میں قیام پذیر ہیں۔ اور دوسرے میرے والد جن کا میں اکلوتا بیٹا ہوں اور حج سے واپسی کے بعد میرے دادا نے وراثت نامہ واپس لے کر مکان کو کرائے پر اٹھا دیا۔ اور اب وہ مکان اور ٹیکسیوں کا کرایہ خود لے رہے ہیں۔ نیز تمام کا تمام اپنے تصرف میں لا رہے ہیں۔ آپ براہ کرم اس مسئلے پر اپنی عالمانہ رائے کا اظہار فرما کر ممنون فرمائیں۔

ج ...... آپ کے دادا نے آپ کے حق میں وصیت کی ہوگی اور وصیت کو مرنے سے پہلے واپس جا سکتا ہے۔ اس لئے آپ کے دادا کی وہ وصیت منسوخ سمجھی جائے گی۔

بھائی کے وصیت کردہ پیسے اور مال کا کیا کریں

س ...... میرا بھائی پی آئی اے میں ملازم تھا۔ میرے بھائی کے اخراجات سب میں نے برداشت کئے تھے۔ مزید یہ کہ وہ میرے پاس ہی رہتا تھا۔ پی آئی اے ہر سال ایک فارم پر کرواتی ہے جس میں ملازم سے پوچھا جاتا ہے کہ دوران ملازمت ملازم کے

مرجانے کی صورت میں اس کو ملنے والی رقم کا حقدار کون ہوگا۔ اس میں دو آدمیوں کی گواہی بھی ہوتی ہے اس طرح مرحوم ہر سال میرا ہی نام ڈلواتا رہا۔ اسی طرح مرحوم نے بیماری کے دوران اپنے قرض کا بھی تذکرہ کیا تھا کہ میرے مرنے کے بعد ان، ان لوگوں کا میں قرضدار ہوں، جب پی آئی اے سے پیسے ملیں تو ان لوگوں کو پیسے دے دینا۔

مرحوم کی وفات کے کئی ماہ بعد پی آئی اے نے ہم سے رابطہ قائم کیا اور سارا پیسہ ہمارے اکاؤنٹ میں ٹرانسفر کر دیا۔ اسی دوران پی آئی اے کی طرف سے ہمیں خطوط موصول ہوئے جن میں پیسہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔ ۱۔ فنڈ، ملازمت کے دوران محکمہ کچھ رقم ملازم سے لے لیتا ہے اور مرنے کی صورت میں یا ریٹائرمنٹ کی صورت مین جتنی رقم ہوتی ہے اتنی ہی ملا کر دے دیتا ہے۔ ۲۔ پنشن، ماہانہ پنشن مقرر کی ہے جو ہر ماہ پی آئی اے ادا کرے گی۔

مرحوم کے دوسرے بھائی، بہن بھی ہیں۔ مرحوم کے انتقال کے بعد میں نے بھائیوں سے کہا کہ مرحوم کا ساز و سامان اپنے ساتھ لے جاؤ تو انہوں نے کہا کہ یہ سب آپ کا ہے، آپ جس کو چاہیں دے دیں۔ تحریر کردہ مسئلہ کی روشنی میں یہ بتائیں کہ اس پیسے کا حق دار نامزد کردہ ہوگا یا تمام افراد اور یہ بھی بتائیں کہ بنک کے پیسوں کا حقدار کون ہوگا؟

ج...... آپ کے بھائی نے پی آئی اے کے فارم میں جو آپ کا نام نامزد کیا ہے، اس کی حیثیت وصیت کی ہے اور شرعی اصول کے مطابق وارث کے لئے وصیت صحیح نہیں اور اگر کر دی جائے تو وہ وصیت نافذ العمل نہیں ہوگی۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں آپ کے مرحوم بھائی کے نام پی آئی اے اور بنک سے جو رقم مل رہی ہے، سب سے پہلے تو اس رقم سے مرحوم کا قرضہ ادا کیا جائے۔ اس کے بعد جو رقم بچے اس کی حیثیت میراث کی ہے اور اس کی تقسیم ورثاء میں ہونی چاہئے لیکن اگر آپ کے چاروں بھائی اور بہن، مرحوم کی وصیت کو برقرار رکھتے ہوئے یہ کہہ دیں کہ ہم نے مرحوم بھائی کی ملنے والی رقم آپ کو ہبہ کر دی۔ تو پھر آپ کو وہ ساری رقم لینے کا حق ہوگا۔ بصورت دیگر ورثاء میں سے جو جو وارث مطالبہ کریں ان کے درمیان اس مال کی تقسیم میراث کے اصولوں کے مطابق ہوگی۔

بہنوں کے ہوتے ہوئے مرحوم کا صرف اپنے بھائی کے لئے وصیت کرنا جائز نہیں

س..... ایک نیک آدمی جو گورنمنٹ ملازم تھا نو ماہ کی بیماری کے بعد انتقال کر گیا۔ اس نے شادی نہیں کی تھی اور والدین کا انتقال ہو چکا ہے۔ اس کا صرف ایک بھائی ہے اور چار بہنیں ہیں۔ جس میں سے تین بہنیں شادی شدہ ہیں اور ایک بہن کی شادی نہیں ہو سکی۔ مرنے سے پہلے اس آدمی نے اپنی زمین اور دفتر سے واجبات کی ادائیگی کے لئے بھائی کو نامزد کیا ہے۔ زبانی بھی سب بہنوں کے سامنے کہا اور لکھ کر بھی دیا کہ میری ہر چیز کا مالک میرا چھوٹا بھائی ہے۔ اب آپ سے فقہ کی روشنی میں یہ پوچھنا ہے کہ اگر حکومت کی طرف سے مرنے والے کی پنشن اور دیگر واجبات مل جائیں تو صرف بھائی اس کا حقدار ہو گا یا بہنوں کو بھی حصہ دیا جائے گا جبکہ مرنے والے نے صرف بھائی کو ہی نامزد کیا ہے اور کہا ہے کہ میری ہر چیز کا مالک میرا بھائی ہے۔

ج..... مرحوم کی وصیت غلط ہے۔ بہنیں بھی حصہ دار ہوں گی۔ مرحوم کے ترکہ کے (جس میں واجبات وغیرہ بھی شامل ہیں) چھ حصے ہوں گے۔ دو بھائی کے اور ایک ایک چاروں بہنوں کا۔

س..... فقہ کی روشنی میں کیا حکومت اور مرنے والے کے دفتر والوں کو اس کی پنشن اور دیگر واجبات جو کہ تقریباً ڈیڑھ لاکھ بنتے ہیں اس کے نامزد کردہ بھائی یا بہنوں کو ادا کرنے چاہئیں جبکہ اس کے بیوی بچے نہیں ہیں اور والدین بھی نہیں یا یہ رقم دفتر والے خود رکھ لیں۔ کیونکہ دفتر والوں نے اس رقم کی ادائیگی سے نامزد کردہ حقیقی بھائی اور بہنوں کو انکار کر دیا ہے، یہ کہہ کر کہ مرنے والے کے بیوی بچے نہیں ہیں اور والدین بھی نہیں ہیں جبکہ فقہ کی روشنی میں اگر سگے بہن بھائی موجود نہ ہوں تو حقدار اور وارث بھتیجے اور بھانجے ہوتے ہیں۔

ج..... پنشن اور دیگر واجبات میں حکومت کا متعلقہ قانون لائق اعتبار ہے، اگر قانون یہی ہے کہ جب مرنے والے کے والدین اور بیوی بچے نہ ہوں تو کسی دوسرے عزیز کو پنشن اور دیگر واجبات نہیں دیئے جائیں گے تو دفتر والوں کی بات صحیح ہے، ورنہ غلط ہے۔

وصیت کئے بغیر مرنے والے کے ترکہ کی تقسیم جبکہ ورثاء بھی معلوم نہ ہوں۔

س ...... ایک افغانی شخص دوسری حکومت میں مثلاً افغانستان میں فوت ہو جائے اس کا ترکہ یہاں رہ جائے اور اس کا کوئی وارث معلوم نہ ہو اور نہ وصیت کی ہو تو کیا اس ترکہ کو یہاں کے مساکین یا مسجد یا مدرسہ یا دینی کتابوں پر خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

ج ...... اس شخص متوفی کا ترکہ اس کے ملک افغانستان بھیج دیا جائے تاکہ وہاں کی حکومت تحقیق کے بعد اس کے ورثاء میں تقسیم کر دے یہاں اس کے متروکہ کو خرچ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

ذوی الارحام کی میراث

(نوٹ : ذوی الارحام ان وارثوں کو کہا جاتا ہے کہ ان کے درمیان اور میت کے درمیان عورت کا واسطہ ہو۔ مثلاً بیٹی کی اولاد، یا پوتی کی اولاد)

س : ایک شخص فوت ہوا اس کی چھٹی پشت میں اس کی اولاد میں صرف ذوی الارحام ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل نقشہ سے معلوم ہوگی۔ اس شخص کا ترکہ چھٹی پشت کے ذوی الارحام پر کیسے تقسیم ہوگا۔

ا	ب	ج	د	ہ	و	
			ذکر	ذکر	ذکر	ا
					انثیٰ	ب
ذکر	ذکر	انثیٰ	انثیٰ	ذکر		
					ذکر	ج
			انثیٰ	انثیٰ	انثیٰ	د
ذکر	ذکر	انثیٰ	انثیٰ	ذکر	ذکر	ہ
					ذکر	و
ذکر	ذکر	ذکر	انثیٰ	انثیٰ		
					ذکر	ز
ذکر	انثیٰ	ذکر	انثیٰ	ذکر	انثیٰ	ح
انثیٰ	ذکر	انثیٰ	ذکر	انثیٰ	ذکر	ط
					انثیٰ	ی
انثیٰ	انثیٰ	انثیٰ	ذکر	ذکر		
					ذکر	یا
انثیٰ	انثیٰ	ذکر	انثیٰ	انثیٰ	انثیٰ	یب
					ذکر	یج
انثیٰ	انثیٰ	انثیٰ	انثیٰ	انثیٰ	انثیٰ	ید
					انثیٰ	یہ

ج: چھ پشتوں کے لئے دو صدیاں درکار ہوتی ہیں اور اس زمانے میں یہ عادۃً ممکن نہیں کہ کوئی شخص مرے اور اس کی چھٹی پشت میں صرف نواسے نواسیاں رہ جائیں۔ اس لئے آنجناب کا یہ سوال محض اس ناکارہ کا امتحان لینے کے لئے ہے اور امتحان کا موزوں وقت طالب علمی کا یا نوجوانی کا زمانہ تھا۔ اب اس غریب بڈھے کا امتحان لے کر آپ کیا کریں گے؟ اس لئے جی نہیں چاہتا تھا کہ اس کا جواب لکھوں، پھر اس خیال سے کہ آج تک کسی نے ذوی الارحام کی میراث کا مسئلہ نہیں پوچھا، جواب لکھنے کا ارادہ کر ہی لیا۔

پہلے یہ اصول معلوم ہونا چاہئے کہ جب پہلی پشت کے بعد ذوی الارحام (بیٹی کی اولاد) ہوں تو امام ابو یوسفؒ تو آخری پشت کے افراد کو لے کر ان کو للذکر مثل حظ الانثیین کے قاعدے سے تقسیم کر دیتے ہیں۔ اوپر کی پشتوں کو دیکھنے کی ضرورت نہیں سمجھتے۔ مثلاً آپ کے مسئلہ میں چھٹی پشت میں آٹھ لڑکے ہیں۔

یعنی ۱۔ ۳۔ ۵۔ ۶۔ ۷۔ ۹۔ ۱۱۔ ۱۳۔ اور سات لڑکیاں ہیں۔ یعنی: ۲۔ ۴۔ ۸۔ ۱۰۔ ۱۲۔ ۱۴۔ ۱۵۔

پس امام ابو یوسفؒ کے نزدیک یہ ترکہ کل ۲۳ حصوں پر تقسیم ہوگا۔ ۲۔ ۲ حصے لڑکوں کو اور ایک ایک حصہ لڑکیوں کو دے دیا جائے گا۔

اور امام محمدؒ سب سے پہلی پشت سے جس میں اختلاف ہوا ہو (یعنی اس پشت میں لڑکے اور لڑکیاں دونوں موجود ہوں) للذکر مثل حظ الانثیین (یعنی لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے حصے کے برابر) کے قاعدے سے تقسیم کرتے ہیں۔

دوسرا قاعدہ ان کے یہاں یہ ہے کہ جہاں لڑکے اور لڑکیاں موجود ہوں وہاں لڑکوں اور لڑکیوں کا حصہ الگ کر دیتے ہیں، اور اس قاعدے کو ہر پشت میں جاری کرتے ہیں۔

تیسرا قاعدہ ان کا یہ ہے کہ اوپر سے تقسیم کرتے وقت ہر لڑکے اور لڑکی کو ان کے فروع کے لحاظ سے متعدد قرار دیتے ہیں۔

اب ان قواعد کی روشنی میں اپنے مسئلہ پر غور کیجئے، اس میں پہلی پشت سے جو اختلاف شروع ہوا تو آخری پشت تک چلا گیا، اس لئے یہاں تقسیم پہلی پشت سے

شروع کی جائے گی :

پہلی پشت میں چار بیٹے اور چار بیٹیاں ہیں، لیکن پہلے بیٹے کے نیچے چار فروع ہیں، لہٰذا وہ چار کے قائم مقام ہو گا، اور تیسرے بیٹے کے نیچے دو فروع ہیں۔ لہٰذا وہ دو بیٹوں کے قائم مقام ہو گا۔ اس لئے لڑکے حکماً چار کے بجائے آٹھ ہو گئے، اور ہر لڑکیوں میں دوسری لڑکی کے نیچے دو فروع اور چوتھی کے نیچے تین، فروع ہیں ادھر اس لئے چار لڑکیاں حکماً سات لڑکیوں کے قائم مقام ہوئیں، چونکہ آٹھ لڑکے ۱۶ لڑکیوں کے قائم مقام ہیں اس لئے ۲۳ سے مسئلہ نکلے گا۔ ۱۶ حصے لڑکوں کے اور ۷ حصے لڑکیوں کے۔

دوسری پشت میں تقسیم کرتے ہوئے ہم نے لڑکوں اور لڑکیوں کے حصے الگ کر دیئے، لڑکوں کے نیچے اس پشت میں تین لڑکے اور ایک لڑکی ہے۔ لیکن پہلا لڑکا چار کے قائم مقام ہے اور تیسرا دو کے قائم مقام۔ لہٰذا حکما سات لڑکے اور ایک لڑکی ہوئی، اور ان کے حصے ۱۵ بنے، ان کے پاس سولہ حصے تھے جو ان پر تقسیم نہیں ہوتے۔ اور ان کے رؤس اور حصص کے درمیان تباین ہے لہٰذا اصل مسئلہ کو ۱۵ سے ضرب دینے کی ضرورت ہوگی۔ ادھر لڑکیوں کے خانے میں ایک لڑکا اور تین لڑکیاں ہیں۔ لیکن پہلی لڑکی دو لڑکیوں کے قائم مقام ہے، اور تیسری لڑکی تین لڑکیوں کے قائم مقام ہے، گویا حکما چھ لڑکیاں ہوئیں، اور لڑکے کا حصہ دو لڑکیوں کے برابر ہوتا ہے لہٰذا ان کا مسئلہ آٹھ سے نکلا۔ جب کہ ان کے پاس ۷ حصے تھے جو ان پر تقسیم نہیں ہوتے اور ان کے درمیان اور رؤس کے درمیان تباین ہے۔ لہٰذا لڑکوں کے فریق کے رؤس کو (جو ۱۵ تھے) پہلے لڑکیوں کے فریق کے رؤس سے (جو ۸ ہیں) ضرب دینگے، حاصل ضرب ۱۲۰ نکلا۔ پھر ۱۲۰ کو اصل یعنی ۲۳ سے ضرب دینگے، یہ ۲۷۶۰ ہوئے، اب لڑکوں کے حصوں (۱۶) کو ۱۲۰ سے ضرب دی تو ۱۹۲۰ لڑکوں کے فریق کا حصہ نکل آیا اور وہ پندرہ پر تقسیم کیا تو لڑکی کا حصہ ۱۲۸ اور لڑکوں کا ۱۷۹۲ ہوا۔ ادھر لڑکیوں کے ۷ حصوں کو ۱۲۰ سے ضرب دیں تو ۸۴۰ ان کا حصہ نکل آیا، اسے آٹھ پر تقسیم کیا تو بیٹے کا حصہ ۲۱۰ اور بیٹیوں کا ۶۳۰ ہوا۔

تیسری پشت میں دوسری پشت کے لڑکوں اور لڑکیوں کو پھر الگ خانوں میں

بانٹ دیا۔ چنانچہ فریق اول میں سات لڑکے الگ اور ایک لڑکی الگ کر دی گئی، اور اس لڑکی کے نیچے چھٹی پشت تک کوئی اختلاف نہیں اس لئے اس کا حصہ آخری پشت کو منتقل کر دیا گیا۔ اسی طرح فریق دوم میں بیٹے کو الگ اور چھ بیٹیوں کو الگ کر دیا گیا، اور چونکہ بیٹے کے نیچے آخر تک کوئی اختلاف نہیں۔ اس لئے اس کا حصہ اس کے چھٹی پشت کے وارث کو دے دیا گیا۔ اب فریق اول میں تین بیٹوں کے نیچے ایک بیٹی ہے جو چار کے قائم مقام ہے اور ایک بیٹا ہے جو دو بیٹیوں کے قائم مقام ہے اور ایک بیٹی تنہا ہے۔ لہٰذا ان کا مسئلہ ۹ سے نکلا۔ مگر ان کے حصے ۱۷۹۲ نو پر تقسیم نہیں ہوتے۔ اس لئے اصل مسئلہ کو ۹ سے ضرب دی۔ حاصل ضرب ۲۴۸۴۰ ہوا، پھر فریق اول کے حصہ ۱۷۹۲ کو ۹ سے ضرب دی تو ۱۶۱۲۸ ہوئے، ان میں سے بیٹے کا حصہ (جو دو بیٹوں یعنی کہ چار لڑکیوں کے برابر تھا) ۷۱۶۸ نکلا، اور پانچ بیٹیوں کا حصہ ۸۹۶۰ نکلا۔ ادھر فریق دوم کے پاس ۶۳۰ حصے تھے، ان کو ۹ سے ضرب دی تو ان کے حصے ۵۶۷۰ بن گئے، اس فریق کے رؤس ۷ ہیں۔ پانچ بیٹیاں اور ایک بیٹا، جب ۵۶۷۰ کو ۷ پر تقسیم کیا تو بیٹے کا حصہ ۱۶۲۰ ہوا اور ۵ بیٹیوں کا حصہ ۴۰۵۰ ہوا۔ اب دونوں فریقوں کے بیٹوں کا حصہ الگ اور بیٹیوں کا حصہ جدا کر دیا گیا۔

چوتھی پشت میں فریق اول کی بیٹیوں کے نیچے چار وارث ہیں۔ بیٹا، بیٹی (جو دو کے قائم مقام ہے) بیٹی۔ بیٹی۔ ان کا مسئلہ چھ سے نکلا۔ جبکہ ان کے حاصل شدہ حصے ۸۹۶۰ چھ پر تقسیم نہیں ہوتے۔ لہٰذا اصل مسئلہ کو چھ سے ضرب دینے کی ضرورت ہوگی۔ ادہر فریق دوم میں ایک بیٹا دو بیٹیوں کے قائم مقام ہے اور ایک بیٹی تین بیٹیوں کے قائم مقام ہے۔ لہٰذا ان کا مسئلہ ۷ سے نکلا، اور ان کے حصے ۴۰۵۰ سات پر تقسیم نہیں ہوتے، لہٰذا سات کو بھی اصل مسئلہ سے ضرب دینے کی ضرورت ہوگی۔ پہلے فریق اول کے رؤس (۶) کو فریق دوم کے رؤس (۷) سے ضرب دی۔ حاصل ضرب ۴۲ نکلا، پھر اس حاصل ضرب کو اصل مسئلہ ۲۴۸۴۰ سے ضرب دی تو حاصل ضرب ۱۰۴۳۲۸۰ نکلا، اسی سے پوری تقسیم ہوگی، فریق اول ۸۹۶۰ حصوں کو ۴۲ سے ضرب کیا تو ۳۷۶۳۲۰ ہوئے، ان کو چھ

تقسیم کیا تو لڑکے کا حصہ ۱۲۵۴۴۰ نکل آیا، اور چار لڑکیوں کا ۲۵۰۸۸۰ نکلا۔ ادہر فریق دوم کے ۴۰۵۰ حصوں کو ۴۲ سے ضرب دی تو ۱۷۰۱۰۰ ہوئے۔ ان کو سات پر تقسیم کیا تو بیٹے کا (جو دو بیٹیوں کے قائم مقام ہے) حصہ ۹۷۲۰۰ نکلا، اور بیٹی کا، جو تین بیٹیوں کی جگہ ہے، حصہ ۷۲۹۰۰ ہوا۔ اب ہم نے دونوں فریقوں کے بیٹے اور بیٹیوں کو پھر الگ کر دیا۔

پانچویں پشت میں فریق اول میں تین لڑکوں کے نیچے تین وارث ہیں۔ ایک بیٹا جو دو کے قائم مقام ہے، ایک بیٹی۔ اور ایک بیٹا۔ ان کا مسئلہ ۷ سے نکلا۔ ان کے حاصل شدہ حصوں ۲۵۰۸۸۰ کو سات پر تقسیم کیا تو بیٹی کا حصہ ۳۵۸۴۰ نکل آیا، اور تین بیٹوں کا حصہ ۲۱۵۰۴۰ ہوا، اور فریق دوم میں بیٹے کے نیچے بیٹا اور بیٹی کے نیچے بیٹی ہے۔ اس لئے ان کا حصہ بلا کم و کاست دونوں کے نیچے کے وارثوں کو منتقل کر دیا۔

چھٹی پشت میں نمبر ۱ اپنے دادا کا تنہا وارث ہے، اس لئے اس کے حصے ۱۲۵۴۴۰ اس کو منتقل کر دیئے۔ نمبر ۲ نمبر ۳ اور نمبر ۵ کو دو لڑکوں کی وراثت ملی، جو تین کے برابر ہیں اور ان کے حصے ۲۱۵۰۴۰ للذکر مثل حظ الانثیین کے اصول سے ان کو دیے گئے تو نمبر ۲ کا حصہ ۴۳۰۰۸، نمبر ۳ کا ۸۶۰۱۶۔ اور نمبر ۵ کا ۸۶۰۱۶ نکلا۔ نمبر ۴ اپنی والدہ کی تنہا وارث ہے۔ لہٰذا اس کا حصہ ۳۵۸۴۰ اس کو ملا، نمبر ۶ اور نمبر ۷ اپنے پر نانا کے وارث ہیں، اس کا حصہ ۳۰۱۰۵۶ دونوں کو برابر دیا گیا تو ہر ایک کا حصہ ۱۵۰۵۲۸ ہوا۔ نمبر ۸ والی لڑکی اپنی دادی کی دادی کی تنہا وارث ہے۔ اس لئے اس کا حصہ ۴۸۳۸۴ اس کو ملا۔ نمبر ۹ اپنے نانا کے نانا کا تنہا وارث ہے۔ لہٰذا اس کا حصہ ۷۹۳۸۰ اس کو ملا۔ نمبر ۱۰ اور نمبر ۱۱ پر ان کے دادا کے ۹۷۲۰۰ حصے للذکر مثل حظ الانثیین کے قاعدے سے تقسیم کئے گئے تو نمبر ۱۰ کا حصہ ۳۲۴۰۰ اور نمبر ۱۱ کا ۶۴۸۰۰ ہوا۔ نمبر ۱۲ اپنی والدہ کے دادا کی تنہا وارث ہے، اس کا حصہ ۶۸۰۴۰ اس کو مل گیا۔ نمبر ۱۳ نمبر ۱۴ اور نمبر ۱۵ اپنی نانی کے تین وارث ہیں۔ اس کا حصہ ۷۲۹۰۰ للذکر مثل حظ الانثیین کے قاعدے سے ان پر تقسیم ہوا تو نمبر ۱۳ کو ۳۶۴۵۰، نمبر ۱۴ کو ۱۸۲۲۵ اور نمبر ۱۵ کو

بھی ۱۸۲۲۵ ملے۔ ایک الگ کاغذ پر تقسیم کا نقشہ بھی لکھ کر بھیج رہا ہوں۔ کیونکہ آپ نے سوال کے خانے چھوٹے رکھے ہیں، جن میں حصوں کا اندراج مشکل ہے۔

۱۰۴۳۲۸۰=۴۲x۲۴۸۴۰=۹x۲۷۶۰ = ۱۲۰x۲۳

۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	
بیٹا		بیٹا	بیٹا ۱۶				بیٹا ۱۵	۱
		۱۶x۱۲۰=۱۹۲۰ ÷ ۱۵=۱۲۸						
=۹x۱۲۸ =۴۲ x۱۱۵۲ ۴۸۳۸۴		بیٹا	بیٹا ۱۷۹۲				بیٹا ۹	۲
		۱۷۹۲x۹=۱۶۱۲۸						
بیٹا		بیٹا ۷۱۶۸ =۴۲x ۳۰۱۰۵۶	بیٹی		۸۹۶۰		بیٹی ۶	۳
			۶۲۷۲۰ = ۶ ÷ ۳۷۶۳۲۰=۴۲x۸۹۶۰					
بیٹی		بیٹی	بیٹی	بیٹی	۲۵۰۸۸۰	بیٹی ۷	بیٹا ۱۲۵۴۴۰	۴
			۲۵۰۸۸۰ ÷ ۷=۳۵۸۴۰					
بیٹا		بیٹی	بیٹا	بیٹی ۳۵۸۴۰	۲۱۵۰۴۰	بیٹا ۵	بیٹا	۵
بیٹی ۴۸۳۸۴	بیٹا ۱۵۰۵۲۸	بیٹا ۱۵۰۵۲۸	بیٹا ۸۶۰۱۶	بیٹی ۳۵۸۴۰	بیٹا ۸۶۰۱۶	بیٹی ۴۳۰۰۸	بیٹا ۱۲۵۴۴۰	۶
۸	۷	۶	۵	۴	۳	۲	۱	

۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹
۷x۱۲۰=۸۴۰÷۸=۱۰۵		بچی	بچی		بچی	بچی
۶۳۰x۹=۵۶۷۰ ÷۷= ۸۱۰		بچی	بچی ۶۳۰		بچی ۷	بچا =۹x۲۱۰ =۴۲x۱۸۹۰ ۷۹۳۸۰
۱۷۰۱۰۰÷۷=۲۴۳۰۰ ۴۰۵۰x۴۲=۱۷۰۱۰۰		بچی ۴۰۵۰	بچا ۱۶۲۰ =۴۲x ۶۸۰۴۰		بچی	بچی
		بچی ۷۲۹۰	بچا		بچا ۹۷۲۰۰	بچا
		بچی	بچی		بچا	بچی
بچی ۱۸۲۲۵	بچی ۱۸۲۲۵	بچا ۳۶۴۵۰	بچی ۶۸۰۴۰	بچا ۶۴۸۰۰	بچی ۳۲۴۰۰	بچا ۷۹۳۸۰
۱۵	۱۴	۱۳	۱۲	۱۱	۱۰	۹

مکتبہ لدھیانوی کی مطبوعات

مولانا محمد یوسف لدھیانوی کی تصنیفات

نام کتاب	قیمت
1- آپ کے مسائل اور ان کا حل ..... جلد اول	130روپے
2- آپ کے مسائل اور ان کا حل..... جلد دوم	130روپے
3- آپ کے مسائل اور ان کا حل..... جلد سوم	130روپے
4- آپ کے مسائل اور ان کا حل..... جلد چہارم	110روپے
5- آپ کے مسائل اور ان کا حل ..... جلد پنجم	150روپے
6- آپ کے مسائل اور ان کا حل ..... جلد ششم	150روپے
7-ذریعۃ الوصول الیٰ جناب الرسولؐ.... بڑی	75روپے
8-ذریعۃ الوصول الیٰ جناب الرسولؐ .....چھوٹی	50روپے
9-شخصیات و تاثرات	120روپے
10-اختلاف امت اور صراط مستقیم مکمل	135روپے
11- عصر حاضر احادیث نبویؐ کے آئینے میں	30روپے
12-اطیب النغم	40روپے
13- رسائل یوسفی	120 روپے
14-نشر الطیب از اشرف علی تھانویؒ	90روپے

ناشر۔ عتیق الرحمان مکتبہ لدھیانوی

ملنے کا پتہ :دفتر ختم نبوت پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

جامع مسجد فلاح فیڈرل بی ایریا نصیر آباد بلاک 14کراچی نمبر38

آپ کے مسائل اور ان کا حل ایک نظر میں

جلد اوّل
عقائد، اجتہاد و تقلید، محاسن اسلام، غیر مسلم سے تعلقات، غلط عقائد رکھنے والے فرقے، جنت و دوزخ، توہم پرستی

جلد دوم
وضو کے مسائل، غسل، تیمم، پاکی سے متعلق عورتوں کے مسائل، نماز کے مسائل، جمعہ و عیدین کے مسائل

جلد سوم
نماز تراویح، نفل نمازیں، میت کے احکام، قبروں کی زیارت، ایصال ثواب، قرآن کریم، روزے کے مسائل۔ زکوٰۃ کے مسائل، منت و صدقہ

جلد چہارم
حج و عمرہ کے مسائل، زیارت روضۂ اطہر، مسجد نبوی، مدینہ منورہ، قربانی، عقیقہ، حلال اور حرام جانور، قسم کھانے کے مسائل

جلد پنجم
شادی بیاہ کے مسائل، طلاق و خلع، عدت، نان و نفقہ، پرورش کا حق، عائلی قوانین وغیرہ۔

جلد ششم
تجارت یعنی خرید و فروخت اور محنت و اجرت کے مسائل، قسطوں کا کاروبار، قرض کے مسائل، وراثت اور وصیت

جلد ہفتم
ہم تصویر، داڑھی، جسمانی وضع قطع، لباس، کھانے پینے کے شرعی احکام، والدین، اولاد اور پڑوسیوں کے حقوق، تبلیغ دین، کھیل کود، موسیقی، ریڈیو، خاندانی منصوبہ بندی، تصوف

جلد ہشتم
پردہ، اخلاقیات، رسومات، معاملات، سیاست، تعلیم اور وظائف، جائز و ناجائز، جہاد اور شہید کے احکام

جلد نہم
ڈارون کا نظریہ اور اسلام، اعضاء کی پیوندکاری، خودکشی سے بچانے کے لئے تین طلاق کا حکم، کنٹیکٹ لینز کی صورت میں وضو کا حکم، القرآن ریسرچ سینٹر کا شرعی حکم وغیرہ۔

جلد دہم
معجزہ شق قمر کے متعلق اہم کے بارے میں، مدارس و مساجد کی رجسٹریشن کا حکم، علمی دنیا سے معاشرتی بگاڑ، مسئلہ حیات النبی ﷺ